إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوْحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ (الانعام:۹۳)

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (ابوداود حدیث نمبر ۴۲۵۲)

شان رسالت، عقیدۂ ختم نبوت اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقائد سے آگاہ کرنے والی

طلباء وطالبات کیلئے بہترین تحفہ ، عوام الناس کیلئے نہایت مفید

سلسلہ ''**ایمانی خزائن**'' میں شامل کتاب

دروس ختم نبوت

یعنی

''ختم نبوت کورس''

تعلیمی اداروں میں کورس کروانے کیلئے انتہائی موزوں

بندہ محمد سیف الرحمٰن قاسم

غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوْبَهٗ وَسَتَرَ عُيُوْبَهٗ

فاضل جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ و جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ

جامعة الطيبات للبنات الصالحات گوجرانواله

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ ''ایمانی خزائن'' میں شامل

نام کتاب : **دروس ختم نبوت**

یعنی

ختم نبوت کورس

مصنف : بندہ محمد سیف الرحمٰن قاسم عفی عنہ

طبع اول : محرم ۱۴۳۲ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۰ء

تعداد : ۱۱۰۰

قیمت :

ناشر : جامعة الطيبات للبنات الصالحات

محلہ کنور گڑھ گلی نمبر ۴ کالج روڈ گوجرانوالہ

فون:03338150875

﴿فہرست﴾

موضوع	صفحہ نمبر
انتساب	۱۳
☆ پیش لفظ	۱۵
اسلام کی حفاظت کا قرآنی وعدہ	۱۵
نبوت کا جھوٹا دعوی بڑا جرم ہے	۱۶
نجات کا راستہ	۱۷
سبب تالیف دورۂ ختم نبوت	۱۷
دورہ میں پڑھائی جانیوالی چیزیں	۱۸
اِس کورس کی خصوصیات	۱۸
حضرت نانوتویؒ کے ارشاد پر عمل	۱۸
تدریس میں معاون کتابیں	۱۹
خود کو اعلیٰ نہ سمجھیں	۱۹
مرزائیوں کی بابت اہم فتوے	۲۰
تعارف روحانی خزائن	۲۱
روحانی خزائن کی تین فہرستیں	۲۲
باب نمبر۱	
اِس عقیدہ کی اہمیت اور دلائل	۳۰
اِس باب کا خلاصہ	۳۰
شرکاءِ کورس کا استقبالیہ	۳۱
عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت	۳۲
اسلام کے برحق ہونے کی دلیل	۳۳
واقعہ سے وضاحت	۳۴
منکرین سے حقانیتِ اسلام نہیں ہوسکتی	۳۴
یہ عقیدہ نہایت قطعی ہے	۳۵
عقیدۂ ختم نبوت غیر مسلموں کی نظر میں	۳۶
ختم نبوت کا مطلب کیا؟	۳۷
ختم نبوت کے عام فہم دلائل	۳۸
کچھ اور دلائل	۳۹
اذان اور جواب کی احادیث	۴۰
منکرین ختم نبوت کی بے بسی	۴۱
مرزائیوں کی اذان ناممکن	۴۲
عقیدۂ ختم نبوت کی تاریخ	۴۳
اس عقیدہ کے بغیر کوئی مسلمان نہ ہوا	۴۴
یہ عقیدہ شروع اسلام سے ہے	۴۴
عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر قبر میں اندھیرا	۴۵
شفاعت کیلئے اس عقیدہ کی ضرورت	۴۵
جنت میں داخلہ اس عقیدہ کے ساتھ	۴۶

موضوع	صفحہ نمبر
یہ عقیدہ کار آمد نقدی کی طرح	۴۸
منکرین ختم نبوت کے اعمال بے کار	۴۹
ایک مغالطہ اور اس کا حل	۵۱
قادیانیوں کی تفسیر حجت نہیں	۵۱
نہ کہو قادیانی جھوٹا تھا اس لئے نبی نہیں	۵۲
مولانا نانوتویؒ کے کلام سے دلیل	۵۳
قادیانی کا نبی ہونا ناممکن	۵۴
قادیانی کے کردار پر بحث کیوں؟	۵۴
قادیانی کی معمولی غلطی نا قابل معافی	۵۴
ان سے مباہلہ کی ضرورت نہیں	۵۵
آسمانی نشانات کا چکر	۵۶
قادیانیوں کی نظر میں منکرین کا حال	۵۷
﴿سوالات﴾	۵۹
باب نمبر ۲	
جھوٹوں کے واقعات	۶۱
اس باب کا خلاصہ	۶۲
ابن صیاد کے حالات	۶۳
اسود عنسی کے حالات	۶۴
طلیحہ بن خویلد کے حالات	۶۵
ابوبکر صدیقؓ کی بے مثال استقامت	۶۶
مسیلمہ کذاب کے حالات	۶۷
نبوت کا دعوی کرنے والی عورت	۶۹
مختار بن ابی عبید ثقفی کے حالات	۷۰
اسحاق اخرس مغربی	۷۲
ظلی بروزی کا ذکر (حاشیہ)	۷۳
مدعی نبوت کے حالات کو کیا پرکھنا؟	۷۴
عبداللہ بن میمون اہوازی	۷۴
فرقہ باطنیہ کے اثرات	۷۵
حجر اسود کو چوری کرنے والوں کا ذکر	۷۶
سید محمد جونپوری	۷۷
جھوٹے دعووں کی عظیم قباحت	۷۹
حاجی محمد فراہی کے حالات	۸۰
اکبر بادشاہ کا فتنہ	۸۱
یہ فتنہ ایک مہدوی کا برپا کردہ	۸۱
علی محمد باب کے احوال	۸۲
چور مچائے شور	۸۳
بابیت کا پھل کیسا؟	۸۴
بابیت کے مبلغین	۸۵
بہاء اللہ نوری اور عبدالبہاء	۸۷
عیسائیت کو پولس نے بگاڑا (حاشیہ)	۸۸

موضوع	صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر
صحابہؓ میں عقائد کا اختلاف نہ تھا	۸۹	دوسرے نکاح کے واقعات	۱۰۲
شیخینؓ کی محبت دلیلِ اسلام (حاشیہ)	۸۹	قاضی ضیاء الدین	۱۰۳
مدنی زندگی سے اسلام کی حقانیت	۹۰	محمد احسن امروہی	۱۰۳
بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت	۹۱	انعامی چیلنج کا طریقہ کس سے سیکھا	۱۰۴
بہائیوں کے کچھ عقائد و نظریات	۹۲	سر ظفر اللہ	۱۰۵
وحدت ادیان کا دھوکہ	۹۳	جلال الدین شمس	۱۰۶
مسلمانوں کو گرجوں میں جانے کا کہنا	۹۴	قاضی نذیر	۱۰۷
کونسا فرقہ سچا ہے؟	۹۴	عبد الرحمٰن خادم	۱۰۸
بہائیت کی فرضی فوقیت	۹۵	حکیم نور دین کی ضلالت	۱۰۹
اسلام کی حقانیت کا اقرار	۹۶	کفر کا سرغنہ	۱۰۹
قادیاں کے الہامی یعنی منشی غلام احمد	۹۶	بہشتی مقبرہ کے بارے میں	۱۱۱
مرزا کا اصل نام دسوندی تھا	۹۶	لاہوری مرزائیوں کا موقف	۱۱۲
مرزا کے جانشین	۹۷	لاہوری مرزائی کافر کیوں؟	۱۱۳
ریاض احمد گوہر شاہی	۹۸	﴿سوالات﴾	۱۱۵
فتنے بازوں کی مشترک نشانی	۹۹	**باب نمبر ۳**	
مرزا کے خاندان کا کردار	۹۹	مرزا قادیانی کے عجائبات	۱۱۷
مرزا کے خاص مریدین و معتقدین	۱۰۰	اس باب کا خلاصہ	۱۱۸
حکیم نور دین	۱۰۰	انبیاء کرام نیند میں بھی باہوش	۱۱۹
عبد اللہ سنوری	۱۰۱	عیسیٰ علیہ السلام سے افضلیت کا دعویٰ	۱۱۹
چھینٹوں کا واقعہ	۱۰۱	قاضی نذیر اور خادم سے	۱۲۰

موضوع	صفحہ نمبر
قادیانی عام آدمی سے بھی گیا گزرا تھا	١٢١
مدہوشی کے چند واقعات	١٢٢
مرزا کی بیماریوں کے عجائبات	١٢٦
انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی	١٢٦
مراقی ہونے کے عملی ثبوت	١٢٧
بیماریوں پر قادیانی کا فخر	١٢٨
قادیانی کے نسب کے عجائبات	١٢٩
تاریخ پیدائش کے عجائبات	١٣٠
تاریخ پیدائش کی بابت سوال کیوں؟	١٣١
مہدی بننے کیلئے ٨ سال عمر کم دکھائی	١٣٣
قادیانی کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں	١٣٤
دعا کیلئے ایک لاکھ روپے کا مطالبہ	١٣٤
غبن کے عجائبات	١٣٥
قادیانی کو ملنے والے القاب	١٣٧
پانچ اور پچاس ایک برابر	١٣٨
مال حرام کے استعمال میں لاجواب	١٣٩
پیشگوئیوں میں نجومیوں سے بدتر	١٤٠
قادیانی کے ہاں پیشگوئیوں کی اہمیت	١٤٠
پیشگوئیاں معیار نہیں	١٤٠
جھوٹے ہونے پر جماعت کو سنبھالنا؟	١٤٢
قادیانی کی موت کے عجائبات	١٤٣
﴿سوالات﴾	١٤٥
باب نمبر٤	
دعووں کا شہزادہ	١٤٧
اس باب کا خلاصہ	١٤٨
کونسا دعوی قابل سماع ہے	١٤٩
عقلاً ناممکن دعووں کی مثالیں	١٤٩
شرعاً ناممکن دعووں کی چند مثالیں	١٥٠
دعووں کی بہتات	١٥١
قادیانی کا دعوی ہی کذب کی دلیل ہے	١٥١
مسیحیت کا دعوی کفر	١٥١
دعووں کے چند عجائبات	١٥٢
قادیانی کے گھر بچے بھی حیات اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے	١٥٢
دعووں کے کچھ حوالہ جات	١٥٣
تین سو دلائل کا دعوی	١٥٤
نبی ﷺ پر قیاس کرنے کا جواب	١٥٥
سچائی کے جعلی معیار	١٥٦
﴿سوالات﴾	١٥٧
انتخاب از کلام حضرت نانوتویؒ	١٥٨

موضوع	صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر
باب نمبر ۵		مختلف دعووں کے اوقات	۱۷۵
قادیانیوں کی جعلی اصطلاحات	۱۵۹	پہلی کتاب میں مثیل مسیح کا دعوی	۱۷۶
اس باب کا خلاصہ	۱۶۰	مثیل کے استعمال پر چند ملاحظات	۱۷۷
مسیح موعود کی اصطلاح	۱۶۱	نزول مسیح کے امکان کا قول	۱۷۸
قادیانی کو صرف مسیح نہ کہنے کی وجہ	۱۶۳	انبیاء کرام کی شان میں گستاخیاں	۱۷۹
لفظ مسیح کے دو استعمال	۱۶۳	دو بعثت کی اصطلاح	۱۸۱
مسیح موعود کی لفظاً مناسبت مسیح دجال سے	۱۶۴	اہل سنت ظاہر نصوص کو لینے والے	۱۸۲
انجیل میں مسیح کذاب کا ذکر	۱۶۵	﴿سوالات﴾	
کفر سے پہلے فتوی تکفیر کی پیش گوئی	۱۶۶	**باب نمبر ۶**	
ظلی بروزی انعکاسی امتی نبی	۱۶۷	قادیانیوں کے عقائد و نظریات	۱۸۵
قاضی محمد نذیر کا حوالہ	۱۶۹	اس باب کا خلاصہ	۱۸۶
پیشگی ذہن سازی	۱۶۹	دوسرے ادیان کے عقائد کیسے؟	۱۸۷
آئینے میں حقیقت نہیں آجاتی	۱۷۰	حمد و نعت کا تلازم	۱۸۸
ان اصطلاحات کا بطلان	۱۷۱	ہمارے چار اصول	۱۸۸
احمد اور احمدی کی اصلاح	۱۷۱	قادیانیت شرک سے پاک نہیں	۱۸۹
احمد انبیاء سے صرف نبی ﷺ کا نام	۱۷۲	یہودیوں سے لئے ہوئے عقائد	۱۹۰
خود کو مامور کہنا	۱۷۳	یہودیوں کی کتابوں کا ترجمہ کرانا	۱۹۰
لفظ مثیل کا استعمال	۱۷۴	نصاریٰ سے لی ہوئی چند باتیں	۱۹۱
وکیلوں کی طرح جرح	۱۷۴	آریہ کا بنیادی عقیدہ اپنانا	۱۹۲
مثیل کی مثالیں	۱۷۵	مشبہہ اور فلاسفہ کے قدم پر	۱۹۳

موضوع	صفحہ نمبر
باطنی فرقہ سے نسبت تلمذ	۱۹۴
نصوص میں تاویل کب جائز؟	۱۹۴
لیلۃ القدر سے مراد قادیانی کا مرید	۱۹۵
مہدویہ سے لئے ہوئے عقائد	۱۹۶
۱۲ سال تک حکم الٰہی کو ٹالنے کا نظریہ	۱۹۷
جس حدیث کو چاہا رد کر دیا	۱۹۸
بابی خوان الحاد سے ریزہ چینی	۱۹۹
بہائی چشمہ زندقہ سے سیرابی	۲۰۱
سورۃ الحاقہ کی آیات سے استدلال	۲۰۲
قادیانی پر نیچریت کا رنگ	۲۰۴
نیچریت سے اخذ کردہ چند نظریات	۲۰۵
عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار	۲۰۶
صلیب کا اقرار	۲۰۷
معراج کا انکار	۲۱۰
فرشتوں کا انکار	۲۱۰
تمام انبیاء کی نبوت کا انکار	۲۱۲
خود نہ سمجھنا اور دوسروں کو ڈانٹنا	۲۱۲
قرآن میں تحریف	۲۱۳
ابوجہل سے بڑے کافر	۲۱۴
کلمہ، اذان اور نماز کا استہزاء	۲۱۵
حدیث نبوی اور عیسیٰ علیہ السلام کی توہین	۲۱۵
قادیانیت کا پھل	۲۱۶
قادیانی کا مائدہ	۲۱۷
دیگر انبیاء کرام کی توہین	۲۱۷
موسیٰ علیہ السلام کی توہین	۲۱۸
صحابہ کرامؓ کی توہین	۲۱۹
ظلی کا رد	۲۲۰
ان کے ہاں دین کا معیار قادیانی	۲۲۱
انبیاء بنی اسرائیل کی توہین	۲۲۲
ساری امت مسلمہ کی توہین	۲۲۳
شیخ عبدالقادر جیلانی کی توہین	۲۲۴
الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے	۲۲۴
﴿سوالات﴾	۲۲۵
اقتباس از قصائد قاسمی	۲۲۸
باب نمبر ۷	
عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عقائد	۲۲۹
اس باب کا خلاصہ	۲۳۰
اسلامی عقائد اور قادیانی نظریات	۲۳۱
سورۃ البقرۃ کی آیات کا انکار	۲۳۲
قادیانی کا شیطانی وحی پر ناز	۲۳۴

موضوع	صفحہ نمبر
مرزا خود ہی سب کچھ بنتا ہے	۲۳۴
ٹیڑھے دل والوں کی نشانیاں	۲۳۵
محکمات کی تعریف	۲۳۶
مرزائی متشابہات کے پیچھے ہیں	۲۳۶
ہر مجلس میں وفات مسیح کا ذکر	۲۳۸
ہر موقع پر خود کو اونچا رکھتا تھا (حاشیہ)	۲۳۷
دعوی پہلے دلائل بعد میں	۲۳۸
مرزائیوں کی چال سے بچنے کا طریقہ	۲۳۹
حیات مسیح پر گفتگو کب کی جائے	۲۴۰
یہ واقعات قرآن میں کیوں؟	۲۴۳
کیا یہ الزامی جواب ہے (حاشیہ)	۲۴۴
قادیانی کا یہودیت اختیار کرنا [حاشیہ]	۲۴۴
سورۃ آل عمران کی آیات کا استہزاء	۲۴۷
موجودہ اناجیل کی حقیقت	۲۴۹
آیات کے انکار اور استہزاء کی عبارات	۲۵۲
قادیانی کے ہاں زندگی بھر اسلام مردہ	۲۵۳
مرہم عیسیٰ کا ذکر	۲۵۴
قادیانی کا بڑا بول	۲۵۴
قادیانی کو انبیاء کرام کی توہین منظور	
خود پر تنقید برداشت نہیں	۲۵۴

موضوع	صفحہ نمبر
حضرت نانوتویؒ نے اسلام اور	
مسلمانوں کی صحیح ترجمانی کی	۲۵۶
مناظروں میں قرآن کی مخالفت	۲۵۸
قادیانی کی انبیاء کرام سے بغاوت	۲۵۹
نوح اور یوسف علیہما السلام کی توہین	۲۵۹
گستاخیوں کی وجہ سے یہود کا مردود ہونا	۲۶۱
سب اہل کتاب کیسے ایمان لائیں گے	۲۶۱
حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام قرآن کے ظاہر سے	۲۶۲
انکار کے ساتھ اقرار	۲۶۳
مرزا کے کلام میں شدید تعارض	۲۶۵
اپنے لئے نبی ﷺ کے اسماء کا استعمال	۲۶۶
قادیانیوں سے تفسیر قطعاً مردود	۲۶۷
تَوَفِّیْ کے معانی کی بحث	۲۶۸
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کھاتے ہیں؟	۲۶۹
غلو سے روکنا	۲۶۹
الوہیت مسیح کا نفیس رد	۲۷۰
عیسیٰ علیہ السلام کی عصمت کا اعلان	۲۷۲
مرزا قادیانی کے الزامات	۲۷۳
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی براءت	۲۷۴
علم غیب صرف اللہ کے پاس ہے	۲۷۶

موضوع	صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر
قادیانی گستاخ ہو کر مرا	۲۷۷	یہ عیوب مرزے میں ہوں گے	
مولانا ابراہیم سیالکوٹی کا واقعہ	۲۷۷	یا اس کے دادے پردادے میں	۲۹۹
ایک اہم اعتراض کے جواب	۲۷۸	﴿سوالات﴾	۳۰۰
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام شرک	۲۷۹	حضرت نانوتویؒ کے کچھ نعتیہ اشعار	۳۰۴
یسوع سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں	۲۸۰	**باب نمبر ۸**	
علماء اسلام کا موقف	۲۸۱	مرزائی اعتراضات کے جوابات	۳۰۵
سچے عیسائی تو محمد ﷺ کے پیروکار ہیں	۲۸۱	اس باب کا خلاصہ	۳۰۶
عیسیٰ علیہ السلام کا چھوٹی عمر میں کلام	۲۸۲	اصولی جواب شیخ صاحبؒ کے الفاظ میں	۳۰۷
ان عقائد کو نہ ماننے والے پکے دوزخی	۲۸۶	جھوٹی پیشگوئیاں	۳۰۹
قادیانی کی بھی سنو	۲۸۶	یونس علیہ السلام پر الزام کا جواب	۳۰۹
قادیانی کا اپنے بیٹے کو فوقیت دینا	۲۸۶	مرزائیوں کے اخلاق کے بارے میں	۳۱۰
کیا بیٹے نے حمل میں باتیں کیں	۲۸۶	قادیانی کے اخلاق کا نمونہ	۳۱۱
''رَبْوَۃ'' کے معنی میں تحریفات	۲۸۸	قادیانیوں کی حرمین سے نفرت	۳۱۱
عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی	۲۸۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی کہا	۳۱۲
نزول عیسیٰ علیہ السلام کی آیات	۲۹۱	عقل کو شریعت کے تابع کرو	۳۱۳
قرآنی عقیدے کو غلط کہا	۲۹۲	مرزا نے خود کو آخری نبی کہا	۳۱۴
نبی ﷺ کی آمد کی بشارت	۲۹۲	لمبی مہلت سے دھوکہ	۳۱۵
مرزائیوں کی آخرت خراب	۲۹۵	سورۃ الحاقہ کی آیات ختم نبوت کی دلیل	۳۱۶
قادیانیوں کا الحاد	۲۹۵	قادیانی دعوی نبوت میں ناکام تھا	۳۱۸
قادیانی کے کفریات کا نمونہ	۲۹۷	قادیانی عافیت سے محروم تھا	۳۱۸

موضوع	صفحہ نمبر
قادیانیت کی شہرت کیسی؟	۳۱۹
قادیانی کی سیرت سے دلیل کا جواب	۳۱۹
فَقَدْ لَبِثْتُ فِیكُمْ دلیل ختم نبوت	۳۲۰
مرزائی نبی ﷺ کو جھوٹا مانتے ہیں	۳۲۰
علماءِ لدھیانہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذکر	۳۲۱
بٹالوی کی تقریظ کالعدم	۳۲۱
مخالفین کے کردار سے حجت	۳۲۱
قرآن کے معجزہ ہونے کا انکار	۳۲۲
راقم کی طرف سے قادیانیوں کو چیلنج	۳۲۳
آیات قرآنیہ سے غلط استدلال	۳۲۴
اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ الآیۃ کا معنی	۳۲۴
شیخ چلی سے زیادہ بیوقوف	۳۲۶
آخر المساجد سے استدلال کا جواب	۳۲۸
لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ کا حل	۳۳۱
اور نبی نے دعوی خاتمیت نہ کیا (حاشیہ)	۳۳۲
ان کو اسماء الرجال پر بحث کا حق نہیں	۳۳۴
حضرت عائشہؓ کے اثر کا جواب	۳۳۴
مرزائی صحابہ کرامؓ کے مخالف ہیں	۳۳۵
اکابر کی عبارات کا ضابطہ	۳۳۵
ملا علی قاریؒ کی عبارت کا معنی	۳۳۶

موضوع	صفحہ نمبر
علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی غیرت ایمانی	۳۳۸
منکرین ختم نبوت کے لطائف	۳۳۸
حضرت نانوتویؒ کی عبارات کا مطلب	۳۳۹
مکمل اور نامکمل عبارت کا فرق	۳۴۰
دو جگہ خاتمیت سے افضلیت مراد	۳۴۱
ایک جگہ معنی سے علت مراد	۳۴۱
دوسرے مکتب فکر کے علماء کی تائیدات	۳۴۱
نبی الانبیاء کا معنی	۳۴۲
دوسرے مکتب فکر والوں سے التماس	۳۴۳
خادم گجراتی مرزائی کا مغالطہ	۳۴۴
﴿سوالات﴾	۳۴۵
مدینہ کی تڑپ از مولانا نانوتویؒ	۳۴۸
باب نمبر ۹	
اکابر کی خدمات اور ہماری ذمہ داریاں	۳۴۹
اس باب کا خلاصہ	۳۵۰
اکابر کی محنتوں کا اجمالی تذکرہ	۳۵۱
دینداری عقیدۂ ختم نبوت کا فیض ہے	۳۵۱
امام اعظمؒ اور حضرت نانوتویؒ کی خدمات	۳۵۲
حضرتؒ کا زمانہ اس فتنہ سے پہلے	۳۵۳
علماء لدھیانہؒ کی خدمات	۳۵۳

موضوع	صفحہ نمبر
قادیانی پرفتوی کفر الہامی تھا	۳۵۴
اکابر دیوبند کی احتیاط کیساتھ موافقت	۳۵۵
علماءِ لدھیانہ مسلکاً دیوبندی تھے	۳۵۶
قادیانی کا دعوی پیغمبروں سے بڑھ کر	۳۵۷
علماء لدھیانہ کی دیوبند تشریف آوری	۳۵۷
قادیانی کا مباہلہ سے فرار	۳۶۰
علماء لدھیانہ نے کافر کیوں کہا	۳۶۱
الہامات کو حقانیت اسلام کی دلیل بنایا	۳۶۵
عیسیٰ ہونے کا دعویٰ	۳۶۶
قادیانی ان الہامات میں معذور نہیں	۳۶۶
مرزا کی کچھ اور کفریہ عبارات	۳۶۷
اکابر سے کاٹنے کی سازش	۳۶۸
بٹالوی کا موقف اور اس کے نقصانات	۳۷۵
یہ امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوسکتی	۳۷۶
علماء لدھیانہ کا تارکین تقلید کو چیلنج	۳۷۸
مولانا سہارنپوری، حضرت شیخ الہند اور ان کی رفقاء کی خدمات	۳۷۹
علامہ کشمیریؒ کی خدمات	۳۸۰
مقدمہ بہاولپور کا ذکر	۳۸۱
مجلس تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی خدمات	۳۸۳

موضوع	صفحہ نمبر
عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی استقامت	۳۸۴
چند عبرتناک واقعات	۳۸۵
کورس کے شرکاء کا الوداعیہ	۳۸۷
سوالات	۳۸۹
باب نمبر ۱۰	
اہم صفحات کے عکس	۳۹۱
''تذکرۃ'' کے صفحات کا عکس	۳۹۵
سیرۃ المہدی کے صفحات کا عکس	۴۰۱
مرزا دعووں میں دھوکا خوردہ	۴۴۶
روحانی خزائن کے عکس	۴۸۹
''ایک غلطی کا ازالہ'' کا عکس	۵۵۷
مکمل تبلیغی پاکٹ بک سے عکس	۶۲۰
الحق المبین کا عکس	۶۲۶
الدلیل القوی کا عکس	۶۳۰
''بہاء اللہ و عصر جدید'' کا عکس	۶۳۲
پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ	۶۳۳
ائمہ تلبیس	۶۳۴
رئیس قادیان	۶۳۵
مرزائیوں سے گفتگو کے طریقے	۶۳۶
کلمۃ الاختتام	۶۴۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ، اَمَّا بَعْدُ !

ارشادِ باری ہے: وَمَن یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ج وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (البقرۃ:۲۱۷) ترجمہ:''اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر (کر کافر ہو جائے) اور کافر ہی مرے تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت (دونوں میں) برباد ہو جائیں گے اور یہ لوگ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ لا اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ز یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ط ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (المائدۃ:۵۴) ترجمہ:''اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والے جاننے والے ہیں''۔

پہلی آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص اسلام ترک کر کے کفر اختیار کرے وہ مرتد ہے اور یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی وجہ سے سابقہ زندگی کے حالت اسلام میں کئے ہوئے سب اچھے اور نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ جب اسلامی زندگی کے اعمال حسنہ بے کار ہو جائیں تو حالت کفر کے اعمال کس کام آئیں گے؟ دوسری آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مرتدوں سے مقابلہ

کرنے والے خدا تعالیٰ کے پسندیدہ برگزیدہ بندے ہوتے ہیں اللہ کا خاص فضل ہو تو مرتدوں سے مقابلے کی توفیق ملتی ہے اور کوئی شک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے مرتد ہیں۔

قادیانی نے ایسے منافقانہ انداز سے کفر پھیلانا شروع کیا کہ اکثر علماء کرام کو اس کی چالوں کا پتہ نہ چلا لیکن علماءِ لدھیانہ نے ۱۳۰۱ھ میں اس پر کفر کا فتوی دیا اور جب وہ کھل کر سامنے آیا تو ساری امت نے اُن کے فتوی کی تائید کی۔ تفصیلات ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں آئیں گی

بہر حال علماءِ لدھیانہ بازی لے گئے اور اس حدیث شریف کا مصداق ہوئے: مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ (مسلم کتاب الزکوۃ حدیث نمبر ۱۰۱۷) ترجمہ: ''جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ شروع کیا اس کو اس کا اجر ملے گا اور اجر ان لوگوں کو جو اس پر عمل کریں اس کے بغیر کہ ان کے اجر سے کچھ کمی ہو''۔ علماءِ لدھیانہ حنفی تھے اور ان کا مسلک علماءِ دیوبند والا تھا جیسا کہ آئندہ اوراق میں آرہا ہے یہ عاجز اس حقیر سی کاوش کا

انتساب

انہیں علماءِ لدھیانہ کی طرف کرتا ہے جنہوں نے اس فتنے کا ادراک کرتے ہوئے ابتداء سے امت مسلمہ کے ایمان کو بچانے کی کوشش کی (دیکھئے رئیس قادیاں ج ۲ ص ۱ تا ۳) اللہ تعالیٰ اِن کو ساری امت مسلمہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے آمین، ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور قادیانیت سمیت ہر قسم کے ظاہری و باطنی فتنوں سے بچائے آمین۔ فقط

بندہ محمد سیف الرحمٰن قاسم عفی عنہ

جامعة الطیبات للبنات الصالحات گوجرانوالہ

۱۴ رمضان ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶/ اگست ۲۰۱۰ء

بوقت چھ بجکر پانچ منٹ بعد از عصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: أَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ م بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ط وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ط كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ط فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ج وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ط كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ (الرعد:١٧) ترجمہ: اتارا اللہ نے آسمان سے پانی پھر بہنے لگے نالے اپنی بقدر پھر اوپر لے آیا وہ پانی جھاگ پھولا ہوا اور جس کو دھونکتے ہو آگ میں واسطے زیور یا اسباب کے اس میں بھی جھاگ ہے ویسا ہی۔ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ حق اور باطل کو پھر جھاگ تو جاتا رہتا ہے سوکھ کر اور جو لوگوں کو کام دیتا ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے۔

مختصر تفسیر: اس آیت مبارکہ میں دو مثالیں دی گئی ہیں ایک یہ کہ بارش ہوتی ہے تو خس وخاشاک اور جھاگ اوپر آجاتا ہے کچھ دیر کے بعد خس وخاشاک اور جھاگ جاتا رہتا ہے اور پانی باقی رہ جاتا ہے۔ دوسری مثال یہ کہ سونے چاندی یا دیگر معدنیات سے زیورات برتن یا ہتھیار وغیرہ جب تیار کرتے ہیں تو سونا نیچے رہ جاتا ہے میل کچیل اوپر آجاتا ہے تھوڑی دیر بعد خشک یا منتشر ہوکر میل کچیل جاتا رہتا ہے اور اصل کارآمد چیز معدنیات باقی رہ جاتی ہے۔ ایسے ہی حق وباطل کی کشمکش ہوگی بظاہر باطل غالب آئے گا اور حق کو دبا لے گا مگر یہ ابال وقتی ہوگا کچھ عرصے کے بعد اس کا جوش وخروش ختم ہوجائے گا حق باقی رہے گا اور باطل مٹ جائے گا۔

قرآنی وعدے کا پورا ہونا:

چنانچہ ایسا ہی ہوا بڑے بڑے فتنے آئے (ان فتنوں میں سرفہرست جھوٹے نبیوں کا فتنہ ہے) ان کے زمانوں میں بڑے فسادات ہوئے اسلامی حکومتوں کا بڑا نقصان ہوا اور بعض

مرتبہ تو حکمران ہی ایسے دعوے کر بیٹھے مگر خدا کا وعدہ پورا ہوا بالآخر وہ لوگ مٹ گئے، اللہ کا کلمہ بلند ہے۔ اور اس کے رسول ﷺ کا نام باقی ہے۔ دیکھئے اکبر بادشاہ نے اتنا فتنہ مچایا تھا آج اس کا نام لینے والا کوئی بھی نہیں اور جس اسلام کو وہ مٹانا چاہتا تھا وہ اب بھی باقی ہے۔

﴿ عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا ﴾

قادیانی سے کہیں زیادہ شعبدہ باز آئے مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا کے زمانہ میں چاند سورج دونوں کو رمضان کے مہینے میں گرہن لگا یہ مرزے کے سچے ہونے کی دلیل ہے (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص۳۶۶) حالانکہ ایسا تو ہوتا رہتا ہے [دیکھئے رد قادیانیت کے زریں اصول ص۲۷۸] لیکن بعض ایسے جھوٹے آئے جن کے زمانے میں اس چاند کے ساتھ ایک اور چاند طلوع ہوتا جو کئی میل تک دکھائی دیتا تھا (دیکھئے ائمہ تلبیس ج۱ ص۲۰۹) مگر جھوٹے تھے مٹ گئے دجال آئے گا تو وہ کیا کچھ دکھائے گا جو لوگ سائنس سے یا مادی کرامات سے متاثر ہو کر اللہ کے حکموں کو پس پشت ڈالنے والے ہیں خطرہ ہے کہ وہ دجال پر ایمان لے آئیں۔ بچے گا وہی جس کا پکا عقیدہ ہے کہ جو بھی ہو جائے نبی کریم ﷺ کے بعد کسی شخص کو بھی کسی طرح نبوت نہ ملے گی، رہا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول تو وہ انبیاء سابقین سے ہیں ان کو نبوت نبی کریم ﷺ کے بعد تو نہ عطا ہوگی۔ تو جب یہ دین اسلام اس طرح باقی رہنے والا ہے تو پھر نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی کیا ضرورت؟

﴿ نبوت کا جھوٹا دعویٰ بہت بڑا جرم ہے ﴾

ارشادِ باری ہے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (سورۃ الانعام:۹۳) ترجمہ: اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھے یا کہے کہ مجھ پر

وحی اتری حالانکہ اس پر کچھ بھی وحی نہیں اتری اور جو کہے میں بھی اتارتا ہوں جیسا کہ اللہ نے اتارا۔اور اگر تو دیکھے اس وقت کہ ظالم ہوں موت کی سختیوں میں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں بدلہ ملے گا ذلت کا عذاب، اس سبب سے کہ تم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں اور تم اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔

نجات کا راستہ: قرآن کریم کی رُو سے نبوت کا جھوٹا دعویدار بہت بڑا ظالم ہے اس پر وحی نہیں آتی اور کہتا ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے آیت کریمہ میں نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے انجام کا بھی ذکر ہے۔قادیانیو! سوچو جب تمہارے قائد کا یہ انجام ہے تو وہ تمہیں کیسے نجات دلائے گا؟ جیسے آلِ فرعون کو فرعون دوزخ میں لے جائے گا مرزا غلام احمد قادیانی مرزائیوں کو دوزخ لے جائے گا۔ قادیانیو! اگر نجات چاہتے ہو تو نہ صرف یہ کہ قادیانی کی اتباع سے توبہ کرو بلکہ اس سے براءت کا اعلان کرو اور اس کی نفرت کو دل میں بٹھاؤ اور زبان سے اس کا اظہار کرو

﴿سبب تالیف﴾

اس سال (۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء) گوجرانوالہ میں مردوں کیلئے عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں تربیتی بیانات ہوئے تو دِل چاہا کہ طالبات کو بھی اس فتنہ سے آگاہ کیا جائے اُدھر مدارس کی سالانہ تعطیلات ہو گئیں، وفاق کے امتحان کے بعد اس عاجز کا دو ہفتہ کیلئے لاہور میں ''دورۂ میراث'' کا وعدہ تھا۔اُس کے بعد رمضان المبارک کی آمد قریب تھی تو سوچا کہ زیادہ نہ سہی چلو ایک ہفتہ کا کورس ہو جائے لِاَنَّ مَا لَایُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ۔

چنانچہ چار اگست بروز بدھ موافق ۲۲ شعبان سے دس اگست بروز منگل موافق ۲۸ شعبان تک سات روزہ یہ کورس ہوا۔اختتام پر گیارہ اگست بروز بدھ موافق ۲۹ شعبان کو طالبات میں تقریری مقابلہ رکھا گیا جس میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، علماء اسلام کی خدمات اور حضرت نانوتویؒ کے کچھ اشعار کا ذکر ضروری تھا۔۱۲ راگست کو پہلا روزہ ہوا۔ وللہ الحمد علیٰ ذلک۔اس دورے میں اللہ نے بڑی برکات عطا فرمائیں درج ذیل چار چیزیں پڑھائی گئیں:

۱) سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر مختصر ومدلل کتاب ’’گلدستہ سیرۃ النبی ﷺ‘‘۔

۲) کتاب ’’ شواھد ختم النبوۃ من سیرۃ صاحب النبوۃ‘‘
یعنی عقیدۂ ختم نبوت سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں

۳) دورے کے آخر میں کتاب ’’حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت‘‘ سے قصائد قاسمی کے اشعار اور ان کی ضروری شرح پڑھائی گئی۔

۴) ان کے علاوہ اس دورے کیلئے کچھ اسباق ترتیب دے کر روز کے روز اس کے نوٹس دیئے گئے وہ نوٹس خاص اس کورس کیلئے ترتیب دیئے گئے تھے، ان سے پڑھنے والیوں کو بڑا فائدہ ہوا، علماء اور طلباء کو دکھائے گئے تو ان کو بھی بہت پسند آئے۔ پہلی تینوں چیزیں پہلے سے طبع شدہ ہیں دل چاہا کہ یہ نوٹس بھی کتابی شکل میں شائع ہو جائیں تا کہ کوئی اور ساتھی کورس کروانا چاہے یا بذریعہ خط وکتابت اس کو پھیلانا چاہے تو سہولت رہے۔ واللہ الموفق

کورس کی کچھ خصوصیات:

چونکہ یہ کورس طالبات میں کروایا گیا اس لئے کوشش کی گئی کہ انداز آسان سے آسان ہو اور مشکل ابحاث نہ ہوں بعض دقیق ابحاث ان شاء اللہ کتاب ’’ آیات ختم نبوت‘‘ اور کتاب ’’حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت‘‘ میں مل جائیں گی مزید ابحاث ان شاء اللہ ’’احادیث ختم نبوت‘‘ یا ’’نبی الانبیاء‘‘ میں آجائیں گی۔ کتاب کا انداز رد قادیانیت پر لکھی ہوئی دیگر کتب سے اِنْ شَاءَ اللّٰہ مختلف ہوگا لیکن جو کچھ ہے وہ اکابر کا فیض ہے۔

حضرت نانوتویؒ کا ارشاد:

حضرت نانوتویؒ نے ایک مقام پر حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات پر نبی کریم ﷺ کے معجزات کی فوقیت کو ثابت کیا ہندوؤں کے بارے میں فرمایا: ’’ دوسرے اکثر خوارق جن کے ذکر کرنے کی اس موقع میں ضرورت تھی ایسی فحش آمیز کہ ان کے ذکر کرنے کو جی نہیں چاہتا‘‘ (قبلہ نما ص ۱۷) [اس بعد بقیہ خوارق پر فوقیت کو ثابت بھی کیا ہے] حضرت نانوتویؒ

کے اس ارشاد کے پیش نظر اس کتاب میں قادیانیوں کی ایسی باتوں کے ذکر سے حتی الوسع اجتناب کیا گیا ہے۔

تدریس کیلئے معاون کتابیں:

جو حضرات ردِ قادیانیت پر کورس کروانا چاہیں وہ دیگر اکابر کے ساتھ مولانا یوسف لدھیانویؒ، مولانا منظور چنیوٹیؒ اور مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم کی کتابوں سے استفادہ کریں نیز ''آیات ختم نبوت'' اور ''حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت'' کو زیر مطالعہ رکھیں۔ قادیانی کے حالات کیلئے مولانا محمد رفیق دلاوریؒ کی کتابیں ائمہ تلبیس اور رئیس قادیاں لاجواب ہیں۔ قادیانیوں کے رسائل کے بجائے روحانی خزائن اور سیرۃ المہدی پاس رکھیں اور اگر سیرۃ المہدی مل جائے تو بھی کافی ہے اسی مقصد کیلئے کتاب کے آخر میں کتاب کے آخر میں اہم صفحات کا عکس لگایا گیا ہے، تا کہ ان کی شکل سامنے آئے نیز اگر کوئی کہے اس کتاب میں یہ نہیں تو آپ اس طبع کا مطالبہ کریں جس میں یہ حوالہ اس طرح ملتا ہو۔ اسلامی کتابوں کے صفحات کا عکس عموماً نہیں لگایا گیا کیونکہ وہ کتابیں آسانی سے دستیاب ہو جاتی ہیں اور بعض دلائل کیلئے تو کتاب کی بھی ضرورت نہیں جیسے اذان واقامت کے کلمات۔

آپ دوسروں کو تبلیغ کریں، سمجھائیں لیکن خود کو اعلیٰ نہ سمجھیں کیا بعید، اللہ ان کو بھی توبہ کی توفیق دے کر قبول کرلے مولانا لال حسین اختر جو تحریک تحفظ ختم نبوت کے عظیم قائد تھے پہلے مرزائی تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کورس کو پڑھانے کی توفیق دے تو نبی کریم ﷺ کی سیرت بھی ساتھ ضرور پڑھائیں۔ علاوہ ازیں کتاب میں جو سوالات دیئے گئے وہ حل کروائیں آخر میں تقریری مقابلہ کروائیں یہ سب کام واقعی مشکل ہیں ان کیلئے اللہ سے مدد مانگیں۔

اَللّٰهُمَّ لَاسَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزَنَ سَهْلًا اِذَا شِئْتَ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرزائیوں کے بارے میں اہم فتوے

۱۳۳۱ھ میں دار العلوم دیوبند کے مدرس مولانا محمد سہولؒ نے فتوی مرتب کر کے ہندوستان کے تمام علمائے کرام سے تصدیق حاصل کی فتوی یہ ہے کہ

۱ :...... مرزا غلام احمد قادیانی مرتد، زندیق، ملحد اور کافر ہے۔

۲ :...... یہ کہ اس کے ماننے والوں سے اسلامی معاملہ کرنا شرعاً ہرگز درست نہیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مرزائیوں کو سلام نہ کریں، ان سے رشتہ ناتہ نہ کریں ان کا ذبیحہ نہ کھائیں، جس طرح یہود، ہنود، نصاریٰ سے اہل اسلام مذہباً علیحدہ رہتے ہیں اسی طرح مرزائیوں سے بھی علیحدہ رہیں۔ جس طرح بول و براز، سانپ اور بچھو سے پرہیز کیا جاتا ہے اس سے زیادہ مرزائیوں سے پرہیز کرنا ضروری اور لازمی ہے۔

۳ :......مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنا ایسے ہے جیسے یہود و نصاریٰ اور ہنود کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۴ :......مرزائی مسلمانوں کی مساجد میں نہیں آسکتے مرزائیوں کو مسلمانوں کی مساجد میں عبادت کی اجازت دینا ایسے ہے جیسے ہندوؤں کو مسجد میں پوجا پاٹ کی اجازت دینا۔

۵ :...... مرزا غلام احمد قادیانی، قادیاں (مشرقی پنجاب، ہندوستان) کا رہائشی تھا، اس لئے اس کے پیروکاروں کو ''قادیانی'' یا فرقہ غلامیہ'' بلکہ جماعت شیطانیہ ابلسیہ کہا جائے۔

اس فتوی پر دستخط کرنے والوں میں حضرت شیخ الہندؒ، مفتی محمد حسنؒ صاحب، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا مرتضی حسن چاند پوریؒ، مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ جیسے حضرات تھے۔

<u>دوسرا فتوی :</u> ۱۳۳۲ھ میں دار العلوم دیوبند سے ایک فتوی جاری ہوا جس میں قادیانیوں سے رشتہ ناتہ حرام قرار دیا گیا اس پر مولانا اصغر حسین صاحبؒ مولانا اشرف علی تھانویؒ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ مولانا عبد القادر رائپوریؒ اور مفتی کفایت اللہ دہلویؒ جیسے حضرات کے دستخط تھے اس فتوی کا نام ہے ''فتوی تکفیر قادیاں'' (از آئینہ قادیانیت ص ۱۲۰، ۱۲۱)

﴾فہارس مجموعہ ''روحانی خزائن''﴿

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کو مرزائیوں نے ۲۳ جلدوں کے ایک سیٹ میں شائع کیا جس کا نام رکھا ''روحانی خزائن''۔ ہر جلد کے شروع میں جلال الدین شمس نے کتابوں کا تعارف کرایا اور مضامین کی فہرست لکھی۔ ذیل میں ردِ قادیانیت پر کام کرنے والوں کی آسانی کیلئے اس سیٹ کی کچھ فہرستیں دی جا رہی ہیں۔

روحانی خزائن کی ہر جلد کے شروع کے تیسرے صفحہ میں ان کتابوں کے نام ہیں جو اس جلد میں ہیں اور چوتھے صفحہ میں بسم اللہ اور حمد وصلاۃ کے بعد یوں لکھا ہے:

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام نے اسلام کی تائید میں اردو، فارسی اور عربی میں قریباً ۸۴ گراں قدر اور پر معارف تصانیف فرمائی ہیں حضرت مولانا جلال الدین شمس نے نہایت محنت سے اِن تصانیف کو روحانی خزائن کے نام سے تیئس جلدوں میں مرتب فرما کر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ کی طرف سے شائع فرمایا تھا۔ یہ کتب عرصہ سے نایاب تھیں

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی ارشاد کی تعمیل میں انگلستان سے یہ سیٹ آفسٹ پر شائع ہوا۔ اس میں

اُ۔ کتب میں مذکور آیات قرآنی کے حوالے حاشیہ میں درج کئے گئے ہیں

ب۔ سابقہ ایڈیشن کی کتابت کی غلطیوں کو درست کیا گیا ہے

ج۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی انگریزی عبارت کو ٹائپ کروایا گیا ہے تاکہ پڑھنے میں آسانی رہے

موجودہ سیٹ اسی ایڈیشن کا reprint ہے

والسلام

سید عبدالحی

ناظر اشاعت

﴾"روحانی خزائن" کی پہلی فہرست﴿

اس فہرست میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر جلد میں کون کونسی کتابیں ہیں اور وہ اس جلد میں جلال الدین شمس کی فہرست کے بعد کس کس صفحہ سے شروع ہوتی ہیں۔

۱) [روحانی خزائن 1] براہین احمدیہ حصہ اول ص ا، براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۵۳، براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۱۳۳، براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۳۱۲

۲) [روحانی خزائن 2] پرانی تحریریں ص ا، سرمہ چشم آریہ ص ۴۷، شحنہ حق ص ۳۲۳، سبز اشتہار ص ۴۴۷

۳) [روحانی خزائن 3] فتح اسلام ص ا، توضیح مرام ص ۴۹، ازالہ اوہام ص ۱۰۱

۴) [روحانی خزائن 4] الحق مباحثہ لدھیانہ ص ا، الحق مباحثہ دہلی ص ۱۲۹، آسمانی فیصلہ ص ۳۰۹، نشان آسمانی ص ۳۵۵

۵) [روحانی خزائن 5] اس میں ایک کتاب ہے: آئینہ کمالات اسلام یعنی دافع الوسواس [آئینہ کمالات اسلام کا دوسرا نام دافع الوسواس ہے روحانی خزائن ص ۳]

۶) [روحانی خزائن 6] برکات الدعاء ص ا، حجۃ الاسلام ص ۴۱، سچائی کا اظہار ص ۷۱، جنگ مقدس ص ۸۳، شہادۃ القرآن ص ۲۹۵

۷) [روحانی خزائن 7] تحفہ بغداد ص ا، کرامات الصادقین ص ۴۱، حمامۃ البشریٰ ص ۱۶۵

۸) [روحانی خزائن 8] نور الحق حصہ اول ص ا، نور الحق حصہ دوم ص ۱۸۷، اتمام الحجۃ ص ۲۷۳، سر الخلافۃ ص ۳۱۵

۹) [روحانی خزائن 9] انوار الاسلام ص ا، منن الرحمٰن ص ۱۲۷، ضیاء الحق ص ۲۴۹، نور القرآن اول ص ۳۲۴، نور القرآن دوم ص ۳۷۳، معیار المذاہب ص ۴۵۹

۱۰) [روحانی خزائن 10] آریہ دھرم ص ا، ست بچن ص ۱۰۹، اسلامی اصول کی فلاسفی

ص ۳۱۵

۱۱) [روحانی خزائن 11] انجام آتھم ۔یاد رہے کہ ص ۲۸۵ سے ضمیمہ انجام آتھم ہے۔

۱۲) [روحانی خزائن 12] سراج منیر ص ۱، استفتاء ص ۱۰۵، حجۃ اللہ ص ۱۳۹، تحفہ قیصریہ ص ۲۵۱ ،محمود کی آمین ص ۳۱۷،سراج الدین عیسائی کی چار سوالوں کا جواب ص ۳۲۵

۱۳) [روحانی خزائن 13] کتاب البریہ ص ۱، البلاغ ص ۳۶۷،ضرورۃ الامام ص ۴۷۱

۱۴) [روحانی خزائن 14] نجم الھدیٰ ص ۱، رازِ حقیقت ص ۱۵۱، کشف الغطاء ص ۱۷۷، ایام الصلح ص ۲۲۷، حقیقت المہدی ص ۴۲۷

۱۵) [روحانی خزائن 15] مسیح ہندوستان میں ص ۱، ستارہ قیصریہ ص ۱۰۹ ،تریاق القلوب ص ۱۲۷، تحفہ غزنویہ، ص ۵۲۹ روئیداد جلسہ دعاء ص ۵۹۳

۱۶) [روحانی خزائن 16] تحفہ الہامیہ ص ۱، لجۃ النور ص ۳۳۵

۱۷) [روحانی خزائن 17] گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۱ ،تحفہ گولڑویہ ص ۳۵، اربعین ص ۳۴۱

۱۸) [روحانی خزائن 18] اعجاز المسیح ص ۱، ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۰۵، دافع البلاء ص ۲۱۷، الھدیٰ ص ۲۴۵، نزول المسیح ص ۳۷۷

۱۹) [روحانی خزائن 19] کشتی نوح ص ۱، تحفۃ الندوۃ ص ۸۷، اعجاز احمدی ص ۱۰۵، ریویو برمباحثہ چکڑالوی وبٹالوی ص ۲۰۶، مواھب الرحمٰن ۲۱۷، نسیم دعوت ۳۶۱، سناتن دھرم ۴۶۵

۲۰) [روحانی خزائن 20] تذکرۃ الشہادتین ص ۱، سیرۃ الابدال ص ۱۲۹، لیکچر لاہور ص ۱۴۵، لیکچر سیالکوٹ ص ۲۰۱، لیکچر لدھیانہ ص ۲۴۹ ، رسالہ الوصیت ص ۲۹۹، چشمہ مسیحی ص ۳۳۳، تجلیات الٰہیہ ص ۳۹۳ ،قادیاں کے آریہ اور ہم ص ۴۱۷

۲۱) [روحانی خزائن 21] براہین احمدیہ جلد پنجم (۲۲) [روحانی خزائن 22] حقیقۃ الوحی

۲۳) [روحانی خزائن 23] چشمہ معرفت ص ۱، پیغام صلح ص ۴۳۷

﴾دوسری فہرست مجموعہ ''روحانی خزائن'' باعتبار حروف تہجی﴿

ا) آریہ دھرم [روحانی خزائن 10] (۲) آئینہ کمالات اسلام یعنی دافع الوساوس [روحانی خزائن 5] (۳) آسمانی فیصلہ [روحانی خزائن 4] (۴) اتمام الحجۃ [روحانی خزائن 8] (۵) اربعین [روحانی خزائن 17] (۶) ازالہ اوھام [روحانی خزائن 3] (۷) استفتاء [روحانی خزائن 12] (۸) اسلامی اصول کی فلاسفی [روحانی خزائن 10] (۹) اعجازِ احمدی [روحانی خزائن 19] (۱۰) اعجاز المسیح [روحانی خزائن 18] (۱۱) البلاغ [روحانی خزائن 13] (۱۲) الحق مباحثہ لدھیانہ [روحانی خزائن 4] (۱۳) الحق مباحثہ دہلی [روحانی خزائن 4] (۱۴) الہدیٰ [روحانی خزائن 18] (۱۵) انجام آتھم [روحانی خزائن 11] (۱۶) انوار الاسلام [روحانی خزائن 9] (۱۷) ایام الصلح [روحانی خزائن 14] (۱۸) ایک غلطی کا ازالہ [روحانی خزائن 18] (۱۹) براہین احمدیہ حصہ اول دوم سوم چہارم [روحانی خزائن 1] (۲۰) براہین احمدیہ جلد پنجم [روحانی خزائن 21] (۲۱) برکات الدعاء [روحانی خزائن 6] (۲۲) پرانی تحریریں [روحانی خزائن 2] (۲۳) پیغام صلح [روحانی خزائن 23] (۲۴) تجلیات الٰہیہ [روحانی خزائن 20] (۲۵) تحفۃ الندوۃ [روحانی خزائن 19] (۲۶) تحفہ الہامیہ [روحانی خزائن 16] (۲۷) تحفہ بغداد [روحانی خزائن 7] (۲۸) تحفہ غزنویہ [روحانی خزائن 15] (۲۹) تحفہ قیصریہ [روحانی خزائن 12] (۳۰) تحفہ گولڑویہ [روحانی خزائن 17] (۳۱) تذکرۃ الشہادتین [روحانی خزائن 20] (۳۲) تریاق القلوب [روحانی خزائن 15] (۳۳) توضیح مرام [روحانی خزائن 3] (۳۴) جنگ مقدس [روحانی خزائن 6] (۳۵) چشمہ مسیحی [روحانی خزائن 20] (۳۶) چشمہ معرفت [روحانی خزائن 23] (۳۷) حجۃ الاسلام [روحانی خزائن 6] (۳۸) حجۃ اللہ [روحانی خزائن 12] (۳۹) حقیقت المہدی [روحانی خزائن 14] (۴۰) حقیقۃ الوحی [روحانی خزائن 22] (۴۱) حمامۃ البشریٰ [روحانی خزائن 7] (۴۲) دافع البلاء

[روحانی خزائن 18] (☆) دافع الوسواس [روحانی خزائن 5] آئینہ کمالات اسلام کا دوسرا نام ہے (۴۳) رازِ حقیقت [روحانی خزائن 4] (۴۴) رسالہ الوصیت [روحانی خزائن 20] (۴۵) روئیداد جلسہ دعاء [روحانی خزائن 15] (۴۶) ریویو بر مباحثہ چکڑالوی وبٹالوی [روحانی خزائن 19] (۴۷) سبز اشتہار [روحانی خزائن 2] (۴۸) ستارہ قیصریہ [روحانی خزائن 15] (۴۹) ست بچن [روحانی خزائن 10] (۵۰) سچائی کا اظہار [روحانی خزائن 6] (۵۱) سراج الدین عیسائی کی چار سوالوں کا جواب [روحانی خزائن 12] (۵۲) سراج منیر [روحانی خزائن 12] (۵۳) سر الخلافة [روحانی خزائن 8] (۵۴) سرمہ چشم آریہ [روحانی خزائن 2] (۵۵) سناتن دھرم [روحانی خزائن 19] (۵۶) سیرۃ الابدال [روحانی خزائن 20] (۵۷) شحنہ حق [روحانی خزائن 2] (۵۸) شہادۃ القرآن [روحانی خزائن 6] (۵۹) ضرورۃ الامام [روحانی خزائن 13] (۶۰) ضیاء الحق [روحانی خزائن 9] (۶۱) فتح اسلام [روحانی خزائن 3] (۶۲) قادیاں کے آریہ اور ہم [روحانی خزائن 20] (۶۳) کتاب البریة [روحانی خزائن 13] (۶۴) کرامات الصادقین [روحانی خزائن 7] (۶۵) کشتی نوح [روحانی خزائن 19] (۶۶) کشف الغطاء [روحانی خزائن 14] (۶۷) گورنمنٹ انگریزی اور جہاد [روحانی خزائن 17] (۶۸) لجة النور [روحانی خزائن 16] (۶۹) لیکچر سیالکوٹ [روحانی خزائن 20] (۷۰) لیکچر لاہور [روحانی خزائن 20] (۷۱) لیکچر لدھیانہ [روحانی خزائن 20] (۷۲) محمود کی آمین [روحانی خزائن 12] (۷۳) مسیح ہندوستان میں [روحانی خزائن 15] (۷۴) معیار المذاہب [روحانی خزائن 9] (۷۵) منن الرحمٰن [روحانی خزائن 9] (۷۶) مواہب الرحمٰن [روحانی خزائن 19] (۷۷) نجم الھدیٰ [روحانی خزائن 14] (۷۸) نزول المسیح [روحانی خزائن 18] (۷۹) نسیم دعوت [روحانی خزائن 19] (۸۰) نشان آسمانی [روحانی خزائن 4] (۸۱) نور الحق اول، دوم [روحانی خزائن 8] (۸۲) نور القرآن اول دوم [روحانی خزائن 9] (☆) رسالہ الوصیت [روحانی خزائن 20] پہلے گزر چکا ہے۔

﴾تیسری فہرست مجموعہ ''روحانی خزائن'' باعتبار تاریخ﴿

اس میں یہ بتایا جائے گا کہ مرزا قادیانی نے کونسی کتاب کس سال تصنیف کی یا شائع کی۔ یہ بحث عموماً سیرۃ المہدی ج۲ص۱۵۰تا ص۱۵۴سے ماخوذ ہے کچھ باتیں روحانی خزائن کے شروع میں جلال الدین شمس کی تحریروں سے لی گئی ہیں۔ مرزا کا تصنیفی دور۱۸۷۹ء سے ۱۹۰۸تک ہے۔

☆ ۱۸۷۹ء اس سال ''پرانی تحریریں'' لکھی گئیں جو مختلف اخبارات اور رسائل میں شائع ہوئیں لیکن کتابی صورت میں پہلی مرتبہ ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئیں۔ روحانی خزائن کی دوسری جلد میں ان کو رکھا گیا (رخ ج۲ص۵)

☆ ۱۸۸۰ء اس سال ''براہین احمدیہ'' کا پہلا اور دوسرا حصہ شائع ہوا۔

☆ ۱۸۸۲ء اس سال ''براہین احمدیہ'' کا تیسرا حصہ شائع ہوا۔

☆ ۱۸۸۴ء اس سال ''براہین احمدیہ'' کا چوتھا حصہ شائع ہوا۔

☆ ۱۸۸۶ء اس سال ''سرمہ چشم آریہ'' کی تصنیف واشاعت ہوئی۔

☆ ۱۸۸۷ء اس سال ''شحنہ حق'' کی تصنیف واشاعت ہوئی۔

☆ ۱۸۸۸ء اس سال ''سبز اشتہار'' کی تالیف ہوئی (رخ ج۲ص۳)

☆ ۱۸۹۱ء اس سال ''فتح اسلام''، ''توضیح مرام'' اور ''ازالہ اوہام'' نیز ''الحق مباحثہ لدھیانہ'' اور ''الحق مباحثہ دہلی'' کی اشاعت ہوئی (رخ ج۴ص۳)

☆ ۱۸۹۲ء اس سال ''نشان آسمانی'' کی تصنیف واشاعت ہوئی۔

''آسمانی فیصلہ'' کی تصنیف واشاعت سیرۃ المہدی میں ہے کہ ۱۸۹۱ء کو ہوئی اور جلال الدین شمس نے کہا کہ اس کی اشاعت ۱۸۹۲ء کو ہوئی (رخ ج۳ص۳)

☆ ۱۸۹۳ء اس سال درج ذیل کتابوں کی اشاعت ہوئی

''آئینہ کمالات اسلام'' یعنی ''دافع الوسواس''، ''برکات الدعاء''، ''حجۃ الاسلام''،

''سچائی کا اظہار'' ، ''جنگ مقدس'' ، ''شہادۃ القرآن'' ، ''تحفہ بغداد'' ، ''کرامات الصادقین''۔

☆ ۱۸۹۴ء اس سال ''حمامة البشری'' ، ''نورالحق حصہ اول'' ، ''نورالحق حصہ دوم'' ، ''اتمام الحجۃ'' ، ''سرالخلافۃ'' ، ''انوارالاسلام'' کی تصنیف واشاعت ہوئی۔

☆ ۱۸۹۵ء اس سال ''منن الرحمٰن'' ، ''ضیاء الحق'' ، ''نورالقرآن نمبر۱ ، نورالحق نمبر۲'' ، ''معیارالمذاہب'' ، ''آریہ دھرم'' اور ''ست بچن'' کی تصنیف واشاعت ہوئی۔

☆ ۱۸۹۶ء اس سال ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کی اشاعت ہوئی۔

☆ ۱۸۹۷ء اس سال ''انجام آتھم'' ، ''سراج منیر'' ، ''استفتاء'' ، ''حجۃ اللہ'' ، ''تحفہ قیصریہ'' ، ''محمود کی آمین'' ، ''سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب'' کی اشاعت ہوئی۔

☆ ۱۸۹۸ء اس سال ''کتاب البریۃ'' ، ''البلاغ'' ، ''ضرورۃ الامام'' ، ''نجم الھدیٰ'' ، ''رازِ حقیقت'' ، ''کشف الغطاء'' کی اشاعت ہوئی۔

☆ ۱۸۹۹ء اس سال ''ایام الصلح'' ، ''حقیقت المہدی'' ، ''مسیح ہندوستان میں'' ، ''ستارہ قیصریہ'' شائع ہوئیں اور ''تریاق القلوب'' کی تصنیف ہوئی۔

☆ ۱۹۰۰ء اس سال یہ کتابیں آئیں: ''تحفہ غزنویہ'' ، ''روئیداد جلسہ دعاء'' ، ''لجۃ النور'' ، ''اربعین'' ، ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد''۔

☆ ۱۹۰۱ء اس سال کی کتابیں: ''خطبہ الہامیہ'' ، ''اعجاز المسیح'' ، ''ایک غلطی کا ازالہ''۔

☆ ۱۹۰۲ء اس سال کی کتابیں ''دافع البلاء'' ، ''الھدیٰ'' ، ''نزول المسیح'' ، ''کشتی نوح'' ، ''تحفۃ الندوۃ'' ، ''اعجاز احمدی'' ، ''ریویو برمباحثہ چکڑالوی وبٹالوی''۔

☆ ۱۹۰۳ء اس سال کی کتابیں: ''مواہب الرحمٰن'' ، ''نسیم دعوت'' ، ''سناتن دھرم'' ، ''تذکرۃ الشہادتین'' ، ''سیرۃ الابدال''۔

☆ ۱۹۰۴ء اس سال کی کتابیں لیکچر لاہور [جس کا نام ہے: اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب] لیکچر سیالکوٹ [جس کا نام ہے: اسلام]

☆ ۱۹۰۵ء اس سال کی کتابیں: ''لیکچر لدھیانہ''، ''رسالہ الوصیت''، ''براہین احمدیہ'' حصہ پانچواں۔

☆ ۱۹۰۶ء اس سال ضمیمہ الوصیۃ ''چشمہ مسیحی'' اور ''تجلیات الہیہ'' کی اشاعت ہوئی۔

☆ ۱۹۰۷ء اس سال ''حقیقۃ الوحی'' نیز ''قادیاں کے آریہ اور ہم'' کی اشاعت ہوئی۔

☆ ۱۹۰۸ء اس سال ''چشمہ معرفت''، ''پیغام صلح'' کی اشاعت ہوئی

☆☆☆☆☆☆☆

﴿قارئین سے التماس﴾

۱) کتاب میں جو غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں اس میں جو کوئی اچھی بات ہو وہ اللہ کی مہربانی سے ہے۔اور جو خامی ہو وہ میری کمزوری یا کوتاہی کی وجہ سے ہے۔

۲) اس کتاب میں بعض مضامین مکرر ہو گئے ہیں لیکن وہ مختلف عنوانات کے تحت ہیں ان شاءاللہ ان کا تکرار بے فائدہ نہیں ہوگا۔

۳) اگلی کتابوں کی تکمیل واشاعت اور قبولیت کیلئے بھی دعا فرماتے رہیں جن میں ایک کتاب '' نبی الانبیاء ﷺ '' اور ایک کتاب ہے ''اوصاف عیسیٰ علیہ السلام''۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ [ابراہیم:۲۷] قَالَ ﷺ نَزَلَتْ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ یُقَالُ لَہٗ مَنْ رَبُّکَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰہُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ ﷺ (مسلم ج۲ص۳۸۶)

باب نمبر ۱

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

اور

اس کے کچھ دلائل کا بیان

باب نمبر ۱ کا خلاصہ

ارشاد باری ہے : یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً (البقرة:۲۰۸)
ترجمہ:''اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ'' اور پورے دین پر عمل بغیر عقیدۂ ختم نبوت کے ہو نہیں سکتا کیونکہ اگر نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانا جائے تو وہ شریعت کے جس حکم میں چاہے تبدیلی کرے ماننا ہوگا جو لوگ نبی کریم ﷺ تو کیا امت مسلمہ کے اکابر سے جدا کرتے ہیں وہ مسلمان کو اسلام سے دور کر رہے ہوتے ہیں ارشادِ نبوی ہے: اَلْبَرَکَةُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ (المستدرک ج ۱ ص ۶۲) ترجمہ:''برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے''۔

قادیانی نے اپنی کتابوں میں اپنی آراء کو لکھا اپنے مریدوں کو اکابر سے نہ جوڑا ہمیشہ اپنی مار تار ہا دعوی پہلے بناتا دلائل بعد میں تلاش کرتا تھا گویا وہ نصوص کو اپنے تابع کرتا تھا، خود کو نصوص کے تابع نہ کرتا تھا وہ اس کا مصداق تھا: اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ط فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْ م بَعْدِ اللّٰهِ ط اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ (الجاثیہ:۲۳) ترجمہ:''بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور باوجود جاننے بوجھنے کے (گمراہ ہو رہا ہے تو) اللہ نے (بھی) اس کو گمراہ کر دیا اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اب اللہ کے سوا اس کو کون راہ پر لا سکتا ہے تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے ۔

مرزائیوں جیسے فتنے بازوں سے دور رہنا بہت ضروری ہے ارشادِ باری ہے: وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (سورۃ الکھف:۲۸) ترجمہ: اور اس کی بات نہ مانو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے
الغرض عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیاد ہے ہر مسلمان کو اس کے بارے میں شرح صدر ضروری ہے قبر اور حشر میں نبی کریم ﷺ کا کلمہ کام دے گا اور ایمان کا مقصد تو آخرت کی کامیابی ہی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ !

درس نمبرا : کورس میں شرکت کرنے والوں کا استقبالیہ

ہم اِس کورس میں شرکت کرنے والے تمام افراد کے تہِ دل سے شکرگزار ہیں آپ حضرات نے اپنا قیمتی وقت ہمیں دے کر اعزاز بخشا، اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائیں۔آپ کی اِس کورس میں شرکت مبارک ہو اللہ تعالیٰ ان کا آنا قبول فرمائے اورآپ کو پورے طور پر مستفید ہونے اور ہمیں آپ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

آپ کا مقصد جتنا بڑا ہے ہمارے اوپر ذمہ داری بھی اتنی ہی بڑی ہے حضرت ابو ہریرہؓ علم دین حاصل کرنے کیلئے نبی ﷺ کی خدمت میں رہا کرتے تھے ایک مرتبہ نبی ﷺ نے اُن کو حضرت ابوطلحہؓ کا مہمان بنا دیا، وہ اُن کو گھر لے گئے وہاں سوائے بچوں کے کسی کا کھانا نہ تھا اپنی بیوی حضرت ام سلیمؓ سے کہا بچوں کو کسی طرح سلا دو اور کھاتے وقت چراغ کو درست کرنے کے بہانے بجھا دینا انہوں نے اندھیرے میں مہمان کو یہ تاثر دیا کہ وہ کھا رہے ہیں سارا کھانا مہمان کو کھلا دیا اور خود بھوکے رات گزاری صبح نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بذریعہ وحی بتایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل پر بہت خوش ہوئے سورۃ الحشر کی یہ آیت ان کے حق میں اتری: وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰىٓ اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (بخاری ج۲ص ۷۲۵، ۷۲۶ مع الحاشیۃ) ''اوران کواپنی جانوں پہ مقدم رکھتے ہیں اگر چہ ان کوخود احتیاج ہو''۔

مرزائی شبہات پیدا کر کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اس کورس کا مقصد یہ ہے کہ اس عقیدے کی اہمیت سمجھ آجائے اور اس پر وارد شبہات اور ان کے جواب معلوم ہوں اور دوسرے مسلمانوں کی اس حوالے سے مدد کر سکیں وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ [رواہ مسلم مشکوۃ ص ۳۲] ''اور بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی مدد کرتے ہیں''

درس نمبر۲ : عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت

سب افراد ایک مرتبہ بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انسان کے کام اچھے ہونے چاہئیں عقیدے کی کونسی بات ہے؟

یہ بہت بڑی جہالت ہے جب تک انسان کا عقیدہ درست نہ ہوگا نجات نہ ہوگی اگر عقائد درست ہوئے تو کبھی نہ کبھی جنت چلا ہی جائے گا اور اگر عقیدہ غلط ہو، ایمان پلے نہ ہو تو کبھی بھی جنت نہ جائے گا ارشادِ باری ہے: **اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ** (آل عمران:۹۱) ترجمہ: ''بیشک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور مر گئے کافر تو ان میں سے کسی سے نہ قبول کیا جائے گا زمین کے برابر سونا اگر چہ دے کر چھوٹنا چاہے ایسے لوگوں کیلئے دردناک عذاب ہے اور ان کو کوئی مددگار نہیں''۔

اسلام کے تین عقیدے بنیادی ہیں: توحید، رسالت اور آخرت مگر ان سب کی اصل رسالت ہے کیونکہ ایمان آنحضرت ﷺ کی کامل تصدیق کا نام ہے (شرح عقائد ص۱۱۹) یعنی آنحضرت ﷺ نے جو کچھ اللہ کی طرف سے پہنچایا اس کو ماننا ایمان ہے بیشک قرآن کا درجہ حدیث سے زیادہ ہے مگر قرآن بھی تو نبی کریم ﷺ کی زبان ہی سے ملا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کے بھی خالق ہیں مگر ہمیں اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت نبی ﷺ سے حاصل ہوئی اس لئے ہمارے ایمان کی بنیاد نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی ہی ہے۔

جب یہ بات طے ہوگئی کہ ہمارے دین اسلام کی بنیاد نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی ہے تو آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ پھر تو آنے والا نبی معیار بنے گا نبی کریم ﷺ کی فوقیت وعظمت تو معاذ اللہ ختم ہو جائے گی۔

درس نمبر۳ : اِس عقیدے کی اہمیت ایک اور انداز میں

عیسائیوں یہودیوں نے انبیاءِ کرام کی تعلیمات کو خراب کر دیا پہلے انبیاء کے نام اور ان کی صحیح تعلیمات ہمیں نبی ﷺ ہی سے ملی ہیں اس لئے ہماری نجات صرف آپ پر ایمان لانے اور آپ کی فرمانبرداری میں ہے جس چیز کا علم آپ سے قطعی اور یقینی ہے اس پر عمل اگر ضروری نہ ہو تب بھی ماننا اس کو ضروری ہوتا ہے جیسے مسواک کرنا سنت ہے علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں مسواک کو سنت ماننا فرض ہے اور اس کے سنت ہونے کا انکار کفر ہے [دیکھئے انوارِ انوری ص۴۴ تا ۴۶]

قرآن کریم سارے کا سارا نبی ﷺ سے قطعی طور پر ثابت ہے اس لئے قرآن کی کسی بات کا انکار کفر ہے، قرآن کے جس لفظ کا معنیٰ قطعی معلوم ہو اس معنیٰ کا انکار بھی کفر ہے جیسے ''وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ''(البقرۃ:۴۳)''نماز قائم کرو زکوۃ ادا کرو'' اس میں صَلٰوۃ اور زَکٰوۃ سے خاص عبادات مراد ہیں اگر کوئی شخص خواہ وہ دنیا کی نظر میں کتنا بڑا دانشور ہو نماز اور زکوۃ کا انکار کرے اور ان کا کوئی اور ہی معنیٰ کرے تو ایسا شخص مسلمان نہیں ہے کیونکہ اس نے ایک ایسے معنیٰ کا انکار کر دیا جس پر شروع سے اب تک سب مسلمان متفق چلے آرہے ہیں۔

اسلام کے برحق ہونے کی ایک دلیل:

اللہ کے جتنے انبیاء ہوئے ان میں سوائے آنحضرت ﷺ کے کسی کی تعلیمات محفوظ نہیں اور نہ ہمیں قطعی ذرائع سے اُن کا علم ہے اس لئے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی اتباع ہمارے لئے ممکن نہیں عیسیٰ علیہ السلام بے شک اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے لیکن آج عیسائیوں کے پاس عیسیٰ علیہ السلام کی صحیح تعلیمات ہی نہیں تو عیسائی مذہب اختیار کرنے سے نجات کیسے ہوگی؟ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات محفوظ بھی ہیں اور قطعی ذرائع کے ساتھ ہمیں پہنچی بھی ہیں پھر اِن تعلیمات میں عقیدۂ ختمِ نبوت بھی قطعی ہے تو اب پہلے انبیاء کی امت میں داخل ہونے کا حکم اس

لئے نہیں کہ اُن کا کامل اتباع ہمارے لئے ممکن نہیں ،اور نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کے کسی دعوے دار کی اتباع اس لئے جائز نہیں کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہے لہذا نجات آنحضرت ﷺ ہی کی اتباع میں رہ گئی۔

<u>ایک واقعہ سے وضاحت:</u>

چند سال قبل ایک آدمی کے پاس جاپانی موٹر سائیکل پڑا ہوا تھا اور وہ بہت سستا دے رہا تھا کہنے لگا پہلے کہیں اس کے پرزے ملا کرتے تھے اب اس کے پرزے دستیاب نہیں اب اس کو کوئی کباڑیا خریدے تو خریدے لیکن جس نے موٹر سائیکل چلانی ہو وہ کبھی نہ خریدے گا تو جب اچھی کمپنی کا بنا ہوا موٹر سائیکل اس وجہ سے بے قیمت ہے کہ اس کے پرزے نہیں ملتے تو جس دین کی تعلیمات ہی نہیں ملتیں وہ قابل عمل کیسے ہوگا۔

<u>منکرین ختم نبوت اسلام کی حقانیت ثابت نہیں کر سکتے:</u>

مرزا قادیانی نے اشتہار دیا کہ میری کتاب براہین احمدیہ میں اسلام کی حقانیت کے تین سو دلائل ہوں گے اُس کا بیٹا کہتا ہے کہ کتاب کی چار جلدوں میں ایک دلیل کا ذکر ہے اور وہ بھی نامکمل نیز یہ بھی کہتا ہے کہ وہ تین سو دلیلیں جل گئی تھیں[سیرۃ المہدی ج ۱ص ۱۱۲] حقیقت یہ ہے کہ سارے قادیانی مل کر بھی اسلام کی حقانیت ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ اسلام کی حقانیت کیلئے عقیدۂ ختم نبوت کا اظہار ضروری ہے اور جو ختمِ نبوت کا منکر ہے اس کی کوشش ہوگی کہ اسلام کا بطلان کرے تا کہ اپنی نبوت کیلئے گنجائش نکالے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام کو برحق وہی کہے گا جو اسلام کو زندہ دین مانے گا یعنی وہ یہ مانے گا کہ نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک ایک جماعت اہل حق کی ہمیشہ رہی ہے اور اب بھی ہے اور منکرین ختم نبوت ہمیشہ اس کے انکاری رہے ہیں کیونکہ جب اہل حق کی جماعت کی وجہ سے چودہ سو سال تک کسی نبی کی ضرورت نہ رہی تو آج کسی نبی کی کیا ضرورت ہوگئی؟ نیز جب وہ جماعت دین کو سمجھانے کیلئے کافی ہے تو نئے نبی کی کیا حاجت پیش آگئی؟

درس نمبر ۴ : عقیدۂ ختم نبوت نہایت قطعی عقیدہ ہے

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ختم نبوت کے موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے ''ختم نبوت کامل'' اس میں عقیدۂ ختم نبوت پر ۱۰۰ آیات ۲۱۰ حدیثیں اور بہت سے علماء کے فتاوی پیش کیے۔ مرزائیوں کا ایک خطرناک مبلغ تھا قاضی نذیر فیصل آباد کا۔ اس نے مفتی صاحب کے جواب میں ایک کتاب لکھی '' الحق المبین فی تفسیر خاتم النبیین '' اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد امتی نبی ہوسکتا ہے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے(۱)

اللہ نے اس عاجز کو اس موضوع پر سوچنے کی توفیق دی تو قرآن پاک سے ختم نبوت پر اتنے دلائل نظر آئے کہ نوسو سے زیادہ صفحات کی کتاب میں قرآنی دلائل پورے نہ آسکے بہت سے استدلال بعد میں ذہن میں آئے۔ ان دلائل کو ایک کتاب میں شائع کیا جس کا نام ہے'' آیات ختم نبوت'' اس کتاب کو پڑھ کر آپ کو سمجھ آئے گا کہ عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی نصوص سے تو ثابت ہے ہی، کلمہ طیبہ، ارکان اسلام اور شعائر اسلام اس کی حفاظت کرتے ہیں نیز نبی کریم ﷺ کی سیرت بتاتی ہے کہ آپ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ سیرۃ النبی ﷺ سے ختم نبوت کے دلائل کی بابت الگ سے ایک کتابچہ بھی اردو، عربی انگلش میں اس عاجز نے شائع جس کا نام ہے ''شواھد ختم النبوۃ من سیرۃ صاحب النبوۃ'' یعنی ''عقیدۂ ختم نبوت سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں''۔ ان شاء اللہ اِن دروس میں بھی ان دلائل کی ایک جھلک آپ کو نظر آئے گی، اور آپ کو یہ بھی سمجھ آجائے گا کہ امتی نبی یا ظلی بروزی نبی کی شریعت اسلامیہ میں کوئی اصل نہیں ہے۔

نوٹ: فوٹو سٹیٹ برصفحہ ۶۲۶، ۶۲۷

---

۱) اُس کے الفاظ یوں ہیں: جماعت احمدیہ حضرت عیسی علیہ السلام کو وفات یافتہ ماننے کی وجہ سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اسی منصب پر مامور من اللہ اور مجدد اسلام تسلیم کرتی ہے اور آپ کو امتی نبی ہی مانتی ہے نہ کہ نئی شریعت لانے والا یا مستقل نبی (الحق المبین ص۲)
حالانکہ اگر عیسی علیہ السلام فوت ہو بھی گئے ہوں تو قادیانی نبی کیوں اسود عنسی یا مسیلمہ کذاب کیوں نہیں؟

درس نمبر ۵ : عقیدۂ ختم نبوت غیر مسلموں کی نظر میں

غیر مسلم بھی اس کو مانتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کو آخری نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں ہے۔اسی لئے ہندوؤں اور عیسائیوں نے مرزا قادیانی کو مسلمانوں کا ترجمان ماننے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ ایک ہندو پنڈت لیکھرام نے مرزا قادیانی سے کہا تھا کہ اس کلمہ سے ہم بندۂ مامور ہیں اور زیادہ تر آپ کے اشتہار کی پہلی اور دوسری سطر سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مبارک لکھ کر اُن کے برابر آپ کو ظاہر کیا ہے اس موقع پر بیجا نہ ہوگا کہ اگر ہم حضرات علماءِ اسلام کو متوجہ کریں کیونکہ خاص و عام اہل اسلام پر اظہر من الشمس ہے کہ حضرت رسالت پناہ ختم المرسلین ہیں پس ایسے دعویدار پر تعزیر شرعی کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے (از رئیس قادیان جلد اول ص ۹۷ باب ۲۴)

[یاد رہے کہ لیکھرام ۱۸۸۵ء کو قادیاں میں آیا تھا (سیرۃ المھدی ج ۲ ص ۱۵۱) اور علماء لدھیانہ نے اس سے پہلے ۱۳۰۱ھ میں قادیانی کو کافر کہہ چکے تھے (رئیس قادیاں ج ۲ ص ۱،۲) کیونکہ براہین احمدیہ کا تیسرا حصہ ۱۸۸۲ء میں اور چوتھا حصہ ۱۸۸۴ء کو طبع ہوا تھا (سیرۃ المھدی ج ۲ ص ۱۵۱) لیکن چونکہ قادیانی پوری طرح کھل کر سامنے نہ آیا تھا اس لئے اکثر علماء ابھی اس کی تکفیر میں توقف کرتے تھے لیکن بعد میں سب علماء نے اس کو کافر کہا جیسا کہ اگلے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے]

مرزا قادیانی نے پادری کلارک کو خط لکھا کہ میرے مقابلہ میں کوئی نامور پادری کھڑا کیا جائے پادری ہنری مارٹن کلارک نے ۱۲ مئی ۱۸۹۳ء کو ایک اشتہار میں جو مسیحی جریدہ ''نور افشاں'' لدھیانہ میں بطور ضمیمہ شائع ہوا لکھا کہ چونکہ علماءِ اسلام مرزا غلام احمد کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دیتے ہیں اس لئے ہم ان کو نمائندہ اسلام کی حیثیت سے اپنے مقابلہ میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتے (رئیس قادیان ج ۲ ص ۱۵۸،۱۵۹)

ایک اشتہار میں لکھا کہ چونکہ اسلام کے بڑے مستند علماء آپ کو کسی اسلامی فرقے میں

داخل نہیں کرتے بلکہ دائرۂ اِسلام ہی سے جس میں تمام اسلامی فرقے شامل ہیں خارج کرتے ہیں ایسی حالت میں آپ اِسلام کے مقتدا ہو کر اس مباحثہ میں نہیں آسکتے جنڈیالہ [علاقے] کے مسلمانوں نے آپ کو پیش کیا لیکن جیسی ان کی عقل ہے آپ اس کو جانتے ہیں چنانچہ آپ خود بھی لکھ چکے ہیں اس لحاظ سے تو میں اہل اسلام کی طرف سے آپ کو قبول نہیں کرسکتا (رئیس قادیان ج۲ص۱۵۹) اندازہ کریں کہ جس عقیدے کو غیر مسلم بھی اسلام کا قطعی عقیدہ کہیں قادیانیوں نے اُس عقیدے کا انکار کیا اور مسلمانوں کو اس کے بارے میں شک میں ڈالنے کی کوشش کی۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ ، رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا

درس نمبر۶ : ختم نبوت کا مطلب کیا؟

ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جہان کی ہدایت کیلئے جن انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا ہمارے آقا ہمارے محسن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ان کے آخری فرد ہیں۔آپ کا نام باقی، آپ کا دین قائم، آپ کی تعلیمات زندہ، آپ پر نازل ہونیوالی کتاب ہر جگہ موجود، آپ کی شریعت کو سمجھنے سمجھانے والے ہر طرف پائے جاتے ہیں(۱)۔اس امت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں آپ کے بعد آپ کے خلفاء اور امت مسلمہ کے اکابر کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہے، کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں آپ ہی قیامت تک آنے والے انسانوں اور جنوں کے نبی ہیں۔سب کی نجات آپ پر ایمان لانے میں اور آپ کی اتباع میں ہی ہے۔

---

۱) ارشادِ نبوی ہے: لا یزال من امتی امة قائمة بامر الله (شرح السنۃ ج۱۴ص۲۱۲ بخاری ج۱ص۱۶، مسلم ج۳ص۱۵۲۵ ترمذی ج۲ص۴۳ مشکوۃ ج۳ص۱۷۶۹) ''ہمیشہ رہے گی میری امت سے ایک جماعت اللہ کے حکم کو قائم کرنے والی'' سبحان اللہ دنیا بھر کے ادیان میں دین اسلام ہی کا ثبوت اپنے نبی ﷺ سے متواتر ہے اور جس جماعت کے ذریعے اسلام متواتر ہے اس جماعت کا ذکر جس حدیث میں ہے وہ حدیث سند کے اعتبار سے بھی متواتر ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

درس نمبر ۷: ختم نبوت کے چند عام فہم دلائل

حضرت ابن عمرؓ کی مشہور حدیث ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (بخاری حدیث نمبر۸ مسلم کتاب الایمان حدیث نمبر ۱۶) پہلا رکن کلمہ شہادت دوسرا رکن نماز تیسرا رکن زکوۃ چوتھا رکن روزہ پانچواں رکن حج ہے "آیات ختم نبوت" میں ہم نے ان پانچوں ارکان سے ختم نبوت کو ثابت کیا ہے چند آسان باتیں سمجھ لیں:

۱) کلمہ شہادت کے دو حصے ہیں: ایک اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ جب تک بندہ ان پر قائم ہے ایمان کا پہلا رکن اُس کے پاس موجود ہے کسی نئے نبی کو ماننے کی کوئی ضرورت نہیں رہا انبیاءِ سابقین پر ایمان تو وہ آپ پر ایمان لانے کے ضمن میں موجود ہے۔ تو جیسے آپ کو اور آپ سے پہلے انبیاء کو ماننے بغیر انسان مسلمان نہیں اسی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) شیخ خلیل ابراہیم ملا خاطر فرماتے ہیں: ومما خص الله به هذه الامة ان لا يجمعها على ضلالة وانه سيبقى منها طائفة عا الحق ظاهرين حتى يقاتل آخرها الدجال وحتى قيام الساعة ، الحديث ى ... الموضوع متواتر والحمد لله قال ﷺ لا تزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق ، لا يضرهم من خذلهم حتى يأتى امر الله وهم كذلك " والحديث فى الصحيحين وغيرهما عن جابر ومعاوية بن ابى سفيان والمغيرة بن شعبة وعقبة بن عامر وسعد بن ابى وقاص وجابر بن سمرة وثوبان وابى هريرة وابى امامة و عمر بن الخطاب وجبير بن نفير وغيرهم رضى الله عنهم

حاشیہ میں لکھتے ہیں: استوعبت طرقه ـ حسب ما امكننى ـ فبلغت عن عشرين صحابيا فى تعليقى على كتاب " مسالة الاحتجاج بالشافعى ......" للخطيب البغدادى (صفحة ۴۴ـ۴۷)طبع الرياض وانظر النظم المتناثرة صفحة ۹۳(عظيم قدره ورفعة مكانته عند ربه عزوجل صفحة ۱۳۰،۱۳۱)

طرح آپ کے بعد جھوٹے نبوت کے دعویداروں کی تکذیب بھی ضروری ہے۔

۲) نماز ختم نبوت کی دلیل ہے کیونکہ نماز میں کہا جاتا ہے ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اگر کسی اور نبی کو آنا ہوتا تو نماز میں اس کا ذکر ہوتا یا اللہ ایسی نماز کو اٹھا دیتا جس میں نبی کریم ﷺ کا ذکر ہے آنے والے کا نہیں۔ بعد میں جو نبی آتا وہ اپنے نام کی نماز لے کر آتا۔

۳) حج اس طرح دلیل ختم نبوت ہے کہ حج خانہ کعبہ کا کیا جاتا ہے اور پہلی کتابوں میں تھا کہ آخری نبی دو قبلوں والے ہوں گے ان کا دوسرا قبلہ خانہ کعبہ ہوگا اور خانہ کعبہ نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ قبلہ ہے اس طرح خانہ کعبہ نیز حج وعمرہ بھی ختم نبوت کی دلیلیں ہیں۔

۴) زکوۃ اس طرح ختم نبوت کی دلیل ہے کہ زکوۃ اس سے لی جائے گی جو کلمہ شہادت بھی پڑھے اور نماز بھی ادا کرے (بخاری طبع کراچی ج ا ص ۱۸۷) اور نماز میں پھر کلمہ شہادت آئے گا اس لئے مرزائی سے نہ زکوۃ لی جائے نہ اس کو دی جائے اگر چہ وہ کتنا ہی غریب ہو۔ اگر ان کی کوئی تنظیم زکوۃ کی وصولی یا تقسیم کا کام کرے تو اس سے مسلمانوں کو مکمل بائیکاٹ ضروری ہے۔

درس نمبر ۷ : چند اور دلائل

اذان واقامت میں ،اذان واقامت کے جواب میں ،وضو اور اذان کے بعد والی دعاؤں میں ،عام نمازوں میں، احرام اور طواف کے بعد کی رکعتوں میں ،نمازِ جنازہ میں، خطبہ جمعہ میں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے خطبوں میں، خطبہ نکاح میں آنحضرت ﷺ ہی کی رسالت کا ذکر ہے اور یہ اعمال باقی ہیں ختم نبوت کے منکران سب اعمال کے دشمن ہیں۔ ختم نبوت کے بارے میں اشکال کرنے والو! پہلے ان ارکان واعمال کو ختم کرو پھر بات کرنا۔ اذان کے بعد درود شریف میں اور اذان کے بعد کی دعاؤں میں حضرت محمد رسول اللہ کا ہی ذکر ہے (دیکھئے مسلم طبع ہند ج ا ص ۱۶۶، ۱۶۷)

اذان اور جواب کے بارے میں چند احادیث:

۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب مؤذن نے کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ تو تم میں سے کسی نے کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر مؤذن نے کہا اَشْهَدُ اَن لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو اس نے کہا اَشْهَدُ اَن لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پھر مؤذن نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو اس نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر مؤذن نے کہا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ تو اس نے کہا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر مؤذن نے کہا حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ تو اس نے کہا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر مؤذن نے کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ تو اس نے کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر مؤذن نے کہا لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صدق دل سے اس نے کہا لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو جنت میں داخل ہوگا" (مسلم ج۱ص۱۶۷، ابوداود مع بذل المجہود ج۱ص۳۰۱) اقامت کا جواب بھی اسی طرح ہے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہا جائے (ابوداود مع البذل ج۱ص۳۰۱،۳۰۲)

۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْناً غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ (مسلم ج۱ص۱۶۷) "جس نے اذان کو سن کر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْناً (اس کا ترجمہ یوں ہیں: گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں میں اللہ کو رب مان کر اور محمد ﷺ کو رسول مان کر اور اسلام کو دین مان کر راضی ہوں) اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَايَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ

صَلاةً صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْراً ثُمَّ سَلُوْا لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا یَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَ اَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ ﴾ (مسلم ج۱ص۱۶۶) ''جب تم مؤذن کی اذان سنو تو تم بھی اسی قسم کے الفاظ جواب میں دہراؤ پھر آخر میں مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرماتا ہے پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ کی دعاء کرو کیونکہ وہ ایک مرتبہ (مقام) ہے جنت میں وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک کے لئے ہوگا اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں گا پس جس نے میرے لئے وسیلہ کی دعاء مانگی اس کیلئے میری شفاعت ضرور ہوگی''۔ اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد پہلے درود شریف پڑھا جائے پھر دعاء وسیلہ مانگی جائے۔

۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دعا کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی ﴿ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَ الصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ ﴾ (بخاری ج۱ص۸۶)

الغرض اذان واقامت کے جواب اور اذان کے بعد کی دعاؤں میں کسی اور کا ذکر نہ ہونا ختم نبوت کی مضبوط دلیل ہے۔ مسلمانو! اذان واقامت اور ان کے جواب کا اہتمام کرو اور مرزائیت کی تردید کے لئے دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی ترغیب دیا کرو ان شاء اللہ ایمان سلامت رہے گا اور دنیا سے جاتے وقت کلمہ نصیب ہوگا۔

درس نمبر ۸ : منکرین ختم نبوت کی بے بسی

دنیا میں ہر وقت کہیں نہ کہیں اذان ہو رہی ہے پہلے زمانے میں انسانی آواز بلند ہوتی تھی پھر سپیکر چل پڑے اور اب تو ریڈیو وغیرہ کے ذریعے پوری دنیا میں اذان کی آواز پہنچ رہی

ہے،دنیا میں کسی اور شخص کا نام اس طرح نہ بلند ہوا ہے نہ ہوتا ہے اور نہ ہی ان شاء اللہ ہوگا۔کتنی حماقت کی بات کہ اذان کے ہوتے ہوئے بھی کوئی شخص نبوت کا دعوی کرے اس کو نبی ماننے والے اس سے بھی زیادہ احمق ہیں۔

مسیلمہ کذاب بھی یہی اذان دلواتا تھا(معارف القرآن ج ۲ ص ۵۲۲)اگر نئے نبی کو آنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایسی اذان کو نہ پھیلنے دیتا جس میں آنے والے نبی کا ذکر ہی نہیں۔اگر اللہ نے آپ کے بعد کسی کو نبی بنایا ہوتا تو اس کے نام کی اذان بھی دیتا۔کتنی عجیب بات ہے کہ مرزائیوں کی کتابوں میں جس اذان کا ذکر ہے اور مرزائیوں کے چینل سے جو اذان ہوتی ہے اس میں أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ہے قادیانی کا نام نہیں۔

مسلمانو !اذان دیتے وقت ختم نبوت کے عقیدے کو پھیلانے کی اور مرزائیت کی تردید کی نیت بھی کروگے تو زیادہ ثواب پاؤ گے۔کتنے خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جو عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ اذان دیتے ہیں۔

درس نمبر ۹ : مرزائیوں کی اذان ناممکن

ویسے بھی اذان میں مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کے ساتھ ایسا بے ڈھنگا جملہ بنے گا کہ آسانی سے پڑھا بھی نہیں جاسکتا۔اور اگر آج وہ ایسی اذان لے ہی آئیں تو ہم کہہ سکیں گے کہ یہ بھی کیا نبی ہے،جس کو مرنے کے بعد بھی سو سال اذان نہ ملی ،مرزائی کہیں گے کہ مرزا ظلی بروزی نبی تھا اس لئے اس کو نئی اذان کی ضرورت نہیں ہم کہتے ہیں نہیں بلکہ مرزا جھوٹا اور جعلی نبی تھا جس کو اپنی نبوت کے اعلان کیلئے کچھ ملا ہی نہیں۔مرزائیو جب تم اپنی اذان نہ لا سکے اقامت نہ لا سکے نماز نہ لا سکے اپنا قبلہ نہ بنا سکے تو نبی کریم ﷺ کے بعد اس ظالم کو نبی اور رسول مانتے ہوئے شرم نہ آئی۔

کیا مرزا کی مثال اس جعلی افسر کی طرح نہیں جس کو دفتر نہ ملے ،دفتر پر اس کا نام نہیں

اس کے نام کی مہر نہیں فارم پر اس کے دستخط نہیں چلتے۔ جب مرزا کی بے بسی کا یہ حال ہے تو کیا یہ سوال درست نہیں (کیا مرزا صرف نام کرنے کے لئے نبی بنا تھا؟)

مرزائیوں کو لاجواب کرنے کا ایک آسان طریقہ:

اگر کسی مرزائی سے بات ہو جائے تو اس کو کہو کہ تجھے تو تشہد بھی نہیں آتا اگر سنائے تو جب کلمہ شہادت پر آئے پکڑلو کہ تو عجیب خرد ماغ آدمی ہے قادیانی کی نبوت کا قائل کرنا چاہتا ہے اور شہادت محمد رسول اللہ کی نبوت کی دے رہا ہے کیا آج تک کسی مسلمان نے عیسائی کو ایسا کلمہ پڑھ کر مسلمان کیا جس میں ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ نہ ہو۔اسی طرح اذان اقامت وغیرہ سن کر مرزائی کو لاجواب کیا جاسکتا ہے۔الغرض مرزائیوں کے پاس قادیانی کے نام پر مشتمل اذان اقامت اور نماز تو تھی نہیں کلمہ بھی اس کے نام کا نہیں لاسکتے۔اللہ تعالیٰ ہمیں عقیدۂ ختم نبوت کی قدر عطا فرمائے آمین۔

درس نمبر ۱۰ : عقیدۂ ختم نبوت کی تاریخ

عام طور پر ختم نبوت کیلئے سورۃ الاحزاب کی یہ آیت پیش کی جاتی ہے: **مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ** (سورۃ الاحزاب:۴۰) ''محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں اور لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''۔اس میں نبی کریم ﷺ کا نام لے کر آپ کو اللہ کا رسول اور آخری نبی کہا گیا ہے اور سورۃ احزاب مدنی سورۃ ہے اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ختم نبوت کا عقیدہ مدنیہ میں نازل ہوا،اس آیت کریمہ کے نزول سے پہلے مسلمانوں کو پتہ نہ تھا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ شروع اسلام سے ہے جیسے مدنی سورتوں میں توحید کا ذکر آجائے تو یہی مطلب نہیں کہ ہجرت سے پہلے مسلمان توحید کے قائل نہ تھے،تو جیسے عقیدۂ توحید شروع سے ہے عقیدۂ ختم نبوت بھی شروع سے ہے،کوئی شخص اِس عقیدے کے بغیر اسلام میں داخل نہیں ہوا اس لئے جو شخص ختم نبوت کا عقیدہ

نہیں رکھتا وہ ''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا '' کے خطاب میں داخل نہیں ہے دلائل درج ذیل ہیں:

۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تھی کہ ہماری اولاد میں ایک عظیم الشان نبی بھیجنا قرآن کریم میں اِس دعا کا ہے [البقرۃ:۱۲۹] مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا آپ کی دعا قبول ہوئی وہ نبی آخری زمانے میں ہوں گے۔ نبی ﷺ نے بتایا اِس دعا کا مصداق میں ہوں [تفسیر ابن کثیر عربی ج۱ص۳۷۴،۳۷۵]

۲) انبیاءِ بنی اسرائیل نے آخری نبی کی بشارت دی تھی اور بتایا تھا کہ وہ ہجرت کر کے ایسے علاقے میں آئیں گے اس علاقے کے بارے میں ذکر کردہ سب نشانیاں صرف مدینہ منورہ میں پائی جاتی تھیں اس لئے یہودیوں کے قبائل آپ کی تشریف آوری سے کئی سو سال قبل مدینہ آئے تھے تاکہ آخری نبی کے امتی بن سکیں لیکن جب دیکھا کہ وہ دوسرے خاندان سے ہیں نیز یہ کہ ان کو ماننے سے دنیا چھوٹے گی تو حسد کر گئے اور اکثر یہودیوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا [تفسیر معارف القرآن ج۷ص۷۷۰،ج۸ص۳۵۸]

۳) نبی علیہ السلام نے آپ نے اپنی ابتدائی دعوت میں یہ اعلان کیا ''یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا '' ''اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں'' اس دعوت میں ختم نبوت کا اعلان پایا جاتا ہے کیونکہ ختم نبوت کا یہی مطلب ہے کہ آپ سارے عالم کے رسول ہیں۔اس دعوت کو سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے [بخاری حدیث نمبر۴۶۴۰ تحت تفسیر سورۃ الاعراف] اور حضرت صدیقؓ بالکل شروع میں ایمان لائے انہوں نے حضرت عثمانؓ وغیرہ کو داخل اسلام کیا۔ثابت ہوا کہ ختم نبوت کا عقیدہ سب سے پہلی دعوت میں موجود ہے۔

۴) سنہ ۱۱ نبوی کو حج کے موقع پر جب نبی ﷺ نے اہل مدینہ کو اسلام کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے یہ وہی نبی معلوم ہوتے ہیں جن کا یہودی ذکر کرتے ہیں کہ عنقریب آئیں گے کیوں نہ یہودیوں سے پہلے ہم ایمان لے آئیں [السیرۃ النبویۃ للشیخ ابی الحسن الندوی ص۱۵۴،۱۵۵] اہل مدینہ اس عقیدہ کے ساتھ ایمان لائے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اہل مدینہ

کواس بات سے نہ نبی کریم ﷺ نے روکا اور نہ قرآن اُن کے خلاف نازل ہوا جس سے ثابت ہوا کہ ان کا یہ عقیدہ سچا تھا حاصل یہ کہ کوئی ایسا مسلمان ثابت نہیں کیا جا سکتا جو آپ کو آخری نبی ماننے بغیر ایمان لایا ہو۔

درس نمبر ۱۱ : احوال برزخ اور ختم نبوت

ہر انسان کو مرنا ہے قبر میں فرشتوں کو سوالات کے جواب دینے ہیں فرشتے قبر میں پوچھتے ہیں " مَنْ نَبِیُّکَ " تیرے نبی کون ہیں؟ تو مومن کہتا ہے " نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ ﷺ " میرے نبی محمد ﷺ ہیں (جامع الاصول ج ۱۱ص ۱۷۷ حدیث نمبر ۸۷۰۷ مسلم طبع ہند ج ۲ص ۳۸۶ مسلم تحقیق فؤاد عبد الباقی ج ۴ص ۲۲۰۱ حدیث نمبر ۲۸۷۱) ایک روایت میں ہے کہ مومن کہتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں) (ترمذی طبع ہند ج ۱ص ۱۴۷ ترمذی تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی ج ۳ص ۳۸۳ رقم ۱۰۷۱)

جو شخص صحیح جواب دیتا ہے اس کی قبر منور اور کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور جو صحیح جواب نہیں دیتا اس کے لئے قبر کو اتنا تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں جا گھستی ہیں (ایضا) اگر کوئی کہے میرا نبی قادیانی ہے وَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ اس کا وہاں کیا حشر ہوتا ہوگا؟ ثابت ہوا کہ قبر کا نور نبی ﷺ کو خاتم النبیین ماننے سے ملے گا، قادیاں یا چناب نگر (ربوہ) کے نام نہاد بہشتی مقبرے میں جگہ الاٹ کرانے سے نہیں۔

درس نمبر ۱۲ : احوال قیامت میں عقیدۂ ختم نبوت کی برکات

قیامت کے دن نبی کریم ﷺ اپنی امت کو حوض کوثر سے پانی پلائیں گے حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: وَاَرٰی اَنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوْضًا غَیْرَ اَنَّ حَوْضَ النَّبِیِّ ﷺ اَمُّ الْحِیَاضِ (الخیر الکثیر مترجم ص ۴۰۲) ترجمہ: اور میرے نزدیک ہر نبی کیلئے حوض ہوگا مگر حوضِ رسول اکرم

ﷺ کا اُمُّ الْحِیَاض یعنی سب سے مرکزی حوض ہوگا۔لیکن بتاؤ کیا قادیانی کے کسی حوض کا ذکر کسی روایت میں ملتا ہے قادیانیو! جب تم نے نبی کریم ﷺ کے کسی کو نبی مان لیا تو پھر حوض کوثر سے کچھ پینے کی امید نہ کرنا جس جہنم میں جھوٹا نبی جلے گا اس میں جانے کیلئے تیار رہو۔

شفاعت کیلئے ختم نبوت کی ضرورت

قیامت کے دن لوگ شفاعت کے لئے انبیاء کے پاس جائیں گے تو ہمارے نبی ﷺ کے سوا کوئی اس بڑے کام کے لئے آگے نہ بڑھے گا بخاری شریف روایت میں ہے۔

﴿فَیَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ، اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ﴾

(بخاری تحقیق دیب بغا ج۴ ص۱۷۴۶ حدیث نمبر۴۴۳۵) لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے تو کہیں گے اے محمد آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء آخری نبی ہیں اور بے شک اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی لغزشوں کو معاف کر دیا ہے آپ اپنے رب کے ہاں ہماری سفارش کریں۔

غور کریں کہ قیامت کے دن بھی نبی ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار کرنا پڑے گا بلکہ جب تک نبی ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار نہ ہوگا شفاعت نہ ہو سکے گی (۱)۔ جو لوگ نبی ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے ان کو نبی ﷺ کی شفاعت سے کچھ نہ ملے گا وہ آپ کے دشمن ہیں ان کو ہمیشہ دوزخ میں جلنا پڑے گا اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا۔

درس نمبر۱۳ : جنت میں داخلہ عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ

لوگ جنت میں نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے داخل ہوں گے آپ سب سے پہلے

---

(۱) حدیث کی کسی روایت میں تو قادیانی کا نام کیا آتا خود قادیانی بھی نہ بتا سکا کہ وہ قبر یا حشر میں اپنے ماننے والوں کے کس کام آئے گا؟

جنت کا دروازہ کھلوائیں گے وہاں بھی قادیانی کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔اب اس موضوع پر احادیث ملاحظہ فرمائیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا﴿آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ أُمِرْتُ أَنْ لَا أَفْتَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ﴾(مسند احمد ج۳ص۱۳۶ واللفظ لہ مسلم ج۱ص۱۸۸ حدیث رقم ۳۳۳)ترجمہ:(میں قیامت کے دن آ کر جنت کا دروازہ کھلواؤں گا تو جنت کا داروغہ کہے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا میں محمد ہوں وہ کہے گا کہ مجھے آپ کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے دروازہ نہ کھولوں)

ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ شفاعت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے﴿إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ فَإِنَّهُ قَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَقُولُ عِيسٰى أَرَأَيْتُمْ لَوْ كَانَ مَتَاعٌ فِي وِعَاءٍ قَدْ خُتِمَ عَلَيْهِ هَلْ كَانَ يُقْدَرُ عَلٰى مَا فِي الْوِعَاءِ حَتّٰى يُفَضَّ الْخَاتَمُ فَيَقُولُونَ لَا ، قَالَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَلْيَقْضِ بَيْنَنَا فَأَقُولُ نَعَمْ فَآتِي بَابَ الْجَنَّةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيُقَالُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيُفْتَحُ لِي﴾(مسند احمد ج۳ص۲۴۸)[حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے](یہ کام میں نہ کروں گا لیکن تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ اس لئے کہ وہ خاتم النبیین ہیں وہ تشریف لائے ہوئے ہیں ان کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کردی گئی ہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تم بتاؤ کہ اگر کسی ایسے برتن میں سامان ہو جس پر مہر لگادی گئی ہو(یعنی سیل بند کردیا گیا ہو)تو کیا مہر(یعنی سیل)توڑنے سے پہلے اس برتن کے اندر کی چیز کو حاصل کیا جاسکتا ہے وہ کہیں گے نہیں عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے پھر محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں راوی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر لوگ میرے پاس آئیں گے تو کہیں گے اے محمد ہماری اپنے پروردگار کے ہاں شفاعت کیجئے وہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے تو میں کہوں گا ٹھیک

ہے پھر میں جنت کے دروازے پر جاؤں گا میں دروازہ کھلواؤں گا تو کہا جائے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا میں محمد ہوں تو میرے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا)

قادیانیو! دیکھا تم نے کہ دنیوی زندگی میں جتنے اسلامی اعمال ہیں جیسے اُن میں کہیں قادیانی کا ذکر نہیں ایسے ہی برزخ اور آخرت کے مراحل میں قادیانی کسی کام کا نہیں۔ قادیانیو! جنت جانا چاہتے ہو تو ختم نبوت پر ایمان لے آؤ ورنہ جنت میں داخلہ کی امید مت رکھو۔ کتنے بیوقوف ہیں وہ لوگ جو آخرت کی کامیابی قادیانی کی فرمانبرداری میں سمجھتے ہیں۔

درس نمبر ۱۵ : عقیدۂ ختم نبوت کارآمد نقدی کی طرح ہے

مسلمانوں کا کلمہ پاکیزہ درخت کی طرح مضبوط ہر وقت مفید اور ہر جگہ کام آنے والا ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کارآمد نقدی کی طرح ہے عقیدہ ختم نبوت کی مناسبت سے یہاں ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ کا مؤمن سے ربط بتایا جاتا ہے بچہ پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان بائیں میں اقامت کہی جاتی ہے (تحفۃ الاحوذی ج ۵ ص ۱۰۷) وضو کے بعد کلمہ شہادت کی تعلیم دی جاتی ہے، جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دیا جائے اور جب دس سال کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھائی جائے پانچوں نمازوں کے لئے اذان و اقامت کہی جاتی ہے۔

مؤذن و مکبر اس میں کلمہ پڑھتا ہے اور سننے والا جواب میں اس کو دہراتا ہے خوش نصیب ہے وہ جو کلمہ پڑھتا ہوا دنیا سے جائے۔ قبر میں یہ کلمہ کام آتا ہے مومن سے جب نبی ﷺ کی بابت پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے ﴿نَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ﴾ (میرے نبی محمد ﷺ ہیں) حشر میں شفاعت کی درخواست کرتے ہوئے کہیں گے ﴿يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ﴾ (بخاری طبع کراچی ج ۲ ص ۶۸۵ مسلم طبع بیروت ج ۱ ص ۱۸۵) تو جو لوگ ختم نبوت کا عقیدہ نہیں رکھتے ان کو ہمیشہ دوزخ میں جلنا پڑے گا۔

اس کے برخلاف مرزائیت کمزور خبیث پودے کی طرح ہے دنیا میں اگر قسمت میں ہوا

تو مرزائی شادی کرادیں گے کہیں نوکری دلوادیں گے یا کسی کافر ملک کا ویزا مل جائے گا مگر موت آئے گی تو ساری عمارت گر کر رہ جائے گی ہمیشہ کیلئے دوزخ میں جائے گا۔اس لئے مرزا کو ماننے والا بے یارومددگار ہے۔

درس نمبر ۱۶ : منکرین ختم نبوت کے اعمال بے کار ہیں

ختم نبوت کے منکرو، قادیانی کو نبی سمجھنے والو! تم کہتے ہو ہم مسلمانوں جیسی اذان دیتے ہیں ہم تمہاری طرح کلمہ پڑھتے ہیں ہم کعبہ کی طرف منہ کرتے ہیں ہم نماز پڑھتے ہیں پھر ہم کافر کیوں ہیں؟ ہمیں حج کی اجازت کیوں نہیں؟ ارے تم تو شریعت کے اِن احکام کا مذاق اڑاتے ہو،تم نے سب انبیاء کے نام قادیانی کو دے کر سب انبیاء کی جگہ اسی کو مانا ہوا ہے تم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ کر قادیانی مراد لیتے ہو اس وجہ سے تمہارا کفر دوسرے کفار کے کفر سے بڑھا ہوا ہے۔تم ابوجہل ابولہب اور فرعون وہامان سے بڑے کافر ہو کیونکہ ابوجہل نے کلمہ کے معنی میں تحریف تو نہ کی تھی۔

دنیا میں مسلمانوں کو دھوکا دینے کیلئے تم نماز پڑھتے ہو اذان میں یہ کلمہ بلند کرتے ہو جبکہ دل سے قادیانی کی نبوت کا اعلان کرتے ہو مگر بتاؤ قبر میں تمہارا کیا بنے گا؟ وہاں نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ کہنا پسند کرتے ہو یا قادیانی کا کلمہ سناؤ گے؟ اگر قبر کی راحت چاہتے ہو تو لعنت بھیجو قادیانی پر، اگر نبی علیہ السلام کی شفاعت چاہتے ہو، اگر جنت میں جانے کی تمنا ہے تو مرزائیوں سے دوستانہ تعلقات ختم کرو، ختم نبوت کو مانے بغیر آخرت میں نجات کسی طرح ممکن نہیں۔

ہائے کتنا خطرناک منظر ہوگا جب قادیانیوں کیلئے قبر میں دوزخ کی کھڑکی کھول دی جائے گی، جس وقت قیامت کے دن ان کو حوض کوثر پر جانے نہ دیا جائے گا، جس وقت ان کو نبی کریم ﷺ کے جھنڈے تلے جگہ نہ ملے گی، قادیانیوں کو کس قدر حسرت ہوگی جس وقت ختم نبوت کا عقیدہ رکھنے والے نبی کریم ﷺ کی شفاعت حاصل کریں گے، وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے

کی وجہ سے مسلمانوں کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے، مرزائی اس وقت کہیں گے ہم نے نماز پڑھی تھیں، زکوۃ ادا کی تھی، ہمارا اخلاق بھی بہت اچھا تھا کاش ہم نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ مانتے۔ مسلمانوں کی تو چھوٹی سے چھوٹی نیکی ضائع نہ جائے گی اور ان مرزائیوں کی بڑی بڑی نیکیاں بھی بے کار ہوں گی۔ اس وقت یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجیں گے مگر:

اب پچھتاوا کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

ان پریشانیوں سے بچنے کیلئے آج ہی خود کو عقیدۂ ختم نبوت کی خدمت کیلئے وقف کردو۔

درس نمبر ۱۷ : ایک مغالطہ اور اس کا حل

ایک مرزائی مبلغ ملک عبدالرحمٰن خادم لکھتا ہے:

گفتگو سے پہلے اللہ تعالیٰ سے خاص طور پر دعا کرنی چاہئے اور اس کے بعد خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت پر کامل یقین رکھنا چاہئے اُس کی تائید ونصرت کے نظارے تبلیغ ومباحثات ومناظرات میں ہم نے بے شمار دیکھے ہیں (مکمل تبلیغی پاکٹ بک صفحہ د)

اس عبارت سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ لوگ بڑے مخلص ہیں، ہدایت کیلئے دعائیں کرتے ہیں اگر یہ ہدایت پر نہیں تو گمراہ بھی نہیں یا یہ کہ اگر یہ جنتی نہیں تو دوزخی بھی نہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ لوگ ضدی ہیں ان کی دعائیں بے کار ہیں جب اللہ نے قرآن میں اعلان کر دیا اور اپنے نبی کی زبان سے کہلوایا کہ آپ اللہ کے آخری نبی ہیں اور ساری امت ہر زمانے میں اس پر متفق رہی علاوہ ازیں دعوی نبوت کے علاوہ بھی مرزا قادیانی کے کفریات بے شمار ہیں ایسے بڑے کافر کو یہ لوگ مسیح موعود کہتے ہیں۔ ایسے ضدی لوگ جب تک ضد نہ چھوڑیں ہدایت نہیں پا سکتے۔

ارشادِ باری ہے:

كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ

وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (86) اُولٰٓـئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ
عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓـئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (87) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ج لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (88) اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ م بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا قف فَاِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (89) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ
تَوْبَتُهُمْ ج وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ (90) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ
يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ط اُولٰٓـئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا
لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (آل عمران:۸۶تا۹۱)

ترجمہ: ''کیسے ہدایت دے اللہ ان لوگوں کو جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا اور گواہی دے چکے کہ رسول سچے ہیں اور ان کے پاس واضح دلائل آ چکے اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا، یہ لوگ ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب انسانوں کی اس لعنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ ان سے عذاب ہلکا ہوگا اور نہ ان کو مہلت ملے گی مگر جنہوں نے توبہ کی اس کے بعد اور درست ہو گئے تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے بیشک جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے پھر کفر میں بڑھ گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور یہی لوگ گمراہ ہیں بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے کافر تو ہرگز نہ قبول ہوگا ان سے زمین بھر کر سونا اگرچہ بدلے میں دے ان لوگوں کیلئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں''۔

درس نمبر ۱۸ : قادیانیوں کی تفسیر حجت نہیں

آپ نے اس عقیدے کی اہمیت ملاحظہ فرمائی۔ مرزائی اس عقیدے کے اور بہت سے اسلامی عقائد کے منکر ہیں اس لئے کسی آیت کی تفسیر یا حدیث کی تشریح میں مرزا قادیانی یا اُس کے کسی ماننے والے کے قول کو پیش کرنا ہرگز جائز نہیں، اِن لوگوں کا کسی آیت یا حدیث کے بارے میں کچھ لکھنا ایسے ہے جیسے کوئی ہندو یا سکھ لکھ دے ۔اس لئے ہمارے علماء کرام ان کی

کتابوں سے کسی آیت یا حدیث کی تشریح تائید کے طور پر نہیں الزامی طور پر پیش کرتے ہیں۔

''شواہد ختم نبوت''، ''آیات ختم نبوت'' اور ''خدمات ختم نبوت'' جو اس عاجز کی کتابیں ہیں اِن میں بھی کسی موقع پر مرزائیوں کی کوئی عبارت بطور تائید کے پیش نہیں کی گئی۔ اِس کتاب میں ہوسکتا ہے ان کی کچھ عبارتیں آجائیں مگر تائید یا استشہاد کے طور پر نہیں، بلکہ اس لئے کہ آپ کو پتہ چل جائے کہ قادیانی کو ان باتوں کا علم تھا وہ ان سے جاہل یا ناواقف نہ تھا، جان بوجھ کر گمراہ ہوا اور اس آیت کا مصداق بنا : أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰىهُ وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهِ غِشٰوَةً ط فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ م بَعْدِ اللّٰهِ ط أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (الجاثیہ:۲۳) ترجمہ: ''بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور باوجود جاننے بوجھنے کے (گمراہ ہو رہا ہے تو) اللہ نے (بھی) اس کو گمراہ کر دیا اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اب اللہ کے سوا اس کو کون راہ پر لا سکتا ہے تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے''۔ قادیانی تو دل کا اندھا بہرا تھا اور اس کے ماننے والے اس اندھے بہرے کے پیچھے جا رہے ہیں:

إِذَا كَانَ الْغُرَابُ دَلِيْلَ قَوْمٍ　　　سَيَهْدِيهِمْ طَرِيْقَ الْهَالِكِيْنَا

جب کوا کسی قوم کا رہنما ہو تو ان کو ہلاکت کے راستے لے جائے گا

درس نمبر ۱۹ : یہ نہ کہو کہ قادیانی جھوٹا تھا اس لئے نبی نہیں

اب اگلی بات سنئے جب ختم نبوت کا عقیدہ انتہائی ٹھوس عقیدہ ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں قیامت تک کوئی نیا نبی نہ آئے گا آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ بھی کفر ہے اور آپ کے بعد کسی مدعی نبوت کو ماننا بھی کفر ہے تو قادیانی کے کردار پر اس حیثیت سے بحث نہ کریں کہ وہ اپنے کردار کے لحاظ سے نبوت کا اہل نہیں اور نہ اس کی پیشگوئیوں پر اس انداز سے کلام کریں کہ وہ بے ایمان اپنی پیشگوئیوں میں جھوٹا تھا اس لئے نبی نہیں، اور نہ یہ

کہیں کہ قادیانی کے اساتذہ تھے جبکہ نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا [اگرچہ بعض حضرات نے قادیانیوں کو الزام دینے کیلئے ایسا کیا]

اسی طرح قادیانی کے دعوی نبوت کا بطلان ثابت کرنے کیلئے یہ نہ کہو انبیاء کیسے ہوا کرتے ہیں یا انبیاء کے اوصاف کیسے ہوتے ہیں؟ بلکہ یہ کہو انبیاء کیسے ہوا کرتے تھے یا انبیاء کے اوصاف کیسے ہوتے تھے؟

حضرت نانوتویؒ نے اپنی کتابوں [حجۃ الاسلام، قبلہ نما] اور اپنے مناظروں [میلہ خدا شناسی، مباحثہ شاہجہانپور] میں یہ بحث کی ہے کہ انبیاء کرام عقل وفہم اور اخلاق میں سب سے اعلیٰ ہوتے ہیں مگر یہ بحث ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ گفتگو کے دوران ہوئی اور آپ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کو ثابت کرنے کیلئے ہی یہ بحث کی اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت نے نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کو بھی ثابت کردیا [تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب "آیات ختم نبوت" اور کتاب "حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت"] اسلام کے بعد کسی اور دین کے قائل کے ساتھ حضرت نانوتویؒ نے یہ بحث نہ کی۔

اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ کے قول پر ہی ساری امت کا فتوی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبوت کا دعوی کرے تو جو شخص اُس سے معجزہ کا طلبگار ہو وہ بھی کافر ہے [مناقب الامام الاعظم لامام الکردیؒ ج ۱ ص ۱۶۱ بحوالہ ختم نبوت کورس ص ۵۷] کیونکہ اس نے عقیدۂ ختم نبوت میں شک کرلیا ہاں اگر کوئی پختہ ایمان والا ایسے مدعی کو ذلیل اور لاجواب کرنے کیلئے اس سے معجزہ مانگے تو وہ مومن ہی رہے گا۔

<u>قادیانی کا نبی ہونا ناممکن:</u>

قادیانی بے شک جھوٹا تھا جھوٹوں کا سردار تھا جھوٹ میں بھی نرالا تھا لیکن اگر وہ بالفرض سچا ہوتا تو کیا نبی بن جاتا؟ ہرگز نہیں، مرزا قادیانی بدکردار تھا لیکن اگر وہ نیک چلن ہوتا اس نے کسی کا حق نہ دبایا ہوتا تو کیا نبی بن جاتا؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قادیانی کے استاد تھے لیکن اگر

بالفرض اس کا کوئی استاد نہ ہوتا تو کیا وہ نبی بن جاتا؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

قادیانی تو مرزے کی چند پیشگوئیاں پیش کرتے ہیں اور وہ اُن پیشگوئیوں میں جھوٹا تھا لیکن اگر اس کی پیشگوئیاں سچی بھی ہوتیں تو کیا نبی بن جاتا؟ یہ نہیں ہوسکتا بلکہ اگر اس کی روزانہ ہزاروں پیشگوئیاں سچی ہوتیں، اُس کے کہنے سے بالفرض سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوجاتا یا بالفرض سورج، چاند ستارے اس کے کہنے سے آسمان سے اتر کر اُسے سجدہ بھی کردیتے تو بھی وہ نبی نہیں بن سکتا تھا۔

درس نمبر۲۰ : قادیانی کے کردار پر بحث کس اعتبار سے؟

ہم قادیانی کے کردار پر اس اعتبار سے بحث کریں گے کہ یہ عام آدمی سے بھی گیا گزرا تھا جھوٹے تو اور بھی ہیں مگر قادیانی کچھ زیادہ ہی جھوٹا تھا، پیشگوئیاں تو نجومی بھی دیتے ہیں مگر قادیانی اس میدان میں نجومیوں سے بھی بدتر تھا، استاد تو اوروں کے بھی ہوتے ہیں مگر قادیانی جیسا گستاخ کوئی ہوتا ہے، کہتا ہے، ایک فارسی خوان معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا[کتاب البریہ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۰ حاشیہ] غبن تو بہت لوگ کرتے ہیں مگر اس قسم کے غبن شاید اوروں سے ثابت نہ ہوں ان شاء اللہ ''قادیانی کے عجائبات'' میں ہم ان مضامین کو ثابت کریں گے۔

قادیانی کی معمولی غلطی قابل معافی نہیں:

ایک بات اور یاد رکھیں کہ قادیانی اگر چہ عام آدمی سے گیا گزرا تھا مگر چونکہ اُس کا دعوی بہت بڑا تھا اسلئے اس کی معمولی غلطی بھی قابل برداشت نہیں مرزائی اپنے مسیح کے خوابوں کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ خواب میں تو انسان بہت کچھ دیکھتا ہے کشف میں بہت کچھ ہوجاتا ہے لیکن چونکہ اس کا دعوی نبوت کا تھا اور انبیاء کا کشف اور خواب وحی ہے اس لئے اُس کے خواب پر بحث ہوگی۔ قادیانی بسا اوقات حوالے میں غلطی کرتا ہے کسی کتاب کی طرف ایک عبارت منسوب کردیتا ہے حالانکہ اس کتاب میں وہ بات نہیں ہوتی ایسی غلطی میں قادیانی کو کسی اور مصنف پر

قیاس نہیں کر سکتے کیونکہ ان مصنفین کا دعوی نہ معصوم ہونے کا نہ نبی ہونے کا بلکہ وہ تو اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ ہم سے غلطی ہو سکتی ہے جبکہ قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا اس لئے اس سے ایسی غلطی نا قابل برداشت ہے،اسی طرح اس کی تاریخ پیدائش کا مسئلہ ہے۔کمالسیأتی

درس نمبر ۲۱ : قادیانیوں سے مباہلہ کی ضرورت نہیں

ہمیں قادیانیوں سے مباہلے کی کیا ضرورت؟ وہ قادیانی کے نام کی اذان دکھادیں اس کے نام کی اقامت دکھادیں۔ایسی نماز پیش کریں جس میں قادیانی کا ذکر ہو پھر ہم سے مباہلہ کی بات کریں نیز مرزائی یہ بتائیں کہ وہ مرنے کے بعد قبر میں فرشتوں کو کیا کہنا پسند کرتے ہیں؟ نَبِیِّیْ مُحَمَّدْ کہنا پسند کرتے ہیں یا وہاں قادیانی کی نبوت کا رونا روئیں گے۔حشر میں کس کی شفاعت کے طلبگار ہیں۔

جنت کا دروازہ تو آنحضرت ﷺ کھولیں گے قادیانی کو ماننے والے جنت کی دعا کس منہ سے کرتے ہیں؟ بہشتی مقبرہ کیلئے جو وصیت کرتے ہیں وہ کس جنت کے حاصل کرنے کیلئے کرتے ہیں اگر اس جنت کیلئے جس کا دروازہ آنحضرت ﷺ کھولیں گے تو پھر قادیاں اور چناب نگر میں بہشتی مقبرہ بنانے والوں پر لعنت بھیجنی پڑے گی۔اور اگر اس لئے یہ وصیت کرتے ہیں کہ قبر پر سبزہ ہو اوپر سے خوبصورت ہو اور قادیانی خلیفہ یا کوئی اور قادیانی لیڈر کبھی کبھی وہاں چکر لگالیا کریں تو یاد رکھیں اوپر کی زیب و زینت کا قبر کے اندر کچھ فائدہ نہیں وہاں تو عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر نجات ممکن نہیں۔

ہمیں کیا جو تربت پر میلے رہیں گے ۔۔۔ تہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

قادیانیوں کے پلے ہے ہی کچھ نہیں تو وہ مباہلہ کا چیلنج کس بنا پر دیتے ہیں؟ اور اگر بالفرض وہ بے حیا ہو کر پھر بھی مباہلہ کی بات کریں تو اِن شاء اللہ اس کورس کو پڑھنے والا ہر مسلمان ان کے چیلنج کو قبول کرے گا۔

درس نمبر۲۲ : آسمانی نشانات سے جواب

قادیانی کہا کرتا تھا کہ میری فلاں بات سچی ہوگئی مجھے فلاں دنیوی نعمت مل گئی میرے مرید بڑھ گئے اگر میں جھوٹا ہوتا کافر ہوتا تو مجھے یہ نعمتیں نہ ملتیں راقم الحروف کہتا ہے کہ قادیانی کا یہ معیار بالکل باطل ہے اس طرح تو ہر کافر دنیا کی کوئی نہ کوئی آسانی دیکھ کر کہہ دے میں کافر نہیں اگر تیری ایک دو باتیں سچی ہوگئیں تو کیا تیرا کفر ایمان بن جائے گا؟ کیا شریعت کے عقائد باطل ہو جائیں گے؟ دنیوی سہولتیں اور نعمتیں اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں حق کا معیار نہیں۔

قادیانی پر کفر کا فتوی لگا تو کہتا ہے میں اس کا جواب آسمانی نشانوں سے دیتا ہوں وہ اس طرح کہ ایک انجمن بنائی جائے جس میں مرزا قادیانی اور اس کے مخالف ایسی تحریریں بھیجیں جن میں مستقبل کے بارے میں بشارات اور پیشگوئیاں ہوں پھر سال کے بعد وہ انجمن ان کے نتائج کا موازنہ کرے جس کی پیشگوئیاں زیادہ سچ نکلیں اس کو مومن کامل تصور کیا جائے دوسری تجویز یہ پیش کی کہ وہی کمیٹی مختلف مذاہب کے اہل حاجات اور مختلف مصائب میں مبتلا لوگ مثلاً کوڑھی، اندھے یا پھانسی کی سزا پانے والوں کو جمع کرے پھر ان کے دو فریق بنا کر مرزا قادیانی اور اس کے مخالف علماء میں ان کو تقسیم کر دے جس فریق کے حصے میں جو اہل مصائب آئیں وہ ایک ماہ تک اس کیلئے دعا کرتا رہے پھر جس فریق کی دعا سے کثرت سے لوگ اچھے ہوں وہ مومن کامل تصور کیا جائے۔

قادیانی جب اپنے آسمانی فیصلہ کے اشتہار چھپوا چکے تو قادیاں میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اپنے برسر آوردہ مریدوں کو بلا کر یہ اشتہار سنایا اور اس کے ذریعہ ان سے بہت سارو پیہ بھی وصول کیا اور جب مریدوں نے اس آسمانی فیصلہ کی تحسین کی تو مرزا صاحب کا کچھ غم غلط ہوا [از رئیس قادیاں ج۲ص۶۴ تا ۶۷] قادیانی کا یہ معیار سرے سے باطل ہے جب اس کے عقائد سرے سے باطل ہیں تو اس کا حل صرف سچی توبہ ہے ایسے حیلوں سے کفر اسلام تو نہیں بن جائے گا

درس نمبر۲۳ : قادیانی کو نہ ماننے والے مرزائیوں کی نظر میں

قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کیلئے اخلاق سے گرے ہوئے بہت گھٹیا قسم کے الفاظ استعمال کئے چنانچہ وہ وفات مسیح پر اپنی تالیفات کا ذکر کرنے کے بعد نہ ماننے والوں کے بارے میں کہتا ہے: ذُرِّيَّةُ الْبَغَايَا کنجریوں کی اولاد (آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ج۵ ص۵۴۷،۵۴۸)

☆ ایک جگہ لکھتا ہے: جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے (تذکرہ ص۳۴۲،۳۴۳) اپنے نہ ماننے والے مردوں کو خنزیر اور ان کی عورتوں کو کتیاں کہا (نجم الہدیٰ ص۵۳ در روحانی خزائن ج۱۴ ص۵۳)

ذیل میں مرزا کے بیٹوں کی چند عبارتیں ملاحظہ کریں:

☆ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود [مراد مرزا قادیانی۔ راقم] کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں (آئینہ صداقت از مرزا محمود ص۳۵ بحوالہ قادیانی اور ان کے عقائد ص۵۳)

ایک اور جگہ لکھتا ہے۔

☆ جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ......ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں (ڈائری میاں محمود احمد مندرجہ الفضل قادیان ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء بحوالہ قادیانی اور ان کے عقائد ص۵۴) ایک قادیانی لکھتا ہے۔

☆ میرا وہی مذہب ہے جو میں ہمیشہ سے ظاہر کرتا ہوں کہ کسی غیر مبایع شخص کے پیچھے خواہ وہ کیسا ہی ہو اور لوگ اس کی کیسی ہی تعریف کرتے ہوں نماز نہ پڑھو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی چاہتا ہے اگر کوئی شخص متردد یا متذبذب ہے تو وہ بھی مکذب ہی ہے خدا تعالیٰ کا ارادہ

ہے کہ اس طرح احمدی اور غیر احمدی میں تخصیص وتمیز کر دے (الفضل ۲۸۔ اگست ۱۹۱۷ بحوالہ قادیانی اوران کے عقائد ص ۵۵) مرزا محمود لکھتا ہے۔

☆ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں جائز نہیں جائز نہیں (انوار خلافت میاں محمود احمد ص ۸۹ بحوالہ قادیانی اوران کے عقائد ص ۵۶) مرزا البشیر احمد لکھتا ہے۔

غیر احمدی سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں..........اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے (کلمۃ الفصل بحوالہ قادیانی اوران کے عقائد ص ۵۸)

۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران قومی اسمبلی کے اندر اس بات کو بھی سامنے رکھا گیا کہ جب یہ لوگ مسلمانوں کو اتنا برا جانتے ہیں تو ہمیں کیا مجبوری ہے کہ ہم ان کو مسلمان سمجھیں جب یہ لوگ باوجود جھوٹے اور کافر ہونے کے ہمیں اپنا نہیں کہتے تو ہمیں کیا مجبوری ہے کہ ہم ان کو اپنا کہیں

﴿سوالات﴾

س: ارتداد کس کو کہتے ہیں اس کا کیا نتیجہ ہے نیز مرتدوں سے مقابلہ کرنے والے لوگ کیسے ہوتے ہیں؟

س: قادیانی کو سب سے پہلے کن علماء نے کافر کہا؟ اور وہ کس حدیث کا مصداق ہوئے؟

س: قرآن پاک سے ثابت کرو کہ مختلف فتنے آئیں گے مگر اسلام باقی رہے گا اور یہ بھی ثابت کریں کہ بغیر عقیدۂ ختم نبوت کے ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا۔

س: قرآن کی رو سے جھوٹے نبیوں کا انجام ذکر کریں۔

س: کورس کروانے کیلئے کن کتابوں کا ہونا ضروری ہے؟

س: کورس کے ساتھ اور کیا پڑھانا چاہئے نیز کورس کے بعد کیا کرنا چاہئے؟

س: مرزائیوں کے بارے میں اہم فتاویٰ ذکر کریں۔

س: باب نمبر ۱ کس بارے میں ہے نیز اس کا خلاصہ تحریر کریں۔

س: اس کورس میں حصہ لینے والے کیسے ہیں؟ اور ہمارے ان پر کیا حقوق ہیں؟

س: اسلام کے بنیادی عقائد کونسے ہیں؟ ان میں اصل کیا ہے نیز اس سے عقیدۂ ختم نبوت کو ثابت کریں۔

س: مسواک کے تارک اور مسواک کے منکر میں کیا فرق ہے؟

س: جو شخص زکوۃ کے معروف معنیٰ کو بدلے وہ دانشور ہے یا کیا؟

س: اسلام کے برحق ہونے کو دلیل سے ثابت کریں اور مثال دے کر سمجھائیں.

س: منکرین ختم نبوت اسلام کی حقانیت کیوں ثابت نہیں کر سکتے؟

س: عقیدۂ ختم نبوت کی قطعیت ثابت کریں.

س: عقیدۂ ختم نبوت غیر مسلموں کی نظر میں کیسا ہے؟ نیز یہ کہ ہندو اور عیسائی مرزا قادیانی

کو کیسا سمجھتے تھے اور کیوں؟

س: ختم نبوت کا مطلب تحریر کریں۔

س: ارکان اسلام سے ختم نبوت کے چند عام فہم دلائل ذکر کریں۔

س: اسلام کے مقابل منکرین ختم نبوت کی بے بسی ثابت کریں

س: قادیانی کی مثال جعلی افسر کی طرح کیسے ہے؟

س: اذان سے مرزائیوں کو لاجواب کرنے کا طریقہ ذکر کریں

س: عقیدۂ ختم نبوت کی تاریخ ذکر کریں اور ثابت کریں کہ ''اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا '' کے مفہوم میں منکرین ختم نبوت داخل نہیں ہیں۔

س: اس کو ثابت کریں کہ عقیدۂ ختم نبوت نبی ﷺ کی پہلی دعوت میں موجود تھا۔

س: برزخ میں اور قیامت کے دن عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت ثابت کریں۔

س: مضمون مکمل کریں: ہائے کتنا خطرناک منظر ہوگا جب قادیانیوں کیلئے قبر میں دوزخ کی کھڑکی کھول دی جائے گی الخ

س: عقیدۂ ختم نبوت کارآمد نقدی کی طرح کیسے ہے؟

س: مرزائی دعائیں مانگ کر مناظرے کیلئے آئیں پھر بھی گمراہ ہیں کیوں؟

س: قادیانیوں کی تفسیر حجت ہے یا نہیں اور کیوں؟

س: کیا ایسا کہنا درست ہے کہ قادیانی جھوٹا تھا اس لئے نبی نہیں یا یہ کہ انبیاءِ کرام میں ایسی صفات ہوتی ہیں قادیانی میں نہیں۔

س: قادیانی کے کردار پر بحث کس اعتبار سے ہوگی؟

س: قادیانیوں سے مباہلہ یا استخارہ کی ضرورت کیوں نہیں؟

س: آسمانی نشانات سے جواب کا کیا مطلب ہے نیز اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

س: مرزے کو نہ ماننے والے مرزائیوں کی نظر میں کیسے ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ط وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ

(سورۃ ابراہیم:۴۶)

باب نمبر۲

جھوٹے نبیوں

اور

جھوٹے مہدیوں کے واقعات

باب نمبر ۲ کا خلاصہ

جھوٹے نبی ، جھوٹے مسیح اور جھوٹے مہدی بہت زیادہ ہوئے ہیں بعض کے ماننے والے اوران کی کتابیں اب تک موجود ہیں چنانچہ اس عاجز کے پاس بہائیوں کی ایک کتاب ہے جس کا نام ہے ''بہاء اللہ و عصر جدید'' سنہ اشاعت ۱۹۵۱ء اس پر لکھا ہوا ہے: محفل روحانی ملی بہائیان ہندو پاکستان و برما نے تیسری مرتبہ چھپوا کر شائع کیا۔

قادیانی نبوت مسیحیت اور مہدویت کے دعووں میں متفرد نہ تھا، اگر صرف دعوے کی وجہ سے یہ تصدیق کے قابل ہے تو پہلے مدعی زیادہ حقدار تھے قادیانی کا متاخر ہونا ہی اس کے جھوٹے ہونے کیلئے کافی ہے اور اگر دلیل کی ضرورت ہے تو بتائیں کیا قادیانیوں نے پہلوں کے دلائل کو پرکھا ہے، شاید پہلوں کے دلائل قادیانی کے دلائل کی نسبت بہتر ہوں مرزائی کوئی ایسی کتاب لائیں جس میں انہوں نے پہلے مدعیان نبوت کے دلائل کا اور قادیانی کے دلائل کا موازنہ کیا ہو۔

ہمارے لئے تو اتنا کافی ہے کہ ان سب میں قرآن وسنت میں ذکر کردہ مہدی اور مسیح کی نشانیاں مفقود تھیں نیز یہ سب مدعی تھے جبکہ آنیوالے مہدی اور آنیوالے مسیح دعوی نہ کریں گے مسلمان خود ہی پہچان لیں گے اسلئے ان لوگوں کا دعوی کرنا بھی ان کے کذب کی بین دلیل ہے۔

ان جھوٹوں کے بارے میں اردو میں ایک مستند کتاب ہے ''ائمہ تلبیس'' اس کے مصنف حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ ہیں امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر رحمہ اللہ سے دوران درس سنا کہ یہ حضرت شیخ الہند کے شاگردوں سے تھے بڑے ثقہ عالم اچھے ادیب، فقہ تفسیر، حدیث ،تاریخ اور تصوف کے بڑے عالم تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے حالات پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی جس کا نام ہے ''رئیس قادیاں'' اس کے دو حصے مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کئے کاش اس کا تیسرا حصہ بھی دستیاب ہو جائے۔ ذیل میں چند جھوٹوں کے حالات ملاحظہ فرمائیں:

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۶۳۲

درس نمبر ۱ : صاف بن صیاد مدنی

''صاف'' ایک یہودی تھا جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوا۔ ابن صیاد کے نام سے مشہور ہوا، بظاہر مسلمان ہو گیا تھا لیکن شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ وہ منافق تھا اس نے بچپن میں نبوت کا دعوی کیا۔ اس کو نبی کریم ﷺ نے قتل کیوں نہ کروایا اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ ذمی تھا دوسری وجہ یہ کہ وہ بچہ تھا، اس نے دوسرے مدعیوں کی طرح اپنی جماعت بنانے کی کوشش نہ کی، غالب یہ ہے کہ وہ اپنے اوقات تنہائی میں گزارتا تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ دجال کوئی اور ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے طویل عمر پا کر آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا (ائمہ تلبیس ج ۱ ص ۱۶ تا ۲۴) حضرت نانوتویؒ بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں (آب حیات ص ۱۶۹)

حضرت عمرؓ نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اگر یہ وہی دجال ہے تو تو اسے قتل نہ کر سکے گا اس کو تو عیسی بن مریم علیہ السلام ہی قتل کریں گے اور اگر یہ وہ دجال نہیں تو ایک ذمی کو قتل کرنے کا حق نہیں (ج ۳ ص ۱۵۲۲)

مکہ مکرمہ جاتے ہوئے ابن صیاد حضرت ابو سعید خدریؓ کو ملا کہنے لگا، لوگ کہتے ہیں میں دجال ہوں پھر اس کی تردید کرتے ہوئے کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ تو فرما چکے کہ دجال کے اولاد نہ ہوگی اور میری تو اولاد ہے، آپ نے فرمایا کہ دجال کافر ہوگا جبکہ میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا کہ دجال مکہ اور مدینہ داخل نہیں ہوگا جبکہ میں مدینہ سے آیا ہوں مکہ کی طرف جا رہا ہوں آخر میں کہنے لگا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں دجال کی جائے پیدائش اور اس کی جگہ کو اور کہاں ہے وہ؟ اور میں اس کے ماں باپ کو پہچانتا ہوں، اس طرح اس نے بات کو الجھا دیا میں نے کہا تو ہمیشہ کیلئے برباد ہو جائے، فرماتے ہیں ابن صیاد سے کہا گیا کیا تجھے دجال ہونا پسند ہے کہنے لگا اگر مجھے دجال بننے کیلئے کہا جائے تو میں انکار نہ کروں گا (مشکوۃ ج ۳ ص ۱۵۲۰) حرہ کے واقعہ میں جو یزید کے زمانے میں ہوا ابن صیاد لاپتہ ہو گیا (مشکوۃ ج ۳ ص ۱۵۲۱)

درس نمبر ۲: اسود عنسی کے حالات

۲) ''اسود عنسی''

حجۃ الوداع کے بعد نبی کریم ﷺ کی صحت کچھ ناساز ہوئی تو بعض لوگ یہ خبر پاتے ہی اپنے ایمان واسلام کو خیر باد کہہ بیٹھے ان میں اسود عنسی پیش پیش تھا، اس نے نبوت کا دعوی کیا اور لوگوں کا ایمان لوٹنے لگا۔ آپ ﷺ نے اُن دِنوں فرمایا میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے مجھے ان سے نفرت ہوئی تو ان پر پھونک دیا معاً دونوں کنگن معدوم ہوگئے ان دو کنگنوں کی تعبیر یہی دو جھوٹے دجال ہیں ایک مسیلمہ یمامہ والا دوسرا اسود یمنی۔

اسود کا اصل نام عیہلہ بن کعب بن عوف عنسی تھا سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اسود کے نام سے مشہور ہوگیا دیکھئے رنگ کا کالا جو عام لوگوں کے ہاں معیوب ہے اور دعوی اتنا عظیم کردیا، یہ شخص شعبدہ گری اور کہانت میں اپنی مثال نہ رکھتا تھا اس کی ذات میں شیریں کلامی اور تحمل وبردباری کا جوہر بدرجہ اتم موجود تھا اس لئے عام لوگ اس کے جال میں پھنس جاتے تھے۔

اس کے پاس سدھایا ہوا ایک گدھا تھا اُس کو مخاطب ہوکر کہتا اپنے خدا کو سجدہ کر تو فوراً سربسجود ہوجاتا جب بیٹھنے کو کہتا تو جھٹ بیٹھ جاتا اور جب کھڑا ہونے کا حکم دیتا تو وہ نیم قد اور بعض اشاروں پر سروقد کھڑا ہوجاتا اہل نجران اس کی چکنی چپڑی باتیں سن کر اور اس کا یہ شعبدہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔ اس نے یمن کے مختلف علاقوں پر قبضہ کرنا شروع کیا اسود کی حکومت یمن کے طول وعرض میں اس سرعت سے پھیلی کہ جس طرح کہ گھاس پھوس کے مکان میں آگ ایک سرے میں لگ کر آناً فاناً دوسرے سرے تک پہنچ جاتی ہے۔

اسود نے صنعا کے حاکم حضرت شہر بن باذان کو قتل کرنے کے بعد اس کی بیوی کو جبراً اپنے گھر میں رکھا تھا اس کے چچازاد بھائی حضرت فیروز کو اس کا بڑا دکھ تھا، جب نبی کریم ﷺ کا حکم نامہ اسود کو قتل کرنے کا پہنچا تو مسلمانوں کے حوصلے مضبوط ہوگئے اور جہاد کیلئے تیار ہوگئے۔

حکومت ملنے کے بعد اسود میں پہلے والی عاجزی وانکساری نہ رہی جس کی وجہ سے اس کے ساتھیوں کو نفرت ہونے لگی۔اس نے اپنے سپہ سالار قیس کو ذلیل کیا تو وہ بھی اس کا مخالف ہوگیا۔اسود نے قیس سے کہا کہ میرے موکل نے بتایا کہ تو مجھے قتل کرانا چاہتا ہے مگر وہ قسمیں کھا گیا کہ میں آپ کا وفادار ہوں۔

اہل اسلام نے اس کی بیوی آزاد سے رابطہ کیا تو اس نے کہا مجھے اس سے سخت نفرت ہے اس نے نبوت کا دعوی کیا لیکن نہ حقوق اللہ کو ادا کرتا ہے نہ اس محرمات ہی سے پرہیز ہے آزاد نے مشورہ دیا کہ آپ فلاں جگہ سے نقب لگائیں وہاں سے مسلمانوں نے نقب لگائی اسود کو اس کے موکل [مددگار جن] نے اٹھادیا لیکن مسلمانوں نے اسی وقت اس کو پکڑ کر قتل کردیا۔مرنے کے بعد اس سے بیل کی طرح آوازیں نکل رہی تھیں اس کے چوکیدار آئے کیا ہوا، بیوی نے کہا ہمارے پیغمبر پروحی نازل ہورہی ہے وہ چلے گئے اس طرح اس فتنے سے نجات ہوئی۔

مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو خبردی کہ ایک مسلمان نے اسود کو ختم کردیا جس کا نام فیروز ہے، جب قاصد اسود کے قتل کی خبر لے کر مدینہ پہنچا اس وقت نبی کریم ﷺ دنیا سے تشریف لے جاچکے تھے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلی خوشخبری جوملی وہ اسود کے قتل کی تھی۔(ائمہ تلبیس ج۱ص۲۸ تا ص۳۹)

درس نمبر۳ :طلیحہ بن خویلد اسدی

طلیحہ بن خویلد اسدی خیبر کے مضافات میں ایک قبیلہ بنو اسد کی طرف منسوب ہے نبی ﷺ کے زمانے میں مرتد ہوکر دعوی نبوت کیا، کہتا تھا جبریل ہروقت میرے ساتھ ہیں اس نے اپنے ایک رشتے دار کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا جس نے ہادیٔ عالم ﷺ کو معاذ اللہ طلیحہ پر ایمان کی دعوت دی کہنے لگا طلیحہ کے پاس ذوالنون آتے ہیں آپ نے فرمایا تم نے ذوالنون کا صرف نام کہیں سے سن لیا ہے وہ مغرورانہ لہجے میں کہنے لگا واہ صاحب کیا وہ شخص جھوٹا ہوسکتا ہے

جس کو لاکھوں نے اپنا ہادی اور نجات دہندہ یقین کرلیا آپ نے بددعا دی تو وہ گستاخ حالت ارتداد میں قتل ہوا۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت ضرار بن ازورؓ کو اس کی سرکوبی کیلئے بھیجا مسلمانوں کو اللہ نے بڑی کامیابی دی حضرت ضرارؓ فارغ ہوکر ابھی مدینہ نہ پہنچے تھے کہ نبی کریم ﷺ وفات ہوگئی

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد طلیحہ کا فتنہ زیادہ بڑھ گیا جب حضرت اسامہؓ لشکر لے کر مدینہ سے دور چلے گئے تو ان لوگوں کا وفد حضرت صدیقؓ کے پاس آیا اور کہا ہمارے قبائل نماز تو پڑھیں گے زکوۃ معاف کردی جائے حضرت صدیقؓ نے سمجھایا کہ احکام الٰہی میں ترمیم و تنسیخ ناممکن ہے آخر میں فرمایا اللہ کی قسم اگر وہ لوگ زکوۃ کے اونٹ کی ادنی رسی دینے سے بھی انکار کریں گے تو بھی میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔

ان کا وفد ناخوش مدینہ سے جانے لگا تو بعض صحابہؓ نے بھی ان سے وقتی طور پر نرمی کی درخواست کی تو فرمایا کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے انتقال فرمایا نبوت منقطع ہوگئی وحی الٰہی کا سلسلہ موقوف ہوگیا سارا عرب دشمنی پر آمادہ ہے بایں ہمہ خدا کی قسم جس قدر زرِ زکوۃ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کے حضور بھیجتے تھے اگر اس میں ایک حبہ بھی کم کریں گے تو میں ان کے خلاف لڑائی کروں گا جو لوگ کلمہ شہادت اور نماز و زکوۃ میں تفریق کرتے ہیں میں ان کے خلاف ضرور لشکر کشی کروں گا یہ سن کر دوسرے صحابہؓ کے حوصلے بھی بڑھ گئے۔

اس وفد کے جانے کے تین دن بعد کافروں نے حملہ کردیا مسلمانوں نے مقابلہ کیا وقتی طور پر پریشانی ہوئی لیکن حضرت صدیقؓ نے رات تیاری میں بسر کی اور صبح صادق سے پہلے دشمن پر حملہ کردیا دشمن بھاگ گیا اس کے بعد طلیحہ کی فوج نے کیا کیا اپنے قبائل میں جو مسلمان تھے ان کو پکڑ کر شہید کردیا حضرت صدیقؓ خود فوج لے کر نکلے اور ان کا انتقام لیا۔

حضرت اسامہ کا لشکر فاتح ہوکر واپس ہوا تو چند دن کے بعد حضرت صدیق نے مختلف علاقوں کی طرف مسلمانوں کو بھیجا حضرت خالدؓ کا مقابلہ طلیحہ کے لشکر سے ہوا عین لڑائی میں طلیحہ

ایک طرف چادر اوڑھ کر بیٹھ گیا کہ وحی آئے گی پوچھا گیا تو بالآخر کہنے لگا وحی یہ آئی ہے: اِنَّ لَکَ رَحًی کَرَحَاہُ وَحَدِیْثًا لَا تَنْسَاہُ "تیرے لئے شدت جنگ ایسی ہی ہوگی جیسی کہ خالد کیلئے ہے اور ایک معاملہ ایسا گزرے گا کہ تو اسے کبھی فراموش نہ کرے گا" یہ سن کر اس کا جرنیل کہنے لگا یہ کاذب اور خانہ ساز نبی ہے اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم ذلت آفریں شکست کھائیں گے اس لئے مفت اپنی جانیں برباد نہ کرو یہ سنتے ہی لوگ میدان چھوڑ کر گھروں کو چل دیئے۔شکست ہوئی تو طلیحہ اپنی بیوی کو لے کر شام بھاگ گیا جب بنو اسد کے لوگ مسلمان ہوئے تو طلیحہ بھی اسلام لے آیا اور حضرت عمر کے زمانے میں شام سے حج کو آیا اور مدینہ پہنچ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی (از ائمہ تلبیس ج۱ص۴۰ تاص۵۸)

درس نمبر۴ : "مسیلمہ کذاب" کے حالات

اس کے باپ کا نام حبیب دادے کا نام کبیر تھا اس کا فتنہ قرن اول کے سب فتنوں سے بڑا تھا، یہ بڑا عمر رسیدہ آدمی تھا مولانا رفیق دلاوری فرماتے ہیں عمر میں نبی کریم ﷺ کے والد گرامی قدر سے بھی بڑا تھا، اس نے جب دعوی نبوت کیا اس وقت اس کی عمر سو سال سے زیادہ تھی حضرت عبداللہ کی ولادت سے پہلے یہ شخص رحمٰن یمامہ کے نام سے مشہور تھا۔[یاد رہے کہ اُس کا یہ نام حجت نہیں شرعی طور پر رحمٰن صرف اللہ کا نام ہے بندے کو رحمٰن کہنا جائز نہیں عبدالرحمٰن کہو]

اپنے وفد کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا میں تب بیعت کروں گا اگر آپ مجھے اپنا جانشین مقرر فرمائیں یا اپنی نبوت میں شریک کریں آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے کھجور کی ایک شاخ بھی مانگے تو میں دینے کو تیار نہیں تب اس نے خود دعوی نبوت کا پروگرام بنالیا اس نے دیکھا کہ محمد (ﷺ) نے نبوت کے دعوی کے بعد پورے عرب پر حکومت کر لی اور لوگ ان کی اطاعت کرنے لگے تو اس نے نبوت کو کاروبار کی طرح اختیار کیا۔ نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ مسیلمہ ان تیس مشہور کذابوں میں

سے ایک کذاب ہے جو کانے دجال سے پہلے ظاہر ہونے والے ہیں۔

باتونی تھا شاعر تھا قرآنی سورتوں کی نقل اتارتا تھا مثلاً اَلْفِیْلُ وَمَا الْفِیْلُ لَہٗ ذَنَبٌ وَبِیْلٌ وَخُرْطُوْمٌ طَوِیْلٌ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِیْلِ ''ہاتھی اور وہ ہاتھی کیا ہے؟ اس کی بدنما دم اور لمبی سونڈھ ہے یہ ہمارے رب جلیل کی مخلوق ہے'' یہ اتنا جری تھا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو خط لکھا جس میں لکھا مِنْ مُسَیْلِمَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ آپ نے جواب میں لکھوایا مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُسَیْلِمَۃَ الْکَذَّابِ اُس دن سے کذاب اس کے نام کا جز بن گیا کیونکہ نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے اس کے لئے یہ لفظ صادر ہوا۔

نبی کریم ﷺ سچے نبی تھے آپ کو دعویٰ نبوت کے بعد انتہائی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا جبکہ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو لوگ ساتھ ملنے شروع ہو گئے نبی کریم ﷺ نے اس قبیلہ کے ایک آدمی کو جو ہجرت کر کے مدینہ آیا تھا مسیلمہ کو سمجھانے کیلئے روانہ کیا مگر وہ مرتد ہوا اور کہنے لگا کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مسیلمہ نبوت میں میرا شریک ہے اس طرح ساری قوم مرتد ہو گئی حتیٰ کہ بعض آدمیوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہم جانتے ہیں کہ محمد سچے اور مسیلمہ جھوٹا ہے مگر ہمیں اپنی قوم کا جھوٹا دوسری قوم کے سچے نبی سے زیادہ اچھا ہے۔

مسیلمہ اپنا کلام بنانے میں قرآنی سورتوں کی نقل کرتا اور معجزات میں نبی ﷺ کی۔ مگر اُس کی ذلت ہوتی قرآنی سورتوں کا ایک رعب ہوتا ہے، دلوں پر ایک اثر ہوتا ہے مگر مسیلمہ کی بنائی ہوئی سورتوں پر لوگ ہنستے، معجزہ دکھانے کیلئے کوئی کام کرتا الٹا اثر ہوتا مثلاً سر پر کچھ بال کم ہیں برکت کیلئے مسیلمہ نے ہاتھ پھیرا تو جو بال تھے وہ بھی جاتے رہے کنویں میں برکت کیلئے آب دہن ڈالا تو کنویں کا پانی اور نیچے چلا گیا۔ ایک مریض کی آنکھ پر لعاب لگایا وہ ہمیشہ کیلئے بصارت سے محروم ہو گیا، ایک عورت نے دو بچوں کے دعا کروائی جب گھر گئی تو پتہ چلا کہ بڑا لڑکا کنویں میں گر کر مر گیا اور چھوٹا حالت نزع میں دم توڑ رہا ہے

صحابہ کرامؓ نے اس کے ساتھ بڑی سخت لڑائی لڑی اتنی سخت لڑائی کسی اور کے ساتھ نہ ہوئی مگر اس کے ساتھ صلح نہ کی، جنگ احد میں جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اسی صحابی حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے ایمان لانے کے بعد مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔

مولانا دلاوریؒ لکھتے ہیں کہ اس کا موذن کہتا تھا : اَشْهَدُ اَنَّ مُسَيْلِمَةَ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ''میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ مسیلمہ رسول اللہ ہونے کا مدعی ہے'' مسیلمہ نے اسے کہا: بات صاف صاف کہو مگر تاریخ طبری میں ہے کہ اس کا موذن یہی اذان دیتا تھا کہتا تھا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔

لڑائی کے ختم ہونے پر حضرت خالدؓ بن ولید نے کچھ شرطوں کے ساتھ مسیلمہ کی قوم سے معاہدہ کرلیا بعد حضرت صدیقؓ کی طرف سے حضرت خالد بن ولید کے نام ایک فرمان پہنچا کہ اگر اللہ تعالیٰ ان مرتدین پر فتحیاب کرے تو بنی حنیفہ سے جس قدر افراد بالغ ہو چکے ہوں وہ سب بجرم ارتداد قتل کئے جائیں اور عورتیں اور کم سن لڑکے حراست میں لے لئے جائیں [اس فرمان سے پتہ چلتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے] لیکن حضرت خالدؓ اس فرمان کے پہنچنے سے پہلے ان سے ایک معاہدہ کر چکے تھے اس لئے اس پر عمل نہ ہو سکا۔ (از ائمہ تلبیس ج ۱ ص ۵۹ تا ۸۸)

درس نمبر ۵ : سجاح بنت حارث تمیمہ کے احوال

عورت جسمانی طور پر کمزور نیز فطری طور پر مرد کے تابع ہوتی ہے جبکہ انبیاء کرام مطاع ہوتے ہیں اس لئے جو جسمانی طور پر کمزور ہو یا فطری طور پر تابع ہو وہ منصب نبوت کے لائق نہیں

سجاح ایک نہایت فصیحہ بلیغہ اور بلند حوصلہ عورت تھی مذہبا عیسائی تھی۔

نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر سنی تو دعوی نبوت کر دیا قبیلہ بنی تغلب نے اسے مان لیا اس نے شاعرانہ عبارتوں میں خطوط لکھ کر تمام عرب کے سرداروں کو دعوت دی سجاح کے سامنے دو دشمن تھے جن سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک اصلی دشمن اسلام جو جھوٹے نبی سے کسی طرح صلح

نہیں کرتا دوسرا مسیلمہ کذاب، پہلے وہ مسیلمہ کذاب کی طرف بڑھی۔

مسیلمہ کذاب نے چالاکی یہ کہ سجاع کو تنہائی میں ملاقات کی دعوت دی سجاع نے اس کو قبول کرلیا، مسیلمہ کذاب نے ایک خیمہ عالیشان تیار کروایا اور اس کو خوشبوؤں سے بسایا پھر اس کو وحی کے نام سے فحش باتیں سنا کر مائل کیا سجاع نے اس کو نبی مان لیا اب مسیلمہ کہنے لگا ہم دونوں نبی ہیں بجائے لڑنے صلح کر کے نکاح کرلیں، دونوں کی فوجیں مل جائیں تو پورے عرب پر قبضہ کر لیں گے۔ سجاع مان گئی تین دن مسیلمہ کے پاس رہی۔ باہر نکلی تو کہنے لگی وہ بھی نبی ہے میں نے اس سے نکاح کرلیا ہے لوگوں نے کہا کہ مہر کیا ہے کہنے لگی یہ تو میں بھول گئی مسیلمہ سے پوچھا کہنے لگا مہر یہ ہے کہ عشا اور فجر کی نمازیں معاف ہیں۔

ان باتوں کی وجہ سے سجاع کی قوم بدظن ہوگئی جس کے بعد سجاع نے مدینہ پر حملے کا ارادہ ترک کردیا، واپس آرہی تھی کہ راستے میں مسلمانوں کے لشکر کا سامنا ہوگیا سجاع کی فوج اسلامی لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئی سجاع کی قوت ختم ہوگئی اور وہ قبیلہ بنوتغلب میں خاموشی کی زندگی گزارنے لگی مسیلمہ کذاب تو کفر کی موت مرا مگر سجاع کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں اس نے اسلام قبول کرلیا اور دینداری پرہیزگاری کی زندگی گزاری فوت ہوئی تو صحابی رسول حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی (ائمہ تلبیس ج ا ص ۸۹ تا ص ۹۸)

درس نمبر ۶ : مختار بن ابی عبید ثقفی کے حالات

مختار کے والد حضرت ابوعبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے تھے مختار شروع میں خارجی مذہب رکھتا تھا اہل بیت نبوت سے سخت عناد رکھتا تھا، حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کیلئے اہل بیت کی محبت کا دم بھرنے لگا حضرت حسینؓ کو شہید کرنے والوں سے اس نے خوب بدلے لئے بعد میں نبوت کا دعویٰ کردیا۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ مختار نزول وحی کا مدعی ہے انہوں نے فرمایا مختار سچ کہتا ہے خود خدائے برتر نے اس وحی کی اطلاع اس آیت میں دی ہے: وَاِنَّ الشَّیٰطِیۡنَ لَیُوۡحُوۡنَ اِلٰۤی اَوۡلِیٰٓـئِهِمۡ (الانعام:۱۲۱)''شیاطین اپنے دوستوں پر وحی نازل کیا کرتے ہیں''یعنی اس کو شیطانی وحی آتی ہے۔

ترمذی شریف میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: فِیۡ ثَقِیۡفٍ کَذَّابٌ وَمُبِیۡرٌ ''قوم بنی ثقیف میں ایک کذاب پیدا ہوگا اور ایک مفسد وہلاکو''علماء نے کہا کہ کذاب سے مختار سے اور مبیر سے حجاج مراد ہے، مسلم شریف میں ہے کہ حضرت اسماءؓ نے حجاج سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب ظاہر ہوگا اور ایک مبیر (ہلاکو) کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا یعنی مختار ثقفی اور مبیر (ہلاکو) تو ہے۔

ایک مرتبہ اس نے پیشگوئی کی کہ آسمان سے آگ نازل ہوگی اور فلاں آدمی کا گھر جلا دے گی اُس آدمی کو پتہ چلا تو وہ سارا سامان لے کر دوسری جگہ منتقل ہوگیا اور کہنے لگا کہ وہ اپنا الہام پورا کرنے کیلئے ضرور آگ لگوائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا رات کو ایک آدمی کو بھیج کر آگ لگوادی دوسرے دن کہنے لگا دیکھا میری پیشگوئی پوری ہوگئی۔

ایک مرتبہ فوج کو روانہ کرتے وقت کہنے لگا اللہ نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ کبوتروں کی شکل میں فرشتوں سے مدد کروں گا پھر اپنے راز دار غلاموں کو کچھ کبوتر دے کر حکم دیا کہ تم لوگ لشکر کے پیچھے چلے جاؤ جب لڑائی شروع ہوجائے تو کبوتروں کو پیچھے سے لشکر کی طرف اڑا دینا غلاموں نے ایسا کیا تو فوج میں شور مچ گیا کہ فرشتے آگئے لشکر کے حوصلے بڑھ گئے اور فتحیاب ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانے میں اس کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی جس میں مختار مارا گیا یہ حادثہ ۱۴ رمضان ۶۷ھ کو رونما ہوا اس وقت مختا کی عمر ۶۷ سال تھی۔ مختار کی دو بیویاں تھیں ایک بیوی نے اس کے دعووں کی تردید کی دوسری نے اس کو نبی مانا اس مرتدہ کو بھی ختم نبوت کے انکار اور ایک جھوٹے کو نبی ماننے کی وجہ قتل کیا گیا (از ائمہ تلبیس ج ا ص ۹۹ تا ص ۱۶۸)

درس نمبر ۷ : اسحاق اخرس مغربی

اسحاق شمالی افریقہ میں پیدا ہوا سنہ ۱۳۵ء کو خلیفہ سفاح عباسی کے دور میں اُس نے اس نے نبوت کا دعوی کیا، یہ بہت ہوشیار چالاک اور ذہین لڑکا تھا اس نے قرآن پاک اور تورات انجیل زبور اور علوم متداولہ کی تعلیم حاصل کی۔ زمانہ دراز تک مختلف زبانیں سیکھتا رہا، مختلف قسم کی صناعیوں اور شعبدہ بازیوں میں مہارت پیدا کی اور ہر طرح سے باکمال ہو کر اصفہان آیا

وہاں اس نے بالکل گنگا بن کر سالہا سال گزار دیئے، ہر شخص اس سے اشاروں میں بات کرتا اور ہنسی مذاق کیا کرتا تھا کامل دس سال کی طویل مدت میں کسی کو وہم و گمان تک نہ ہوا کہ اس کی زبان کو بھی قوت گویائی سے کچھ حصہ ملا ہے۔

جب اس نے فتنہ مچانے کا ارادہ کیا تو نہایت راز داری کے ساتھ ایک نفیس روغن تیار کیا اس روغن میں یہ خوبی تھی کہ اگر کوئی شخص اسے چہرے پر مل لے تو اس درجہ حسن و تجلی پیدا ہو کہ کوئی شخص شدت انوار سے اس کے نورانی طلعت کے دیکھنے کی تاب نہ لا سکے اور دو شمعیں بھی تیار کرلیں، رات کے وقت اس نے وہ روغن چہرے پر ملا شمعین روشن کرلیں اور کھڑا ہو کر تلاوت کرنے لگا اُس زمانے میں بجلی کا نظام تو تھا نہیں شمع کی روشنی میں لوگوں نے دیکھا تو بہت حیران ہوئے حتی کہ وقت کے مفتی صاحبان بھی اس کو قدرت خداوندی کا مظہر سمجھے قاضی صاحب چند رؤساءِ شہر کو لے کر حاضر ہوئے تو دروازہ بند تھا درخواست کی دروازہ کھولئے تو اسحاق اخرس بول اٹھا اے قفل کھل جا، قفل کھل گیا اس کے گرنے کی آواز آئی اس پر لوگ اور حیران ہوئے اندر جا کر باادب بیٹھ گئے تو سب نے نہایت عقیدت سے حالات پوچھے۔

اس نے کہا آج رات حوض کوثر کا پانی لے کر میرے پاس فرشتے آئے مجھے اپنے ہاتھ سے غسل دیا کہنے لگا: **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ** میں گھبرایا تو ایک فرشتہ کہنے لگا: **يَانَبِيَّ اللّٰهِ افْتَحْ فَاكَ بِسْمِ اللّٰهِ الْاَزْلِيِّ** (اے اللہ کے نبی بسم اللہ کہہ کر ذرا منہ کھولئے) میں نے منہ کھول

دیا فرشتے نے ایک سفید سی چیز میرے منہ میں رکھ دی جو شہد سے زیادہ شیریں، مشک سے زیادہ خوشبودار اور برف سے زیادہ سرد تھی اس نعمت خداوندی کا حلق سے نیچے اترنا تھا کہ میری زبان گویا ہوئی اور میرے منہ سے نکلا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فرشتوں نے کہا کہ محمد ﷺ کی طرح تم بھی رسول ہو۔ میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ تو آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہو نہیں سکتا تو انہوں نے کہا محمد ﷺ مستقل نبی تھے تیری نبوت بالتبع اور ظلی بروزی ہے(۱) میں نے کہا کوئی نشانی ہو ورنہ کوئی میری تصدیق نہ کرے گا فرشتوں نے کہا انسان تو انسان زمین وآسمان تیری تصدیق کیلئے کھڑے ہو جائیں گے، میں نے پھر معجزات کا مطالبہ کیا تو کہنے لگے تمام آسمانی کتابوں کا تجھے علم دیا گیا کئی زبانیں اور کئی قسم کے رسم الخط تجھے عطا کئے گئے۔ میرے دل پر جو انوارات ہیں ان کے کچھ اثرات شاید چہرے پر بھی ہوں۔

اب اگلی بات سنو جو شخص محمد ﷺ پر اور مجھ پر ایمان لایا وہ کامیاب اور جس نے میری نبوت کا انکار کیا اس نے سیدنا محمد ﷺ کی شریعت کو بیکار کر دیا ایسا منکر ابدالآباد جہنم کا ایندھن بنا رہے گا، میں بالکل گنگا تھا دیکھو اب میں کس طرح روانی سے باتیں کرتا ہوں آپ مجھ سے قرآن تورات انجیل کے بارے میں پوچھیں فوراً بتاؤں گا، اس کی باتیں سن کر ہزاروں لوگ فوراً اس کے قائل ہو گئے

---

۱) مولانا محمد رفیق دلاوریؒ فرماتے ہیں:

معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں نے انقطاع نبوت کے بعد ظلی بروزی نبوت کا ڈھکوسلہ اسی اسحاق سے اڑایا ہے ورنہ قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالح میں اس چیز کا کہیں وجود نہیں بلکہ خود شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت علیؓ کو امر خلافت میں جناب ہارون علیہ السلام سے جو ایک غیر شرعی اور تابع نبی تھے تشبیہ دے کر آئندہ کے لئے ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ کر دیا اب ظلی بروزی نبوتوں کا افسانہ محض شیطانی اغوا ہے (ائمہ تلبیس ج ۱ص ۲۰۱)

علماءِ حق کو بڑی فکر ہوئی انہوں نے بڑا سمجھایا مگر اس کی جماعت بڑھتی گئی اس نے مختلف شہروں پر قبضہ کرلیا بالآخر خلیفہ وقت ابوجعفر منصور عباسی [جو سفاح کے بعد خلیفہ بنا] کی فوجوں کے ساتھ اس کی لڑائی ہوئی وہاں اُس کو شکست ہوئی اور اس کا فتنہ ختم ہوا۔ چونکہ اس نے گنگا بن کر گمراہ کیا اس لئے اس کو اسحاق اخرس کہا جاتا ہے۔ (ائمہ تلبیس ج ا ص ۱۹۸ تا ص ۲۰۳)

اب مدعی نبوت کے حالات پرکھنے کی کوئی ضرورت نہیں:

ان واقعات کے پیش نظر بھی ہم کہتے ہیں کہ آج کوئی نبوت کا دعوی کرے تو ہمیں اس کے حالات پرکھنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ اصولی بات یاد رکھیں کہ نبی کریم ﷺ نے جن ہستیوں کے نبی ہونے کی خبر دی ان کو ہم آپ کے کہنے سے پاک صاف اور ہر گناہ سے معصوم مانیں گے اور آپ کے بعد کوئی دعوی نبوت کرے اسے ہم عقیدۂ ختم نبوت کی وجہ سے فوراً جھوٹا کہیں گے۔ حالات کی تحقیق بعد میں ضرورت ہوئی تو دیکھیں گے فوری طور پر تو ایمان بچانے کیلئے اس کو جھوٹا ہی نہیں کافر بھی کہنا ہوگا۔

درس نمبر ۸ : عبداللہ بن میمون اہوازی

اہواز کوفہ کے مضافات میں ہے یہ وہاں کا رہنے والا تھا شعبدہ اور سحر میں ید طولیٰ رکھتا تھا نبوت اور مہدویت کا مدعی تھا اس کا باپ میمون حضرت جعفر صادقؒ کا آزاد کردہ غلام تھا جو مذہبا مجوسی تھا یہ شخص در پردہ اسلام کا بدترین دشمن تھا، اسے کسی جرم میں والی عراق نے قید کیا تو اس نے فیصلہ کیا کہ جس طرح پولس نے مسیحیت کو بگاڑا ہے، یہ اسلام میں الحاد و زندقہ کے جراثیم داخل کر کے اس کو بگاڑے گا۔ اس نے قید خانے میں باطنی اصول قائم کئے۔

قید خانہ سے رہا ہونے کے بعد اپنے اس بیٹے کو پہلے شعبدہ بازی کی پھر اپنے ملحدانہ نظریات کی تعلیم دی بیٹے کو یہ اصول پسند آئے اور اس نے باپ کا طریقہ اختیار کرلیا اس کے پیروکاروں میں غیاث ایک فصیح و بلیغ شاعر تھا جس نے ایک کتاب لکھ کر باطنی اصول کو مدلل کرنے

کی کوشش کی جس کی وجہ سے اس فتنے کو کافی ترقی ہوئی۔ جب اس شاعر کی موت آئی اور اس کی خبر عبداللہ بن میمون کو ملی تو وہ غم سے بیمار ہوا اور یہی بیماری اس کی موت کا باعث بنی۔

باطنی طریقے کا پہلا اصول یہ بتایا جاتا تھا کہ ''نصوص کے ظاہر الفاظ پر عمل کرنا فرض ہے'' لیکن وہ ہر آیت کی ایسی تاویل کرتے کہ ظاہری معنی مراد نہ رہتا ، مرزائیوں اور باطنیوں میں فرق یہ ہے کہ مرزائی تو عموماً انہیں آیتوں اور روایتوں میں تاویل کرتے ہیں جو مرزائی خرافات کے خلاف ہیں یا مرزا کی خانہ ساز مسیحیت پر پانی پھیرنے والی ہیں لیکن باطنیوں کے نزدیک تمام احکام مؤول ہیں اور کسی آیت و روایت سے وہ مطلب مراد نہیں جو ظاہری الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے بلکہ اُن سے باطنی رموز واشارات مراد ہیں جو امام معصوم کی تعلیم سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ملائکہ سے مراد باطنی فرقہ کے داعی ، جبریل سے مراد محمد ﷺ کی فراست ،شیاطین سے مراد ظاہر پر عمل کرنے والے ،صفا سے مراد محمد ﷺ نارِ ابراہیم سے مراد نمرود کے غصہ کی آگ ، جنت سے مراد جسمانی راحت ، دوزخ سے مراد جسمانی تکلیف ، روزہ سے مراد امام کا راز فاش نہ کرنا۔ باطنیہ نصوص میں تاویل کر کے بہن بیٹی تک سے شادی کو جائز مانتے ہیں۔ مولانا دلاوریؒ فرماتے ہیں کہ باطنیوں سے تو یہود و نصاری ہزار درجہ اچھے جو ملائکہ ، جبریل ، جنت اور دوزخ وغیرہ کو اسی رنگ میں تسلیم کرتے ہیں جس طرح اہل ایمان کا عقیدہ ہے۔

یہ لوگ بڑی رازداری کے ساتھ مختلف طریقوں سے اپنے مذہب کی دعوت دیتے تھے، ہندوستان میں شہر ملتان ان کا بڑا مرکز تھا مسلمان اقلیت میں تھے مسلمانوں کو یہاں اتنی آزادی بھی نہ تھی کہ جمعہ ، عیدین یا دوسرے اسلامی شعائر علانیہ ادا کر سکیں ، سلطان محمود غزنویؒ نے جب ملتان فتح کیا اور اس کو باطنیوں کے مظالم کا علم ہوا تو اُس نے باطنی فرقہ کے جو بڑے مبلغ تھے ان کو قتل کیا اور جو ان کے معاون تھے ان کے بائیں ہاتھوں کو کٹوا کر حکم دیا کہ خبردار آئندہ کسی کے مذہب میں ایسی بے جا مداخلت نہ کرنا (از ائمہ تلبیس ج ا ص ۲۱۷ تا ۲۲۶)

<u>فرقہ باطنیہ کے اثرات:</u>

یاد رہے کہ باطنیہ کا فتنہ کائنات کے بہت بڑے فتنوں سے ہے اس سے بہت شمار فرقوں نے جنم لیا اور عالم اسلام کو بڑا نقصان پہنچایا ایسے ہی نظریات کے لوگوں حاجیوں کو شہید کیا (ائمہ تلبیس ج ۱ ص ۳۲۶) بیت اللہ پر حملہ کر کے قتل عام کیا اور حجر اسود کو نکال کر لے گئے یہ ہولناک واقعہ بروز دوشنبہ ۱۴ ذی الحجہ ۳۱۷ھ کو رونما ہوا (ایضاً ص ۳۳۲) راستہ میں امن نہ ہونے کی وجہ سے دس سال تک حج موقوف رہا (ایضاً ص ۳۳۴) ۱۰ محرم ۳۳۹ھ کو حجر اسود دوبارہ مکہ معظمہ پہنچا اور کعبہ معلیٰ میں اپنی جگہ نصب کیا گیا اس کے گرد چاندی کا حلقہ جس کا وزن تیرہ کلو سے زیادہ تھا چڑھایا گیا حجر اسود ان لوگوں کے قبضہ میں چار روز کم بائیس سال رہا جب یہ لوگ حجر اسود لے کر گئے تھے تو جاتے جاتے چالیس اونٹ اس کے نیچے دب کر مر گئے تھے اور جب واپس لائے تو ایک ہی اونٹ نے مکہ معظمہ تک پہنچ دیا (ایضاً ص ۳۳۵)

حسن بن صباح حمیری بھی ایسا ہی بے دین آدمی تھا جو خدا تعالیٰ سے احکام پانے کا مدعی تھا یہ ایک ایسے خوفناک فرقہ کا بانی تھا جس کی خفیہ سازشیوں اور جان ستانیوں کا تصور بدن پر رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے (ایضاً ص ۴۰۶)

اس نے ایک قلعہ پر قبضہ کر کے اس کے قریب ایک خفیہ جنت بنائی نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کر کے بھنگ پلا کر بیہوش کر کے چند دن کیلئے اس جنت میں بھیج دیتا جب اس کو ہوش آتی تو عجیب وغریب نعمتیں اور من پسند چیزیں دیکھتا جو بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں اعلیٰ سے اعلیٰ غذائیں کھاتا اور نفسانی خواہشات پوری کرتا ہفتہ دس دن کے بعد لڑکیاں اس کو بھنگ پلا کر بیہوش کر کے شیخ کے قدموں میں پہنچا دیتیں اس جنت کی یاد اس کو تڑپاتی تو ابن الصباح اسے کہتا کہ جنت کی دائمی سکونت کی شرط جان کی قربانی ہے پھر کیا ہوتا جب کسی کو قتل کرانا ہوتا تو کسی فدائی کو کہتا کہ اس کو قتل کر کے قتل ہو جا مرنے کے بعد فرشتے تجھے جنت میں پہنچا دیں گے فدائی اپنے حوصلے سے بڑھ کر سرگرمی دکھاتا یہی وہ فدائی تھے جن کی وجہ سے دنیا بھر کے امراء وسلاطین ان صباح کے نام سے کانپتے تھے (۴۲۰ تا ۴۲۲)

اس کے زمانے میں خوف وہراس کا یہ عالم تھا کہ کوئی شخص تنہا گھر سے باہر نہ نکلتا اور اگر کوئی شخص مقررہ وقت پر گھر نہ پہنچتا تو یقین کرلیا جاتا کہ وہ باطنی خون آشامی کا شکار ہوگیا اور لوگ تعزیت کرنے کیلئے اس کے مکان پر آ جمع ہوتے (ایضاص ۴۲۹)

مرزا قادیانی کے بھی بہت سے اصول فرقہ باطنیہ سے اخذ کردہ ہیں جو لوگ کہتے ہیں نماز تو دل کی نماز ہے تمہاری پانچ وقت کی نماز اور ہماری ہر وقت کی نماز ہے اسی طرح جو کہتے ہیں کہ حیاء تو دل میں ہوتی ہے یا پردہ تو آنکھوں میں ہوتا ہے ظاہری حجاب کی کوئی ضرورت نہیں اس قسم کے لوگوں پر فتنہ باطنیہ ہی کے اثرات ہوتے ہیں۔

درس نمبر ۹ : سید محمد جونپوری

یہ شخص امام مہدی ہونے کا مدعی تھا اس کی ولادت ۸۴۷ھ میں بمقام جونپور ہوئی اس کے والد کا نام سید خان اور والدہ کا نام بی بی اخا ملک تھا اس کی وفات کے بعد جب اس کے ماں باپ کو کوئی جاننے والا نہ رہا تو اس کے عقیدت مندوں نے اس کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ رکھ دیا حالانکہ جونپوری نے ساری زندگی یہ دعوی نہ کیا تھا۔

یہ شخص بچپن سے بڑا ذہین اور نہایت خوبرو تھا سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا بارہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگیا حسن تقریر میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا ایک شیخ کی بیعت کر کے تصوف میں کمال حاصل کیا، ایک مرتبہ لوگوں کو ایک ہندو حکمران راجہ دلیپ رائے کے خلاف جہاد پر ابھارا لڑائی ہوئی جس میں خلاف توقع سید جونپوری کے ہاتھوں وہ ہندو حکمران مارا گیا، اس کے بعد چند ہی روز میں اس کے ارادتمندوں کی تعداد ہزاروں سے لاکھوں تک پہنچ گئی مرنے والے راجہ کے بہت سے رشتے دار بھی بخوشی مسلمان ہوئے۔

اس کے بعد سید سالہا سال پر جذب کی کیفیت رہی پھر اس نے ہجرت کا راستہ لیا اہل خانہ اور مریدان جانثار کے ساتھ مختلف علاقوں کے سفر شروع کئے دانا پور کے جنگل میں اس نے

انکشاف کیا کہ اس نے خواب یا نیم بیداری کی حالت میں ایک بزرگ کو دیکھا وہ سید کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ تو ہی مہدی موعود ہے۔

ممکن ہے ایسا دیکھا ہو لیکن اس کو یہ سمجھ نہ آیا کہ یہ شیطان ہی ہوسکتا ہے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پر بھی تو شیطان نے پھندا ڈالا تھا انہوں نے کہا تھا اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تو شیطان نے دوسرا وار کیا کہنے لگا تجھے تیرے علم نے بچا لیا اس پر انہوں نے کہا اللہ نے بچایا ہے اس نے جب اس الہام کی خبر دی تو ہمراہیوں نے فوراً اس کی تصدیق کر دی، افسوس اس کے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ تھا جو کہتا کہ احادیث میں پائی جانے والی نشانیوں میں سے کوئی نشانی تیرے اندر موجود نہیں ہے۔

اس کے بعد سید جونپوری مختلف علاقوں میں گیا کہیں اس کو مانا گیا کہیں مخالفت ہوئی بعض علاقوں میں اُس کے ماننے والوں کا ایسا بائیکاٹ ہوا کہ انہیں بھوکا مرنا پڑا لیکن جونپوری نے اپنے دعوے سے رجوع نہ کیا مختلف ملکوں اور شہروں سے ہوتے ہوئے قندھار گیا وہاں سے شہر فراہ پہنچا اس طرح سالہا سال مختلف روحانی وجسمانی صدمے اٹھاتے اٹھاتے نہایت بدحال ہوگیا، چنانچہ ۹۱۰ھ میں جب اس کی عمر ۶۳ سال ہوئی سالہا سال کی غریب الوطنی کے بعد درماندگی کے عالم میں وفات پائی۔ (از ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۲۵ تا ص ۶۵) اس کا فتنہ عالم اسلام کے بڑے فتنوں میں ہوا۔ عوام گمراہ ہوئے حکومتیں متاثر ہوئیں۔

سید محمد جونپوری کی وفات کے بعد اس کا بڑا بیٹا سید محمود اس کا جانشین بنا ایک سال کے بعد فراہ سے گجرات واپس آیا خوب شہرت ہوئی جب بادشاہ کو ان کی بدعات کا پتہ چلا تو سید محمود کو قید کر کے بھاری پتھر اس کے پاؤں میں ڈالا رہا تو ہو گیا مگر وہ زخم موت کا سبب بنا۔ باپ کی موت کے ۹ سال بعد ۹۱۹ھ میں جب اس کی عمر ۵۰ سال تھی اس کی بھی وفات ہوگئی۔ (ایضاً ص ۴۴، ۴۵)

سید جونپوری کے بارے میں بعض نے کہا اس کا دعوائے مہدویت محض غلبہ حال کے

باعث تھا (ائمہ تلبیس ج ۱ص ۱۴۳) لیکن اس کے ماننے والوں نے اس کی شان میں اتنا غلو کیا کہ اس کیلئے رسالت بلکہ الوہیت کو مانا اور اس کی تصدیق نہ کرنے والوں کو کافر کہا جو ان کی لغویات و کفریات کو جاننا چاہے وہ دیکھئے کتاب ائمہ تلبیس ج ۲ص ۶۰ تا ص ۶۵۔

مولانا دلاوریؒ لکھتے ہیں یہ فرقہ حیدر آباد دکن (ریاست ٹونک) جے پور وغیرہ سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں پایا جاتا ہے اور مرزائیوں کی طرح بڑا مفسد گروہ ہے (ایضاً ج ۲ص ۶۱)

یاد رہے کہ جھوٹے دعوے کھلم کھلا گناہ ہیں اور ایسا گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا ارشادِ نبوی ہے: میری ساری امتی کی بخشش ہوگی مگر جو کھل کر گناہ کریں (مسلم حدیث نمبر ۲۹۹۰) انسان جب کھلم کھلا گناہ کرتا ہے تو عام طور پر اس کے اثرات آگے جاتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کو دوسروں کی برائیوں کا گناہ بھی ہوتا ہے چار آدمیوں کو قیامت کے دن بڑا سخت عذاب ہوگا ان میں سے ایک برائی کا پیشوا ہے (دیکھئے تفسیر ابن کثیر ج ۱ص ۱۰۴ تحت سورۃ البقرۃ آیت ۶۱) یہی حال فتنہ مہدویہ کا ہے اس کے ماننے والوں نے اکبر بادشاہ کو گمراہ کیا کیونکہ ابو الفضل اور فیضی کا باپ مذہباً مہدوی تھا جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

درس نمبر ۱۰ : حاجی محمد فراہی کے حالات

حاجی محمد فراہی سید محمد جونپوری کا مرید اور اس کا پیرو کار تھا، مہدویہ کی کتابوں میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر معاذ اللہ سید جونپوری کے گروہ میں داخل ہوں گے لیکن حاجی محمد فراہی نے خود ہی مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا وہ کہتے ہیں ایک مرتبہ سید جونپوری سے حاجی محمد فراہی نے پوچھا کہ عیسیٰ کب آئیں گے تو جونپوری نے ہاتھ پیچھے کر کے کہا کہ بندہ کے پیچھے ظاہر ہوں گے اس لفظ کا زبان سے نکلنا تھا کہ حاجی محمد کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام حاصل ہو گیا مگر وہ سید محمد جونپوری کی زندگی میں تو خاموش رہا اس کے مرنے کے بعد سندھ میں مسیح موعود کا دعویٰ کیا جب جماعت بڑھ گئی تو وہاں کے حاکم نے اس کو قتل کر دیا۔

مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ فرماتے ہیں:

جب حاجی محمد فراہی نے دعوی میسحیت کیا تو سید محمد جونپوری کے جانشین سید محمود کو فکر لگا کہ کہیں میری دکانداری پھیکی نہ پڑ جائے اس لئے دو آدمیوں کو قتل کیلئے روانہ کیا جب پتہ چلا کہ مارا گیا تو لوٹ آئے۔ (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۶۶، ۶۷)

درس نمبر ۱۱ : اکبر بادشاہ کا فتنہ وفساد

ہندوستان میں مغل بادشاہوں میں بابر کے بعد اس کا بیٹا ہمایوں بادشاہ بنا اس کے بعد ہمایوں کے بیٹے اکبر کو بادشاہت ملی۔ اکبر ۹۴۹ھ کو سندھ کے ریگستان میں پیدا ہوا ، ۹۶۳ھ کو جب ہمایوں کوٹھے سے گر کر فوت ہوا تو اکبر کی عمر پونے چودہ سال تھی، اس کی تعلیم کا کوئی انتظام نہ ہو سکا اس لئے وہ جاہل وامی رہ گیا۔ تخت نشینی کے بعد اکبر نے تقریباً ۵۱ سال حکومت کی۔ شروع میں اکبر بادشاہ اسلام میں داخل تھا لیکن اس کو کچھ شرپسند قسم کے علماء مل گئے جنہوں نے اہل حق کے خلاف اس کے کان بھرے اور خاشامدیں کر کر کے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا پھر کیا تھا؟

شرپسند لوگوں نے بادشاہ کو اکابر علماءِ اسلام ہی سے بدظن نہیں کیا بلکہ بادشاہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے بدگمان کر دیا گیا (ایضاً ص ۸۱) پھر کیا تھا جو غلط راستہ اسے دکھایا جاتا اس پر چل پڑتا کبھی سورج کی پوجا کرتا کبھی اپنے آپ کو سجدہ کرواتا کبھی خنزیر کی تعظیم کراتا کبھی آگ کے آگے جھکتا دین اکبری کے نام سے اس نے اپنا مذہب بنایا۔

فتنے کی ابتداء کیسے ہوئی:

ہوا اس طرح کہ ابوالفضل، فیضی اور ان کے باپ مبارک جیسے فسادی لوگوں نے اکبر کے دربار میں رسائی حاصل کر لی ایک دن بادشاہ نے کہا کہ اگر علماء میں اختلاف ہو تو کیا کرنا چاہیے یہ کہنے لگے بادشاہ عادل خود مجتہد ہے جس کو چاہے ترجیح دے (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۸۷) یہ بات بادشاہ کے دل کو لگی اور اس نے شریعت کے ایک ایک حکم میں من مرضی شروع کر دی۔ اور

ایک وقت آیا کہ اس نے بیعت پر پابندی لگا دی اور خود لوگوں کو مرید کرنے لگا۔(اکبری دور کے حالات کیلئے دیکھئے ائمہ تلبیس ج ۲ص ۶۸ تا ۱۲۵)

یہ فتنہ ایک مہدوی نے برپا کیا:

مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ فرماتے ہیں:

اکبر کا سب سے بڑا مرید جو فی الحقیقت اس کا گرو تھا ابولفضل تھا۔ابوالفضل کا باپ شیخ مبارک ابتداءً سندھ سے نقل مکان کر کے ناگور چلا آیا تھا جو اجمیر کے شمال مغرب میں واقع ہے……اس کے دونوں بیٹے فیضی اور ابوالفضل یہیں پیدا ہوئے تھے مبارک مذہبا مہدوی تھا یعنی سید محمد جونپوری کو مہدی موعود مانتا تھا فیضی ۹۷۵ھ میں دربار اکبری میں پہنچ کر سلک امراء ہوا اس کے سات سال بعد یعنی ۹۸۲ھ میں فیضی کی سعی وسفارش سے اس کا چھوٹا بھائی ابوالفضل بھی درباریوں میں آشامل ہوا یہی ابوالفضل اکبر کا گمراہ کنندہ تھا …………

گو ابوالفضل پیراون مذہب کو اچھا نہیں جانتا تھا لیکن چونکہ اہل سنت و جماعت کا بغض اس کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اہل سنت کے مقابلہ میں ہر باطل مذہب کی تائید ضروری خیال کرتا تھا ملا احمد نام ایک رافضی ابوالفضل کے متوسلین میں سے تھا جو ابوالفضل کی شہ پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو علی رؤس الاشہاد گالیاں دیتا تھا ایک مرتبہ لاہور آیا ہوا تھا ملا احمد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف سب وشتم کی غلاظت اچھالنے لگا ایک غیور مسلمان میرزا فولاد بیگ برلاس نے اس کو کسی بہانے سے بلا کر عفریت شمشیر کے حوالے کر دیا……

بدایونی لکھتے ہیں: وہ کتا کئی دن تک حالت نزع میں دم توڑتا رہا اس اثناء میں اس کا چہرہ مسخ ہو کر سؤر کی شکل میں تبدیل ہو گیا بہت سے لوگوں نے اس کو اس حالت میں دیکھا [بدایونی کہتے ہیں] میں بھی گیا تو اسے خنزیر کی شکل میں پایا اکبر بادشاہ نے حکم دیا کہ میرزا فولاد کو ہاتھی کے پاؤں سے باندھ کر شہر میں پھرائیں اس حکم کی تعمیل ہوئی اور مرحوم نے جنت الفردوس کی راہ لی قاتل مقتول سے تین چار روز پہلے زیر خاک پہنچا (ائمہ تلبیس ج ۲ص ۹۲،۹۳)

اکبر بادشاہ کی موت:

اکبر نے ایوان مذہب میں بائیس سال تک تزلزل ڈالے رکھا اس مدت میں کوئی شخص بالیقین معلوم نہ کرسکا کہ یہ شخص کس مذہب مسلک کا پیرو ہے جب مرا تو یہ حال تھا کہ کوئی اس کو قبول کرنے کو تیار نہ تھا ہندو کہیں یہ ہمارا نہیں مسلمان کہیں کہ مسلمان نہیں خدا کہ مہربانی ہوئی کہ مجدد الف ثانیؒ اور دوسرے اہل اللہ کی محنتوں کے باعث اُس کی نسل میں اچھے حکمران ہوئے اس کا پڑپوتا اورنگزیب عالمگیر تو بہت نیک دل بادشاہ ہوا۔

درس نمبر ۱۲ : علی محمد باب کے احوال

مرزا علی محمد یکم محرم ۱۲۳۵ھ مطابق ۲۰ر اکتوبر ۱۸۱۹ء کو شیراز میں پیدا ہوا۔ جب اس نے مہدی بننے کا ارادہ کیا تو خیال میں آیا کہ لوگ اس کو سننے کیلئے تیار نہ ہوں گے اس لئے سوچا کہ پہلے اس مہدی کا واسطہ بننے کا دعویٰ کروں چنانچہ ۱۲۶۰ھ میں جب اس کی عمر پچیس سال کی تھی خود کو باب کے لقب سے متعارف کروایا کہ میں آنے والے مہدی کا واسطہ ہوں (بہاء اللہ اور عصر جدید ص ۳۴) پھر چند روز بعد خود ہی مہدی ہونے کا دعویٰ کردیا کچھ لوگ اس کی جماعت میں داخل ہونے لگے بالخصوص شیعوں کا ایک فرقہ شیخیہ جو مہدی کی تلاش میں زیادہ رہتا ہے اسی طرح کئی شیعہ علماء اس کے عقیدت مند ہوگئے بعض تو ایسے بھی تھے جو اس سے مناظرہ کرنے یا تحقیق حال کیلئے آئے اور اُسی کے ہو کے رہ گئے۔

شیعہ تو پہلے ہی گمراہ تھے اب دوسری قسم کی گمراہی میں چلے گئے لیکن ہمیں اپنے ایمان کی فکر ضروری ہے اس لئے عام آدمی نہ ایسے گمراہوں کی کتابیں دیکھے نہ ان سے بحث کرے ہم نے استاذِ محترم حضرت مولانا عبدالعلیم جالندھریؒ سے سنا کہ حکیم نوردین مرزا قادیانی سے مناظرہ کرنے جارہا تھا مولانا عبدالرحیم رائے پوریؒ کو ملا جو بڑے بزرگ تھے انہوں نے منع کیا کہ تو اس کے پاس نہ جا کہنے لگا میں اس سے مناظرہ کروں گا جب اس کے پاس گیا اس کو مان گیا حتیٰ کہ

اُس کا نائب اور پہلا جانشین بنا۔

مرزا علی محمد باب نے ایران میں بڑا فتنہ برپا کیا دینی اصطلاحات بلکہ قطعی اسلام عقائد کے معنی کو بگاڑ کر پیش کیا، اس کے ماننے والے دوسروں کو کچھ نہ سمجھتے تھے بے گناہ لوگوں کو قتل کرنا ان کے مال کو لوٹنا جائز سمجھتے تھے، ایک مرتبہ باب سے گرفتاری کے دوران پوچھا گیا کہ اگر سچا ہے تو دعا کر کوئی آیت نازل ہو اس نے فوراً سورۃ نور اور سورۃ ملک کی آیت کے ٹکڑے ملا کر پڑھے اور کہا یہ وحی آسمانی ہے اس کو لکھ لیا گیا پھر پوچھا گیا اگر واقعی وحی ہے تو دوبارہ پڑھو اس نے دوبارہ پڑھا تو ردو بدل کر دیا کہا یہ تمہارے جھوٹ اور جعل کی بین دلیل ہے۔ بہر حال حکومت نے اس کے فتنے کو ختم کرنے کی غرض سے اس کو قتل کروادیا (از ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۴ ۱۷ تا ۲۱۶)

بہائیوں کے بیان کے مطابق ۹ رجولائی ۱۸۵۰ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ بروز جمعہ باب کو جب اُس کی عمر ۳۱ سال کی تھی تبریز میں تختہ دار پر لٹکایا گیا اس کی لاش کو شہر کے باہر خندق کے کنارے پھینک دیا گیا دوسری شب کو آدھی رات کے وقت کچھ بابی اٹھالائے اور سالہا سال تک ایران میں پوشیدہ مقامات پر رکھنے کے بعد ارض مقدس کے کوہِ کرمل میں دفن کیا، باب کی قبر سے چند میل کے فاصلے پر بہاء اللہ کی قبر ہے (از بہاء اللہ اور عصر جدید ص ۴۰)

چور مچائے شور:

مثل مشہور ہے "چور مچائے شور" یعنی کہیں چوری ہو جائے اور لوگوں کو پتہ چل جائے تو چور بھی دوسروں کے ساتھ شور مچاتے ہیں پکڑو چور کو پکڑو چور کو، تا کہ لوگوں کے ذہن میں نہ آئے کہ یہ بھی چور ہو سکتا ہے، اسی طرح بعض لوگ اپنے کسی عزیز کو قتل کر کے خود ہی ولی بن کر عدالت میں کیس کر دیتے ہیں تا کہ ان کا جرم چھپا رہے۔

اسی طرح جھوٹے مسیح اور جھوٹے مہدی شور مچاتے ہیں کہ جھوٹوں سے بچو تا کہ لوگ ان کو سچا مان لیں اور کبھی کہتے ہیں جھوٹوں سے بچ کے رہنا کبھی کہتے تسلی کر کے پھر مانو لیکن اس کے ساتھ ساتھ شریعت کے مسائل ہی نہیں بلکہ اسلام کے قطعی عقائد کا انکار کرنے سے بھی گریز نہیں

کرتے ایک بہائی پہلے عنوان باندھتا ہے ''پیغمبری کا ثبوت'' اس کے تحت لکھتا ہے:

حضرت بہاء اللہ نے کسی کو یہ دعوت نہیں دی کہ وہ آپ کے بیانات ونشانات کو بے دیکھے بھالے قبول کرلے بلکہ اس کے برعکس آپ نے اپنی تعلیمات میں سب سے پہلے اس بات پر زور دیا ہے کہ کوئی بھی کسی دلیل وحجت کو بغیر پرکھے قبول نہ کرے...... آگے انجیل کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے: جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑ کے لباس میں آتے ہیں مگر دراصل وہ پھاڑ کھانے والے بھیڑیے ہوتے ہیں تم ان کو ان کے کاموں سے پہچان لوگے کیا کوئی شخص کانٹوں سے انگور اور جھاڑیوں سے انجیر پا سکتا ہے؟ اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے مگر برا درخت برا پھل لاتا ہے......اس لئے اُن کے پھلوں سے تم انہیں پہچان لو گے (متی باب ۷ آیت ۱۵ ۔۲۰ دیکھئے بہاء اللہ اور عصر جدید ص۲۴،۲۵)

<u>بابیت کا پھل کیسا؟</u>

بابیت کا پھل کیسا ہے؟ باب نے مرتدوں کی ایک جماعت تیار کی جو نسل در نسل لوگوں کو مرتد بنا رہے ہیں اس نے اسلام کے بنیادی عقائد کا انکار کیا اکابر علماء اسلام بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بدظن کردیا، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے سے اب تک کے مسلمانوں کا قطعی عقیدہ ہے کہ یہ دنیا ایک دن ختم ہوگی صور پھونکا جائے گا سب مریں گے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب فوت شدہ زندہ ہوں گے پھر ایمان والے جنت میں جائیں گے کافر دوزخ میں، قیامت کے دن جو زندگی ملے گی اس کے بعد موت نہیں آئے گی۔ یہ ایسے عقائد ہیں جن کو ہر مسلمان جانتا ہے ان عقائد کی وجہ سے وہ غیر مسلموں سے امتیاز رکھتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے یہ عقائد اتنے قطعی ہیں کہ ان کے خلاف کسی کی بات قابل غور نہیں۔

مرزا علی محمد باب نے اسلام کے ان عقائد قطعیہ ہی کا انکار کردیا یہ بھی بابیت کا ایک پھل ہے کہ باب کے ماننے والے ان عقائد قطعیہ کے منکر ہوگئے ایک بہائی لکھتا ہے:

حضرت باب کی تعلیمات کا ایک اہم حصہ قیامت اور بہشت ودوزخ کی اصلیت و اصطلاحات[اصطلاحات نہیں بلکہ عقائد دینیہ قطعیہ۔راقم] کی تشریح ہے آپ فرماتے ہیں کہ قیامت سے مراد آفتاب حقیقت کا تازہ ظہور ہے،مردوں کے زندہ کرنے کا مطلب قبور جہالت وغفلت ونفسانیت میں دبے ہوؤں کو روحانی زندگی عطا کرنا ہے،بہشت سے مراد خدا کو جیسا کہ وہ اپنے ظہور کے ذریعے ظاہر ہو پہچاننے اوراس سے محبت کرنے کی خوشی ہے،دوزخ سے مراد خدا کے عرفان سے محروم رہ جانا،آپ نے واضح طور پر فرمایا کہ ان اصطلاحات کا اس کے سوااور کوئی مطلب نہیں لوگوں کے درمیان مادی جسم کے اٹھنے اور مادی بہشت ودوزخ کے بارے میں جو خیالات پھیلے ہوئے ہیں وہ صرف وہم کے شعشے ہیں (ایضاً ص۴۳،۴۴)

درس نمبر۱۳ : بابیت کے مبلغین

ملامحمد علی بارفروشی:

اس کو بابی لوگ قدوس کے لقب سے یاد کرتے ہیں یہ علی محمد باب کا سب سے بڑا خلیفہ تھا اس کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ ازسرِ نو دنیا میں تشریف لاکر معاذ اللہ تعالیٰ بارفروشی کے پیکر میں ظاہر ہوئے ہیں،بعض بابی بارفروشی کو علی محمد باب سے فائق وبرتر بتاتے ہیں (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۲۱۹،۲۲۰) ملامحمد علی بارفروشی کو باب کی زندگی میں ذلیل ورسوا کر کے قتل کیا گیا اس کے مرنے کی خبر سن کر باب اُنیس دن رات روتا رہا (ائمہ تلبیس ج۲ص۱۹۵)

صبح ازل:

میرزا عباس ایران کا ایک وزیر تھا اس کے دو بیٹے تھے بڑے کا نام میرزا حسین علی تھا جس کا لقب بہاء اللہ ہے دوسرے کا نام میرزا یحییٰ نوری جو صبح ازل کے نام سے معروف ہے۔وہ کہتا ہے کہ میں باب کی ایک مناجات سے متاثر ہوا لیکن اس نے اس کے دعوے کو قرآن وسنت پر پرکھنے کی زحمت نہ کی جب باب کے کہنے سے صبح ازل خراسان گیا اس وقت اس کی عمر صرف

۱۵سال تھی ،صبح ازل کا باب سے تحریری رابطہ رہتا تھا باب نے اپنا قلمدان، کاغذات ،لباس، انگوٹھی اور دوسری چیزیں بھیج کو صبح ازل کو اپنا وصی اور جانشین بنا دیا۔

باب نے ایک پیشگوئی کی تھی کہ جب اس کا مذہب خوب پھیل جائے گا تو اللہ ایک عظیم ہستی کو بھیجے گا مختلف بابیوں نے دعوی کیا کہ وہ میں ہوں لیکن اکثر بابی صبح ازل کی اطاعت کرتے رہے اور جب اس کے علاتی بھائی بہاء اللہ نے خدا کے اوتار ہونے کا دعوی کیا تو صبح ازل نے باب کی تحریروں کی روشنی میں سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا اور آپس میں اختلاف نے شدت اختیار کر لی حتی کہ بہاء اللہ نے اسے زہر دینے کی کوشش بھی کی مگر وہ بچ گیا، بہاء اللہ کے حالات آگے آئیں گے کہتے ہیں کہ صبح ازل ۱۹۰۸ء تک جزیرہ قبرص میں زندہ سلامت موجود تھا۔ (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۲۳۸ تا ص ۲۴۳ نیز ۲۴۵، ۲۴۶)

<u>زریں تاج معروف قرۃ العین:</u>

یہ قزوین کے ایک شیعی عالم حاجی ملا صالح کی بیٹی تھی والد نے اس کو گھر کے اندر ہی بڑی تعلیم دلائی پھر اس کی شادی اس کے چچازاد سے کر دی جب اس نے باب کے حالات سنے تو خفیہ طور پر اس کو خط لکھا جواب آنے پر یہ بابی بن گئی پوشیدہ خط و کتابت رہتی تھی پھر باب نے اس کو تبلیغ کا حکم دے دیا۔

قرۃ العین بابیوں کے علاوہ ہر شخص کو کافر اور ناپاک سمجھتی تھی، یہ حضرت فاطمہ کا مظہر ہونے کا دعوی رکھتی تھی، بازار کی چیزوں کا ناپاک سمجھتی تھی ان کو پاک کرنے کا ایک ڈھکوسلہ بنا رکھا تھا، کہتی تھی میری آنکھ حضرت فاطمہ کی آنکھ کا حکم رکھتی ہے میں جس نجس اور ناپاک چیز پر نظر ڈال دوں وہ پاک و طاہر ہو جاتی ہے۔

یہ بہت بڑی مقررہ اور شاعرہ تھی اس کے بابیت کو پھیلانے کے ساتھ بے حیائی کو بڑا فروغ دیا مردوں کے بڑے بڑے مجمعوں میں تقریریں کیا کرتی تھی سب نے اس کو سمجھایا مگر نہ مانی بلکہ اتنا غلو کرنے لگی کہ فتوے دے کر مخالفین کو قتل کرانے لگی۔ مرزا علی محمد باب کے دو سال بعد

اس کوقتل کیا گیا (بہاء اللہ اور عصر جدید ص ۲۲۹ مزید دیکھئے ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۲۱۹ تا ص ۲۲۸)

<u>مومن خان اچی:</u>

اس کو مومن خان ہندی بھی کہتے ہیں سات سال کی عمر میں نابینا ہو گیا بیس سال کی عمر میں حج کیلئے نکلا بمبئی میں ایک بابی سے ملاقات ہوگئی اس کی باتوں سے متاثر ہوا مکہ مکرمہ میں باب آیا ہوا تھا پہلی ہی ملاقات میں بابی بن گیا مختلف علاقوں میں بابیت کی تبلیغ کرتا رہا باب کو اس نے اپنا رب بھی کہا بلکہ ایک موقعہ پر خود بھی انی انا اللہ کے نعرے لگائے۔

بابی لوگ ہندوؤں کی طرح قیامت کے منکر اور تناسخ کے قائل ہیں کہتے ہیں کہ مرنے کے روح پھر اسی جہان میں آجاتی ہے۔ ایک بابی کہتا ہے کہ ایک کتا بھونک رہا تھا اس نابینے نے کہا ایک مکان یہاں سے اتنے فاصلے پر ہے وہ ایک آدمی رہتا تھا جس کے اتنے بیٹے ہیں اس کتے کی شکل میں اُس آدمی کو عذاب ہو رہا ہے تحقیق کی گئی تو بات ویسے ہی نکلی مولانا دلاوریؒ فرماتے ہیں یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اندھے نے اپنے بارے میں کیوں نہ بتا دیا کہ وہ پہلے کس پیکر میں تھا پہلے جنم میں اس کے کیا حالات تھے (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۲۳۲ تا ۲۳۷)

<u>درس نمبر ۱۴ : بہاء اللہ نوری اور عبد البہاء</u>

محمد علی باب نے اپنی ایک کتاب میں گپ ماری کہ مجھ سے ڈیڑھ، دو ہزار سال بعد ایک شخص آئے گا بڑے مرتبے والا ہوگا اور بڑے عجیب کام کرے گا باب نے اس وہمی شخصیت کا نام رکھا: مَنْ یُظْهِرُهُ اللّٰهُ ''جس کا اللہ ظاہر کرے گا''۔ باب کا نائب صبح ازل تھا۔ باب کے مرنے کے بعد باب کے بہت سے مریدوں نے ایسے دعوے کئے مگر اُن کو عروج نہ ملا۔

بہاء اللہ کا نام مرزا حسین علی تھا یہ بھی باب کا مرید تھا یہ اپنے بھائی صبح ازل سے سترہ سال بڑا تھا، اس کو بہائیوں میں ایک ایسا شخص مل گیا جو ہر بات میں اس کی تصدیق کرنے والا تھا اُس کے کہنے سے بہاء اللہ نے دعوی کیا کہ آنے والا وہ عظیم انسان میں ہوں، باب کے بھائی صبح

ازل نے مخالفت کی اور کہا کہ باب کی پیشگوئی تیرے اوپر پوری نہیں اترتی مگر بہاء اللہ باز نہ آیا اور اپنی تبلیغ جاری رکھی آہستہ آہستہ اس کی جماعت بننے لگی، حتیٰ کہ وہ مخالفین کو مروانے لگا۔

ایک بہائی لکھتا ہے:

ان بارہ ایام (۲۱/اپریل سے ۲/مئی ۱۸۶۳ء تک یعنی حضرت باب کے اعلان کے ۱۹ سال بعد) کے پہلے دن آپ نے چیدہ چندہ احباب کو یہ خوشخبری سنائی کہ آپ ہی وہ ''مَنْ یُظْھِرُہُ اللّٰہُ'' ہیں جن کی آمد کی خوشخبری حضرت باب نے دی تھی اور جو تمام انبیاء کا موعود ہے (بہاء اللہ اور عصر جدید ص ۵٦) ایک چھوٹی سی جماعت نے آپ کے سوتیلے بھائی میرزا یحییٰ کی سرکردگی میں نہایت شدت سے اس کی مخالفت کی (ایضاً ص ۵۸) نیز لکھتا ہے:

میرزا یحییٰ جو ازل کے نام سے بھی مشہور ہے بغداد آیا اور اس کے آتے ہی اُس کی خفیہ ریشہ دوانیوں سے احباب میں ایسے ہی اختلافات رونما ہونے لگے جیسے حضرت مسیح کے حواریوں اور رسول مقبول صلعم (۱) کے اصحاب میں پیدا ہوئے تھے (ایضاً ص ۵۲)

بہاء اللہ ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء کو ۷۵ سال کی عمر میں بخار سے بیمار رہ کر مرا، اُس نے اپنی وصیت میں اپنے لڑکے عبد البہاء کو جانشین اور تعلیمات کا مفسر مقرر کیا (ایضاً ص ۷۳)

بہاء اللہ کے بعد جب اس کے بیٹے عبد البہاء نے نائب ہونے کا دعویٰ کیا، اور اس کے بھائیوں نے اس سے اختلاف کیا، بہائیوں کی اکثریت عبد البہاء کے دعووں کی تصدیق کرتی ہے

---

۱) یہ بہائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر صریح الزام ہے، حواریوں میں اختلاف نہ تھا بلکہ پولس جو ایک موذی یہودی تھا اس نے منافقانہ طور پر عیسائیت کو اپنایا اور حوارین سے ملے بغیر اپنے طور پر عیسائیت کی تبلیغ کی اور دین میں ردوبدل کر ڈالا (دیکھئے رسول کے اعمال باب ۲۲ آیت ۳ تا ۱۲، رومیوں کے نام پولس رسول کا خط باب ۱۵ آیت ۲۰، کرنتھیوں کے نام پولس رسول کا پہلا خط باب ۹ آیت ۲۰، ۲۱) (باقی اگلے صفحہ پر)

اور اس کو مظہر وقت جانتی ہے پھر جس طرح صبح ازل اور اس کے بھائی بہاء اللہ کے درمیان لڑائیاں ہوئیں اسی طرح بہاء اللہ کے دونوں بیٹوں عبدالبہاء اور میرزا محمد علی کے درمیان جنگ

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ) اسی طرح نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ میں کوئی اختلاف نہیں ہوا سب نے بالاتفاق حضرت صدیقؓ کو خلیفہ بلافصل بنایا جو چند افراد دین سے پھر گئے وہ صحابی نہ رہے، صحابہ کرامؓ کے مابین جو اختلافات ہوئے وہ اجتہادی اختلافات تھے اور اجتہادی اختلاف میں اگر غلطی ہو تب بھی ثواب مل جاتا ہے۔ سب سے پہلے عقیدے کا اختلاف خارجیوں اور رافضیوں نے شروع کیا اور ان کے ساتھ کوئی بھی صحابی نہ تھا۔

اسلام کی حقانیت کی ایک دلیل:

اسلام کی حقانیت کی ایک دلیل حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافتیں اور ان کی آپس کی محبتیں بھی ہیں ہے دیکھئے حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما ایک خاندان سے نہ تھے دونوں میں کوئی قریبی رشتہ داری بھی نہ تھی پھر دونوں کی بیٹیاں نبی کریم ﷺ کے نکاح میں تھیں۔ اور سوکنوں کے اختلاف کی وجہ سے اُن کے خاندان ایک دوسرے سے عداوت رکھتے ہیں بالخصوص دونوں کے والدین میں خاصا اختلاف ہوتا ہے لیکن یہاں ایسا نازک رشتہ ہونے کے باوجود اتنی گہری محبت اور اعتماد ہے کہ جب خلیفہ بنانے کا وقت آیا تو حضرت صدیقؓ نے حضرت فاروقؓ کا نام پیش کیا اور حضرت فاروقؓ نے حضرت صدیقؓ کی بیعت کر لیا ور فرمایا: بَلْ نُبَايِعُكَ اَنْتَ فَاَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (بخاری ج ا ص ۵۱۸) ''بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں اس لئے کہ آپ ہمارے سردار، ہم میں سب سے اچھے اور رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں'' پھر حضرت صدیق اکبرؓ نے دنیا سے جاتے وقت حضرت فاروق اعظمؓ کو خلیفہ مقرر کیا اور کبھی ان حضرات میں لڑائی جھگڑے یا دھڑے بندی کی نوبت نہیں آئی حضرت فاروقؓ اپنی خلافت کے زمانے میں بھی حضرت صدیقؓ کی عظمت کے قائل رہے ان کی پیروی کی کوشش کرتے رہے حتی کے وفات کے بعد ان کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

آزمائی ہوئی (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۲۶۲،۲۶۳)

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ) اسلام کی حقانیت کی ایک اور دلیل:

نبی ﷺ اہل مکہ کے ظلم وستم کی وجہ سے مکہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے اگر چہ مدینہ منورہ میں ایک اسلامی حکومت بن گئی مگر اس کو جتنے بحرانوں کا سامنا کرنا پڑا اور آپ نے جس حکمت سے ان بحرانوں پر قابو پایا دنیا اِس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے مدینہ میں آپ کے مخالف یہودی بھی تھے اور منافق بھی اور وہ مشرک جو ایمان نہ لائے علاوہ ازیں اہل مکہ والے اور پوری دنیا کے لوگ کفر کی وجہ سے اسلام کے مخالف ہی تھے۔

آپ ﷺ انتہائی ناموافق حالات میں مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے وہاں ایک مسئلہ مہاجرین کو آباد کرنے کا پھر دوسرا مسئلہ یہ کہ یہودی مقامی لوگوں کو لڑایا کرتے تھے خانہ جنگی کی وجہ سے ان کے کئی سردار مارے گئے اہل مدینہ نے عبداللہ بن ابی کو اپنا رئیس بنانے کا فیصلہ کرلیا صرف تاج پہنانا باقی تھا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے آپ کی تشریف آوری سے عبداللہ ابن ابی کی حکومت رہ گئی اس وجہ سے وہ بھی دل سے آپ کا دشمن بن گیا۔ (بخاری ج ۲ ص ۶۵۵)

نبی کریم ﷺ دوسری جگہ سے انتہائی خطرناک حالات میں تشریف لائے آپ نے مہاجرین وانصار میں بھائی چارہ قائم کیا (ابن ہشام ج ۲ ص ۱۲۴) چند سال کے بعد جب حالات سازگار ہوئے تو مہاجرین کا بوجھ انصار سے ختم کردیا (معارف القرآن ج ۸ ص ۳۷۴ تا ۳۷۹) نیز آپ نے مدینہ جانے کے بعد وہاں کے رؤساء اور یہودیوں کے سرداروں کو بٹھا کر امن کیلئے ایک معاہدے کا پابند کردیا اور اس پر عمل کیا بھی کروایا بھی (ابن ہشام ج ۲ ص ۱۱۹)۔ سوچئے تو سہی کہ نبی ﷺ کے پاس کونسی مادی قوت ہے جس کے بل بوتے اتنے بڑے بحرانوں پر قابو پایا۔ نبی ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد پھر کبھی اہل مدینہ میں خانہ جنگی نہ ہوئی یہودیوں نے کوششیں تو بہت کیں مگر مجال کیا ہے کہ ان کو کامیابی ہوتی (ابن کثیر ج ۱ ص ۳۹۰ تحت قولہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا) بلکہ یہ عین حقیقت ہے کہ مدینہ منورہ سے یہودیوں کے بعض قبائل کو جلاوطن ہونا پڑا (سورۃ الحشر: ۲، ۱۵) (باقی اگلے صفحہ پر)

ایک بہائی لکھتا ہے: ''یہ بات آپ کے بعض رشتہ داروں اور دوسروں کو بری لگی جو آپ کے ایسے ہی دشمن ہو گئے جیسے حضرت بہاء اللہ کا دشمن ازل تھا (بہاء اللہ اور عصر جدید ص ۹۵) مولانا دلاوری فرماتے ہیں: عبد البہاء کی موت ۱۹۲۱ء میں ہوئی اس نے شوقی آفندی کو اپنا جانشین بنایا (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۲۶۲، ۲۶۳)

درس نمبر ۱۵ : بہاء اللہ کا دعوی الوہیت

باب کی اتباع میں بہاء اللہ نے اگر دعوی رسالت ہی کیا ہوتا تو بھی بہائیوں کے کفر میں شک نہ تھا لیکن یہ اس وجہ سے بھی کافر ہیں کہ بہاء اللہ نے دعوی رسالت کے ساتھ ساتھ دعوی الوہیت بھی کیا چنانچہ ایک بہائی لکھتا ہے: حضرت عبد البہاء نے اپنی وصایائے مبارکہ میں حضرت باب وحضرت بہاء اللہ کے مقامات اور نیز اپنی ماموریت کے اسرار کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں: اہل بہاء کے ایمان کی بنیاد یہ ہے کہ رب اعلیٰ (حضرت باب جل اسمہ) توحیدِ الٰہی کے مظہر اور جمال مبارک [ان کی مراد جمال سے بہاء اللہ ہے۔ راقم] کے پیشرو و مبشر ہیں اور حضرت جمال ابہیٰ (حضرت بہاء اللہ) جل اسمہ الاعلیٰ (میری جان آپ کے مستقیم دوستوں پر فدا ہو) خدا کے ظہور اعظم اور اُس جوہر الوہیت کے آفتاب ہیں باقی سب اُن کے بندے اور اُن کے حکم کے ماننے والے ہیں (بہاء اللہ اور عصر جدید ص ۱۱۵)

ایک جگہ لکھتا ہے: حضرت بہاء اللہ اور عبد البہاء نے بے شمار دعائیں نازل فرمائی ہیں (ایضاً ص ۱۵۶، ۱۵۷) نیز لکھتا ہے: مختصراً اس درجہ میں انہوں نے خدا کی آواز وغیرہ ہونے کا دعوی کیا ہے اور درجہ رسالت میں اظہار رسالت کیا ہے (ایضاً ص ۷۷)

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور ایک قبیلہ کو اس کے جرائم کی وجہ سے اس سے بھی سخت سزا دی گئی (سورۃ الاحزاب: ۲۶) ان حقائق کے ہوتے ہوئے بہائیوں اور قادیانیوں کو شرم نہیں آتی کہ نبی ﷺ کے مقابلہ میں اپنے جھوٹوں کو اور اسلام کے مقابلہ میں بہائیت اور قادیانیت کو پیش کرتے ہیں۔ تمت الحاشیۃ

بہاءاللہ نے کلمات مکنونہ میں کہا:

میں نے قسم کھائی ہے کہ میں نا انصافی کو کبھی معاف نہ کروں گا یہ میرا عہد ہے جو میں نے لوح محفوظ میں مقدر کیا ہے(ایضاً ص ۲۱۵)   ایک بہائی لکھتا ہے:

بہاءاللہ کے مقام کا صحیح طور پر سمجھنا ایک اہم مسئلہ ہے آپ کے کلمات دوسرے مظاہر الہی کے کلمات کی طرح دو قسموں میں منقسم کئے جاسکتے ہیں ایک تو وہ جن میں آپ ایک ایسے انسان کی طرح کلام فرماتے ہیں جو خدا کی طرف سے بنی نوع انسان کو پیغام دینے کیلئے آیا ہے دوسرے وہ کلمات جن سے یہ متشرح ہوتا ہے کہ خود خدا بول رہا ہے(ایضاً ص ۷۴،۷۵)ایک جگہ ایسی ہی واہیات باتیں کرتے ہوئے کہتا ہے :اور اگر سب اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (میں خاتم النبین) کی ندا کریں تو بھی سچ ہے(ایضاً ص ۷۴ تا۷۶)   عبدالبہاء کہتا ہے:

وہ شخص جو تعلیمات بہاءاللہ کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے وہ بہائی ہے اس کے برعکس ایک شخص خواہ پچاس برس تک اپنے آپ کو بہائی کہے اگر وہ تعلیمات بہاءاللہ پر نہیں چلتا تو وہ بہائی نہیں ہے(ایضاً ص ۱۱۹)   بہاءاللہ کہتا ہے:

وہ جو اپنے دل میں ایک رائی کے وانے سے بھی کم میرے سوا کسی دوسرے سے محبت رکھتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ وہ میری ملکوت میں داخل نہیں ہوسکتا.......... اے میرے بندے! اپنے آپ کو اس دنیا کی پابندیوں سے آزاد کر(ایضاً ص ۱۲۸،۱۲۹ نیز ص ۱۴۶)[اللہ فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرة:۱۶۵)''اور ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے''اور یہ خدا کا دشمن صرف اپنی محبت کی تعلیم دیتا ہے]

درس نمبر ۱۶ : بہائیوں کے کچھ اور عقائد ونظریات

بہائی لوگوں نے بہاءاللہ کو مسیح موعود ہی نہیں بلکہ خدائی کا مرتبہ دے کر اس کو مسجود بنایا ہوا تھا بہائی زائرین اس کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں بہائی شریعت میں وضو میں صرف ہاتھ اور منہ دھونے کا

حکم ہے دن میں صرف ایک مرتبہ وضو کافی ہے ان کا قبلہ خانہ کعبہ نہیں بلکہ فلسطین میں ایک جگہ عکہ یا بہاء اللہ کی قبر ہے نمازیں تین ہیں ہر نماز میں تین رکعتیں ہیں طریقہ بھی اور ہی ہے ان میں بہاء اللہ کی کتابوں کی عبارتیں پڑھی جاتی ہیں رمضان کی جگہ موسم بہار میں ۱۹ روزے رکھے جاتے ہیں روزہ طلوع آفتاب سے شروع ہوگا، عیدوں میں بھی فرق کیا ہوا ہے ان کے ہاں مہینوں کی تعداد ۱۹ ہے غرض کہ شریعت کے ہر حکم میں تبدیلی کی ہے ان کے نکاح کے الفاظ بھی قابل دید ہیں دولہن دولہا اور کچھ لوگوں کے سامنے کہے: بیشک ہم خدا کی رضا پر قانع ہیں اور دولہا جواب دے بیشک ہم خدا کی مرضی پر مطمئن ہیں (بہاء اللہ اور عصر جدید ص ۲۶۹، ص ۲۷۱، ص ۲۷۷، ۲۷۸)

جنت اور دوزخ کی حقیقت کا انکار یوں کیا کہ کہتے ہیں: بہشت حالت کمال اور دوزخ حالت نقص (ایضاً ص ۲۸۸) کائنات کو فانی نہیں بلکہ ہندؤں کی طرح ازلی ابدی مانتے ہیں (ایضاً ص ۳۱۰) آدم علیہ السلام کے واقعات کا انکار کرتے ہیں (ایضاً ص ۳۱۴ نیز دیکھئے ائمہ تلبیس ج ۲ ۲۶۴، ۲۶۵) اگر چہ مرزائیوں کی بہ نسبت یہ لوگ اسلام سے زیادہ اختلاف رکھتے ہیں مگر مرزائی زیادہ خطرناک ہیں اس لئے کہ وہ بہت سے اعمال مسلمانوں کی طرح کر کے جلد دھوکہ دے دیتے ہیں۔

درس نمبر ۱۷ : وحدت ادیان کا دھوکہ

بہائی لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے کہتے ہیں کہ ہم تو سب کیلئے محبت کا پیغام ہیں جیسے مرزائی کہہ دیتے ہیں محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں، دین اسلام کتنا صاف ستھرا اور سچا دین ہے واضح طور پر سب انسانوں اور جنوں کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں شامل ہونے کا حکم ہے اس کے بغیر کسی کی نجات نہیں ہوسکتی اسلام یہ نہیں کہتا کہ کسی سے نفرت نہ ہو بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ محبت ہو تو اللہ کیلئے نفرت ہو تو اللہ کیلئے۔

بہر حال بہائی کہتے ہیں کہ ہم اختلاف نہیں چاہتے ہم تو کہتے ہیں کہ سب مذاہب ایک

ہوجائیں، سب لوگوں کی زبان ایک بن جائے۔ چنانچہ بہاء اللہ ایک موقع پر کہتا ہے: تمام لوگ اعتقاد میں ایک ہوجائیں سب انسان بھائی بھائی بن جائیں (بہاء اللہ اور عصر جدید ص ۱۸۳) ایک موقع پر کہتا ہے: مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عیسائیوں کے گرجوں اور یہودیوں کی ہیکلوں میں جائیں اور اسی طرح دوسروں کو مسلمانوں کی مسجدوں میں جانا چاہئے (ایضاً ص ۱۸۷، ۱۸۸)

میں کہتا ہوں یہ کون ہے مسلمانوں کو گرجوں میں جانے کی تعلیم دینے والا، یا عیسائیوں کو مسلمانوں کی مساجد کی اجازت دینے والا ہم تو کسی غیر مسلم کو بالخصوص کسی مرزائی یا کسی بہائی کو اپنے قبرستان میں دفن ہونے کی بھی اجازت نہ دیں گے۔ پھر یہ اتحاد مذاہب صرف زبانی بات ہے اگر سب مذاہب درست ہیں تو بہاء اللہ کو نئے مذہب کی کیا ضرورت پیش آئی؟ وہ کہتا ہے سب سے زیادہ مجھ سے محبت ضروری ہے جبکہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ کیلئے بہاء اللہ اور بہائیوں سے شدید نفرت فرض ہے۔

<u>مختلف ادیان اور مختلف فرقوں میں سچا کونسا ہے؟</u>

یہ بات تو ہم ثابت کر چکے ہیں کہ تمام دینوں میں اسلام ہی وہ دین ہے جس میں انسانیت کی نجات ہے ایک سوال یہ ہے کہ مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں ہم کدھر جائیں اس فرقہ واریت نے بہت پریشان کر دیا ہے۔ ایک مرتبہ مجھ سے کسی نے یہ بات کہہ دی میں نے کہا بھئی جو فرقہ میں نے بنایا میں اس کو ختم کرتا ہوں اور جو تو نے بنایا تو اس کو ختم کر دے، اس پر وہ خاموش۔ میں نے کہا بھئی جب تو بھی کوئی فرقہ نہیں بنایا میں نے بھی کوئی فرقہ نہیں بنایا تو کیا ہمارے کہنے سب فرقے ختم ہوجائیں گے، کوئی فرقہ بھی ختم نہ ہوگا یہ بھی نہ کہنا کہ کچھ نہ ہوگا، کچھ تو ہوگا، کیا ہوگا؟ جب تو کہے گا کہ سب غلط میں سچا، تو تو ایک فرقہ بنائے گا اور جب میں کہوں گا کہ تو بھی غلط ہے تو ایک فرقہ میں بنالوں گا، تو ہماری مخالفت سے فرقہ واریت بڑھے گی کم نہ ہوگی۔

فرقہ واریت کو ختم کرنے کا طریقہ میں بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ کچھ اصول تلاش کرو جن کے مطابق ان سب فرقوں کو پرکھیں وہ کہنے لگا قرآن اور حدیث میں نے کہا میں بتاتا ہوں جو

اصول تجھے پسند نہ آئیں بتادینا۔ پہلا اصول ہے اللہ کی محبت دوسرا نبی کریم ﷺ کی محبت تیسرا قرآن کریم چوتھا حدیث شریف۔

پھر میں اس کو ان اصولوں کے تقاضے بتائے کہ اللہ کی محبت کا تقاضا ہے ہر مشکل میں اللہ کو پکارنا یا اللہ مدد کہنا اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے آپ کے صحابہ اور اہل بیت سے محبت رکھنا، پھر ہم قرآن وحدیث دونوں کو ماننے کی وجہ سے اہل قرآن وحدیث ہیں اہل حدیث نہیں۔ وہ شخص یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوا کہنے لگا یہ میری زندگی کا اثاثہ ہیں اور جس میں یہ چار اصول ہوں اس کو فرقہ نہ کہو جماعت کہو۔ (مزید دیکھئے آیات ختم نبوت ص ۲۷۴ تا ص ۲۸۴)

درس نمبر ۱۸ : ادیان سماویہ پر بہائیت کی فرضی فوقیت

ایک بہائی لکھتا ہے:

ادیان عالم میں امر بہائی اپنی مستند کتابوں کے لحاظ سے بے نظیر اور بے مثل ہے ہم حضرت مسیح حضرت موسیٰ حضرت زرتشت، مہاتما بدھ اور سری کرشن کی طرف جو تحریرات منسوب کر سکتے ہیں وہ معدودے چند ہیں. اور بہت سے اہم مسائل کا کوئی عملی جواب نہیں ملتا بہت سی تعلیمات جو ان بانیان ادیان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں قابل وثوق نہیں ہیں اور اُن میں سے اکثر بعد کے زمانوں میں صریحاً ان کے ساتھ مخلوط کی گئی ہیں مسلمانوں کے پاس قرآن اور ایک بہت بڑے ذخیرۂ حدیث کے ذریعہ اُن کے بانی دین کی زندگی اور تعلیمات کا مستند ذخیرہ موجود ہے مگر حضرت محمد خود امی تھے اور آپ کے اولین پیرو بھی اکثر ان پڑھ تھے آپ کی تعلیمات کو لکھنے اور پڑھنے کے جو طریقے اختیار کئے گئے وہ کئی طرح غیر اطمینانی تھے......

اس کے برعکس حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ پر بے شمار کلمات الٰہی نازل ہوئے ہیں جو اپنی فصاحت و بلاغت اور نفوذ و قوت میں بے نظیر ہیں چونکہ دونوں کو ظہور کے بعد پبلک میں

تقریر کرنے سے روکا گیا اور انہوں نے اپنی زندگیوں کا اکثر حصہ قید و بند و نظر بندی میں گزارا اس لئے انہوں نے اپنا وقت عموماً لکھنے میں صرف کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صحائف آسمانی کے استناد کی خوبی کے لحاظ سے امر بہائی اپنے سے پہلے ادیان سے بہت بڑھ کر ہے (بہاء اللہ و عصر جدید ص ۱۹۹)

اسلام کی حقانیت کا اقرار:

یہ بات تو اس بہائی کو تسلیم کرنی پڑی کہ قرآن و حدیث نبی کریم ﷺ کی سیرت اور آپ کی تعلیمات کا مستند ذخیرہ مسلمانوں کے پاس موجود ہے اس کے ساتھ اس کو بھی ملا لیں کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ بھی قطعی ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اس لئے قادیانی کی طرح باب اور بہاء اللہ کے دعوے قطعاً قابل غور نہیں۔ ٹھیک ہے نبی کریم ﷺ امی تھے مگر آپ کا امی ہونا ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ امی ہو کر آپ ﷺ تمام علماء کے معلم ہیں اور باتوں کو جانے دیجئے اسی پر غور کریں کہ صرف بخاری شریف میں علم کے فضائل و مسائل صحیح سند کے ساتھ جس طرح نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں باب اور بہاء اللہ سمیت جھوٹے کسی دعویدار سے ایسے مضامین ثابت ہوں تو دکھا دیجئے، پھر بہاء اللہ نے قید میں زندگی گزاری لوگوں سے ملنے کو اس کو موقع ہی نہ ملا اس کو لوگوں کے مسائل کا کیا پتہ؟ پھر جو شخص خود کو قید سے رہا نہ کرا سکا اُس نے مظلوم قیدیوں کیلئے کیا کر کے گیا ہوگا؟

درس نمبر ۱۹ : قادیاں کے الہامی صاحب یعنی منشی غلام احمد قادیانی

مرزا قادیانی کا نام والدین دسوندی رکھا تھا لیکن سندھی کے لفظ سے بھی مخاطب کئے جاتے تھے جو ایک ہندوانہ اور مشرکانہ نام ہے معلوم نہیں مرزا کا نام دسوندی یا سندھی سے غلام احمد کب اور کیونکر ہو گیا (رئیس قادیاں ج ۱ ص ۱) مرزا کی ماں اور دوسری عورتیں اس نام سے بھی پکارا کرتی تھیں (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۴۵)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۱۵

باپ کا نام غلام مرتضی ماں کا نام چراغ بی بی۔ تاریخ پیدائش میں ان کا اختلاف ہے بیٹے نے ۱۸۳۶ء کو ترجیح دی ہے، منشی صاحب کا ایک رشتے دار مرزا امام دین تھا جو محمدی بیگم کا ماموں تھا مرزا کو مکار کہا کرتا تھا (رئیس قادیاں ج۱ص ۱۳۵) مرزا امام دین کو بدنام کرنے کیلئے مرزے کی بیوی نے کہا کہ وہ مرزے کو بہلا پھسلا کر قادیاں سے باہر لے گیا اور اس زمانے میں ۷۰۰ روپے کی عظیم رقم ضائع کروادی (سیرۃ المہدی ج۱ص ۴۱، ۴۳) اس کے بعد مرزے نے سیالکوٹ کی کچہری میں ملازمت کرلی اور کچہری کی ملازمت کا زمانہ ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک ہے (سیرۃ المہدی ج۱ص ۴۴) اس اعتبار سے اس وقت قادیانی کی عمر ۱۸۶۴ء میں ۲۸ سال ہوئی۔ اس ملازمت کے زمانے میں قادیانی نے خوب رشوتیں لیں (رئیس قادیاں ج۱ص ۲۴) کچہری میں ملازمت کرنے کی وجہ سے مرزا قادیانی منشی غلام احمد کہلوایا (رئیس قادیاں ج۱ ص ۲۶)

فوٹوسٹیٹ بر صفحہ ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۵

اس کے بعد منشی صاحب نے لاہور جا کر مولانا محمد حسین بٹالوی کے پاس ہندوؤں اور عیسائیوں سے چیلنج بازی سے شہرت حاصل کی محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالے کے ذریعے شہرت دی تو کئی غیر مقلد اس کے جال میں آ گئے پھر منشی صاحب نے مجدد ہونے کا دعوی کیا تو علماء لدھیانہ نے اس پر کفر کا فتوی لگایا اور جب مسیح ہونے کا دعوی کیا تو ہر طرف اس کی مخالفت ہوئی اگلی کتاب میں نبوت اور رسالت کا مدعی بن بیٹھا بجائے باز آنے کے یہ شخص مزید بڑھ جاتا تھا نبوت کا کھلا دعوی ۱۹۰۲ء میں کیا ۱۹۰۸ء میں مرگیا پھر حکیم نور دین نائب بنا ۱۹۱۴ء میں وہ مرا تو منشی غلام احمد کا بیٹا بشیر الدین محمود آگے آیا اس وقت مولوی محمد علی اپنے ساتھیوں کے ساتھ الگ ہو گیا۔

اصل وجہ تو اقتدار کا نہ ملنا تھا لیکن مولوی محمد علی نے بدنامی دور کرنے کیلئے اس اختلاف کو مذہبی رنگ دیا اور لاہور میں اپنا مرکز بنا کر کہنے لگا مرزا نبی نہیں بلکہ مجدد تھا، ۱۹۶۵ء میں مرزا بشیر الدین مرتا ہے تو قادیانی کا پوتا مرزا ناصر جانشین ہوتا ہے اس کے بعد دوسرا پوتا مرزا طاہر چوتھا جانشین بنا اور اب پانچواں جانشین مرزا مسرور بن منصور بن شریف بن مرزا قادیانی ہے۔ جو منشی

قادیانی کا پڑپوتا ہے۔(مرزا کے حالات کیلئے دیکھئے مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ کی کتاب رئیس قادیاں نیز ان کی کتاب ائمہ تلبیس کا دوسرا حصہ اور قادیانیوں کی کتاب سیرۃ المہدی)

درس نمبر ۲۰ : قریب زمانہ کے جھوٹے نبی

منشی غلام احمد قادیانی کے بعد بہت سے مرزائیوں نے نبوت کا دعوی کیا مولانا رفیق دلاوریؒ نے ائمہ تلبیس جلد دوم کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے باب کا نام رکھا ''قادیان کے برساتی نبی''۔ان کذابین میں سے ایک جموں کشمیر کا چراغ الدین تھا جس نے قادیانی کی زندگی میں دعوی کیا اور قادیانی نے اپنی کتاب دافع البلاء میں اس کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا(ائمہ تلبیس ج۲ص۴۱۱)ایک منشی ظہیر الدین اروپی تھا اروپ ضلع گوجرانولہ کا رہنے والا وہ کہتا تھا قادیاں کی مسجد بیت اللہ ہے اس کی طرف نماز ادا کرنی چاہئے (ایضاً ص۴۱۱)ایک آدمی یحیی بہاری خود کو عین اللہ لکھا کرتا تھا یہ الوہیت کا مدعی تھا ایک ہندو عقیدت مند کے پاس تھا وہاں ایک عورت کا اکلوتا بیٹا مر گیا لوگوں نے کہا خدا صاحب آئے ہوئے ہیں پیچھے پڑ جا کہ میرے بیٹے کو زندہ کریں جب اس کے عقیدت مند نے سفارش کی تو کہنے لگا صبح کو آنا صبح ہونے سے پہلے ہی غائب ہو گیا (ائمہ تلبیس ج۲ص ۴۲۷، ۴۲۸)

قریب زمانہ میں بھی کئی جھوٹے نبوت یا مہدویت کے دعویدار ہوئے۔اخبارات میں ایسی خبریں آتی رہتی ہیں ان میں سے ایک ریاض احمد گوہر شاہی انجمن سرفروشان اسلام کا رئیس تھا اس نے بھی کئی دعوے کئے کہتے تھے چاند میں اس کی تصویر ہے حجر اسود میں اس کی تصویر ہے جھوٹ بھی کیسا بولتے ہیں چاند ہر کسی کو نظر آتا ہے مگر وہ تصویر صرف ان کو نظر آئی، حجر اسود کی لاکھوں زیارت کرتے ہیں مگر اس میں تصویر ان کو ہی نظر آئی۔ایک آدمی یوسف کذاب تھا جس کو جیل میں قتل کیا گیا، آج کل ایک آدمی زید زمان مشہور ہے کہا جاتا ہے کہ یہ زید زمان اس یوسف کذاب کا خلیفہ ہے ایسے لوگوں سے بچنا ضروری ہے۔

ذکری فرقہ جس کی زیادہ تعداد بلوچستان کے جنوبی اضلاع میں آباد ہے یہ لوگ ''ملا محمد اٹکی'' کو پیغمبر مانتے ہیں مکران بلوچستان میں ایک جگہ حج کیلئے جمع ہوتے ہیں ان کا کلمہ بھی ہم سے مختلف ہے ذکری فرقہ کا اثر ورسوخ پڑھے لکھے لوگوں میں زیادہ ہے بہت سے ذکری مختلف محکموں میں اہم مناصب پر فائز ہیں (از ختم نبوت کورس مولانا بلال احمد خان ص ۷۷،۷۸)

امریکہ میں سیاہ فاموں کے لیڈر ایلیج محمد نے ڈبلیو فادر محمد کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ۱۹۳۴ء میں ڈبلیو فادر محمد کے غائب ہونے پر اس نے اس کے نائب ہونے کا دعوی کیا اور کہا کہ وہی مسیح تھا جس کا عیسائیوں کو مدت سے انتظار ہے اس نے شریعت کے حکموں میں تبدیلی کی اپنی تنظیم کا نام رکھا ''نیشن آف اسلام''۔۱۹۷۵ء میں ایلیج محمد کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اپنے باپ کے عقائد سے توبہ کر کے صحیح العقیدہ مسلمان ہوگیا لیکن اصل گروہ کسی اور کی قیادت میں اپنے عقائد کی بنیاد پر بدستور کام کر رہا ہے (از ختم نبوت کورس مولانا بلال احمد خان ص ۷۸،۷۹)

ان کے علاوہ خدا جانے اور کتنے فتنے باز دنیا میں ہیں اور ہوں گے اُن کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنی نام نہاد تحقیقات پر ناز کرتے ہیں، اور اکابر علماءِ امت کی تحقیقات ہی نہیں بلکہ اجماعی عقائد ومسائل سے لوگوں کو کاٹ کر اپنے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں بعض ان میں سے نزول عیسی علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں جبکہ اس کے بارے میں متواتر احادیث پائی جاتی ہیں۔ ان سب سے بچنے کا طریقہ اکابر پر اعتماد اور ان کی اتباع ہے

درس نمبر ۲۱ : مرزا کے خاندان کا کردار

منشی غلام احمد قادیانی کے مشن کو ترقی دینے کیلئے شروع میں محمد حسین بٹالوی اور حکیم نوردین نے بڑا حصہ لیا (دیکھئے رئیس قادیاں ج ۱ ص ۷۷) قادیانی کے بعد میں اس کے کفریات کو پھیلانے میں اس کی دوسری بیوی اور اس کے بیٹوں کا بڑا کردار ادا کیا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا تو اس کا خاص دوست اور مشیر، بلکہ اُس کا پہلا مرید حکیم نوردین اُس کا جانشین بنا۔۱۹۱۴ء میں حکیم

نوردین مرا تو قادیانی کی بیوی کی کوششوں سے اس کا بیٹا بشیر الدین محمود دوسرا جانشین بنا۔

مرزا قادیانی نے پہلی بیوی کو معلقہ بنا رکھا تھا اور دوسری بیوی کو سر چڑھایا ہوا تھا، اسلام دشمنی کی وجہ سے یہ قادیانی کی پہلی بیوی کو پھجے کی ماں دوسری بیوی کو ام المومنین کہتے ہیں (دیکھئے سیرۃ المہدی ج ا ص ۳۳، ۳۴) یہ بیوی مرزے کے کفریات میں ہمیشہ شریک رہی ہے۔

منشی صاحب کے گھر میں خدمت گزار عورتیں کہتی تھیں: مرجا بیوی کی گل بڑی مندا ے (ج ا ص ۲۷۶) یعنی مرزا اپنی بیوی کی بات بہت مانتا ہے، مولوی عبدالکریم مرزائی نے مفتی محمد صادق مرزائی سے کہا آپ کو یاد رکھنا چاہئے یہاں ملکہ کا راج ہے، یعنی حضرت مسیح موعود اپنے خانگی معاملات میں حضرت ام المومنین کی بات بہت مانتے ہیں اور گویا گھر میں حضرت ام المومنین ہی کی حکومت ہے (ج ۲ ص ۱۰۲، ۱۰۳) مرزے کی یہ بیوی تقسیم ہند کے بعد اپریل ۱۹۵۲ء کو پاکستان میں مری (اصحاب احمد ج ۶ ص ۶۸)

قادیانی کے دو بیٹوں نے اس کے کفر کو عام کرنے کیلئے بڑی محنت کی ایک بشیر الدین محمود جو دوسرا خلیفہ بنا، دوسرا مرزا بشیر احمد جس نے سیرۃ المہدی اور کلمۃ الفصل وغیرہ کتابیں لکھیں۔ جب لاہوری گروپ نے قادیانی کی نبوت کا انکار کیا تو یہ دونوں بیٹے ڈٹ گئے کہ ایسا نہیں مرزا قادیانی نبی تھا جو اس کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔ علاوہ ازیں مرزائیت کو پھیلانے کیلئے مختلف طریقے اختیار کئے، جگہ جگہ مرکز بنائے مبلغین تیار کئے، مرزا بشیر الدین محمود کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مرزا ناصر احمد تیسرا جانشین بنا اس نے مرزائیت کو پھیلانے کیلئے انتھک محنت کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کیلئے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

درس نمبر ۲۲ : مرزا کے خاص مریدین ومعتقدین

۱) حکیم نوردین بھیروی:

یہ مرزے کا خاص آدمی تھا اس نے مرزا قادیانی کی ہر دعوی میں تصدیق کی جب مرزا

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۴۲، ۴۵۶، ۴۵۷

قادیانی نے بیعت لینی شروع کی تو سب سے پہلے حکیم نور دین کو بلا کر اس سے بیعت لی (سیرۃ المہدی ج ا ص ۷۷) یہ پہلے غیر مقلد تھا (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۴۸) اس نے مالی طور پر بھی مرزا کا بڑا تعاون کیا یہ بڑا ماہر طبیب تھا پہلے کشمیر میں تھا وہاں سے فارغ ہو کر قادیاں میں مستقل آ گیا ذی علم بھی تھا تقریر و تحریر کا بھی ماہر تھا لیکن دین سے دوری کی وجہ سے قادیانی کو ادھر لگایا، حکیم صاحب کے مقابلہ میں۔ بے چارے مرزا جی کی وہی حیثیت تھی جو استاد کے سامنے طفل ابجد خواں کی یا پیر کے سامنے مرید کی ہوتی ہے حکیم صاحب قصر مرزائیت کے انجینئر تھے (مزید دیکھئے رئیس قادیاں ج ا ص ۸۱ تا ۸۳ ج ۲ ص ۲۰۶، ۲۰۷) منشی غلام احمد کے مرنے کے بعد ۱۹۰۸ء میں یہ بلا مقابلہ قادیانی کا پہلا جانشین بنا چھ سال تک اس نے مرزائیوں کی قیادت کی ۱۹۱۴ء میں موت کے منہ میں چلتا بنا۔

۲) <u>ذکر عبداللہ سنوری</u>

یہ شروع میں سخت غیر مقلد تھا (سیرۃ المہدی ج ا ص ۱۶۲) جو ۱۷، ۱۸ سال کی عمر میں ۱۸۸۲ء میں قادیانی بنا تھا (ایضاً ج ا ص ۸۵) قادیانیت اس وقت بالکل ابتدائی مراحل میں تھی (اصحاب احمد ج ۶ ص ۷) اس نے ہر موقع پر قادیانی کی طرفداری کی ہوشیار پور میں جب قادیانی نے چلہ کاٹا یہ ساتھ تھا (سیرۃ المہدی ج ا ص ۶۹) ایک مرتبہ قادیانی کے بقول خواب میں اللہ نے قلم کو جھاڑا تو چھینٹے گرے قادیانی کے کپڑوں پر اس وقت یہ سنوری پاس تھا اس نے قادیانی سے وہ کپڑے تبرک کے طور پر لے لئے مگر قادیانی نے یہ شرط لگائی کہ جب تو مرے تو تیرے ساتھ دفن ہوں جب یہ ۱۹۲۷ء کو مرا تو وہ کپڑے اس کے ساتھ دفن کر دیئے گئے (سیرۃ المہدی ج ا ص ۸۰ تا ۸۵، ج ۲ ص ۱۰۷)

<u>تنبیہ:</u> راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ قادیانی کا تقویٰ نہیں بیوقوفی ہے چالبازی ہے ارے جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، جس نے کہا میں نے خود کو خدا یقین کیا، جس نے سب انبیاء کی برابری کا دعویٰ کیا، دیگر انبیاء کی توہین کرتا رہا ایک مسئلہ کا لحاظ اس کو کیا فائدہ دے گا؟ نوٹ سیٹ پر صفحہ ۲۲۴

سنوری کہتا ہے قادیانی نے میرے خاتمہ تک سب حالات بتادیئے تھے (سیرۃ المہدی ج۱ص۱۷۹) ارے جس کو اپنی تاریخ پیدائش کا پتہ نہیں وہ تیرے سارے حالات کیسے بتا گیا اور اگر بتا بھی گیا تو نبی تو پھر بھی نہیں بن سکتا سنوری اتنا غالی مرزائی تھا کہ قادیانی کی پیشگوئیاں غلط بھی ہو جاتیں تو اس کی طبیعت پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ اور جب لاہوری گروپ نے قادیانی کی نبوت کی انکار کیا تو سنوری منشی غلام احمد کو نبی کہنے والوں میں رہا اور دوسروں کو بھی قائل کرتا رہا (دیکھئے سیرۃ المہدی ج۲ص۲۹۲)

۴) <u>میر ناصر نواب</u>

یہ مرزا کا سسر اُس کی دوسری بیوی کا باپ ہے اس کی بیٹی نصرت کی عمر نکاح کے وقت ۱۸ سال تھی جبکہ مرزا کی عمر پچاس سال کے قریب تھی مرزا نے اپنی پہلی بیوی کو معلقہ بنا رکھا تھا دوسری شادی کیلئے اُس نے اپنے ساتھی مولانا محمد حسین بٹالوی سے کہا تھا بٹالوی صاحب کے پاس غیر مقلد لڑکے لڑکیوں کی لسٹ ہوتی تھی میر صاحب بھی غیر مقلد تھے بٹالوی صاحب نے کہا کہ میر ناصر تمہیں جانتے ہیں ان کی بیٹی کے بارے میں کوشش کرو بہر حال منشی صاحب نے خط لکھا انہوں نے ہاں کر دی منشی صاحب ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ مطابق نومبر ۱۸۸۴ء کو برات لے کر دہلی پہنچ گئے مولانا نذیر حسین دہلوی نے مرزے کا دوسرا نکاح پڑھایا (۱) نکاح کے بعد قادیانی نے مولوی نذیر حسین کو پانچ روپے اور ایک مصلی نذر کیا تھا (سیرہ المہدی ج۱ص۵۷، ۵۸)

مرزا کی دوسری بیوی اس کے سب غلط کاموں میں ساتھ رہی (ایضاً ص۱۸، ۱۹) اسے ام المومنین کا لقب ملا کھانے پینے اور پہننے کیلئے ہر قسم کی فراوانی تھی مرزا کا سسر ناصر کبھی مرزا سے

---

۱) یاد رہے کہ علماء لدھیانہ نے اس سے دوسال قبل ۱۳۰۱ء میں قادیانی پر فتوی کفر لگایا تھا اور کرتے پر آسمانی چھینٹے گرنے کا واقعہ بھی اس سے پہلے ہو چکا تھا کیونکہ وہ واقعہ مئی یا جون ۱۸۸۴ء کو ہوا جب کہ نکاح اس سال نومبر میں ہوا (سیرۃ المہدی ج۱ص۸۰)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹

خوش ہوتا کبھی اس سے جدا ہو کر بیعت توڑ لیتا آخر ایک دن مرزا نے اسے کہا کہ لوگ کہتے ہیں ہم تیری کیسے مانیں تیرے اپنے تیرے خلاف ہیں یہ سن کر میر ناصر کو دکھ ہوا اس نے اپنا تعلق ہمیشہ کیلئے قادیانی سے وابستہ کر لیا اور لکھا کہ جو کچھ ہوا غلط ہوا بہر حال ۱۹۲۴ء میں بظاہر قادیانیت کے اوپر ہی اس کی موت آئی اللہ تعالی ہر مسلمان کو برے انجام سے بچائے آمین ۔(از رئیس قادیان ج۲ص۸۴تا۸۷)

۴) قاضی ضیاء الدین

گوجرانوالہ کے علاقہ قاضی کوٹ کا ایک غیر مقلد تھا فروری ۱۸۸۵ء میں کسی طرح قادیاں چلا گیا مرزا کو ملا بس اسی کا ہو کے رہ گیا حالانکہ علماء لدھیانہ اس سے پہلے کافر کہہ چکے تھے، قاضی ضیاء الدین پہلے تو اپنے علاقے میں قادیانیت کی تبلیغ کرتا رہا آتھم کی پیشگوئی کے جھوٹا ہونے پر بھی توبہ نہ کی جھوٹے بچوں کو لوری دیتے ہوئے قادیانیت سکھاتا تھا کہتا تھا:

ابن مریم مرگیا حق کی قسم داخل جنت ہوا وہ محترم

یہ اپنی اولاد کو بھی قادیاں لے گیا ان کو وصیت کی کہ قادیانی ہی رہنا قادیانی کی زندگی میں ۱۹۰۵ء میں قادیاں کے اندر ہی مرگیا مرزا قادیانی اس کی عیادت کیلئے نہ آیا جب مرگیا تو کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوا :وہ بیچارہ مرگیا (اصحاب احمد ج۶ص۵۶)

قاضی ضیاء الدین کے بنائے ہوئے کئی مرزائی مرزا کے خاص ۳۱۳ مریدوں میں داخل ہیں مرزائیوں کی کتاب اصحاب احمد کی چھٹی جلد خاص قاضی ضیاء الدین اور اس کے دو بیٹوں ایک بیٹی اور ایک بہو کے حالات پر مشتمل ہے۔

۵) محمد احسن امروہی

یہ بڑا متعصب غیر مقلد تھا مولوی محمد حسین بٹالوی نے ایک اشتہار دیا جس میں دس مسائل کے بارے میں حنفیہ سے دلائل مانگے تھے اور ہر دلیل پر دس روپے انعام مقرر کیا تھا علماءِ حق آپ ایسے اختلافی مسائل میں الجھنا اچھا نہیں سمجھتے لیکن اشتہار کی نوعیت ایسی تھی کہ خاموش

رہنا بھی درست نہ تھا، حضرت نانوتویؒ کے شاگرد رشید حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں ایک مختصر رسالہ لکھا جس کا نام رکھا ''ادلہ کاملہ'' جس میں اپنے دلائل دیئے اور غیر مقلدین سے دلائل مانگے تھے (۱) اور ہر دلیل پر دس کی بجائے بیس روپے انعام رکھا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی ''ادلہ کاملہ'' کا جواب نہ دے سکا ''ادلہ کاملہ'' کا جواب محمد احسن امروہی غیر مقلد نے دیا تھا لیکن اس کے اندر کئی جگہ کلمات کفریہ بھی کہہ گیا مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ غیر مقلد علماء نے محمد احسن امروہی کی کتاب کی تعریف وتصدیق کی تو حضرت شیخ الہندؒ نے اس کے جواب میں ''ایضاح الادلۃ'' لکھی، اس میں فرمایا کہ مجھے اس شخص کے بارے میں خطرہ ہے (دیکھئے ایضاح الادلہ ص) بہر حال وہ شخص کہیں ملازمت کرتا تھا وہاں سے جواب ملا تو یا قادیانی نے اس سے رابطہ کیا یا اس نے خود قادیانی کو پیشکش کی اور مالی پریشانی کی وجہ سے قادیانی ہو گیا پھر تو قادیانی کا دست راست بن گیا (رئیس قادیاں ج ۲ ص ۸۷ تا ۹۱) جب قادیانی مرا اس وقت یہ لاہور تھا اس نے حکیم نوردین سے کہا انت صدیق یعنی تو پہلا جانشین ہے (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۴) جب حکیم نوردین مر گیا تو مرزا بشیر الدین کو جانشین بنانے کیلئے بعض اجلاس اس امروہی کی صدارت میں ہوئے (اصحاب احمد ج ۶ ص ۷۰) اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے آمین

---

۱) منشی صاحب کی براہین احمدیہ کی شہرت کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس میں دس ہزار روپے کا انعامی چیلنج تھا یہ طریقہ اس نے بٹالوی سے سیکھا تھا چنانچہ اس کا ایک مرید مرزا دین محمد کہتا ہے: جن دنوں بٹالوی نے یہ اشتہار دیا تو قادیانی نے کہا اس کی کیا ضرورت ہے اس وقت ہمیں اسلام کی خدمت کی ضرورت ہے نہ کہ ان مسائل میں بحث کی اس وقت تک ابھی حضور کا دعویٰ نہ تھا پھر آپ نے اسلام کی تائید میں ایک مضمون لکھنا شروع کیا اور میری موجودگی میں دو تین دن میں ختم کیا اور فرمایا میں فی مسئلہ ہزار روپیہ انعام رکھتا ہوں یہ براہین احمدیہ کی ابتدا تھی (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۴۴، ۴۵)

محمد احسن امروہی علمی طور پر ذی استعداد تھا اس نے مشکل حوالوں کی تلاش اور نصوص کی تحریف میں قادیانی کی بڑی مدد کی، مولانا محمد رفیق دلاوریؒ فرماتے ہیں: قادیانی صاحب کو یہ ایسا مفید آدمی مل گیا تھا جس کی علمی دستگاہ نے چند ہی سال کے اندر مرزائیت کی بے روح لاش میں حس و حرکت کے آثار پیدا کر دیئے تھے........ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حکیم نور الدین اور مولوی محمد احسن امروہی مرزائیت کے دوشہپر تھے جن کی مدد سے مرزا صاحب فضائے زندقہ میں پرواز کیا کرتے تھے (رئیس قادیاں ج۲ص۹۰)

(۶) سر ظفر اللہ

یہ دنیوی طور پر بڑا تعلیم یافتہ تھا اس کے خاندان والے اہل حدیث سے مرزائی ہو گئے تھے پاکستان بنا تو یہ وزیر خارجہ تھا، اس کو اتارنے کیلئے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریک چلائی حکومت نے ہزار ہا مسلمانوں کو شہید کر دیا لیکن اس کو عہدے سے نہ اتارا۔ انگریزوں نے اسلام دشمنی کی بنا پر اس کو بین الاقوامی عدالت میں جج لگا دیا لیکن اس کی گھریلو زندگی بہت خراب تھی اپنے اوپر خرچ کرنے میں بھی بہت بخیل تھا۔۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کو ناکام کرنے کیلئے اس نے بیرون ملکوں میں بیانات دیئے کہ پاکستان میں ہم پر ظلم ہو رہا اس پر کہنے والوں نے کہا کہ دیکھو ہندوستان میں روز مسلمانوں پر ظلم ہوتے ہیں مگر اس کا کوئی بیان ان کے حق میں نہیں آیا پاکستان میں ان کو ہر طرح تحفظ ہے ذرا سی تحریک چلی تو یہ بیان دینے لگا (پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ۱۶) اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۱۹۸۵ء میں قادیانیت کے اوپر ہی اس کی موت واقع ہوئی اور اس کو مرزا بشیر الدین محمود کے ساتھ دفن کیا گیا (قادیانی راسپوٹینوں کے عبرت ناک انجام ص۲۳۲)

ہمارے ایک دوست مولانا پروفیسر غلام رسول عدیم صاحب کہتے ہیں میرا ایک دفتر کا ساتھی مرزائی تھا سنہ ۷۰ء میں وہ مجھے اپنے سالانہ جلسہ میں لے گیا اُس کا باپ بے ایمان قادیانی کا مرید تھا جس کو وہ صحابی کہتے ہیں وہ مرید مجھے بڑی محبت سے ملا زوردار معانقہ کیا ان کا خلیفہ مرزا

ناصر بہت موٹا تھا ایک جگہ کمبل لئے بیٹھا تھا لوگ ملنے جاتے تھے اس پر پیسے پھینکتے جاتے تھے۔ سر ظفراللہ سے ملا، تو اُس سے پوچھا قرآن نے سب سے زیادہ زور کس پر دیا ہے؟ سر ظفراللہ کہنے لگا قرآن کریم نے سب سے زیادہ زور توحید پر دیا ہے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اُس بے ایمان سے کوئی پوچھتا کہ توحید جو انبیاء کی تعلیمات کا اصل مقصد ہے جب قرآن میں اس کا پورا پورا بیان ہے اور قرآن کریم لفظی و معنی طور پر ہر طرح محفوظ بھی ہے تو مرزا قادیانی کو نبی ماننے کی کیا ضرورت رہی؟ مزید دیکھئے آیات ختم نبوت ص ۴۷۸، ص ۶۳۶، ص ۸۳۳)

<u>۷) جلال الدین شمس</u>

یہ ایک قادیانی میاں خیر الدین سیکھوانی کا بھتیجا تھا لندن میں اُن کا مبلغ رہا (سیرۃ المہدی ۳ ص ۳۰) علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ جب بہاولپور گئے یہ مقابلے میں آیا تھا ہر بات میں ضد کرتا میں نہ مانوں والی بات کرتا۔ علامہ کشمیریؒ نے جوش میں آکر فرمایا: جلال الدین اگر اب بھی تمہیں مرزا قادیانی کے کفر میں کوئی شک ہے تو آ میرے ہاتھ میں ہاتھ دے میں تمہیں بھری عدالت میں کھڑے کھڑے مرزا قادیانی جہنم میں جلتا ہوا دکھا سکتا ہوں اس پر جلال الدین شمس پر سکتہ طاری ہو گیا اور وہ کچھ نہ بول سکا...... بعد میں آپ نے فرمایا: جو شخص اخلاص و محبت کے ساتھ ختم نبوت پر کام کرتا ہے اللہ اسے دوسروں کے سامنے رسوا نہیں کرتا۔ (تحفظ ختم نبوت اہمیت اور فضیلت از محمد متین خالد ص ۱۲۱)

اس بے ایمان نے مرزا قادیانی کی کتابوں کو یکجا کر کے ۲۳ جلدوں میں ان کو ایک سیٹ کی شکل میں شائع کیا اس کا نام رکھا ''روحانی خزائن'' بڑی محنت کر کے ان کتابوں کے انڈیکس بنائے اعتراضات کے جوابات دینے کی کوشش کی۔ مرزا قادیانی کے الہامات کے مجموعہ ''تذکرہ'' کے طبع ثانی کے اضافے بھی اس کی نگرانی میں ہوئے (تذکرہ ص د)

جب ان لوگوں نے پاکستان میں مرکز بنایا اور اس کیلئے مختلف نام زیرِ غور آئے تو اِس نے مشورہ دیا تھا کہ اس کا نام ربوہ رکھو تا کہ مسلمانوں کو دھوکہ لگے وہ کہیں یہ وہی جگہ ہے جس کا

قرآن میں ذکر ہے۔حالانکہ قرآن کریم میں ربوہ سے مراد اونچی جگہ ہے کسی شہر کا نام نہیں۔مولانا چنیوٹیؒ فرمایا کرتے تھے ہم سمجھتے تھے کہ بعد والی نسلوں کو یہ دھوکہ دیں گے مگر افریقہ میں گئے تو دیکھا کہ لوگ ابھی اس مغالطے میں پڑ چکے ہیں (دفاع ختم نبوت ص۸۴تا۸۶ بیانات سفیر ختم نبوت) اللہ تعالیٰ مولانا چنیوٹیؒ کو بہت بہت جزائے خیر دے جنہوں نے بڑی محنت کر کے الیکشن جیتا اور پنجاب اسمبلی سے ربوہ کا نام تبدیل کروا کر چناب نگر رکھا۔

جلال الدین شمس کی غیر موجودگی میں مرزا کے لڑکے بشیر الدین محمود اور اس کے قریبی ساتھیوں نے اس کی بیٹیوں سے زبردستی کی اس نے عاجزانہ انداز میں شکوہ کیا اور درخواست کی کہ متاثرہ بیٹی سے نکاح کر لیں اس پر مرزا محمود کہنے لگا جلال الدین شمس چوہدری اور کمی میں بہت فرق ہوتا ہے تم اپنی حیثیت بھول رہے ہو، خبردار آئندہ ایسی بات کی، اپنی اوقات میں رہا کرو، کچھ وقفے کے بعد ڈرتے ہوئے جلال الدین نے کہا کم از کم اپنے آدمیوں کو سمجھا دیں آئندہ ایسا نہ کیا کریں مرزا محمود کہنے لگا ٹھیک ہے میں اپنے گھوڑوں سے کہہ دوں گا لیکن تم بھی اپنی کھوتیاں باندھ کر رکھو (قادیانی راسپوٹینوں کے عبرت ناک انجام ص۱۵۴) یہ تو دنیا کی ذلت ہوئی آخرت کی ذلت کا تو کچھ نہ پوچھئے۔

۸) <u>قاضی نذیر</u>

یہ مرزائیوں کا بہت خطرناک مناظر ہوا حقیقت کو چھپانے اور بات میں ہیر پھیر کا بڑا ماہر تھا مرزائیوں کے سالانہ جلسہ میں بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کرتا تھا راقم الحروف کے پاس ایک کتابچہ ہے ''احمدیت پر اعتراضات کے جوابات'' جس میں اس کی وہ تقریر ہے جو اس نے ۱۹۷۰ء میں چناب نگر کے سالانہ جلسہ میں کی تھی۔

اس نے حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی کتاب ''ختم نبوت کامل'' کے جواب میں کتاب لکھی جس میں زیادہ تر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب تحذیر الناس کی عبارتوں کو خراب کر کے پیش کیا ہے، راقم الحروف نے آیات ختم نبوت اور حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت

میں حضرت کی عبارات کی آسان الفاظ میں وضاحت کردی ہے، ان شاء اللہ ان دروس میں آپ کو مولانا نانوتویؒ کے موقف کی وضاحت ملے گی کہ حضرت نانوتویؒ عقیدہ ختم نبوت کے اظہار میں ایک امتیاز رکھتے ہیں وہ یہ کہ حضرت اس کی علت بھی بیان کرتے ہیں کہ آپ اس لئے آخری نبی ہیں کہ آپ سب سے اعلیٰ ہیں جیسے بڑی عدالت میں مقدمہ بعد میں لے جاتے ہیں اسی طرح اللہ نے اعلیٰ نبی کو بعد میں بھیجا ہے۔

ایک بات کہنا ضروری ہے کہ مرزائیوں کو حضرت نانوتویؒ کی عبارات پیش کرنے کی جرات اس لئے ہوتی ہے کہ ہم نے حضرت کی کتابوں کو چھوڑا ہوا ہے، ختم نبوت کی کتابوں میں نہ حضرت کا کردار پیش کیا جاتا ہے اور نہ حضرت کی عبارات ذکر کی جاتی ہیں۔ خدا کیلئے حضرت کی خدمات کو اپنے بیانات میں اجاگر کیا کریں۔

۹) عبدالرحمٰن خادم

یہ ایک مرزائی وکیل اور مبلغ ہے جس نے ۱۹۵۳ء کی تحریک میں اسلام کے خلاف کام کیا اس نے سات سو سے زیادہ صفحات میں ایک کتاب لکھی ''مکمل تبلیغی پاکٹ بک'' جس میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے دہریہ، ہندو سکھ، عیسائیوں اور بہائیوں کی مخالف کی ہے اور خود کو سنی ظاہر کر کے شیعہ کی مخالفت میں لکھا ہے [حالانکہ خود کفر میں ان سب سے بڑھ کر ہے] ہر موضوع پر خاصا مواد دینے کی کوشش کی قادیانی پر اعتراضات کے جوابات بھی دینے کی کوشش کی، اس بے ایمان نے بھی حضرت نانوتویؒ کی عبارات کو پیش کیا، لیکن ''سیرۃ المہدی'' مرزے کے حالات میں لکھی ہوئی کتابوں سے جو اعتراضات ہیں ان کے جواب سے اس نے گریز کیا ہے (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ج) یہ بھی مرزائیوں کے جلسے میں تقریر کر کے لوگوں کی ذہن سازی کیا کرتا تھا، ۱۹۵۷ء کو ۴۷ سال کی عمر پا کر یہ مردود ہوا تو اس کو چناب نگر کے بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں دفن کیا گیا (پیش لفظ مکمل تبلیغی پاکٹ بک)

درس نمبر ۲۳ : حکیم نور دین کی اعلیٰ درجہ کی ضلالت

مرزا بشیر احمد کہتا ہے کہ قادیانی کی کتاب ''فتح اسلام توضیح مرام'' حکیم نور دین سے پہلے کسی مخالف یعنی کسی مسلمان کو مل گئی اس نے کہا آج میں حکیم نور دین کو مرزا قادیانی سے جدا کرتا ہوں حکیم نور دین کے پاس آ کر کہنے لگا کیا نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے؟ حکیم نور دین کہنے لگا نہیں تو سائل نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو؟ حکیم نور دین نے کہا پھر ہم دیکھیں گے اگر وہ سچا ہے راستباز ہے تو اس کی بات کو لیا جائے گا اس نے کہا آپ قابو میں نہ آئے [سیرۃ المہدی ج ا ص ۹۸،۹۹]

حکیم نور دین کو جب شبہ ہوا کہ کہیں قادیانی نے تو دعویٰ نہیں کر دیا تو فوراً عقیدہ بدل ڈالا۔ یہ نہ سوچا کہ ساری زندگی نبی کریم ﷺ کو جو نبی مانا ہے سچا جان کر ہی نبی مانا تھا پھر جیسے آپ دعویٰ نبوت میں سچے تھے، ختم نبوت کے دعویٰ میں سچے تھے۔ آپ کے بعد کسی مدعی نبوت کو سچا ماننے سے نبی ﷺ کی تکذیب ہوگی اور اپنے عقیدے کی تردید، اور آپ ﷺ کو جھوٹا کہنا اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنے کے مترادف ہے۔ اس بے ایمان نے قادیانی کو تو سچا کہہ دیا مگر نبی کریم ﷺ کی تکذیب کر گیا حالانکہ نبی کریم ﷺ پر ایمان قادیانی کی وجہ سے نہ تھا پہلے سے تھا۔ یاد رہے کہ سب مرزائی ایسے ہیں یہ واقعہ ایک نمونہ کے طور پر ذکر کیا تا کہ دوسرے مرزائی بھی اپنے باطل عقائد پر ایسے ہی جم جائیں۔ اسی لئے تو مرزا بشیر احمد نے اس کی تائید کر دی ہے۔

آگے مرزا بشیر احمد کہتا ہے کہ حکیم نور دین نے اس کے بعد کہا اُس سائل نے تو نبوت کی بات کہی جب ہم نے قادیانی کو صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اگر وہ صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور قرآنی شریعت کو منسوخ کر دے تو ہم یہ بھی مان لیں گے۔ اس پر مرزا کا لڑکا حاشیہ آرائی کرتا ہے کہ حکیم نور دین نے یہ اصولی بات کہی ورنہ مرزا بھی کہتا تھا کہ قرآنی شریعت آخری شریعت ہے [از سیرۃ المہدی ج ا ص ۹۹]

مزید تفصیل: بڑھنیے بر صفحہ ۲۲۳،۲۲۴

کفر کا سرغنہ:

یاد رہے کہ حکیم نوردین جیسے ذی علم لوگ مرزائیت کے پھیلاؤ کا سبب بنے چنانچہ مرزے کا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے: سیٹھی غلام نبی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء کی بات ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوی کیا اور ازالہ اوہام وغیرہ تصنیف فرمایا تو اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ مرزا صاحب کون ہیں ایک دفعہ میں بخار کے عارضہ سے بیمار تھا کہ چوہدری محمد بخش صاحب چچا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم راولپنڈی تشریف لائے اور میرے پاس ذکر کیا کہ تم کوئی بات سنائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوی کیا ہے کہ میں مسیح موعود اور مہدی ہوں میں نے دریافت کیا کہ مولوی نور الدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب کا کیا حال ہے انہوں نے جواب دیا کہ وہ دونوں مان گئے ہیں میں نے کہا کا رڈلاؤ چنانچہ میں نے بلاتوقف بیعت کا خط لکھا (میرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۵۳، ۲۵۴)

درس نمبر ۲۴ : ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ

راقم الحروف کہتا ہے کہ مرزا قادیانی کا کہنا کہ "قرآنی شریعت آخری شریعت ہے" مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ہے اس بے ایمان سے پوچھو کہ جب یہ آخری شریعت ہے اور ہر طرح محفوظ ہے اور اس کے احکام کتب تفسیر وحدیث میں مفصل مذکور ہیں، کتب فقہ میں مرتب ہیں اور ان کو سمجھانے والے علماء لوگوں کی اصلاح کرنے والے مشائخ ہر طرف موجود ہیں، تو تجھے نبوت کا دعوی کرتے ہوئے شرم نہ آئی۔ تو نے دعوی نبوت کر کے کونسا قلعہ فتح کیا؟ تیرے نبی بنے بغیر اسلام میں کونسی کمی تھی؟ تو نے مسلمانوں کو کیا دیا؟

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص کہے کہ اگر فلاں شخص نبی ہو جائے تو میں اس پر ایمان نہ لاؤں تو یہ کہنے والا کافر ہو جائے گا [مالا بد منہ ص ۱۴۰] کیونکہ اس نے منصب نبوت کی توہین کر دی اگرچہ اس کو نبوت ملنی نہیں لیکن اگر بالفرض اللہ اس کو نبی بنا دیتا تو اس پر ایمان

لانا فرض ہوتا اسی طرح حکیم نوردین اور قادیانی کے بیٹے نے جو بات کہی وہ کفر پر کفر ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ کا مصداق ہے کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے یہ عقیدہ کفر ہے پھر قادیانی کو نبی ماننا دوسرا کفر ہے اور یہ کہنا کہ اگر وہ صاحب شرع نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو ہم اس کو بھی مان لیں گے یہ الگ کفر ہے۔

درس نمبر ۲۵ : بہشتی مقبرے کے بارے میں

مرزا قادیانی نے جو بھی دعوے کئے لوگوں کو اپنی طرف بلایا اس کا مقصد پیسہ جمع کرنا تھا اور پیسہ جمع کرنے میں مرزائی قیادت بہت تیز ہے مرزا قادیانی نے اپنے مرید خاص عبدالکریم سیالکوٹی کے مرنے کے بعد ایک رسالہ لکھا جس میں ایک قبرستان کا اعلان کیا جس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا اس میں دفن ہونے والوں کو جنت کی ضمانت دی اس کے بڑے فضائل بیان کئے اور اس میں دفن ہونے کیلئے بڑی شرطیں لگائیں کہنے لگا اس میں وہ جائے گا جو اپنے ترکہ کا دسواں حصہ قادیانی قیادت کو دینے کی وصیت کرے گا لیکن اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو دسواں حصہ دینے سے مستثنیٰ کیا (از رسالہ الوصیۃ ص ۱۷ نیز ص ۲۵ تا ۲۹ در روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۶ تا ص ۳۲۷)

قابل غور بات یہ ہے کہ قبر کے عذاب سے نجات تو تب ہی ملے گی جب فرشتوں کو نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ کہے گا اور اگر نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ کہنے کی تمنا ہے تو قادیانی پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے؟ قادیانی کو نبی ماننے کا کیا فائدہ؟

مرزائیوں نے اس کیلئے بڑی قربانیاں دیں اور بڑے بڑے تمام مرزائی اس میں دفن ہوئے تقسیم ہند کے یہ لوگ پاکستان آئے تو چناب نگر میں انہوں نے ایک قبرستان بنایا جس کو یہی نام دیا بہشتی مقبرہ۔ مرزے کی بیوی اس کے بچے سر ظفر اللہ ڈاکٹر عبدالسلام، شیزان فیکٹری کا مالک شاہنواز اور بڑے بڑے مرزائیوں کو وہاں دفنایا گیا اس کے ایک حصہ کا نام ہے قطعہ صحابہ [اصحاب احمد ج ۶ ص ۸۸] جس میں مرزے کے مریدوں کو دفنایا جاتا تھا۔ وَلَا حَوْلَ

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۹۵

وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ایک حصے کا نام ہےقطعہ خاص جس میں ان کے خاص سرکردہ لوگوں کو دفنایا جاتا ہے جیسے ان کی کتاب مکمل تبلیغی پاکٹ بک کا مصنف ملک عبدالرحمٰن خادم مرا تو اس کو اس حصہ میں دفنایا گیا (دیکھئے پیش لفظ پاکٹ بک)

چناب نگر میں ان کے دو قبرستان ہیں جس کو بہشتی مقبرہ کہتے ہیں وہاں سبزہ زیادہ ہے اور دوسرا قبرستان اس کی نسبت جنگل سا ہے حقیقت یہ ہے کہ دونوں قبرستان اندر سے دوزخ ہیں اور بہشتی مقبرہ بڑی دوزخ ہے۔ پاکستان بننے کے بعد جب یہ لوگ لاہور آئے تو ایک قادیانی عورت فوت ہوئی امۃ الرحمٰن جو مرزے کے مریدنی تھی اس نے بہشتی مقبرہ کیلئے وصیت کی ہوئی تھی قادیان لے نہ سکتے تھے اور چناب نگر میں ابھی یہ مقبرہ بنا نہ تھا تو اس کو لاہور میں ایک جگہ دفنا دیا پھر جب چناب نگر میں انہوں نے یہ مقبرہ بنایا تو اس عورت کے داماد قاضی عبدالسلام نے لاہور میں اس کی قبر کو کھدوایا اور اس کی جو ہڈیاں ملیں ان کو لے جا کر اس بہشتی مقبرے میں دفن کروایا (اصحاب احمد ج ۶ ص ۸۸) میں کہتا ہوں کہ اس مریدنی کو اس کے کفر و ارتداد کی وجہ سے عذاب تو پہلے ہی ہو رہا تھا مگر اس نام نہاد بہشتی مقبرے میں جانے سے عذاب میں زیادتی ہوئی کیونکہ اس کا ان مرتدوں سے اتنا گہرا تعلق تھا کہ مرنے کے بعد بھی انہوں نے اس کو الگ نہ رہنے گیا۔

درس نمبر ۲۶ : لاہوری مرزائیوں کا موقف

مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد اس کا مرید خاص حکیم نوردین اس کا نائب بنا ۱۹۱۴ء میں یہ مر گیا تو مرزائیوں میں اختلاف ہوا کچھ کی رائے تھی کہ مرزا کے مرید مولوی محمد علی کو دوسرا جانشین بنایا جائے جبکہ بعض کی رائے تھی کہ مرزا کے بیٹے بشیرالدین محمود کو دوسرا جانشین بنایا جائے مرزے کی دوسری بیوی نصرت کی چاہت تھی کہ اس کا بیٹا بنے چنانچہ مرزے کے بیٹے کو دوسرا جانشین بنایا گیا ویسے مولوی محمد علی زیادہ پڑھا لکھا تھا اس نے قرآن پاک کا انگریزی اور اردو میں

ترجمہ کیا بخاری شریف کا ترجمہ بھی کیا حضرت تھانویؒ کی تفسیر کا نام بیان القرآن ہے اور محمد علی لاہوری نے بھی اردو زبان میں بیان القرآن کے نام سے ایک تفسیر لکھی ہے۔

مولوی محمد علی اور اس کے ساتھیوں نے باوجودیکہ وہ بھی قادیانی کے خاص مرید تھے مرزا قادیانی کے بیٹے کی بیعت نہ کی ان کو ''غیر مبایعین'' کہا جاتا تھا ان کا ایک رسالہ نکلتا تھا جس کا نام تھا ''پیغام صلح'' اس لئے ان کو ''پیغامی'' بھی کہا جاتا تھا۔ مولوی محمد علی نے لاہور میں اپنا مرکز بنایا اس لئے ان کو ''لاہوری مرزائی'' کہا جانے لگا۔

لاہور کو مرکز بنانے کے بعد اس گروپ نے اپنے نظریات میں تبدیلی کی تاکہ تقدس کی الگ دکان سجائیں اور کہنے لگے کہ مرزا قادیانی نبی نہ تھا بلکہ مجدد تھا [عجیب بات ہے کہ اقتدار نہ ملا تو قادیانی کا مرتبہ گرادیا اور اس کی نبوت کے منکر ہو گئے، اگر ان کو اقتدار مل جاتا تو کھل کر مرزے کو نبی کہتے] بہر حال مرزے کے یہ دونوں بیٹے [مرزا بشیر الدین محمود اور مرزا بشیر احمد] ڈٹ گئے کہ نہ نہ، مرزا نبی تھا جو اُس کا انکار کرے وہ کافر ہے اس موضوع پر انہوں نے کتابیں لکھیں تقریریں کیں اپنی عبادت گاہوں میں اپنے اجتماعات میں اس موضوع پر لوگوں کی ذہن سازی کی لاہوریوں سے مناظرے کئے۔

مگر یاد رہے کہ دونوں گروپ اندر سے ایک ہیں اور لاہوری زیادہ خطرناک ہیں لاہوریوں کا مکر یہ ہے کہ وہ مجدد کہہ کر قادیانی کو پیش کرتے ہیں جبکہ دل سے وہ قادیانی کو نبی مانتے ہیں علاوہ ازیں جو قادیانی جیسے مرتد کو اس کے کفریات جاننے کے باوجود مسلمان سمجھے وہ کافر ہے تو جو اس کو مجدد مانے وہ مسلمان کیسے ہوگا؟

درس نمبر ۲۷ : لاہوری مرزائی کافر کیوں ہیں؟

آپ کہیں گے کہ جب لاہوری مرزائی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم قادیانی کو نبی نہیں مانتے تو تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ وہ نبی مانتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ قادیانی کو مسیح

مانتے ہیں کہتے ہیں کہ احادیث میں جو عیسیٰ بن مریم کی آمد کا ذکر ہے اس سے قادیانی مراد ہے [بیان القرآن ج ص] ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اس طرح لاہوریوں نے قادیانی کو نبی مان لیا۔ پھر یہ لوگ قادیانی کا احترام کرتے ہیں اور قادیانی نے خود کو نبی کہا ہے اس کے باوجود یہ قادیانی کو کافر نہیں کہتے بلکہ اس کے سب دعوؤں میں اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہی وجہ سے کہ قومی اسمبلی میں محترم یحییٰ بختیار کے سامنے انہوں نے مرزا کی نبوت کا اقرار کیا ہے (پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ ص ۲۵۴)

پھر یہ کہ یہ لوگ بھی مرزا قادیانی کی دوسری بیوی کو ام المومنین کہتے ہیں اور یہ بھی کفر ہے علاوہ ازیں دونوں گروہ اپنے اپنے موقف پر قادیانی ہی کی عبارتوں سے دلیل پکڑتے ہیں لاہوری مرزائی قادیانی مرزائیوں کے خلاف امت مسلمہ کے علماء کی عبارات اور ان کے فتاویٰ ہرگز پیش نہیں کرتے بلکہ وہ قادیانی کی عبارات ہی کو مستدل قرار دیتے ہیں اور امت مسلمہ کے ان فتاویٰ کو نہیں مانتے یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتے اور مرزا بشیر احمد لاہوریوں کو بھی اپنی اصطلاح کے مطابق احمدی کہتا ہے (دیکھئے سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۵)

قادیانی مرزائیوں کی کتاب مکمل تبلیغی پاکٹ بک کے آخر میں لاہوریوں پر جتنے اعتراض کئے گئے وہ قادیانی کی عبارتوں کو سامنے رکھ کر کئے ہوئے ہیں۔ اور قادیانی کہتے ہیں کہ لاہوری مرزائی ان کا جواب نہیں دے سکے (مکمل تبلیغی پاکٹ بک صفحہ ۳۴۷، ۳۵۷) اگر لاہوری مرزائیوں کو علماء اسلام سے محبت ہوتی ان پر اعتماد ہوتا تو قادیانی مرزائیوں کو ان کے مقابلے میں مرزا کی عبارات پیش کرنے کی جرات نہ ہوتی۔ دونوں گروپ اندر سے ایک ہیں اس بات کی ایک دلیل یہ ہے کہ بہت سے مرزائی ایک گروپ سے ناراض ہوتے تو دوسرے میں چلے جاتے [جیسے حکیم نور دین کا بیٹا جب مرزا ناصر کے مقابلہ میں الیکشن میں آیا اور ناکام ہو گیا تو وہ لاہوریوں کے پاس چلا گیا (پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ ص ۲۷۴)]۔ لیکن توبہ کر کے مسلمان نہ ہوتے نیز لاہوری بھی مسلمانوں کو لڑکی دینا جائز نہیں مانتے قادیانیوں کو دے دیتے۔

﴿باب نمبر۲ کے سوالات﴾

س: اس کتاب میں جھوٹوں کے حالات لانے کی کیا وجہ ہے؟

س: اس کا کیا مطلب ہے کہ ان لوگوں کا دعویٰ ہی ان کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے؟

س: کتاب ''ائمہ تلبیس'' اور کتاب ''رئیس قادیان'' کا تعارف کرائیں۔

س: مندرجہ ذیل کے حالات لکھیں :

اسود عنسی، طلیحہ، مسیلمہ کذاب، سجاع بنت حارث

س: طلیحہ کے وفد نے کیا مطالبہ کیا تھا اور اسے حضرت صدیقؓ نے کیا جواب دیا تھا؟

س: مسیلمہ کذاب کو اپنی وحی اور معجزات میں کیسے رسوائی ہوئی؟

س: مختار ثقفی کون تھا اس کے بارے میں آپ ﷺ کی کیا پیشگوئی تھی؟

س: اس کے حالات لکھیں جو عرصہ دراز تک گونگا بنا رہا۔

س: آج کوئی مدعی نبوت ہو تو اسکے حالات کی تحقیق کریں یا فوری تکذیب کریں اور کیوں؟

س: باطنی فرقہ کا بانی کون تھا نیز اس کے اسلام پر کیا اثرات ہوئے؟

س: حجر اسود کی چوری کا واقعہ لکھیں نیز اس کا جس نے اپنی جنت بنائی تھی۔

س: سید جونپوری کے حالات لکھیں اور بتائیں کہ اکبر بادشاہ پر اس کے کیا اثرات تھے؟

س: جھوٹے دعوے بغیر توبہ معاف کیوں نہیں ہوتے؟ نیز ان کے اثرات کیا ہیں؟

س: اکبر بادشاہ نے کیا فتنہ مچایا نیز اس کی موت کس مذہب پر ہوئی؟

س: علی محمد باب اور اس کے مبلغین کے حالات لکھیں۔

س: چور مچائے شور'' کو جھوٹے دعویداروں پر منطبق کریں۔

س: بابیت کا پھل کیسا ہے؟

س: بہاء اللہ اور عبد البہاء کون تھے ان کے دعووں کا پس منظر کیا ہے؟

س: حضرت صدیقؓ وفاروقؓ کے تعلقات سے اسلام کی حقانیت ثابت کریں۔

س: نبی کریم ﷺ کی مدنی زندگی سے اسلام کی حقانیت ثابت کریں۔

س: بہاء اللہ کا دعوی الوہیت نیز اس کے کچھ اور نظریات لکھیں۔

س: اس عبارت پر تبصرہ کریں: مسلمانوں کو چاہئے کہ عیسائیوں کے گرجوں میں جایا کریں

س: مختلف ادیان اور مختلف فرقوں سے سچ کو کیسے تلاش کیا جائے؟

س: حق جماعت کے چار اصول تقاضوں سمیت ذکر کریں۔

س: نبی ﷺ کا امی ہونا ہمارے لئے باعث فخر کیوں ہے؟

س: منشی غلام احمد کا اصل نام کیا ہے؟ نیز اس کے ضروری حالات لکھیں۔

س: مرزا سیالکوٹ کی کچہری میں کیسے ملازم ہوا اور وہاں کیا کیا؟

س: منشی صاحب مختلف دعوے کس طرح کرتا گیا؟

س: قریب دور کے کچھ جھوٹوں کا مختصر ذکر کریں۔

س: مرزا کے خاندان نے اس کے کفریات کو پھیلانے میں کیا کردار ادا کیا؟

س: مرزا کے کچھ مریدین اور معتقدین کے نام اور احوال تحریر کریں

س: میر ناصر نواب کون تھا اور مرزا قادیانی سے اس کی رشتہ داری کیسے ہوئی؟

س: محمد احسن امروہی کے حالات لکھیں اور بتائیں کہ اس نے قادیانی بننے سے پہلے کونسی کتاب لکھی تھی جس میں ائمہ کی گستاخیاں کی تھیں۔

س: براہین احمدیہ کی شہرت کس چیلنج سے ہوئی اور قادیانی نے یہ فن کس سے سیکھا تھا؟

س: حکیم نوردین کی ضلالت اور اس پر تبصرہ لکھیں

س: بہشتی مقبرہ کے بارے میں چند سطور لکھیں

س: اس کو ثابت کریں کہ قبر میں قادیانی پر ایمان لانا کام نہ دے گا۔

س: لاہوری مرزائی کیا کہتے ہیں اور وہ کافر کیوں ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا (سورۃ النساء : ۳۸)

باب نمبر۳

مرزا غلام احمد قادیانی

کے

عجائبات

﴿باب نمبر۳ کا خلاصہ﴾

نیند میں نبی علیہ السلام کی آنکھیں سوتی تھیں دل جاگتا تھا یعنی نیند میں بھی باہوش۔اس لئے نیند کی وجہ سے آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا، مرزائی اپنے مرزے کو حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام سے اعلیٰ بتاتے ہیں[دیکھئے الحق المبین ص۲۶۳، مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص۷۳۵] جبکہ مرزا قادیانی عام آدمی سے بھی گیا گزرا تھا، عام آدمی جب جاگتا ہے تو اُس کا دل جاگتا ہے یعنی باہوش رہتا ہے اور جب سوجاتا ہے تو اُس کا دل سوجاتا ہے یعنی غفلت آجاتی ہے جبکہ قادیانی کی کیفیت یہ تھی کہ بیداری میں بھی اس کا دل سویا رہتا تھا ذیل میں اس کے کچھ شواہد ملاحظہ فرمائیں:

☆ جوانی کے زمانے میں اس کا چچازاد بھائی اسے قادیاں سے باہر لے گیا اور اِدھر اُدھر پھرا کر ۷۰۰ روپے ختم کردیئے ☆ جوتی کے اُلٹے سیدھے کا اُس کو پتہ نہ چلتا تھا ☆ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے میں لگے ہوئے ہوتے ☆ بسا اوقات لوگ خیال کرتے تھے قادیانی اُنہیں دیکھ رہا ہے مگر وہ کسی اور خیال میں مستغرق ہوتا تھا، بھلا ایسا شخص کسی کی کیا اصلاح کرے گا؟ ☆ مرغی ذبح کرنے لگا تو اپنی انگلی کاٹ بیٹھا [بیماریاں] قادیانی کو دیوانگی اور پیشاب کی کثرت کا مرض بھی تھا مگر وہ اپنی بیماریوں پر فخر کرتا اور انہیں اپنی نبوت کی نشانی بتاتا [نسب] قادیانی نے کبھی کہا میں فارسی ہوں کبھی کہا میں بنی اسرائیل سے ہوں کبھی کہا چینی ہوں [تاریخ پیدائش کے عجائبات] قادیانی نے کبھی کوئی تاریخ پیدائش بتائی کبھی کوئی، بیٹا باپ پر اعتماد نہیں کرتا اصل بات یہ ہے کہ قادیانی چکر باز شخص تھا ضرورت کے مطابق بات بنالیتا اور عقل کے اندھے اس کو تسلیم کرلیتے تھے [غبن] قادیانی غبن میں اپنی مثال آپ تھا کوئی اس سے اپنا حق مانگتا تو اس کو گالیاں سناتا [نجومیوں سے بدتر] نجومیوں کی پیشگوئی جھوٹ ہوجائے تو خاموش ہوجاتے ہیں مگر قادیانی کہتا تھا میری بات غلط نہیں میں سچا ہوں [موت] قادیانی کی موت، عارضی بیت الخلاء میں ہوئی

دو لکڑیاں دو کانے مرزا مریا ٹٹی خانے

درس نمبر۱ : انبیاء کرام علیہم السلام نیند میں بھی باہوش

نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ سفر میں تھے سب سوگئے آپ ایک درخت کے نیچے تنہا تھے ایک دیہاتی آیا آپ کی تلوار لے لی آپ کو جاگ آئی تو کہنے لگا "مَنْ یَمْنَعُكَ مِنِّی" "تجھے کون بچائے گا" آپ نے فرمایا "اللہ" [بخاری مع ارشادالساری ج۶ص۳۳۵] اس سے جہاں یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ بے حد بہادر تھے یہ بھی ثابت ہوا کہ نیند میں بھی آپ باہوش رہتے تھے آپ نے سچ فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا رہتا ہے [بخاری حدیث ۳۵۷۰] نیند سے آپ کا وضو نہیں جاتا تھا (رد المحتار ج۱ص۱۴۳) مرزے کا بیٹا بشیرالدین محمود اس کا دوسرا جانشین اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتا ہے: آنحضرت ﷺ کو اپنے حواس پر ایسا قابو تھا کہ نہایت خطرناک اوقات میں بھی آپ نہ گھبراتے تھے (سیرۃ خیرالرسل ص۲۰۵)

قادیانیوں کی جرات وحماقت:

جب انسان گمراہی کو اختیار کرے اللہ کی مدد اس سے اٹھ جائے تو وہ بہکی بہکی باتیں کرتا ہے مرزائی اپنے مرزے کو انبیاء کرام علیہم السلام پر قیاس کرتے ہیں بلکہ ان پاک ہستیوں سے قادیانی کو اعلیٰ بتاتے ہیں، مرزائیوں پر اعتراض ہوا کہ مرزا قادیانی خود کو تمام انبیاء سے اعلیٰ بتاتا ہے اس کا جواب دیتے ہوئے قاضی محمد نذیر مرزائی لکھتا ہے:

"اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام [یعنی قادیانی ملعون] کا یہ دعوی ضرور ہے کہ آپ حضرت عیسی علیہ السلام سے افضل ہیں (الحق المبین ص۲۶۴)

لاہوری مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نبی نہیں مجدد تھا اور مرزے کی جن عبارتوں میں نبوت کا دعوی نکلتا ہے لاہوری اُن کی تاویل کرتے ہیں ملک عبدالرحمٰن خادم مرزائی لاہوریوں کا رد کرتے ہوئے لکھتا ہے: حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں: خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود [مراد قادیانی۔راقم] بھیجا جو اس پہلے مسیح [یعنی حضرت عیسی علیہ السلام] سے اپنی تمام شان

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۶۲۸، ۶۲۹

میں بہت بڑھ کر ہے (ریو جلد ا ص ۴۷۸ نمبر ۶ وحقیقۃ الوحی ص ۱۴۸) اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام [مراد قادیانی۔ راقم] نے مسیح ناصریؑ [یعنی حضرت عیسی علیہ السلام] پر اپنی کلی فضیلت کا دعوی کیا ہے اس کے متعلق ہمارا اہل پیغام (لاہوری مرزائیوں) سے یہ سوال ہے کہ:۔

اَ) کیا ایک غیر نبی کو نبی پر کلی فضیلت ہو سکتی ہے؟......

ب) اس ضمن میں خاص طور پر قابل غور امر یہ ہے کہ ایک نبی کی سب سے بڑی شان ''شان نبوت'' ہی ہوتی ہے باقی تمام شانیں اُس کے بعد اور اُس کے ماتحت ہوتی ہیں پس یہ تو ممکن ہے کہ کسی غیر نبی کو نبی پر جزوی فضیلت حاصل ہو مگر یہ ممکن نہیں کہ ایک غیر نبی (جس کو شان نبوت ملی ہی نہیں) وہ ایک نبی پر شان نبوت میں بھی صرف بڑھ کر ہی نہ ہو بلکہ ''بہت بڑھ کر ہو''

تو دوسرا سوال اس حوالہ کے متعلق یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''نبی'' نہ تھے تو آپ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے ''شان نبوت'' میں کیونکر بڑھ کر ہیں؟..................

اس ضمن میں یہ بھی مدنظر رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام [مراد قادیانی] نے مسیح ناصری [یعنی حضرت عیسی علیہ السلام] پر اپنی فضیلت، کو آیت **تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ** (البقرۃ ۲۵۳) کے ماتحت قرار دیا ہے (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۲) نیز آپ نے ''فطرتی استعدادوں'' کے لحاظ سے بھی اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دیا ہے (ایضاً ص ۱۵۳) ''کارناموں'' کے لحاظ سے بھی اپنے آپ کو افضل بتایا ہے (ایضاً ص ۱۵۵) پھر ''جلال اور قوی نشانوں'' کے لحاظ سے بھی اپنے آپ کو افضل قرار دیا ہے (ایضاً ص ۱۵۱) پھر ''معارف'' اور ''معرفت'' میں بھی مسیح ناصری [یعنی حضرت عیسی علیہ السلام] پر اپنی فضیلت بتائی ہے (ایضاً ص ۱۵۱، ۱۵۲) اور یہ بھی حضور [مراد قادیانی] نے فرمایا ہے کہ ''میرے دل پر جو خدا تعالیٰ کی تجلی ہوئی وہ مسیح پر نہیں ہوئی'' (ایضاً ص ۱۵۳) غرضیکہ نبوت کے تمام اجزاء میں آپ مسیح ناصری سے افضل ہیں (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۷۳۵، ۷۳۶)

فوٹوسٹیٹ بر صفحہ ۶۲۰، ۶۲۴، ۶۲۵

درس نمبر ۲ : قادیانی عام آدمی سے بھی گیا گزرا تھا

ہم قادیانی کا موازنہ انبیاءِ کرام علیہم السلام سے تو کیا اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی نہ کریں گے۔ وہ تو عام آدمی سے بھی گیا گزرا تھا۔ عام آدمی جب جاگتا ہے تو اُس کا دل جاگتا ہے یعنی باہوش رہتا ہے اور جب سوجاتا ہے تو اُس کا دل سوجاتا ہے یعنی غفلت آجاتی ہے جبکہ قادیانی کی کیفیت یہ تھی کہ نیند تو نیند بیداری میں بھی اس کا دل سویا رہتا تھا بلکہ مویا رہتا تھا اس کے کچھ شواہد عنقریب آرہے ہیں فی الحال یہ بات یاد رکھیں کہ مرزائی مناظر اس موضوع سے بڑے باغی ہیں ان کا مشہور مناظر و مصنف ملک عبدالرحمٰن خادم لکھتا ہے:

''مخالفین احمدیت کے اکثر اعتراضات کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی بجائے سیرت المہدی اور دیگر ایسی کتب پر ہوتی ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خود تحریر فرمودہ نہیں بلکہ دوسرے بزرگان واحباب کی بیان کردہ روایات ہیں ان اعتراضات کو بھی پاکٹ بک ہذا میں نہیں لیا گیا کیونکہ مستند صرف حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات ہیں ان کے سوا جس قدر روایات ہیں ان میں غلطی کا امکان ہے پس ہماری تمام بحث سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریرات وکتب پر مبنی ہونی چاہئے'' (مکمل تبلیغی پاکٹ بک صفحہ ج)

الجواب: قادیانی کی بیوی جس کو تم اپنی ماں کہتے ہو یا قادیانی کے خاص مریدوں نے قادیانی کے واقعات یا اس کے اقوال نقل کئے قادیانی کے بیٹے نے اُن کو درج کیا اور طبع کروایا بتایئے اس سے زیادہ قابل اعتماد ذرائع کیا ہوسکتے ہیں؟ جب تمہارا دین اسی طبقہ میں قابل اعتبار نہ رہا تو اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ دین اسلام کو دیکھئے نبی کریم ﷺ کے زمانے سے آج تک تواتر کے ساتھ منقول ومحفوظ ہے اس کے ہوتے ہوئے تم قادیانیت جیسے غیر محفوظ دین کی دعوت دیتے ہوئے شرم نہیں محسوس کرتے۔

واقعی اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

درس نمبر۳ :   مدہوشی کے چند واقعات

۱) مرزا قادیانی اپنی جوانی کے زمانے میں، بچپن میں نہیں جوانی میں، باپ کی سالانہ پنشن [مقدار ۷۰۰ روپے] وصول کرنے گیا پیچھے پیچھے چچازاد بھائی مرزا امام دین بھی چلا گیا پنشن لی تو وہ مرزا کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر قادیاں سے باہر لے گیا اور اِدھر اُدھر پھرا کر سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا اور مرزا کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا بیوی صاحبہ کہتی ہے حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے (از سیرۃ المہدی ج ا ص ۴۱، ۴۳) بتایئے کوئی سمجھدار دوسرے کی باتوں میں اس طرح پھنستا ہے۔ پھر اس واقعہ کے بیان کرتے ہوئے بھی یہ لوگ اُس کو ''مسیح موعود'' ہی لکھتے ہیں۔

__قابل غور:__ مرزا کے زمانے میں گوشت ۵ پیسے کا سیر ہوتا تھا [سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۴۶] اور اتنا تو راقم الحروف نے بھی دیکھا کہ ایک روپے میں سولہ آنے اور ایک آنے میں چھ پیسے تھے اس طرح پنشن کے پیسے ہوئے ۷۰۰×۹۶=۶۷۲۰۰۔ پانچ پیسے فی سیر کے حساب سے ان سے گوشت آیا ۱۳۴۴۰ سیر۔ آج گوشت کی قیمت ہے ۴۰۰ روپے کلو۔ اگر سیر گوشت پونے چار سو کا ہو کیونکہ کلو سیر سے تقریباً دس فیصد زیادہ ہوتا ہے۔ تو اس قدر گوشت کی قیمت بنتی ہے ۱۳۴۴۰×۳۷۵ = ۵۰۴۰۰۰۰۔ یہ مرزائی ہی جانیں کہ ۵۰ لاکھ سے زائد مالیت کی رقم چند دنوں میں دو جوانوں نے کن کاموں میں اڑا دی؟

۲) مرزا رومال میں کچھ پیسے رکھتا اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ سے سلوا لیتا یا کاج میں باندھوا لیتا (ایضاً ج ا ص ۵۵) یہ تو چھوٹے بچوں والا کام ہے ہم نے سنہ ۱۹۹۰ء میں بچوں کے ساتھ حج کیا تو مسجد حرام میں ان کے کپڑے ایک دوسرے سے باندھ دیتے تھے تاکہ بچھڑیں نہیں۔

۳) ایک آدمی نے گرگابی یعنی بوٹ دیا، اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا قادیانی کو پتہ نہ چلتا تھا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر کہتا کہ ان (انگریزوں) کی (ایجاد کردہ) کوئی چیز بھی اچھی نہیں

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۷، ۴۸۲

(اسی واسطے پچاس الماریاں کتابیں انگریز بہادر کی تعریف میں لکھی تھیں۔ راقم) بیوی صاحبہ نے الٹے سیدھے کی شناخت کیلئے نشان لگا کر دیئے پھر بھی الٹا سیدھا پہن لیتا تھا (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۶۷) سبحان اللہ ذکاوت حس ہو تو ایسی ہو (از رئیس قادیان ج ۱ ص ۵۰) معلوم ہوتا ہے کہ اس کو دائیں بائیں کی تمیز بھی نہ تھی اس کی سمجھ بچوں سے بھی گئی گزری تھی۔

۴) مرزے کا ایک مرید، اس کا سالا میر محمد اسماعیل کہتا ہے: بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے میں لگے ہوئے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے مشن کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محو کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۲۶) کیا قادیانی امت لباس نہیں پہنتی جس کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں؟ مولانا چنیوٹیؒ نے ایک کسی مرزائی سے گفتگو کے وقت بٹن اوپر نیچے کر لئے اُس نے مذاق کیا تو آپ نے کہا کہ تیرا قادیانی تو کرتا ہی ایسے تھا اور یہ حوالہ سنایا۔

۵) ایک دن مرزا قادیانی نے کہا آج ہم نے اپنی ساری جماعت [یعنی سب مرزائیوں۔ راقم] کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔ مرزا بشیر احمد کہتا ہے۔ ایک دفعہ کسی مرزائی کا جنازہ پڑھا تو اس میں دیر تک دعا فرماتے رہے اور پھر نماز کے بعد فرمایا کہ ہمیں علم نہیں کہ ہمیں اپنے دوستوں میں سے کس کس کے جنازہ میں شرکت کا موقعہ ملے گا اس لئے آج میں نے اس جنازہ میں سارے دوستوں کیلئے جنازہ کی دعا مانگ لی ہے اور اپنی طرف سے سب کا جنازہ پڑھ دیا ہے (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۱، ۲۲)

فوٹوسٹیٹ برصفحہ ۴۲۰، ۴۶۰، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۸۳

زندوں کیلئے ہدایت کی یا مغفرت کی دعا تو کی جاتی ہے مگر یہ تو نہیں کہا جاتا کہ ان کا جنازہ پڑھ دیا

۶) قادیانی کا ایک مرید کہتا ہے کہ بسا اوقات لوگ خیال کرتے کہ آپ [یعنی قادیانی] اُن کی طرف دیکھ رہے ہیں مگر وہ اکثر کسی اور خیال میں مستغرق ہوتے تھے (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۵۳) غور کریں بھلا ایسا شخص کسی کی کیا اصلاح کرے گا۔

۷) عبداللہ سنوری کہتا ہے کہ جب مرزے کو وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے

ہندسے سے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے (سیرۃ المہدی ج ا ص ۱۸۰)

۸) گھر سے سفید بورا یعنی شکر لینے گیا پسے ہوئے نمک کو سفید شکر سمجھ کر لے آیا اور ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی بس پھر کیا تھا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی (از سیرۃ المہدی ج ا ص ۲۴۴)

۹) مرزے کی ماں نے کہا گڑ سے روٹی کھا، نہ مانا، والدہ نے غصے سے کہہ دیا جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے (از سیرۃ المہدی ج ا ص ۲۴۵)

۱۰) قادیانی کو اس کی اپنی چھڑی دی گئی نہ پہچانی پوچھنے لگا یہ کس کی ہے؟ (ایضاً)

۱۱) مرزا کے سسر میر ناصر نے مولوی محمد علی کی شکایت لگائی محمد علی نے برا منایا تو قادیانی کہنے لگا میں اس وقت اپنے فکروں میں اتنا محو تھا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میر صاحب نے کیا کہا اور کیا نہیں کہا...... پھر کہتا ہے کہ جس مقصد کیلئے مجھے بھیجا گیا یعنی اخلاق کی درستگی [مرزائیوں کی] جماعت اس سے خالی ہے (ملخص از سیرۃ المہدی ج ا ص ۲۵۴)

مدہوشی کے اقرار کے باوجود رسالت کے دعویٰ سے دستبردار نہیں ہوتا تھا۔

۱۲) مرزا کہتا ہے: میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل و براہین کی فتح کے نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے (سیرۃ المہدی ج ا ص ۲۵۴) مغالطہ اور دھوکہ دینے میں تو قادیانی ماہر ہیں مگر سوائے دعووں کے قادیانی کے پلے کچھ نہ تھا دلیل نامی چیز کا تو قادیانیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ بھی اس کی جہالت ہے کہ مغالطات کو دلائل سمجھ لیا۔

۱۳) مرزا کے مرید خاص اس کی مسجد کے امام اس کے بہشتی مقبرہ میں پہلے دفن کئے جانے والے شخص عبدالکریم نے کہا کہ مرزا کے پاس عورتیں جھگڑتی تھیں چلاتی تھیں دست و گریباں ہوتیں، پوری زنانہ کرتوتیں کرتیں مگر اس کو پتہ نہیں چلتا، اپنے کام میں مستغرق (از سیرۃ المہدی ج ا ص ۲۷۸) معلوم ہوا کہ قادیانی کو اصلاح کی فکر تو کیا قابلیت ہی نہیں، مرید کیوں دیکھتا تھا؟ وہ عورتیں اس کی کیا لگتی تھیں؟

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۲۳۴، ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۳

۱۴) مرزا بشیر احمد لکھتا ہے: آپ ایک دفعہ کسی ہندو مخالف کو خط لکھنے لگے تو خود بخود ''السلام علیکم'' لکھا گیا جسے آپ نے کاٹ دیا لیکن پھر لکھنے لگے تو پھر سلام لکھا گیا چنانچہ آپ نے دوسری دفعہ اُسے پھر کاٹا لیکن جب آپ تیسری دفعہ لکھنے لگے تو پھر ہاتھ اسی طرح چل گیا آخر آپ نے ایک اور کاغذ لے کر ٹھہر ٹھہر کر خط لکھا (سیرۃ المہدی ج۱ ص۲۸۷) معلوم ہوتا کہ مرزے کو اپنے دل دماغ اور اعضاء پر بالکل کنٹرول نہ تھا۔

۱۵) مرزا قادیانی مرغی کا ایک چوزہ ذبح کرنے لگا تو بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا (از سیرۃ المہدی ج۲ ص۴)

۱۶) قادیانی مہندی لگواتا تھا درمیان میں بات کرنے لگتا مہندی گرنے لگ جاتی اس پر خادم کہتا کہ تھوڑی دیر بات چیت نہ کریں مہندی ٹھہرتی نہیں میں لگا کر باندھ لوں پھر گفتگو فرمائیں مرزا تھوڑی دیر خاموش رہ کر پھر کسی خیال کے آنے پر گفتگو کرنے لگ جاتا (ایضاً ج۲ ص۳۵)

۱۷) بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کیلئے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ چلتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے (سیرۃ المہدی ج۲ ص۵۸) کیا قادیانی کی اتباع میں مرزائی ایسا ہی کرتے ہیں۔

۱۸) عبدالکریم نے کئی دفعہ حضرت صاحب کے گھر کی عورتوں کو آپس میں یہ باتیں کرتے سنا ہے (کیوں سنا؟) کہ حضرت صاحب کی آنکھیں نہیں ہیں کوئی عورت کسی طرح سے بھی گزر جائے ان کو پتہ نہیں چلتا ...... مرزے کی آنکھیں نیم بند رہتی تھیں مردوں کو بھی بتانا پڑتا تھا کہ یہ فلاں ہے (از سیرۃ المہدی ج۲ ص۷۷)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۲۴۴، ۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۳

سبق نمبر۴ : مرزا کی بیماریوں کے عجائبات

مرزا کے عجائبات سے ہے کہ اس کو عام انسانوں سے کہیں زیادہ بیماریاں لاحق تھیں مولانا دلاوریؒ فرماتے ہیں: الہامی صاحب کی بیماریوں کا استقصاء کوئی آسان کام نہیں (رئیس قادیاں ج۱ص۵۳) نیز فرماتے ہیں: اُن کی اکیلی ذات میں بیماریاں اس کثرت وتنوع کے ساتھ جمع ہوگئی تھیں کہ پندرہ بیس آدمیوں میں بھی مجتمعاً کہیں نہ پائی جائیں گی (ایضاً ص۴۵)

مرزے کی اتنی گئی گزری حالت کیوں تھی کہ وہ جاگتے بھی سویا رہتا تھا اس کی ایک وجہ یہ بتاتے ہیں کہ مرزا کو ہسٹیر یا یا مراق کی بیماری تھی اور یہ بیماری دعوی مسیحیت سے پہلے سے تھی (سیرۃ المہدی ج۲ص۵۵ نیز ج۱ص۱۶، ۱۷، ۲۸، ۲۸۰) قادیانی نے بتایا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ [یعنی مرزے کی دوسری بیوی] فرماتی ہیں اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے (سیرۃ المہدی ج۱ص۱۷)

<u>انبیاءِ کرام کی گستاخی:</u> مرزا قادیانی انبیاء کرام کی گستاخی کرتا ہوا کہتا ہے کہ انبیاء کے متعلق بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کو ہسٹریا کا مرض ہوتا ہے (سیرۃ المہدی ج۲ص۵۲، ۵۵) کونسے لوگ اور کونسے انبیاء؟ یہ قادیانی کا نرا بہتان ہے انبیاء کرام علیہم السلام اِس سے پاک ہوتے ہیں کیونکہ یہ دیوانگی کی ایک قسم ہے (دیکھئے رئیس قادیاں ج۱ص۴۵) ہاں قادیانی صاحب خود اس میں مبتلا تھے جس کی وجہ سے وہ اپنے قوائے ذہنیہ کھو بیٹھے تھے (ایضاً)

اطباء کہتے ہیں: مراق میں عموماً ایسی باتیں سوجھتی ہیں جو سراسر عقل کے خلاف ہوتی ہیں، مراقی کی تمام باتیں بے ربط اور بے سروپا ہوتی ہیں بعض مراقی نبوت، خدائی، غیب دانی، بادشاہت یا اس قسم کا کوئی اور تعلّی آمیز دعوی کرتے ہیں مراقیوں کی سب علامتیں قادیانی میں بدرجہ اتم موجود تھیں (از رئیس قادیاں ج۱ص۴۵، ۴۶)

فوٹوسٹیٹ بر صفحہ ۴۰۵

درس نمبر ۵ : مراقی ہونے کے عملی ثبوت

کچھ واقعات گذشتہ صفحات میں گزرے ہیں جن سے قادیانی کے مراقہ ہونے کا پتہ چلتا ہے مولانا دلاوریؒ نے اس قسم کے اور بھی واقعات نقل کئے ہیں تفصیل کیلئے رئیس قادیاں صفحہ ۴۸ تا ۵۱ کا مطالعہ کریں یہاں چند واقعات ملاحظہ کریں:

۱) یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیاں نے کتاب ''حیات النبی'' ج ا ص ۱۹۱ میں لکھا کہ سردی کا موسم تھا قادیانی نے چمڑے کے موزے پہن رکھے تھے رات کو سونے لگے تو پاؤں سے جوتا نکالا ایک جوتا تو نکل گیا اور دوسرا پاؤں ہی میں رہا اس جوتے سمیت ہی رات بھر سوئے رہے اٹھے تو جوتے کی تلاش ہوئی ادھر ادھر بہتیرا دیکھا پتہ نہیں چلتا ایک پاؤں موجود ہے اور یہ خیال نہیں آتا کہ دوسرا پاؤں میں رہ گیا ہو خادم نے کہا کہ شاید کتا لے گیا ہوگا۔ اور اس خیال سے اِدھر اُدھر دیکھنے بھالنے لگا تھوڑی دیر کے بعد جو اتفاق سے مسیح صاحب کا ہاتھ اپنے پاؤں سے چھوا تو معافرمانے لگے او ہو یہ تو پاؤں ہی میں ہے اور ہم خیال کرتے رہے کہ صرف جراب ہے۔

۲) ایک نالے سے گزرتے ہوئے مرزا کی جوتی کا ایک پاؤں نکل گیا مگر اس وقت تک انہیں معلوم نہ ہوا جب تک وہاں سے بہت دور جا کر یاد نہیں کرایا گیا (حیات النبی ج ا ص ۵۸)

۳) ماسٹر کریم بخش معروف مولوی عبدالکریم سیالکوٹی لکھتے ہیں ''مجھے یاد ہے کہ حضرت لکھ رہے تھے ایک خادمہ کھانا لائی اور حضرت کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کھانا حاضر ہے فرمایا خوب کیا، مجھے بھوک لگ رہی تھی اور میں آواز دینے کو تھا۔ وہ چلی گئی اور مرزا صاحب لکھنے میں مصروف ہوگئے اتنے میں کتا آیا اور بڑی فراغت سے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا برتنوں کو بھی خوب صاف کیا اور بڑے سکون اور وقار سے چلا گیا بہت دیر کے بعد ظہر کی اذان ہوئی تو مرزا صاحب کو کھانا یاد آیا آواز دی خادمہ دوڑی آئی عرض کیا میں تو بہت دیر ہوئی جب کھانا آپ کے آگے رکھ کر آپ کو اطلاع کر گئی تھی (سیرۃ مسیح موعود ص ۴۰ بحوالہ رئیس قادیاں ج ا ص ۴۹)

درس نمبر ٦ : بیماریوں پر قادیانی کا فخر

قادیانی کے عجائبات سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے عیوب کو چھپانے کے بجائے ان کو بیان کرتا تھا اور اُن پر فخر بھی کرتا تھا۔ مرزا بشیر احمد اپنی والدہ سے ہسٹیر یا والی کہانی نقل کرنے کر کے لکھتا ہے: حضرت مسیح موعود کی یہ بیماری بھی دراصل آنحضرت ﷺ کی ایک پیشگوئی کے مطابق تھی کہ مسیح موعود دو زرد چادروں یعنی دو بیماریوں میں لپٹا ہوا نازل ہوگا (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۸) قادیانی نے تفصیل یوں بتائی کہ میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کی رو سے دو بیماریاں ہیں سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دوران سر [سر چکرانا۔ راقم] اور کمی خواب [نیند پوری نہیں ہوتی جس کی وجہ سے انسان ہر وقت تھکا رہتا ہے اچھی طرح نہ سوچ سکتا ہے نہ کوئی فیصلہ دے سکتا ہے۔ راقم] اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں (اربعین ص ۱۲۹ در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۰، ۴۷۱)

سوچئے یہ کوئی بتانے کی باتیں ہیں کسی شریف آدمی کو ایسی بیماری ہو تو کوشش کریگا کسی کو پتہ نہ چلے مگر مسیح قادیاں کو ان پر اتنا فخر ہے کہ وہ ان بیماریوں کی وجہ سے خود کو مسیح موعود کہہ رہا ہے باقی احادیث میں مسیح بن مریم کا لفظ ہے مسیح موعود قادیانی کی اپنی اختراع ہے عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے دو زرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس ہوں گے [مسلم حدیث نمبر ۷۳۱۲ مزید حوالہ جات کیلئے دیکھئے حضرت امام اہل سنت کی کتاب توضیح المرام ص ۵۲] زرد چادروں کا مطلب بیماریاں لینا قادیانی کے گندے ذہن کی پیداوار ہے۔ یہ کوئی خواب نہیں ارشادِ نبوی ہے۔

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۵۴، ۵۵۵

درس نمبر ۷ : قادیانی کے نسب کے عجائبات

مرزا قادیانی خود کو مرزا یعنی مغل خاندان سے لکھتا تھا ۱۸۹۸ء میں کتاب البریہ شائع کی تو قوم مغل (برلاس) بتائی اور لکھا کہ میرے بزرگ سمرقند سے پنجاب وارد ہوئے تھے اسی کتاب البریہ کے حاشیہ میں لکھا کہ میرے الہامات کی رو سے ہمارے آباء اولین فارسی تھے (۱) رسالہ اربعین میں لکھا کہ خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے اور کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا لیکن اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے (۲) جب رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' شائع کیا تو لکھا میں اسرائیلی بھی ہوں فاطمی بھی ہوں (۳) یعنی حضرت اسحاقؑ کی اولاد سے بھی حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے بھی۔ تحفہ گولڑویہ میں لکھا میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب پہنچے تھے (۴) اپنی آخری کتاب چشمہ معرفت میں پھر اپنے چینی الاصل ہونے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے (۵)

غرض ان بیانات کی رو سے جناب غلام احمد صاحب مغل ایرانی یہودی سید اور چینی سب کچھ تھے ان ذخیرۂ روایات میں سے صحیح اور سچا بیان وہی ہو سکتا ہے جو خاندانی روایات کے مطابق ہو اور قوم کی روایات یہ ہیں کہ رئیس قادیاں مغل تھے (مرزا قادیانی نے ایسا کیوں کیا اس کیلئے دیکھئے رئیس قادیاں ص ۶ تا ص ۱۰) مرزائیوں سے پوچھو کہ تمہیں اپنے نسب کا پتہ کیسے چلے گا؟ تمہارا کوئی خاندان ہے یا خاندان کو جاننے یا اس کو بدلنے کیلئے کسی الہام و وحی کا انتظار کرنا ہوگا؟

---

۱) کتاب البریۃ حواشی ص ۱۴۴، ۱۴۵، در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۱۶۲، ۱۶۳

۲) رسالہ اربعین ص ۲۳ در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۶۵ حاشیہ

۳) ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۲ در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۶

۴) تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۱۴۱ در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۱۲۷

۵) چشمہ معرفت در روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۱

درس نمبر ۸: قادیانی کی تاریخ پیدائش کے عجائبات

قادیانی کی پیدائش بھی عجیب ہے ''سیرۃ المہدی'' اُس کے اپنے بیٹے ''مرزا بشیر احمد'' کی تصنیف ہے جو ۱۸۹۳ء کو مرزا کی زندگی میں پیدا ہوا (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۲) اُس کی شادی بھی مرزے کی زندگی میں ۱۹۰۲ء میں ہوئی (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۳) مرزا کی وفات کے وقت اس کی عمر ۱۵ سال تھی وہ قادیان میں رہا، قادیاں ہی میں اس نے کتاب سیرۃ المہدی لکھی، قادیاں ہی میں وہ کتاب طبع ہوئی۔ اپنی اس کتاب میں جا بجا وہ اپنے باپ کی تاریخ پیدائش کو زیرِ بحث لایا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تین جلدوں کی اس کتاب میں جتنی بحث قادیانی کی تاریخ پیدائش کے بارے میں ہے کسی اور کے بارے میں نہیں ہے (۱) بعض مقامات میں صفحات کے صفحات اس کے بارے میں سیاہ کر دیئے ہیں پھر بھی کوئی حتمی نتیجہ نہ نکال سکا۔ تیسری جلد میں مرزا بشر احمد لکھتا ہے: خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تاریخ پیدائش اور عمر بوقت وفات کا سوال ایک عرصہ سے زیرِ غور چلا آتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصریح فرمائی ہے کہ حضور کی تاریخ پیدائش معین صورت میں محفوظ نہیں ہے اور آپ کی عمر کا صحیح اندازہ معلوم نہیں کیونکہ آپ کی پیدائش سکھوں کی حکومت کے زمانہ میں ہوئی تھی جبکہ پیدائشوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض ایسے امور بیان فرمائے ہیں جن سے ایک حد تک آپ کی عمر کی تعیین کی جاتی رہی ہے ان اندازوں میں سے بعض اندازوں کے لحاظ سے آپ کی پیدائش کا سال ۱۸۴۰ء بنتا ہے اور بعض کے لحاظ سے ۱۸۳۱ء تک پہونچتا ہے [ماشاء اللہ نو سال کا فرق۔ راقم] اس لئے یہ سوال ابھی تک زیر بحث چلا آیا ہے کہ صحیح تاریخ پیدائش کیا ہے؟ (ج ۳ ص ۷۴)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۷۴

---

(۱) ''سیرۃ المہدی'' کے چند وہ مقامات میں جن میں تاریخ پیدائش کی بحث ہے سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۳۸، ج ۱ ص ۱۳۶، ۱۳۷، ج ۱ ص ۲۱۳، ۲۱۴، ج ۱ ص ۲۱۵، ۲۱۶، ج ۱ ص ۲۵۸، ج ۱ ص ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۴، ج ۲ ص ۱۵۰، ج ۳، ص ۷۴ تا ص ۷۷، ج ۳ ص ۱۸۷ تا ص ۱۹۵، ج ۳ ص ۳۰۱ تا ص ۳۰۲

درس نمبر ۹ : تاریخ پیدائش کے بارے میں سوال کیوں؟

مرزا قادیانی نے پیشگوئی کی تھی کہ اس کی عمر ۸۰ سال یا اس سے پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم ہوگی (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص ۹۷، ۹۸ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۸، ۲۵۹ ،حقیقۃ الوحی در روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰) اور یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس کے اپنے کہنے کے مطابق اس کی عمر ۶۸ یا ۶۹ سال ہوئی وہ اس طرح کہ اُس کی وفات ۱۹۰۸ء کو ہوئی اور پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء کو قادیانی کہتا ہے: اب میری ذاتی سوانح یہ ہے کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا (حاشیہ کتاب البریہ در روحانی خزائن ج ۱۳ حاشیہ ص ۱۷۷) قادیانیوں کی ساری بحث اس لئے کہ پیشگوئی کو سچا کریں مرزا بشیر احمد کہتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی مختلف کتابوں میں اس کا ذکر کیا ہے خود اس کے اپنے بیانات میں تعارض ہے (از سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۱۶) یہاں اس کا الہام اس کی کوئی رہنمائی نہ کرسکا ارے اگر تجھے پورا پتہ نہ تھا تو اس بحث کو چھیڑنے کی ضرورت کیا تھی؟ عمر کے بارے میں پیشگوئی کر کے اپنی امت کو الجھن میں کیوں ڈالا؟

براہین احمدیہ ج ۵ میں لکھا ہے میری عمر اس وقت تخمیناً ۶۷ سال ہے (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۱۸) اس کتاب کی تصنیف ۱۹۰۵ء میں ہوئی (دیکھئے سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۴) اس کا مطلب یہ ہوا کہ قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۸ء کو ہوئی۔ قادیانی نے اسی کتاب کے ص ۳۶۵ میں اپنی عمر ستر کے قریب لکھی، مرزا بشیر احمد کہتا ہے: ایک جگہ آپ نے ۱۹۰۵ء میں اپنی عمر ۷۰ سال بیان کی ہے (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۱۶) براہین ج ۵ ہی میں لکھا:

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار
تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں جبکہ میں نے وحی ربانی سے پایا افتخار

(ایضاً ص ۱۳۵) قابل غور بات ہے کہ ۱۸۸۲ء میں دعوی کیا اس وقت اس کی عمر ۴۰ سال ہو تو

۱۹۰۵ء میں اس کی عمر ۶۳ سال ہوئی نہ ۶۷ سال۔اس کے دعوے کو ۲۳واں سال ہوا نہ کہ تیسواں
ایک جگہ لکھا ہے کہ ۳۰ سال کی عمر میں مرزا کے بال سفید ہونے شروع ہو گئے (سیرۃ المہدی ج ۲ص ۱۱) یہاں تو نہ کہا کہ اس وقت اس کی عمر ۳۰ سال تھی یا ۲۰ سال۔مرزا کے بیٹے سلطان کی پیدائش ۱۸۵۵ء یا ۱۸۵۶ء میں اور مرزا کے بیٹے فضل احمد کی ولادت ۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء میں لکھی (سیرۃ المہدی ج ۲ص ۱۵۰)اس میں کوئی خاص اشتباہ نہیں بتایا،ایک مقام پر دوسری بیوی سے ہونے والی مرزا کی ساری اولاد کی تاریخ پیدائش لکھی ہیں (دیکھئے سیرۃ المہدی ج۱ص ۵۳) ارے جیسے تم نے سب بہن بھائیوں کی تاریخ پیدائش بتادی قادیانی کا کوئی بھائی یا بہن یا کوئی رشتے دار کچھ نہ بتاسکا،یاتم نے ان کو اس قابل سمجھا ہی نہیں۔

ایک جگہ لکھا کہ مرزا کا مرید میاں عبداللہ سنوری ۱۸۸۲ء میں جب قادیاں آیا اس وقت اس کی عمر سترہ اٹھارہ سال تھی (سیرۃ المہدی ج۱ص ۸۵) یہاں تو نہیں کہا کہ اس کی عمر ۱۷ سال تھی یا ۸ سال۔مرزا کی دوسری شادی ۱۸۸۴ء میں ہوئی بروز پیر ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ اس وقت بیوی کی عمر ۱۸ سال اور قادیانی کی عمر ۵۰ کے قریب تھی (سیرۃ المہدی ج۱ص ۵۷،۵۸) یہاں تو نہیں کہ بیوی کی عمر ۱۸ سال تھی یا ۱۰ سال تھی ۔جو الجھنیں ہیں وہ بس مرزا کے بارے میں ہی ہیں ۱۸۷۷ء میں بیوی کی عمر ۹،۱۰ سال کی اور قادیانی کی عمر ۴۰ سے زیادہ کی بنتی ہے (دیکھئے سیرۃ المہدی ج۱ص ۵۷) ایک جگہ لکھا کہ تاریخ پیدائش کے بارے میں ثابت ہوا کہ ۱۸۳۶ء والی روایت صحیح ہے (سیرۃ المہدی ج۱ص ۲۱۵) پھر سیرۃ المہدی ج۱ص ۲۵۸ میں بھی اس کو ثابت کیا ہے کہ ولادت ۱۲۵۲ھ کو ہوئی قادیانی نے کہا جب پہلا بیٹا پیدا ہوا تو عمر صرف ۱۶ سال تھی مگر بیٹے نے اس کی بھی تردید کردی (سیرۃ المہدی ج۱ص ۲۷۳ نیز سیرۃ المہدی ج ۲ص ۶۳)

نوٹ: بعض مرزائی کہہ دیتے کہ نبی کریم ﷺ کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اختلاف صحابہ کرامؓ کا ہے اور برائے نام ہے خود نبی کریم ﷺ سے تو اس بارے میں کچھ منقول نہیں۔اور یہاں تو قادیانی کے اپنے تحریری بیانات خاصے متعارض ہیں۔

درس نمبر ۱۰ : مہدی بننے کیلئے آٹھ سال عمر کم دکھائی

مولانا محمد رفیق دلاوری نے رئیس قادیاں جلد۲ کے باب نمبر ۴۱ میں لکھتے ہیں:

قادیانی نے اپنے رسالہ نشان آسمانی میں لکھا کہ میں نے چالیس سال کی عمر میں الہام وامامت کا دعویٰ کیا اور چالیس سال اس دعوے سے میری زندگی اور ہوگی لہٰذا امام مہدی میں ہوں اس اعتبار سے جس سال اس کی عمر باون یا ترپن سال بنتی تھی اس نے کوخود کو ساٹھ سال کا ظاہر کیا۔

اس کی وضاحت:

قادیانی کی کتاب نشان آسمانی کی تصنیف واشاعت ۱۸۹۲ء میں ہوئی (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۲) اس کتاب میں اس نے لکھا: یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کیلئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے جن میں سے دس برس کامل گزر بھی گئے (از انوار الاسلام ص ۱۴ در روحانی خزائن ج ۴ ص ۳۷۴) مرزے کا لڑکا بھی کہتا ہے کہ ۱۸۸۲ء میں اس کو الہام ماموریت ہوا (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۱)

چونکہ قادیانی کے کہنے کے مطابق ۱۸۸۲ء میں اس کی عمر ۴۰ سال بنی تو اس کی پیدائش ۱۸۴۲ء میں ہوئی۔ اس طرح ۱۸۸۲ء میں بارہ یا تیرہ سال زیادہ کریں تو ۱۸۹۴ء میں اس کی عمر باون یا ترپن سال بنتی ہے۔ جبکہ اس نے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں ۱۸۹۴ء میں اپنی عمر ۶۰ سال بتائی ہے [دیکھئے انور الاسلام در روحانی خزائن ج ۹ ص ۳۷] مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ انوار الاسلام کی تصنیف واشاعت ۱۸۹۴ء میں ہوئی (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۲) اگر ۱۸۹۴ء میں قادیانی کی عمر ۶۰ سال مانی جائے تو براہین کی تصنیف کے سال ۱۸۸۲ء میں اس کی عمر ۴۸ سال ہونی چاہئے لیکن مہدی کا دعویٰ کرنے کیلئے اس نے آٹھ سال عمر گھٹا کر رکھ دی اور کہا کہ ۱۸۸۲ء میں میری عمر ۴۰ سال تھی (از رئیس قادیاں ج ۲ ص ۱۰۰، ۱۰۱ مختصراً)

درس نمبر ۱۱ : قادیانی کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں

آپ نے دیکھا کہ قادیانی نے اپنے مطلب کیلئے عمداً تاریخ پیدائش بدل ڈالی اور یہ بھی پڑھا کہ قادیانی کا بیٹا کہتا ہے کہ قادیانی کے بیانات میں تعارض ہے ایک جگہ بیٹا لکھتا ہے قادیانی کو بعض اوقات واقعات کی تاریخ معین صورت میں یاد نہیں رہتی تھی (سیرۃ المہدی ج۱ ص۲۱۳،۲۱۴) اس کے علاوہ بھی کئی جگہوں پر مرزائی اپنے قادیانی کی تکذیب کر دیتے ہیں مثلاً قادیانی کہتا ہے میں نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں خواب دیکھا بیٹا کہتا ہے اس سے پہلے دیکھا (سیرۃ المہدی ج۱ ص۲۳۶ ،۲۳۷) قادیانی نے کہا فلاں شخص طاعون سے مرا بیٹا کہتا ہے غلط ہے (سیرۃ المہدی ج۱ ص۲۵۲)

اصل بات یہ ہے کہ قادیانی کی کسی بات پر اعتبار نہیں یہ موقع کے مطابق بات بدلتا رہتا تھا جس کے بیٹوں نے اُس کی ذکر کردہ تاریخ پیدائش پر اعتماد نہ کیا اس کی اور باتوں کا کیا حال ہوگا؟ یہ چکر باز آدمی تھا ضرورت کے مطابق بات بنالیتا اور عقل کے اندھے اس کو تسلیم کر لیتے تھے۔ جن واقعات کو سن کو لوگ ہنستے ہیں مرزائیوں نے قادیانی کی محبت کی وجہ سے اُن کو بیان کر دیا سچ ہے حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ ''کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے''۔

قادیانی دعوی مسیحیت اور دعوی مہدویت وغیرہ میں تو جھوٹا تھا ہی، مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے نقل کردہ حوالہ جات پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا، چونکہ قادیانی میں حیا نہیں تھی اس لئے اس کو اپنی پہلی بات کے خلاف لکھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی تھی اس کی بے حیائی کا اندازہ اس سے کریں کہ جس زمانے میں کلو کے قریب گوشت پانچ پیسے میں آجاتا تھا مرزا نے دعاء کے لئے ایک آدمی سے ایک لاکھ روپے مانگ لئے تھے (سیرۃ المہدی ج۱ ص۲۵۷) جھوٹ پر اتنا جری تھا کہ کہنے لگا : سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص۱۱ اور روحانی خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۳۸

درس نمبر ۱۲ : قادیانی کے غبن کے عجائبات

صدق و امانت مومن کا شعار ہے نبی کریم ﷺ کی امانت داری کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ہجرت کیلئے نکلتے وقت آپ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اہل مکہ کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آئیں حالانکہ اُس وقت مکہ والے آپ کو شہید کرنے کیلئے آپ کے گھر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے (ابن ہشام ج ۲ ص ۱۲۷)

کذب و خیانت اور وعدہ خلافی منافق کی نشانیاں ہیں [مشکوۃ حدیث نمبر ۵۵] دھوکہ فریب ہیرا پھیری اور جھوٹ اور غبن سے آج دنیا بھری پڑی ہے ایک سے ایک بڑھ کر جھوٹے فریبی اور خائن موجود ہیں مگر اس کے باوجود مرزا قادیانی غبن میں اپنی مثال آپ تھا اس نے ایک کام یہ کیا کہ ۵۰ جلدوں کی کتاب کیلئے پیشگی رقم لے لی ۴ جلدوں کے بعد کتاب بند کر دی پھر اگر کسی نے شکوہ کیا اور اپنے دیئے ہوئے پیسے مانگے تو اُس کی باتیں نقل کر کے اس کو گالیاں دیں اور اپنی کتابوں میں اسی کو مجرم بنایا۔ ذیل میں کچھ حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے۔

مولانا محمد رفیق دلاوریؒ مولوی محمد لدھیانوی مرحوم کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس بات کا ثبوت کہ مرزا غلام احمد مال حرام اپنے کھانے پینے میں صرف کرتا ہے اور اس کی زندگی کا ماحصل زراندوزی ہے کتاب ''براہین احمدیہ'' کی تجارت ہے اس کتاب کے تین چار حصے چند اجزاء میں طبع کر کے دس دس اور پچیس پچیس روپیہ میں فروخت کئے حالانکہ ان تین چار حصوں کی قیمت دو تین روپیہ سے کسی طرح زائد نہیں ہو سکتی اور وعدہ یہ کیا کہ یہ بہت بڑی ضخیم کتاب ہو گی باقی جلدیں وقتاً فوقتاً طبع ہو کر خریداروں کو پہنچتی رہیں گی جب جُل دے کر روپیہ وصول کر لیا تو باقی ماندہ کتاب کا طبع کرانا یک لخت موقوف کر دیا کیونکہ جن لوگوں سے پیشگی رقمیں وصول کر لی تھیں ان کو اب نئی قیمت وصول کئے بغیر کتابیں بھیجنا گویا ایک تاوان تھا اس لئے باقی ماندہ کتاب کی جگہ نئی نئی تالیفات شائع کر کے روپیہ بٹورنا شروع کر دیا (فتاوی قادریہ صفحہ ۳ رئیس قادیان ج ۲ ص ۲

نیز دیکھئے رئیس قادیان ج ۱ ص ۶۰ تا ص ۷۰)

قادیانی نے کتاب کا نام رکھا تھا ''البراهين الاحمدية على حقيت (۱) كتاب الله القرآن والنبوة المحمدية ''لوگوں سے کہا یہ پچاس جلدوں میں ہوگی ان سے پچاس جلدوں کی قیمت وصول کرلی چوتھی جلد کے آخر میں لکھا: اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً وباطناً حضرت رب العالمین ہے (براہین احمد ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۶۷۳) اس کا مقصد یہ تھا کہ قادیانی جو رقمیں وصول کر چکا اس کی بابت نہ پوچھا جائے۔ جب لوگوں کو۲) نہ کتاب ملی نہ رقمیں اور انہوں نے شکوے کئے تو قادیانی نے ایک اشتہار میں اپنا غصہ یوں نکالا:

مجھے ان مسلمانوں کی حالت پر نہایت افسوس ہے کہ جو اپنے پانچ یا دس روپے کے مقابل پر ۳۶ جز (۵۶۲ صفحات) کی ایسی کتاب پا کر جو معارف اسلام سے بھری ہوئی ہے (۲) ایسے شرمناک طور پر بدگوئی اور بدزبانی پر مستعد ہو گئے کہ گویا اُن کا روپیہ کسی چور نے چھین لیا یا ان پر کوئی قزاق آپڑا اور گویا وہ ایسی بے رحمی سے لوٹے گئے کہ اس کے عوض میں کچھ بھی ان کو نہیں دیا گیا اور ان لوگوں نے زبان درازی اور بدظنی سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا کہ کوئی دقیقہ سخت گوئی

---

۱) صحیح رسم الخط حقیۃ ہے

۲) قادیانی کیلئے یہ غبن کسی طرح جائز نہ تھا ایک تو اس لئے کہ کسی کتاب کے مضامین خواہ کتنے ہی اعلیٰ ہوں ان کی وجہ سے خیانت اور دھوکہ تو جائز نہیں ہو جاتا، دوسرے اس لئے کہ قادیانی نے اسلام کیلئے وہ کتاب نہ لکھی بلکہ اپنا کاروبار چمکانے کیلئے یہ کام کیا اسلام کا دفاع عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر نہیں ہوسکتا اور قادیانی اِس کا منکر تھا تیسرے اس لئے کہ اس نے اپنی کتابوں میں صرف اپنی کتاب کی خریدداری یا چندے کی اپیل کی ہے۔ اُس نے نماز روزے یا غریب مسلمانوں کی مدد کے لئے ترغیب نہ دی یہ بھی نہیں کہا کہ میں اپنے خرچ پر جا کر اسلام کی حقانیت بیان کروں گا یہ بھی نہ کہا کہ ان کتابوں کو تم خود چھپوا کر تقسیم کرو، لوگوں سے بس یہ کہا کہ دین کیلئے پیسہ نکالو اور جمع اسی کو کرواؤ۔

کا باقی نہ رکھا اس عاجز کو چور قرار دیا، مکار ٹھہرایا۔ مال مردم خور کر کے مشہور کیا حرام خور کہہ کر نام لیا دغاباز نام رکھا اپنے پانچ یا دس روپے کے غم میں وہ سیاپا (سینہ کوبی) کیا کہ گویا ان کا گھر لوٹا گیا لیکن ہم ان بزرگوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ کتابیں جو اس کے عوض میں تم نے لیں جن کے ذریعے سے تم نے وہ علم حاصل کیا جس کی تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو کیفیت معلوم نہ تھی اور بغیر ایک عمر خرچ کرنے اور بغیر خون جگر کھانے کے یونہی تالیف ہوگئی تھیں اور بغیر صرف مال یوں ہی چھپ گئی تھیں اور اگر حقیقت میں وہ بے بہا جواہرات تھے جن کے عوض آپ نے پانچ یا دس روپے دیئے تھے تو کیا یہ شکوہ روا تھا کہ بے ایمانی اور دھوکہ دہی سے ہمارا پیسہ لے لیا گیا (تبلیغ رسالت ج ۳ص ۳۴ بحوالہ رئیس قادیاں ج ۱ص ۶۷)

دیکھا قادیانی کا حوصلہ پہلے لوگوں کا شکوہ نقل کرتا ہے کہ انہوں نے قادیانی کو دغاباز ٹھہرایا پھر اُن کو گالیوں سے نوازتا ہے مرزا بشیر احمد ایک جگہ لکھتا ہے کہ قادیانی نے مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ کیا تو اس کو کافر، مرتد، دجال، بے دین، دہریہ، دشمن اسلام، دشمن رسول، ٹھگ باز، دکاندار کے الفاظ سے یاد کیا گیا (از سیرۃ المہدی ج ۲ص ۴۴)

وسنیت بر صفحہ ۴۵۱

بہر حال قادیانی نے لوگوں سے براہین احمدیہ کے پچاس حصے لکھنے کا وعدہ کر کے اچھی خاصی رقمیں وصول کرلیں تیئس سال کے بعد حصہ پنجم شائع کیا قادیانی خود لکھتا ہے۔ ''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا، دوسرا سبب اس التوا کا جو تیئس برس تک حصہ پنجم لکھا نہ گیا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اُن لوگوں کے دِلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ اس قدر دیر کے بعد خام طبع لوگ بدگمانی میں بڑھ گئے یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گالیوں پر اُتر آئے اور چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی'' (براہین احمدیہ

حصہ پنجم در روحانی خزائن ج ۲۱ صفحہ ۹)

غور کریں کہ قادیانی اب بھی انہیں کو برا کہتا ہے نہ خود کو ندامت ہے نہ لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کا فکر ہے پھر جاہل سے جاہل بھی سمجھتا ہے کہ پچاس اور پانچ میں پینتالیس کا فرق ہے مگر قادیانی نے رقمیں کھانے کیلئے اتنی بڑی حقیقت کا مذاق اڑایا گویا حساب کے پہاڑے بدل دیئے ہمارے ہاں ۵×۱۰=۵۰ جبکہ قادیانی کے ہاں ۵×۱۰=۵ (۱)

قادیانی کا آخری جملہ ''جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی'' اس کی دلیل ہے کہ واقعی قادیانی نے لوگوں سے پچاس حصوں کی پیشگی رقمیں وصول کی تھیں۔ بہت کم لوگ اپنی رقمیں واپس لے سکے ہوں گی کیونکہ بعض تو اس دوران فوت ہو گئے ہوں گے اور بعض نے شرافت کی بنا پر پیچھا ہی چھوڑ دیا ہوگا اور جو باقی بچے پانچ اور پچاس کو برابر کر کے قادیانی ان کی رقمیں ہڑپ کر گیا (مزید تفصیلات کیلئے دیکھئے رئیس قادیاں ج ۱ ص ۶۲ تا ص ۷۲)

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ غبن اور کرپشن کرنے والوں میں قادیانی بے مثال ہوا کہ نہیں؟ کروڑوں اربوں کا غبن کرنے والے افسر اور سیاست دان بھی ایسی بے حیائی نہیں دکھاتے جو قادیانی کر گیا۔

---

۱) پچاس اور پانچ کو ایک کرنے کے بارے میں مرزائی بخاری طبع کراچی ج ۱ ص ۵۱ سے معراج شریف کی اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جس میں پانچ نمازوں کو پچاس کے برابر بتایا ہے ملک عبدالرحمٰن خادم مرزائی لکھتا ہے: معراج کی رات جب آنحضرت ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے پچاس نمازوں میں تخفیف کرانے کیلئے آخری مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوئے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا لیجئے یہ پانچ! یہ پچاس ہیں (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۵۴۰) ان ظالموں کو پتہ نہیں وہ خدا کا فضل ہے چاہے تو ایک پیسے کا ثواب سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ دے۔ قادیانی تو ۵۰ کی جگہ ۵ دے رہا ہے۔

درس نمبر ۱۴۳ : مال حرام کے استعمال میں لا جواب

انتہائی پریشان کن حالات میں نبی کریم ﷺ نے حرام مال کو اسلام کیلئے استعمال نہیں کیا بلکہ آپ نے فرمایا: لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ (رواہ مسلم مشکوۃ ج ۱ ص ۱۰۰ رقم ۳۰۱) ''نماز بغیر پاکی کے قبول نہیں اور صدقہ حرام مال سے قبول نہیں'' نیز فرمایا: وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ (متفق علیہ مشکوۃ ج ۱ ص ۵۹۲ رقم ۱۸۸۸) ''اللہ تعالیٰ تو حلال وطیب ہی قبول کرتے ہیں''۔

سود کی حرمت قرآن وحدیث کا قطعی حکم ہے سود کھانے والوں سے اللہ کا اعلان جنگ ہے (البقرۃ: ۲۷۹) سودی کاروبار کرنے والوں کی آخرت بہت خراب ہے، یہ ٹھیک ہے کہ دنیا میں بے شمار لوگ سودی لین دین کرتے ہیں لیکن قادیانی سود کھانے میں بھی نرالا تھا اس نے کہا: اشاعت دین میں سود کا استعمال جائز ہے (از سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۱۲)

مرزا بشیر احمد نقل کرتا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت صاحب سے فتوی دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی [یعنی کنجری] تھی اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا پھر وہ مر گئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۶۱، ۲۶۲)

اسلام سے مراد ان لوگوں کے ہاں قادیانیت ہے نہ غریب مسلمانوں کی مدد نہ جہاد نہ کوئی اور اسلامی کام بلکہ صرف وہ دین جو قادیانی نے بنایا تو مطلب یہ ہوا کہ قادیانیت کو پھیلانے اور اس کی ترقی کیلئے حرام مال کا استعمال بالکل جائز ہے۔ تا کہ قادیانی بے فکر ہو کر سود لیں، بانڈ لاٹری، جوئے اور انشورنس کی رقمیں حاصل کریں اور قادیانیت کی ترقی کیلئے بے دریغ استعمال کریں۔ سود کھانے والے اور لوگ اس طرح تو نہیں کہتے۔

نوٹ: دیکھئے بر صفحہ ۴۴۰، ۴۷۸

درس نمبر ۱۴ : پیشگوئیوں میں نجومیوں سے بدتر

یہاں ایک واقعہ نبی کریم ﷺ کی سیرت کا پیش کرتا ہوں صرف اس کو سمجھانے کیلئے کہ پیش گوئی کا پورا ہونا کس کو کہتے ہیں قادیانی کے بالمقابل پیش کرنا ہرگز مقصد نہیں قادیانی کا موازنہ اس بارے میں انبیاء کرام سے ہرگز نہ کیا جائے اس کا موازنہ نجومیوں اور مداریوں سے کرو۔

بہرحال سیرۃ النبی ﷺ کا واقعہ یوں ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ غزوۂ بدر سے پہلے عمرہ کیلئے مدینہ منورہ سے مکہ جاتے ہیں وہاں اپنے میزبان امیہ بن خلف سے کہہ دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ مسلمان تجھے قتل کریں گے امیہ ڈر جاتا ہے کہ محمد ﷺ جھوٹ نہیں بولتے جب غزوۂ بدر کے لئے ابوجہل نے کافروں کو نکلنے کیلئے کہا تو اس کو بھی کہا اس کی بیوی نے روکا کہ تجھے یاد ہے مدینہ کا ساتھی کیا کہہ گیا تھا اس نے کہا میں جلد واپس آؤں گے لیکن آگے سے آگے چلتا گیا واپس نہ آسکا اور بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا (بخاری شریف ج۲ص۵۶۴)

﴿پیشگوئیوں کی اہمیت قادیانی کی نظر میں﴾

مرزا قادیانی کہتا تھا:

کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے (تریاق القلوب ص۲۱۷، روحانی خزائن ج۱۵ص۳۸۲ نیز روحانی خزائن ج۵ص۶۵۱) دوسری جگہ لکھتا ہے: بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کیلئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا (آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ج۵ص۲۸۸)

<u>پیشگوئیاں معیار نہیں:</u>

میں کہتا ہوں مرزا کا یہ معیار خود غلط ہے اس لئے کہ جب اس کا دعویٰ قرآن وحدیث کی قطعی نصوص اور امت مسلمہ کے اجماع کے سراسر خلاف ہے تو لامحالہ مرزا جھوٹا ہوا (۱) اس لئے فوری طور پر اس کی تکذیب وتکفیر ضروری ہے۔ ویسے بھی اگر کوئی جھوٹا مدعی نبوت بیس سال کیلئے

پیش گوئی کردے تو کیا ہم بیس سال تک اس کی تکذیب میں توقف کریں؟ ہرگز نہیں جھوٹے نبی کی تکذیب فوری طور پر ضروری ہے۔

ہمارے لئے اصل معیار قرآن وحدیث ہے، مسلمانوں کا عقیدہ ہے، قادیانی کی پیشگوئیاں نہیں اس لئے ہم اس کی پیشگوئیوں پر اس اعتبار سے بحث نہ کریں گے کہ اگر وہ نبی ہوتا تو اس کی پیشگوئیاں پوری ہوجاتیں بلکہ ہم یہ ثابت کریں گے کہ مرزا قادیانی پیشگوئیوں میں نجومیوں سے بھی گیا گزرا تھا حدیث پاک میں ہے کہ نجومیوں کو جنات ایک آدھ بات آسمان سے سنی ہوئی بتاتے ہیں وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر پھیلا دیتا ہے ایک بات جو اس کو اوپر سے پہنچی ہوتی ہے وہ سچی ہوجاتی ہے اس کی وجہ سے اس کی تصدیق کی جاتی ہے۔[بخاری ج ۲ ص ۷۰۸]

بہرحال نجومیوں کی پیشگوئی جھوٹ ہوجائے تو وہ اس بارے میں خاموش ہوجاتے ہیں مگر قادیانی ایسا نہ تھا یہ اس کی تاویلیں کرتا تھا ایک جھوٹ کو ثابت کرنے کیلئے سو جھوٹ بولا کرتا تھا وہ کہتا تھا میری بات غلط نہیں میں سچا ہوں چنانچہ ایک پادری آتھم کے ساتھ ۱۵ دن مناظرہ کرتا رہا کامیاب نہ ہوا تو آتھم کی بیماری کو دیکھ کر اس نے اور حکیم نور دین نے طب کی رو سے سمجھ لیا کہ یہ چند ماہ کا مہمان ہے۔ اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کیلئے قادیانی نے یہ الہام بنایا کہ آتھم پندرہ مہینوں میں مر جائے گا اِن کو یقین تھا کہ وہ چند ماہ میں مرے گا لیکن ہوا یہ کہ دن پورے ہونے لگے اور وہ زندہ ہے مرزائیوں کو یقین تھا کہ مرزے کی پیشگوئی سچی ہوگی مرزائی نئے کپڑے لے کر قادیاں جمع

---

۱) مرزا قادیانی نے قرآن وحدیث کے خلاف اور بھی کئی معیار بنائے تھے کبھی کہتا ہے کہ جو شخص وحی الٰہی کا دعوی کرے اور ایک جماعت بنالے اور اس کا مذہب دنیا میں اچھی طرح رائج اور قائم ہوجائے اور مستقل طور پر چل پڑے تو سمجھنا چاہئے کہ وہ شخص سچا تھا (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۴۳) اور کبھی کہتا ہے: جس کی دعائیں زیادہ قبول ہوں وہ مومن ہے (بحوالہ رئیس قادیاں ج ۲ ص ۶۵) کیونکہ ہم قرآن وحدیث پر ایمان لانے کے پابند ہیں ایسے اصولوں کے نہیں۔

ہو گئے کہ وہ مرے گا اور ہم خوشی منائیں گے مگر پندرہ ماہ میں وہ نہ مرا جس کی وجہ سے ہر طرف بدنامی ہوئی، آتھم کو مارنے کیلئے وظیفے بھی کئے مگر قادیانی کا حوصلہ کہیں یا اعلیٰ درجہ کی بے حیائی کہ تاریخ گزرنے کے بعد کہتا ہے میں جیت گیا۔ آتھم نے دل سے رجوع کر لیا تھا لیکن سیدھی سی بات ہے کہ تو نے تاریخ گزرنے سے پہلے اس کا اعلان کیوں نہ کر دیا پھر آتھم زبان سے کہہ رہا ہے کہ میں پکا عیسائی ہوں میں نے رجوع نہیں کیا۔ یاد رہے کہ پیشگوئی کا سچا ہونا یہ نہیں کہ پیشگوئی کرنے والا ذلیل ہونے کے بعد دفاع کرتا پھرے بلکہ پیشگوئی کا سچا ہونا یہ ہے کہ مخالف خود اس کی صداقت کو تسلیم کرے (اس واقعہ کی تفصیلات کیلئے دیکھئے رئیس قادیاں ج ۲ ص ۱۵۱ تا ص ۱۹۰) سیرۃ المہدی میں بھی کئی جگہ اس واقعہ کا ذکر ہے دیکھئے سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰۷، ۱۰۸ نیز ص ۱۸۴ تا ۱۸۶، ج ۱ ص ۱۹۲، ۲ ص ۷، ۸ نیز سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۱۶

نوٹ: مرزا بشیر احمد نے قادیانی کو سچا ثابت کرنے کیلئے پیشگوئیوں کے لمبے چوڑے ضابطے بنائے آخر میں پھر چور دروازہ رکھا کہ ان کے علاوہ اور بھی اصول ہو سکتے ہیں (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۸۴ تا ۲۰۸)

﴿پیشگوئی کے جھوٹا ہونے پر قادیانی نے اپنی جماعت کو کیسے سنبھالا﴾

مرزے کا لڑکا اپنے ماموں میر محمد اسماعیل سے نقل کرتا ہے:

آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن تھا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں ہر طرف سے اداسی کے آثار ظاہر ہیں لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو۔ غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں مگر یہ خدا کا شیر گھر سے نکلتا ہے ہنستا ہوا اور جماعت کے برسر آوردوں کو مسجد میں بلاتا ہے مسکراتا ہوا، اُدھر حاضرین کے دل بیٹھے جاتے ہیں اُدھر وہ کہہ رہا ہے کہ لو پیشگوئی پوری ہو گئی، اطلع اللّٰہ علی ھمہ وغمہ مجھے الہام ہوا اس نے حق کی طرف رجوع کیا حق نے اس کی طرف رجوع کیا کسی نے اس کی

بات مانی نہ مانی اس نے اپنی سناوی اور سننے والوں نے اس کے چہرہ کو دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہ سچا ہے ہم کو غم کھا رہا ہے اور یہ بے فکر اور بے غم مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہا ہے اس طرح کہ گویا حق تعالیٰ نے آتھم کے معاملہ کا فیصلہ اسی کے اپنے ہاتھ میں دے دیا اور پھر اس نے آتھم کا رجوع اور بیقراری دیکھ کر خود اپنی طرف سے مہلت دے دی اور اب اس طرح خوش ہے جس طرح ایک دشمن کو مغلوب کر کے ایک پہلوان پھر محض اپنی دریا دلی سے خود ہی اسے چھوڑ دیتا ہے کہ جاؤ ہم تم پر رحم کرتے ہیں ہم مرے کو مارنا اپنی ہتک سمجھتے ہیں (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۲۱،۱۲۲)

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

جس وقت آتھم کے متعلق یہ مشہور ہوا کہ وہ میعاد کے اندر فوت نہیں ہوا تو حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ دیہات میں روٹیاں پکوا کر تقسیم کرو اور کہو یہ روٹیاں فتح اسلام کی روٹیاں ہیں (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۳۰۰)

درس نمبر ۱۵ : قادیانی کی موت کے عجائبات

قادیانی کی موت عارضی بیت الخلاء میں ہوئی جب اس کو ہیضہ کی وجہ سے بیت الخلاء جانے کی زیادہ ضرورت پیش آنے لگی تو گھر والوں نے چارپائی کے پاس ہی اس کیلئے انتظام کر دیا اس کے پاس ہی مر گیا (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱) قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے:

حضرت مسیح موعود [مرزا قادیانی] کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود [مرزا قادیانی] کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کیلئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۳۵۸، ۳۵۹

لئے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱، ۱۲) خط کشیدہ الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا ہیضہ سے مرا ہے کیونکہ دست اور قے کے جمع ہونے کو ہی تو ہیضہ کہتے ہیں۔

فائدہ: مرزا قادیانی آخر تک اپنے کفر پر قائم رہا مرنے سے تھوڑی دیر پہلے کہتا ہے تم عیسیٰ کو مرنے دو کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۴۷) اللہ تعالیٰ برے انجام سے سب مسلمانوں کو بچائے آمین۔ کچھ لوگ یہ شعر پڑھا کرتے ہیں:

اگر مرزا ہوتا خدا کا نبی   ٹٹی میں گر کر نہ مرتا کبھی

راقم الحروف کہتا ہے یہ شعر کہنے والے پکے مسلمان ختم نبوت کے خادم ہیں انہوں نے قادیانی کے مرنے کے بعد قادیانیوں کو سمجھانے کیلئے یہ شعر کہا مگر بہتر یہ ہے کہ قادیانی کے ساتھ نبوت کی شرط یا نبوت کا ذکر نہ کیا جائے کیونکہ اگر وہ بیت الخلاء میں نہ مرتا تو بھی جھوٹا ہی تھا جیسے مسیلمہ کذاب لڑائی میں مارا گیا، قادیانی کے حال کے مطابق درست شعر یوں ہے۔

دو لکڑیاں دو کانے   مرزا مریا ٹٹی خانے

سارے باب کا حاصل: مرزا قادیانی عقل و فہم میں عام آدمی سے بھی گیا گزرا تھا جو شخص انبیاء کرام کے حق میں اترنے والی آیات کو اپنے لئے سمجھ لے ایسا شخص تو اس لائق نہیں کہ اسے نکاح میں گواہ بنایا جائے کہیں خود کو ہی دولہا یا دلہن نہ سمجھ لے پھر اس کے باپ نے اس کیلئے دلہن کا لفظ بھی استعمال کیا ہوا ہے (دیکھئے سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۸۰) فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۵۴

﴿سوالات﴾

س: باب نمبر۳ کا خلاصہ لکھیں۔

س: اس کو ثابت کریں کہ نبی کریم ﷺ کو ہر وقت اپنے حواس پر قابو تھا۔

س: قادیانی نے خود کو کن امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بتایا؟

س: قاضی محمد نذیر اور عبدالرحمٰن خادم کی کچھ گستاخانہ عبارات نقل کریں۔

س: ''قادیانی عام آدمی سے بھی گیا گزرا تھا'' اس کو ثابت کریں پھر عبدالرحمٰن خادم مرزائی کی عبارت نقل کریں جس سے پتہ چلے کہ مرزائی مناظرین مرزے کے کردار پر گفتگو کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

س: مرزائیت کے ناقابل اعتماد ہونے کو ثابت کریں۔

س: مرزا کی مدہوشی کے چند واقعات لکھیں، اور بتائیں کہ اس زمانے کے ۷۰۰ روپے آج کے کتنے روپے بنتے ہیں۔

س: خالی جگہ پر کریں: مرزے کو...... کے الٹے سیدھے کا پتہ ......نہیں چلتا تھا، مرزے نے کہا میں نے ...... جماعت کا...... پڑھ دیا، اس نے سفید...... کی جگہ نمک منہ میں ڈال لیا۔ مرزا قادیانی میں ......کی فکر تو کیا...... ہی نہ تھی۔ مرزا کو اپنے دل ...... دماغ اور......اعضاء پر بالکل کنٹرول ...... تھا۔ عورتیں کہتی تھیں مرزا صاحب کی آنکھیں ...... ہیں۔ مرزا قادیانی ...... کا چوزہ ......کرنے لگا تو بجائے ......کی گردن پر...... پھیرنے کے اپنی...... کاٹ لی۔

س: قادیانی کی بیماریوں کے کچھ عجائبات لکھیں اور یہ بتائیں کہ کس بیماری کی نسبت کرکے اس نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر بہتان باندھا ہے؟

س: مراق کیا ہے؟ نیز قادیانی میں مراقی ہونے کے کچھ واقعات تحریر کریں۔

س: قادیانی اپنی بیماریوں پر فخر کیسے کرتا تھا؟

س: قادیانی کے نسب اور تاریخ پیدائش کے بارے میں کچھ عجائبات لکھیں اور بتائیں کہ تاریخ پیدائش کا سوال کیوں اٹھاتے ہیں؟

س: وضاحت کریں کہ قادیانی نے مہدی بننے کیلئے ۸ سال عمر کم دکھائی۔

س: ثابت کریں کہ قادیانی کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں۔

س: مرزا کے زمانے میں گوشت کی کیا قیمت تھی؟ نیز مرزا نے دعا کرنے کیلئے کتنی رقم کا مطالبہ کیا تھا؟

س: نبی کریم ﷺ امانت داری میں بے مثال تھے اس کو ثابت کریں۔

س: قادیانی کی عبارت سے ثابت کریں کہ اس نے پچاس حصوں کے پیسے لئے تھے اور چار حصے لکھنے کے ۲۳ سال بعد پانچواں حصہ شائع کیا۔

س: درج ذیل دو جوابوں میں سے آپ کس کو صحیح کہیں گے اور قادیانی نے کس کو صحیح کہا:

۵=۱۰×۵ ، ۵۰=۱۰×۵

س: غبن اور اکل حرام سے متعلق قادیانی کے عجائبات تحریر کریں

س: قادیانی کی وہ عبارت پیش کریں جس میں اس نے اپنی پیشگوئیوں کو معیار بتایا پھر یہ بتائیں کہ اس کا یہ معیار درست ہے یا نہیں اور کیوں؟

س: نبی کریم ﷺ کی پیشگوئی کی کوئی مثال ذکر کریں نیز یہ ثابت کریں کہ مرزا قادیانی پیشگوئیوں میں نجومیوں سے بدتر تھا؟

س: پیشگوی کے جھوٹا ہونے پر قادیانی نے اپنی جماعت کو کیسے سنبھالا؟

س: قادیانی کے بنائے ہوئے کچھ غلط معیار ذکر کریں۔

س: اس کی کیا دلیل ہے کہ مرزا قادیانی ہیضہ کی بیماری سے مرا؟

س: مرزا کی موت کے بارے میں دو شعر لکھیں اور بتائیں کونسا بہتر ہے؟

س: قادیانی جیسے کو نکاح میں گواہ بنانا خطرناک کیوں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ق ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

(سورۃ البقرۃ:۷۹)

باب نمبر۴

دعووں کا شہزادہ

[قادیاں کے الہامی صاحب کے دعوے]

﴿باب نمبر۴ کا خلاصہ﴾

دعوے دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ وہ جن کا عقلی اور شرعی طور پر امکان ہو کچھ ایسے جن کا شرعی یا عقلی طور پر امکان نہ ہو جو شرعی طور پر ممکن ہو اس کے بارے میں غور کیا جا سکتا ہے لیکن جس دعوے کا امکان نہیں اس کے بارے میں کوئی بحث نہ کی جائے اس کو فوری طور پر رد کرنا ضروری ہے کوئی انسان خدائی کا دعوی کرے یا کہے میرے اندر خدا تعالیٰ کی خاص صفات ہیں مثلاً کوئی علم غیب کا دعوی کرے تو ہم فوری طور پر اس کو رد کریں گے۔

نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے انبیاء کرام آیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کو معجزات دیا کرتے تھے وہ کوئی پیشگوئی کرتے تو سچی ہوا کرتی تھی اس زمانے میں مدعی نبوت ہو کر معجزہ دکھا دینا دلیل نبوت ہوتی تھی کوئی جھوٹا مدعی نبوت معجزات نہیں دکھا سکتا تھا۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے آپ نے معجزات دکھائے لوگوں کو آپ کی نبوت کا یقین ہو گیا، نبوت کے ساتھ ساتھ آپ نے ختم نبوت کا بھی اعلان کیا اب کوئی شخص نبوت کا دعویدار ہو تو ہم اس سے کوئی دلیل یا نشانی طلب نہ کریں گے بلکہ اس کا دعوی سن کر فوراً اس کو رد کریں گے۔ نبی ﷺ نے جو فرمایا کہ مدعی کے ذمہ گواہ ہیں یہ ایسے مدعی کے بارے میں ہے جس کا دعوی شرعی طور پر ممکن ہو۔

قرآن وحدیث کی وہ نصوص جن کا معنی قطعی ہے ان میں کوئی دوسرے معنی نکالے اس کی بات قطعاً نہ سنی جائے گی مثلاً قرآن کریم میں ہے محمد رسول اللہ، اسی طرح عیسی علیہ السلام یا دیگر انبیاء کرام کے نام ہیں حضرت مریم کا نام ہے احمد نام انبیاء میں سے صرف نبی کریم ﷺ کا ہے قادیانی نے مختلف موقعوں پر ان ناموں کو اپنے لئے استعمال کیا اس کے یہ دعوے قطعاً قابل سماع نہ ہوں گے۔ گمراہی میں وہی پڑتے ہیں جو فوری طور پر ایسے لوگوں کی تکذیب نہیں کرتے۔

اسی طرح کسی مدعی نبوت پر سالہا سال عذاب نہ آئے یا دنیا کی فراوانی ہو تو بھی وہ جھوٹا ہی رہے گا اور یہ فراوانی اس کیلئے استدراج بنے گی۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا، اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا

درس نمبر ا : کونسا دعوی قابل سماع ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو اُن کے دعووں کی وجہ سے دے دیا جائے تو دوسرے کے خون اور مالوں پر دعوے کردیں لیکن مدعی علیہ پر قسم ہے(۱) دوسری روایت میں ہے کہ مدعی پر گواہ ہیں اور مدعی علیہ یعنی منکر پر قسم ہے۔

دعوے دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ وہ جن کا عقلی اور شرعی طور پر امکان ہو کچھ ایسے جن کا شرعی یا عقلی طور پر امکان نہ ہو۔ اوپر ذکر کردہ حدیث ان دعووں کے بارے میں ہے جو عقلاً وشرعاً ممکن ہوں جس دعوے کا امکان نہیں وہ سنا نہ جائے اس کو فوری طور پر رد کرنا ضروری ہے جیسے

ایک آدمی کا بیٹا بیمار ہوگیا ڈاکٹر نے کہا بیٹا مرگیا ہے بیٹا کہنے لگا میں زندہ ہوں باپ نے کہا خبردار تیری مانیں یا ڈاکٹر کی؟ چونکہ بیٹے کی آواز اس کی زندگی کی دلیل ہے اس لئے ڈاکٹر کی یہ بات نہ سنی جائے گی بلکہ اگر بیٹا کہہ دے ہائے میں مرگیا تو بھی اس کی زندگی کی دلیل ہے۔

ایک آدمی کسی سے گدھا لینے گیا مالک نے کہا گدھا کوئی لے گیا ہے گھر میں نہیں اتنے میں اندر سے گدھے کی آواز بلند ہوئی مانگنے والے نے کہا گدھا تو تیرے گھر میں ہے گدھے کا مالک کہنے لگا کمال ہے تو میری بات نہیں مانتا۔ اس واقعہ میں گدھے کے مالک کی بات قطعاً قبول نہیں کیونکہ گدھے کی آواز اس کے وجود کی دلیل ہے ہم گدھے کی آواز کا مطلب تو نہیں جانتے لیکن آواز سن کر اتنا پتہ چلتا ہے کہ گدھا موجود ہے۔

کوئی شخص کہے اس زمانہ میں جو خنزیر فارمز میں پالے جاتے ہیں وہ حلال ہیں اس لئے کہ ان خنزیروں کو اچھی غذا کھلائی جاتی ہے یہ گندگی نہیں کھاتے تو یہ دعوی قطعاً قبول نہیں۔

---

۱) حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں: ''لو یعطی الناس بدعواهم ، لادعی ناس دماء رجال واموالهم ولکن الیمن علی المدعی علیه الخ (مشکوۃ ج۳ ص۱۱۱۰ رقم ۳۷۵۸ نیز مشکوۃ ج۳ ص۱۱۱۲ رقم ۳۷۶۹)

درس نمبر۲ : ناممکن دعووں کی چند مثالیں

۱) کوئی شخص کہے کہ اُس کو دعائیں قبول کرنے کا اختیار حاصل ہے یہ ایسا دعوی ہے جو شرعی طور پر قابل توجہ ہی نہیں اس لئے کہ دعائیں قبول کرنا شرعی طور پر صرف اللہ کا کام ہے۔

۲) مرزا قادیانی اپنے لئے علم غیب مدعی ہے" ان معنوں میں کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر، اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ ص۴،۵ در روحانی خزائن ج۱۸ ص۲۱۰،۲۱۱) اُس کا یہ دعوی قطعاً قابل قبول نہیں کیونکہ نصوص قطعیہ کی رو سے علم غیب صرف اللہ کی صفت ہے۔ اسی طرح قادیانی کا یہ کہنا بھی باطل ہے" نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو" (ضمیمہ تریاق القلوب نمبر۵ در روحانی خزائن ج۱۵ ص۵۱۶) کیونکہ اس عبارت میں بھی اُس نے غیر اللہ کی طرف علم غیب کی نسبت کی ہے۔ انبیاء کرام کو غیب کی خبریں ملتی ہیں نہ کہ علم غیب۔

۳) نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے انبیاء کرام آیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کو معجزات دیا کرتے تھے اس وقت یہ مسئلہ تھا کہ کوئی جھوٹا مدعی نبوت معجزہ نہیں دکھا سکتا تھا مدعی نبوت ہو کر معجزہ دکھا دینا دعوی نبوت میں سچے ہونے کی دلیل ہوا کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ختم نبوت کا اعلان کیا اب کوئی شخص نبوت کا دعویدار ہو تو ہم فوراً اُس کا دعوی رد کریں گے۔ نبی ﷺ نے جو فرمایا کہ مدعی کے ذمہ گواہ ہیں یہ ایسے مدعی کے بارے میں ہے جس کا دعوی شرعی طور پر ممکن ہو۔

۴) قرآن وحدیث کی وہ نصوص جن کا معنی قطعی ہے کوئی اُن کے اور معنی نکالے فوراً رد کئے جائیں گے مثلاً قرآن کریم میں ہے محمد رسول اللہ، اسی طرح عیسی علیہ السلام یا دیگر انبیاء کرام کے نام ہیں حضرت مریم کا نام ہے احمد نام انبیاء میں سے صرف نبی کریم ﷺ کا ہے قادیانی نے مختلف موقعوں پر ان ناموں کو اپنے لئے استعمال کیا اس کے یہ دعوے قطعاً قابل سماع نہ ہوں گے۔

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۳۷

درس نمبر۳ : قادیانی کے دعووں کی بہتات

مولانا محمد رفیق دلاوریؒ نے جھوٹے نبیوں کے حالات پر ایک مفصل کتاب دو جلدوں لکھی جس کا نام ہے ''ائمہ تلبیس'' اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ پہلے زمانے میں جو مدعی گزرے ہیں وہ عموماً ایک ایک منصب کے دعویدار تھے کوئی کوئی تھا جو دو تین منصب کا مدعی تھا مگر مرزا قادیانی ایک ایسا مدعی گزرا ہے جس کے دعوے مجھ سے شمار نہیں ہوسکے انہوں نے ۸۴ دعوے ذکر کئے ہیں چند ایک یہ ہیں امام الزمان، مجدد، مثیل مسیح، مریم، مسیح موعود، مہدی، خاتم الانبیاء، خاتم الاولیاء، خاتم الخلفاء، حجر اسود، تمام انبیاء سے افضل، خدا ہوں، صاحب اختیارات کن فیکون ہوں ،کاسر الصلیب ہوں۔ (از ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۰۴، ۳۰۵)

راقم کہتا ہے کہ قادیانی کے پاس محض دعوے تھے پھر مجددیت یا مہدویت ایسا شرعی منصب نہیں جس کی تصدیق ضروری ہو اکثر مجددین نے دعوی تجدید نہ کیا حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے امت کے اکابران کو پہچان لیں گے مگر وہ دعوی تو نہ کریں گے۔ حضرت عیسی علیہ السلام بے شک نبی تھے اور نبی ہوں گے اُن کی نبوت پر ایمان فرض ہے یہی وجہ ہے کہ مہدویت کا دعوی کفر نہیں اس لئے کسی جھوٹے مدعی کو مہدی سمجھنا ایمان سے خارج نہیں کرتا [ہاں ان کے بدعتی ہونے میں کوئی کلام نہیں جبکہ مسیحیت کا دعوی کفر ہے] جبکہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو مسیح موعود سمجھنے سے انسان کافر ہوجاتا ہے (دیکھئے ائمہ تلبیس ج ۱ ص ۱۳) حضرت عیسی علیہ السلام نے دعوی نبوت کیا تھا، معجزات دکھائے تھے لیکن جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو امت مسلمہ کا حق والا گروہ ان کی علامات دیکھ کر خود ہی جان لے گا عیسی علیہ السلام اس وقت نہ دعوی کریں گے نہ معجزہ دکھائیں گے۔ قادیانی جیسوں کے جھوٹا ہونے کیلئے یہ بھی کافی ہے کہ انہوں نے مسیحیت یا مہدویت کا دعوی کرکے اپنی اتباع کی طرف لوگوں کو بلایا جبکہ سچے مسیح اسی طرح سچے مہدی دعوی نہ کریں گے۔

درس نمبر ۴ : قادیانی کے دعووں کے چند عجائبات

۱) دعوی مسیحیت کیلئے قادیاں میں رسائل لکھے پھر لدھیانہ جا کر دعوی شائع کیا اس سے قبل کہا میں ایسی بات کا اعلان کرنے لگا ہوں جس سے ملک میں مخالفت کا بہت شور پیدا ہوگا (از سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۹) معلوم ہوا کہ اس نے اپنے طور پر اعلان کیا، اگر وہ سچا ہوتا تو جونہی حکم ملا اعلان کر دیتا یہ کیسا مامور ہے جو اپنے دعوے کیلئے کتابیں لکھتا ہے کتابیں لکھنے اور اُن کے چھپنے میں جتنا وقت لگا اس نے حکم کی تعمیل میں دیر کر دی۔ تو جو خود اللہ کے حکموں پر عمل میں عمداً تاخیر کرتا ہے وہ دوسروں کو اپنی اتباع کی دعوت کس بنا پر دے رہا ہے؟

۲) مرزے کا سالا میر اسماعیل تیسری جماعت میں تھا کسی نے اس کو بتایا کہ مرزا کہتا ہے کہ عیسی علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور آنے والا مسیح خود قادیانی ہے تو میر اسماعیل کہنے لگا یہ کیسے ہو سکتا ہے حضرت عیسی علیہ السلام تو زندہ ہیں آسمان سے نازل ہوں گے گھر آ کر قادیانی سے ذکر کیا تو اس نے اپنی کتاب فتح اسلام لا کر دی (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۲) اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا کے گھر کے بچے بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ عیسی علیہ السلام زندہ ہیں آسمان سے نازل ہوں گے قادیانی نے وفات مسیح کا عقیدہ گھڑا اور اس پر اپنی مسیحیت کی بنیاد رکھی۔

۴) مرزا کا لڑکا کہتا ہے: ساری دنیا جانتی ہے کہ مسیح موعود کا نام غلام احمد تھا (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۴۷) قرآن وحدیث میں مسیح بن مریم کا ذکر تو ہے۔ مسیح موعود کا لفظ ان لوگوں نے قادیانی کیلئے استعمال کیا اس لئے اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ سب کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد تھا جبکہ دوسری طرف قادیانی نے احمد ہونے کا دعوی بھی کیا (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۷۷)

۵) مرزا کا لڑکا شاید دوسری جماعت میں تھا مرزا نے بیوی سے کہا اسے ایم اے کرانا لڑکا کہتا ہے: غور کریں تو اس میں ''دو تین پیشگوئیاں'' ہیں (از سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۵۳) میں کہتا ہوں کہ مرزا بشیر احمد اس میں ''دو تین سو پیشگوئیوں'' کا دعوی کر دیتا تو ہم کیا کر لیتے؟

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۱۶

درس نمبر ۵: قادیانی کے دعووں کے کچھ حوالہ جات

۱) خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے (اربعین در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۴، ۴۴۵ حاشیہ)

۲) خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے (کتاب البریۃ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱ حاشیہ)

۳) میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں (نصرۃ الحق در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ٦٦)

۴) اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے (تذکرہ ص ۷۱، براہین احمدیہ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۱ حاشیہ)

مریم سے مریم ام عیسی مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابو البشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ مراد ہیں اور ایسا ہی ان ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہیں بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے (مکتوبات احمدیہ ج ۱ ص ۸۲ بحوالہ تذکرہ ص ۷۱، ۷۲ حاشیہ)

۵) قل انی ارسلت الیکم جمیعا: کہہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں (تذکرہ ص ۱۲۹)

٦) اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا (تذکرہ ص ۱۷۷)

۷) الہام: جعلناك المسیح بن مریم (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) (تذکرہ س ۱۹۱)

۸) الہام: انما امرك اذا اردت شیئا ان تقول له كن فیكون یعنی تیری بات یہ

ہے کہ جب تو ایک بات کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے (براہین احمدیہ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۴)

۹) بَشَّرَنِیْ وَقَالَ اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ الَّذِیْ یَرْقُبُوْنَہٗ وَالْمَھْدِیَّ الْمَسْعُوْدَ الَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَہٗ ھُوَ اَنْتَ (اتمام الحجۃ در روحانی خزائن ج ۸ ص ۲۷۵) ترجمہ: ''خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے''

۱۰) سو اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں (ضرورۃ الامام در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵)

۱۱) جب میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا (ایک غلطی کا ازالہ در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

۱۲) سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۱۳) میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں (ایک غلطی کا ازالہ در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

درس نمبر ۶ : اسلام کی حقانیت کے ۳۰۰ دلائل کا دعویٰ

مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ اس نے براہین احمدیہ میں چھاپنے کیلئے تین سو دلائل اسلام کی حقانیت کے جمع کئے تھے اس کا بیٹا کہتا ہے جو جلدیں چھپیں ان میں صرف ایک نامکمل دلیل ذکر ہوئی چنانچہ مرزا البشیر احمد کہتا ہے:

تین سو دلائل جو آپ نے لکھے تھے ان میں سے مطبوعہ براہین احمدیہ میں صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی ہے اور وہ بھی نامکمل طور پر، ان چار حصوں کے طبع ہونے کے بعد اگلے حصص کی

فوٹوسٹیٹ بر صفحہ ۵۲۹، ۵۵۷ تا ۵۶۹

اشاعت خدائی تصرف کے ماتحت رک گئی اور سنا جاتا ہے کہ بعد میں اس ابتدائی تصنیف کے مسودے بھی کسی وجہ سے جل کر تلف ہو گئے (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱۲)

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اسلام کی حقانیت کے اوپر بے شمار کتابیں دستیاب ہیں۔ قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ میں خاص بات یہ تھی کہ اس میں دعووں کی بھر مار اور بہت سی باتیں کفریہ تھیں قادیانی کا یہ بھی دعوی ہی تھا کہ میرے پاس تین سو دلائل ہیں اگر یہ حقیقت ہوتی تو ان کو شائع کرتا یا اپنے مریدوں سے شائع کروا دیتا۔

قادیانی کے بعد والوں کو فکر ہوئی کہ کہیں لوگ اِن سے اس چیز کا مطالبہ نہ کر دیں تو کہہ دیا کہ وہ دلائل ہی جل گئے تھے، تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اب سوچئے کہ پانچ جلدوں کی کتاب میں اسلام کی حقانیت کی ایک دلیل بھی مکمل نہ ہو سکی جب کہ کتاب کا موضوع ہی یہ تھا تو کتاب میں ہے کیا؟ کتاب میں قادیانی کے دعوے ہی دعوے ہیں اور اس کے دعوے اسلام کے سراسر خلاف ہیں اس لئے اس کتاب میں اسلام کی تو کوئی دلیل مکمل نہ ہوئی کفر کی اشاعت ہو گئی۔

پھر عقیدۂ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد سے ہے اس لئے جب تک وہ اپنے کفریات سے توبہ نہ کرتا تو ہزاروں دلائل بھی بیان کر دیتا اسلام کی حقانیت ثابت نہیں ہو سکتی تھی۔

درس نمبر ۷: ایک اشکال اور اس کا جواب

سوال: مرزائی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بھی تو اتنے نام تھے قادیانی کے اتنے دعوے ہوئے تو کیا ہوا؟

جواب: مرزائیوں کے کفریات سے ایک یہ ہے کہ یہ اس بے ایمان کو انبیاء کرام پر قیاس کرنے لگ جاتے ہیں اس کو قیاس کرنا ہے تو کسی بدمعاش بے ایمان خائن پر قیاس کرو۔ پھر دیکھئے نبی کریم ﷺ نے چالیس سال تک کوئی دعوی نہ کیا اور جب دعوی نبوت و رسالت کر دیا تو اس پر جمے رہے آپ نے کبھی خدائی کا دعوی تو نہ کیا۔ آپ نے کبھی دعوی نبوت سے انحراف تو نہ کیا آپ

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۲۷

نے اس وقت کی کسی حکومت کی فرماں برداری کا اعلان تو نہیں کیا، بلکہ سب کو اپنی اتباع کی کھل کر دعوت دی۔ قادیانی نے متعدد دعوے کیئے پھر اپنے کہنے کے مطابق نبی ہونے کے باوجود اپنی تحریروں اور خطوط میں لکھتا رہا خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی ،حکومت وقت کی چاپلوسی کرتا رہا

[براہین احمد یہ ج ۳ در روحانی خزائن ج ا ص ۱۳۸،۱۳۹]

دعووں کا شہزادہ:

مرزا قادیانی کے ایک مرید مفتی محمد صادق نے قادیانی کو کچھ نبیں پیش کیں پہلے ٹھیک چلیں پھر خراب ہونے لگیں تو اُس مرید نے نب بنانے والے کارخانے میں خط لکھا کہ میں یہ نبیں مسیح موعود کو دیتا تھا تم جانتے ہو کہ مسیح موعود کون ہیں؟ پھر میں نے حضور کے دعاوی ذکر کر کے تبلیغ بھی کر دی (از سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۰۴)

میں کہتا ہوں کہ قادیانی کے پاس سوائے دعووں کے اور کیا رکھا تھا؟

درس نمبر ۸ : سچائی کے جعلی معیار

کہتے ہیں ایک جھوٹ کو سچا کرنے کیلئے سو جھوٹ بولنا پڑتا ہے قادیانی کے اپنے جھوٹے دعووں پر پردہ ڈالنے کیلئے جھوٹ بھی بولے اور جھوٹے معیار بھی بتائے مرزا بشیر لکھتا ہے کہ ایک آدمی نے ایک قادیانی سے کہا میں تمہارے مرزے کو خط لکھ کر ایک بات کے متعلق دعا کراتا ہوں اگر وہ کام ہو جائے تو میں سمجھ لوں گا کہ وہ سچے ہیں پھر دعا کروائی اور کام ہو گیا (از سیرۃ المہدی ج ا ص ۲۳۹، ۲۴۰) یہ معیار خود باطل ہے بھلا جب اس کے دعوے سراسر خلاف شرع ہیں تو کیا ہم اس کی ایک دعا کے قبول ہونے سے نصوص کو غلط سمجھ لیں ۔لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

مرزا کہتا ہے کہ جو حق کا دعوی کرے اور اس کا مذہب رائج ہو جائے اور دنیا میں چل پڑے تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ شخص سچا تھا (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۴۳) میں کہتا ہوں ایسا مدعی اگر سچا ہو تو کیا نبی ﷺ جھوٹے ہو جائیں۔ حاشا وکلا۔ یہ معیار ہی غلط ہے۔ معیار نصوص شرعیہ ہیں۔

﴾سوالات﴿

س: اس سبق کا خلاصہ تحریر کریں۔

س: کوئی شخص اپنے لئے انبیاء کے نام رکھے اوران کے حق میں آنے والی آیات کو اپنے لئے استعمال کرے ہم اس کے دعوے پر غور کریں یا فوراً کریں اور کیوں؟

س: کچھ ایسے دعوے ذکر کریں جو شرعی طور پر یا عقلی طور پر ممکن نہ ہوں۔

س: قادیانی کا یہ کہنا باطل کیوں ہے؟

''نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو''

س: دعوں کے اعتبار سے قادیانی پہلے کذابین سے کیا امتیاز رکھتا تھا؟

س: قادیانی کا دعوی مسیحیت اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل کیسے ہے؟

س: اس کی کیا دلیل ہے کہ مرزا کے گھر کے بچے بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں آسمان سے نازل ہوں گے۔

س: اس کو ثابت کریں کہ قادیانی بقول خود اللہ کے حکموں پر عمل میں عمداً تاخیر کرتا تھا۔

س: قادیانی کے دعوؤں کی بابت کچھ حوالہ جات لکھیں

س: مرزا کا وہ الہام ذکر کریں جس میں اس نے صاحب کُنْ فَیَکُوْنُ ہونے کا دعوی کیا

س: مرزے کا بیٹا کہتا ہے کہ مطبوعہ براہین میں صرف ایک دلیل ذکر ہوئی اور وہ بھی نامکمل، بتائیں براہین میں کتنی دلیلوں کا کہا تھا باقی دلیلیں کہاں گئیں؟

س: قادیانی کی کتابوں میں اسلام کی حقانیت کی کوئی دلیل مکمل کیوں نہ ہوئی؟

س: مرزائی مرزا کو نبی ﷺ پر قیاس کرتے ہیں اس کا کیا جواب ہے؟

س: قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ میں خاص بات کیا ہے؟

س: سچائی کے غلط معیار مع رد پیش کریں

﴿انتخاب از کلام قاسم نانوتویؒ﴾

☆) خوشا نصیب یہ نسبت کہاں نصیب میرے
تو جس قدر ہے بھلا میں برا اُسی مقدار (قصائد قاسمی ص ۷ شعر ۹۴)
تو بہترین خلائق میں بدترین جہاں (۱)
تو سرورِ دو جہاں میں کمینہ خدمت گار (قصائد قاسمی ص ۸ شعر ۱۱۴)

☆) یہ سن کے آپ شفیع گناہ گاراں ہیں
کئے ہیں میں نے اکٹھے گناہ کے انبار (قصائد قاسمی ص ۷ شعر ۱۰۳)

☆) بہت دنوں سے تمنا ہے کیجئے عرض حال
اگر ہو اپنا کسی طرح تیرے در تک بار (۲)
وہ آرزوئیں جو ہیں مدت سے دل میں بھری
کہوں میں کھول کے دل اور نکالوں دل کا بخار (قصائد قاسمی ص ۸ شعر ۱۱۵، ۱۱۶)

☆) دیا ہے حق نے تجھے سب سے مرتبہ عالی (۳)
کیا ہے سارے بڑے چھوٹوں کا تجھے سردار (قصائد قاسمی ص ۸ شعر ۱۲۲)

---

۱) یعنی آپ جتنے اعلیٰ میں اتنا ہی ادنیٰ ہوں۔ آپ جتنے اچھے میں اتنا ہی برا ہوں۔ آپ ساری مخلوق سے اعلیٰ ہیں اور میں سب سے زیادہ بدترین اور گناہ گار ہوں، جبکہ قادیانی کہتا تھا میں اعلیٰ ہوں۔ سچی بات ہے کہ نبی ﷺ کی نعت میں حضرت نانوتویؒ کی طرح اپنی پستی کا اظہار شاید ہی کسی نے کیا ہو۔

۲) مطلب یہ ہے کہ میں مدینہ منورہ حاضری کیلئے تڑپتا ہوں تا کہ وہاں حاضر ہو کر سلام پیش کروں اور آپ سے شفاعت کی درخواست کروں جیسا کہ فقہاء لکھا ہے۔

۳) مطلب یہ کہ آپ ساری کائنات کے سردار ہیں سب سے اعلیٰ ہیں اور جو سب سے اعلیٰ ہو وہی آخری نبی ہے اس طرح اس میں ختم نبوت کا ذکر بھی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاۚ وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ

(سورۃ البقرۃ:۹)

﴿باب نمبر۵﴾

قادیانیوں کی جعلی اصطلاحات

﴿باب نمبر ۵ کا خلاصہ﴾

ایک آدمی کا نام ہو محمد عمر، دوسرے کا نام ہو صادق مسیح آپ نام سنتے ہی پہچان جائیں گے کہ پہلا مسلمان ہے دوسرا عیسائی۔قادیانی ایسے بے ایمان ہیں کہ دین الگ ہے لیکن اپنے نام مسلمانوں جیسے رکھتے ہیں، عبادت مسلمانوں کی طرح کرتے ہیں۔یہ لوگ اپنے مذہب کی کھل کر تبلیغ شروع نہیں کرتے شبہات پیدا کر کے کھینچتے ہیں لیکن ان کی کچھ اصطلاحات ہیں جب کوئی شخص ان کو استعمال کرے تو آپ اس کے بارے میں تحقیق کریں عموماً وہ قادیانی ہوگا۔ان کی چند اصطلاحات درج ذیل ہیں۔

۱) مسیح موعود: تاثر یہ دیتے ہیں کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں لیکن یہ لوگ اس کو مرزا قادیانی کیلئے ہی استعمال کرتے ہیں۔ان سے کہا جائے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ذکر کرو۔

۲) ظلی بروزی نبی (۳) امتی نبی (۴) انعکاسی نبی

ان کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ قادیانی مستقل نبی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی اتباع کی برکت سے اس کو نبوت ملی ہے اس لئے اس کا نبی بننا ختم نبوت کے خلاف نہیں۔لیکن یہ سراسر دھوکہ ہے اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں نیز قبر وحشر میں ظلی بروزی کا کوئی نام نہیں۔

۵) ''احمد'' قادیانی کو کہہ دیتے ہیں حالانکہ اس کا نام غلام احمد تھا

۶) احمدی: ۱۹۰۰ء میں قادیانی کو ماننے والوں کیلئے اس لفظ کو شروع کیا۔

۷) مثیل کہتے ہیں کہ نبی ﷺ مثیل موسیٰ ہونے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام سے افضل قادیانی معاذ اللہ مثیل عیسیٰ ہونے کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام سے افضل۔قادیانیوں ان باتوں میں قطعی طور پر جھوٹے ہیں۔

۷) ماموراس کا معنی ہے حکم دیا ہوا مگر قادیانی کی مراد منصب نبوت ہے جیسا آئیگا۔

درس نمبر۱: اصطلاح کی حقیقت

اصطلاح کا لغوی معنی ہے آپس میں صلح کرنا جب کچھ لوگ کسی لفظ کو لغوی معنی سے ہٹ کر کسی اور معنی میں استعمال کریں تو وہ ان کی اصطلاح کہلاتا ہے جیسے مرفوع کا معنی اٹھایا ہوا لیکن محدثین کے ہاں حدیث مرفوع اس کو کہتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ کے قول فعل تقریر کا ذکر ہو۔ یہ محدثین کی اصطلاح ہے، نحویوں کے نزدیک مرفوع اس کو کہتے ہیں جس پر فاعلیت کی علامت ہو جیسے فاعل، نائب فاعل، مبتدا وغیرہ یہ نحویوں کی اصطلاح ہے۔

مرزا قادیانی نے جہاں بہت سے جھوٹ بولے، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کی گستاخیاں کیں، اسلامی اصطلاحات کا غلط استعمال کیا اس نے حقیقت کو چھپانے کیلئے کئی جعلی اصطلاحات کو متعارف کروایا تا کہ لوگ اصل لفظ سے اوجھل ہو جائیں یا نقل ہی کو اصل سمجھ لیں ایسی چند اصطلاحات درج ذیل ہیں:

درس نمبر۲: مسیح موعود کی اصطلاح

لوگ یہ لفظ سنتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد عیسیٰ بن مریم ہیں (۱) جبکہ مرزائیوں کے ہاں اس سے قادیانی ہی مراد ہوتا ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے ''مسیح موعود'' اپنا لقب رکھا اور کہا

---

۱) قادیانیوں کے اس مکر کو جاننے کی شدید ضرورت ہے مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم نے لکھا ہے: مرزا قادیانی کی پہلی الہامی کتاب براہین احمدیہ ہے جس میں اس نے خود کو رسول کہا اور مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی براہین کے زمانے میں بھی نبی تھا (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص۳۴۱) اس کتاب میں مرزا لکھتا ہے: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ [باقی اگلے صفحہ پر]

کہ میں وہ مسیح ہوں جس کا احادیث میں ذکر ہے کہ وہ قیامت کے قریب آئیں گے حالانکہ احادیث میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ یعنی وہ پیغمبر علیہ السلام جن کا نام عیسیٰ تھا جو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اس لئے ان کی نسبت اُن کی والدہ کی طرف کی جاتی ہے۔

یہ لفظ اُس نے اس لئے اختیار کیا تا کہ لوگ یہ نہ پوچھیں کہ تیرا نام عیسیٰ نہیں غلام احمد ہے تیری ماں کا نام مریم نہیں چراغ بی بی ہے پھر تو بغیر باپ کے پیدا نہ ہوا تیرے باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ تو مسیح بن مریم کیسے ہو گیا؟

[بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ] اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸، ۴۹۹ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)......

مرزا قادیانی اپنی آخری تصنیف چشمہ معرفت میں لکھتا ہے هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت اُن سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا (چشمہ معرفت ص ۸۳ خزائن ص ۹۱ ج ۲۳) ان عبارات سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مرزا نے اپنی آخری کتاب میں بھی وہی بات لکھی ہے جو سب سے پہلی کتاب میں لکھی تھی کہ آیت شریفہ میں جس عالمگیر غلبہ اسلام کی پیشگوئی کی گئی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوگا، جبکہ آخری کتاب میں اُس نے عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں لیا، بلکہ ''مسیح موعود'' کا لفظ استعمال کیا ہے اور ''مسیح موعود'' کے لفظ سے قادیانی کے ہاں عموماً اس کی اپنی ذات مراد ہوتی تھی اس لئے اُس کی خط کشیدہ عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ تمام متقدمین کا اتفاق ہے کہ اسلام کی عالمگیر غلبہ قادیانی کے زمانے میں ہوگا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ متقدمین میں سے کسی نے کب کہہ دی؟ یہ سب متقدمین پر اس کا افتراء ہے۔

درس نمبر۳ : قادیانی کوصرف مسیح نہ کہنے کی وجہ

اگر یہ لوگ مرزا قادیانی کیلئے صرف لفظ ''مسیح'' استعمال کریں تو سننے والے کہیں گے لفظ پورا نہیں لوگوں کا ذہن ابن مریم کی طرف منتقل ہوگا لوگ کہیں گے حدیث میں مسیح ابن مریم کی آمد کا ذکر ہے یہ تو کوئی اور آدمی ہے قادیانی نے نام لمبا کردیا تا کہ ابن مریم کی جگہ لفظوں میں پر ہوجائے اور ذہن میں یہ اشکال نہ ہو کہ قادیانی ابن مریم نہیں تو مسیح کیسے؟ ابن مریم کو ذہن سے نکالنے کیلئے اس نے یہ چال چلی وہ تو صاف کہتا ہے:

ابن مریم کا ذکر چھوڑ دو   اُس سے بہتر غلام احمد ہے

ساتھ ہی کہتا ہے یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں (دافع البلاء درروحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰) دیکھیں قرآن وحدیث میں حضرت مریم کا بھی ذکر ہے حضرت ابن مریم کا بھی، ایک سورۃ کا نام ہی سورۃ مریم ہے نیز ارشاد فرمایا: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ (سورۃ مریم:۱۶) ''کتاب میں مریم کا ذکر کریں'' اور قادیانی کہتا ہے ان کا ذکر چھوڑ دو **انا لله وانا اليه راجعون**

کسی نے کیا خوب کہا : ابن ملجم کا ذکر چھوڑ دو   اس سے بدتر غلام احمد ہے

لفظ ''مسیح'' کے دو استعمال

مسیح کا لفظ احادیث میں دو طرح استعمال ہوا ہے ''مسیح بن مریم''، ''مسیح دجال'' (۱) نبی کریم ﷺ نے دونوں کی آمد کی خبر دی ہے مسیح دجال خروج کرے گا تو اس کو قتل کرنے کیلئے عیسی علیہ السلام نزول فرمائیں گے جو مسیح بن مریم ہیں۔ قادیانیوں نے جو نیا لفظ گھڑا ''مسیح موعود'' یہ تیسرا لفظ ہے قرآن وحدیث میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔

---

۱) مسیح دجال کا ذکر دیکھئے مشکوۃ ج ۳ ص ۱۵۱۱ حدیث نمبر ۵۴۸۱، ۵۴۸۲ نیز ج ۳ ص ۱۵۱۴ حدیث نمبر ۵۴۸۵، مسیح بن مریم اور مسیح دجال دونوں کا ذکر دیکھئے مشکوۃ ج ۳ ص ۱۵۱۴ حدیث نمبر ۵۴۸۳

قادیانیوں نے مرزا بشیر الدین محمود کو بھی مسیح کہا(۱) مگر مسیح موعود کا لفظ ان کے ہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ خاص ہے قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ دونوں اس پر متفق ہیں۔

درس نمبر۴: مسیح موعود کی لفظی مناسبت مسیح دجال سے

مرزائی جہاں مسیح موعود کا لفظ بولیں تو چونکہ ان کو منشا قادیانی ہے اس لئے اس کا مطلب مسیح کذاب لیں مثلاً وہ کہیں کہ حضرت مسیح موعود نے یوں فرمایا تو فوراً کہیں کہ مسیح کذاب نے یوں کہا، اگر کسی کو اشکال ہو کہ حدیث شریف میں تو مسیح بن مریم کا وعدہ ہے وہ مراد ہوں گے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ''مسیح بن مریم'' کا بھی وعدہ ہے اور ''مسیح دجال'' کے آنے کا بھی ذکر ہے، مسیح موعود کے لفظ کو ابن مریم کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

علاوہ ازیں ''مسیح موعود'' لفظی طور پر ''مسیح دجال'' سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے کیونکہ دونوں کے حروف کی تعداد نو، نو ہے اور مسیح کذاب کے حروف بھی نو ہیں جبکہ ''مسیح ابن مریم'' کے حروف کی تعداد گیارہ ہے اور اگر ہمزہ وصل کو گرا کر ''مسیح بن مریم'' کہیں تو بھی حروف کی تعداد دس بنتی ہے۔

نیز ''موعود'' کا لفظ جیسے وَعْدٌ سے اسم مفعول بنتا ہے وَعِیْدٌ سے بھی اسم مفعول ہوسکتا ہے قادیانی کو مسیح موعود اس معنی میں سمجھئے کہ یہ ان جھوٹے مسیحوں سے ہے جن سے امت مسلمہ کو ڈرایا گیا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے تیس کے قریب جھوٹے نبیوں کی خبر دی (بخاری مع شرح

---

۱) ایک قادیانی صلاح الدین لکھتا ہے: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے متعلق الہاماً بتایا گیا: انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ کہ آپ مثیل مسیح موعود ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی میں بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ''مسیحی نفس'' ''رضامندی کے عطر سے ممسوح'' کے الفاظ آئے ہیں گویا منارہ مبارک کا آغاز ایک مسیح نے کیا اور تکمیل دوسرے مسیح نے کردی (اصحاب احمد ج۶ ص ۱۷) منارہ سے مراد وہ جس کو قادیانی نے منارۃ المسیح کے نام سے شروع کروایا تھا۔

کرمانی ج ۲۴ ص ۱۸۴) ایک روایت میں ہے :

اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ ، كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ، وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ (رواہ ابوداود مشکوۃ ج ۳ ص ۱۴۸۸ حدیث نمبر ۵۴۰۶) ''میری امت میں ۳۰ جھوٹے ایسے ہوں گے جو نبی ہونے کا دعوی کریں گے حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی ان کی مخالفت کرنے والا ان کو نقصان نہ دے سکے گا''۔

درس نمبر ۵ : انجیل میں مسیح کذاب کا ذکر

موجودہ انجیل میں جہاں ایک طرف آنحضرت ﷺ کی آمد کی بشارت ہے تو دوسری طرف جھوٹے نبیوں اور مسیحوں سے ڈرایا گیا بھی ہے نبی کریم ﷺ کی بشارت ایک جگہ ان الفاظ میں ہے: اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُس کا کچھ نہیں (یوحنا باب ۱۴ آیت ۳۰) اور جھوٹے نبیوں سے ان لفاظ میں ڈرایا گیا ہے:

اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آکر کہا ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی؟ اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کردے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے (انجیل متی باب ۲۴ آیت ۳ تا ۶) اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے (انجیل متی باب ۲۴ آیت ۱۱) اُس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرلیں (انجیل متی باب ۲۴ آیت ۲۳،۲۴)

درس نمبر ٦ : کفر کا کھلا اظہار کرنے سے پہلے فتویٰ تکفیر کی پیشگوئی

مرزا قادیانی کا لڑکا لکھتا ہے:

جب حضرت مسیح موعود [مرزا قادیانی] نے دعویٰ مسیحیت اور وفات مسیح ناصری کے عقیدے کا اعلان کیا تو ملک میں ایک سخت طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا اس سے پہلے گو مسلمانوں کے ایک طبقہ میں آپ کی مخالفت تھی لیکن اول تو وہ بہت محدود تھی دوسرے وہ ایسی شدید اور پر جوش نہ تھی لیکن اس دعوے کے بعد تو گویا ساری اسلامی دنیا میں ایک جوش عظیم پیدا ہو گیا اور حضرت مسیح موعود [مرزا قادیانی] کو اول لدھیانہ میں پھر دہلی میں اور پھر لاہور میں پر زور مباحثات کرنے پڑے [مگر اس میں رسوائی کس کی ہوئی یہ نہ پوچھئے۔ تفصیل کیلئے رئیس قادیاں ج ۲ ص ۲۸ تا ۳۶ نیز ج ۱ ص ۱۹۱ تا ۱۹۹۔ راقم] مگر جب مولویوں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود [مرزا قادیانی] اس طرح مولویوں کے رعب میں آنے والے نہیں [بلکہ ضد کو چھوڑنے والا نہیں۔ راقم] اور لوگوں پر آپ کی باتوں کا اثر ہوتا جاتا ہے [یعنی ان کے مغالطے کچھ لوگوں کی گمراہی کا باعث ہیں۔ راقم] تو سب سے پہلے [نہیں بلکہ علماء لدھیانہ اور حرمین سے فتوے پہلے آ چکے تھے۔ راقم] مولوی محمد حسین بٹالوی نے ایک استفتاء تیار کیا اور اس میں حضرت مسیح موعود [مرزا قادیانی] کے متعلق فتویٰ کفر کا طالب ہوا...... اکثر مولویوں نے بڑے جوش خروش سے اس کفر نامے پر اپنی مہریں ثبت کرنی شروع کیں اور قریباً دو سو مولویوں کی مہر تصدیق سے یہ فتویٰ ۱۸۹۲ء میں شائع ہوا اور اس طرح وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ مسیح موعود [مرزا قادیانی] پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۶۹)

اس میں غور طلب نکتہ یہ ہے کہ قادیانی پر علماءِ لدھیانہ تو بہت پہلے ہی کفر کا فتویٰ دے چکے تھے قادیانی نے جب لدھیانہ کے علماء کو چیلنج دیا انہوں نے کہا پہلے اپنے ایمان کا ثبوت پیش کر اس پر قادیانی نے چپ سادھ لی [رئیس قادیاں ج ۲ ص ۲۹] قادیانی کو پتہ تھا کہ مسیحیت اور نبوت

بقیہ نوٹ بر صفحہ ۲۴۱

کے دعویٰ کو کوئی مسلمان برداشت نہ کرے گا اور جو موافق ہیں وہ بھی مخالف ہو جائیں گے اپنے مریدین کو قائل کرنے کیلئے دعویٰ سے پہلے ایک پیشگوئی تیار کی کہ مسیح موعود کو کافر کہا جائے گا پھر جب دعویٰ مسیحیت کی وجہ سے علماء امت نے اپنی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے اس کو کافر کہا تو کہنے لگا میں نے کہا تھا نا کہ مسیح موعود کو کافر کہا جائے گا۔

درس نمبر ۷: منصب نبوت کے بارے میں جعلی اصطلاحات

قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے سوچا کہ ختم نبوت کا ٹھوس عقیدہ میرے راستے میں رکاوٹ ہے اس لئے اُس نے نبوت کی خود ساختہ قسمیں بنائیں اور کہنے لگا میں تو فلاں قسم کا نبی ہوں فلاں قسم کا نہیں اس لئے میرا دعویٰ ختم نبوت کے خلاف نہیں قادیانی کی چند اصطلاحات یہ ہیں: ظلی بروزی نبی، انعکاسی نبی، امتی نبی

''ظل'' کا معنی سایہ کے ''بروز'' کے معنی ظہور کے ہیں قادیانی کہتا ہے میں ''ظلی بروزی نبی'' ہوں میں نے نبی ﷺ کی اتنی زیادہ اتباع کر لی کہ ان کی نبوت کا سایہ مجھ پر پڑا میں نبی بن گیا نیز وہ کہتا ہے کہ میرے اندر انہی کی نبوت ہے گویا نبی علیہ السلام معاذ اللہ میرے روپ میں ظاہر ہو چکے ہیں اس لئے میرا نبی بننا ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ یہ بات قادیانی نے بھی کہی اس کے بیٹوں نے بھی کہی اور یہ خود بہت بڑا کفر ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' اسی موضوع پر لکھی ہے اس میں بار بار نبوت و رسالت کا دعوے کے ساتھ ظلی، بروزی اور انعکاسی کی اصطلاحات کو دہرایا ہے ایک جگہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت کرتا ہوا لکھتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی پھر یہ وحی اللہ ہے جو ص ۵۵۷ براہین میں درج ہے ''دنیا میں ایک نذیر آیا'' اس کی دوسری قراءت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا (ایک غلطی کا ازالہ در روحانی خزائن

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۲۲۹،۲۲۸ تا ۲۳۷

ج ۱۸ص ۲۰۷) نیز لکھتا ہے:

نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اِس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کیلئے اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو (ایک غلطی کا ازالہ در روحانی خزائن ج ۱۸ص ۲۰۷، ۲۰۸)

آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا (ایضاً ص ۲۱۱)

مرزا قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے۔

اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے (۱) تشریعی نبوت ایسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے (۲) وہ نبوت جس کے لئے تشریعی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں ایسی نبوت حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے (۳) ظلی اور امتی نبی ہے حضور ﷺ کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند کیا گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا (مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت مرزا بشیر احمد ایم اے ص ۱۳۱ بحوالہ رد قادیانیت کے زریں اصول ص ۳۵۴)

ایک اور قادیانی لکھتا ہے:

انبیاء علیہم السلام دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) تشریعی (۲) غیر تشریعی، پھر غیر تشریعی بھی دو

قسم کے ہوتے ہیں نمبرا۔ براہِ راست نبوت پانے والے نمبر۲ نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت حاصل کرنے والے آنحضرت ﷺ کے پیش تر صرف پہلی دو قسم کے نبی آتے تھے (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۷۵)

قاضی محمد نذیر مرزائی لکھتا ہے:

کوئی مستقل نبی اب آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں آسکتا ہاں امتی کو ظلی طور پر مقام نبوت مل سکتا ہے جو مستقل نبی نہ ہوگا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوگا کیونکہ امتی نبی اور ظلی نبی ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں البتہ مقام نبوت پانے کے بعد وہ انبیاء کے زمرہ میں شامل ہوگا (الحق المبین ص ۱۳۰)

درس نمبر ۸ : دعوی نبوت سے پہلے مریدوں کی ذہن سازی

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ابتدائی زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے مجھ سے فرمایا کہ ایک بادشاہ نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے کاریگر سے کہا کہ تم اپنے ہنر اور کمال کا مجھے نمونہ دکھاؤ اور نمونہ بھی ایسا نمونہ ہو کہ اس سے زیادہ تمہاری طاقت میں نہ ہو گویا اپنے انتہائی کمال کا نمونہ ہمارے سامنے پیش کرو اور پھر اس بادشاہ نے ایک دوسرے اعلیٰ درجہ کے کاریگر سے کہا کہ تم بھی اپنے کمال کا اعلیٰ ترین نمونہ بنا کر پیش کرو اور ان دونوں کے درمیان اس بادشاہ نے ایک حجاب حائل کر دیا کاریگر نمبر اول نے ایک دیوار بنائی اور اس کو نقش ونگار سے اتنا آراستہ کیا کہ بس حد کر دی اور اعلیٰ ترین انسانی کمال کا نمونہ تیار کیا اور دوسرے کاریگر نے ایک دیوار بنائی مگر اس کے اوپر نقش ونگار نہیں کیے لیکن اس کو ایسا صاف کیا کہ چمکایا کہ ایک مصفا شیشے سے بھی اپنے صیقل میں وہ بڑھ گئی پھر بادشاہ نے پہلے کاریگر سے کہا کہ اپنا نمونہ پیش کرو چنانچہ اس نے وہ نقش ونگار سے مزین دیوار پیش کی اور سب دیکھنے والے اسے دیکھ کر دنگ رہ

گئے پھر بادشاہ نے دوسرے کاریگر سے کہا کہ اب تم اپنے کمال کا نمونہ پیش کرو اس نے عرض کیا کہ حضور یہ حجاب درمیان سے اٹھا دیا جاوے چنانچہ بادشاہ نے اسے اٹھوا دیا تو لوگوں نے دیکھا کہ بعینہ اس قسم کی دیوار جو پہلے کاریگر نے تیار کی تھی دوسری طرف بھی کھڑی ہے کیونکہ درمیانی حجاب اٹھ جانے سے اس دیوار کے سب نقش ونگار بغیر کسی فرق کے اس دوسری دیوار پر ظاہر ہوگئے۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ جب حضرت صاحب نے مجھے یہ بات سنائی تو میں سمجھا کہ شاید کسی بادشاہ کا ذکر ہوگا اور میں نے اس کے متعلق زیادہ خیال نہ کیا لیکن جب حضرت مسیح موعود نے ظلی نبوت کا دعوی کیا تو تب میں سمجھا کہ یہ تو آپ نے اپنی مثال ہی سمجھائی تھی (سیرۃ المہدی ج ا ص ۲۹۱، ۲۹۲)

ان لوگوں کو یہ بھی سمجھ نہیں کہ آئینہ میں عکس تو ہوتا ہے حقیقت تو نہیں آجاتی چڑیوں کو دیکھا ہوگا کہ آئینہ کے سامنے آجائیں تو اس میں اپنا عکس دیکھ کر سمجھتی ہیں کہ اس میں بھی کوئی چڑیا ہے کیا مرزائی آئینہ دیکھ کر ایسا ہی کرتے ہیں؟ بہر حال اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قادیاں کے الہامی صاحب نے جب سے لوگوں کو مائل کرنا شروع کیا اس کی نیت تھی کہ نبوت کا دعوی کرنا ہے اس کے لئے وہ اپنے مریدوں کی ذہن سازی کیا کرتے تھے۔ مرزائیو! یہ تو بتاؤ آج تک مرزے کی پیروی کر کے کوئی شخص مرزا قادیانی کی طرح تمہارے اندر مسیح موعود کیوں نہیں بن گیا؟

درس نمبر ۹ : اِن اصطلاحات پر تبصرہ

امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں

مرزا قادیانی کی نبوت بھی عجیب کہنے کو ظلی بروزی پھر سب انبیاء سے اعلیٰ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔قادیانی کہتا ہے: اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کے برابر ہیں (ملفوظات احمدیہ ج ا ص ۲۴۶ بحوالہ ضوء السراج ص ۴۰)

راقم الحروف کہتا ہے کہ مرزائی لوگ مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہی نہیں بلکہ دوسرے سے

منوانے کی کوشش بھی کرتے ہیں اس لئے ہمیں اِن سے پوچھنے کا حق ہے کہ بتاؤ نبوت کی یہ قسمیں تم نے کہاں سے نکالیں؟ تم کہتے ہو کہ نبی ﷺ کی آمد سے نبوت کی یہ تیسری قسم کھولی گئی اس دعوی کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ منصب نبوت کی بات ہے کوئی ہنسی کھیل تو نہیں ہے جس مذہب کا ایسا بنیادی عقیدہ ہی بلا دلیل ہو اس کے باقی عقائد و مسائل کا کیا حال ہوگا؟

پھر تمہاری یہ بات عقلی طور پر بھی قابل قبول نہیں کیونکہ اگر کوئی ظلی نبی ہوتا تو آنحضرت ﷺ سے پہلے ہوتا آپ جب آگئے تو کوئی حاجت نہیں کسی افسر کی سیٹ پر کوئی بیٹھے تو اس کی آمد سے پہلے بطور نائب کے کام کر سکتا ہے جب اصل آگیا تو نائب کی کیا ضرورت ہے؟ اصل کی موجودگی میں تو عدالت میں وکیل بھی کالعدم ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی آمد کے بعد کسی نئے نبی کی کوئی ضرورت نہ رہی۔

قادیانیو! دل کو کان کھول کر سنو، جب نبی علیہ السلام نے فرما دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تو ایسی باطل اصطلاحات سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، ان اصطلاحات کی وجہ سے تم مزید مردود ہو گے تمہاری کوئی بات ثابت نہ ہوگی بلکہ آخرت کے دائمی عذاب میں زیادتی ہوگی۔ اگر قبر میں "نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ" کہنے کی چاہت ہے اگر حشر میں نبی کریم ﷺ کی شفاعت مطلوب ہے تو ایسی باطل اصطلاحات ترک کرو اور قادیانیت سے پکی توبہ کرو۔

درس نمبر ۱۰ : احمدی اور احمدیت کی اصطلاح

احمدی کا لفظ پہلے سرسید احمد خان کے ماننے والوں کو کہا جاتا ہے مرزے کا بیٹا لکھتا سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کے بارے میں لکھتا ہے: مولوی صاحب مذہبا احمدی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبع نہیں بلکہ سرسید مرحوم کے خیالات کے دلدادہ ہیں (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۵۴) سنہ ۱۹۰۰ء میں مرزائیوں نے اپنی جماعت کیلئے اس نام کو اختیار کیا (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۳) اسی نسبت سے مرزائیوں نے اپنے دین کو احمدیت کا نام دیا۔

ایسے الفاظ کو اِن کیلئے استعمال نہ کیا جائے کیونکہ احمد نبی کریم ﷺ کا نام ہے، انبیاء میں سے کسی اور کا نام احمد نہیں ہے(۱) اور قادیانی خود کو اسمہ احمد کا مصداق قرار دیتا ہے (۲) مسلمان انبیاء والے نام رکھتے ہیں برکت کیلئے مگر قادیانی نے سب انبیاء کے نام اپنے لئے رکھے، ان کیلئے نازل ہونے والی آیات کو اپنے لئے کہا اس طرح انبیاء کرام کی گستاخی بھی کی اور

---

۱) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُعْطِيْتُ اَرْبَعًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِنْ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَسُمِّيْتُ اَحْمَدَ وَجُعِلَ لِيَ التُّرَابُ طَهُوْرًا وَجُعِلَتْ اُمَّتِيْ خَيْرَ الْاُمَمِ (مسند احمد ج۱ ص۱۵۸، ص۹۸) اس سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام میں سے ''احمد'' صرف اور صرف آنحضرت ﷺ ہی کو عطا ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ کی ایک مرفوع روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمانا چاہیں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا : اَيْنَ اَحْمَدُ وَاُمَّتُهٗ فَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ نَحْنُ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَاَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ فَتُفَرِّجُ لَنَا الْاُمَمُ عَنْ طَرِيْقِنَا (مسند احمد ج۱ ص۲۸۲) ''کہاں ہیں احمد اور ان کی امت تو ہم سب سے اول ہیں سب سے آخر ہیں ہم سب سے آخری امت ہیں اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا دوسری امتیں ہمارے لئے راستے سے ہٹ جائیں گی''۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن بھی احمد نام سے نبی کریم ﷺ ہی مراد ہوں گے۔ قادیانیو! دنیا میں غیر اسلامی نظام کے تحت تم نے خود کو احمدی کہلوالیا مگر یاد رکھو قیامت کے دن جب احمد ﷺ کی امت کو بلایا جائے گا تو تمہیں ان کا ساتھ نصیب نہ ہوگا تم تو غلام احمد قادیانی کی امت ہو۔ اگر تمہیں احمد ﷺ کی امت میں رہنے کا فکر ہے تو اس جھوٹے سے اظہار نفرت کردو۔ ورنہ جہاں وہ جائے گا تمہیں بھی ہمیشہ وہیں رہنا ہوگا۔

۲) قادیانی کے الفاظ یوں ہیں : اور اس آنے والے [مراد قادیانی۔ راقم] کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد نام جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے: **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** (ازالۃ الاوھام در روحانی خزائن ج۳ ص۴۶۳)

قرآن وحدیث میں تحریف کا مرتکب بھی ہوا۔ان کو مرزائی یا قادیانی کہو۔مزید دیکھئے آیات ختم نبوت ص ۷۳۹ تحت قولہ اسمہ احمد نیز حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت ص ۱۸۔

درس نمبر ۱۱ : خود کو مامور کہنا

مرزا قادیانی نے اپنے مامور ہونے کا اعلان کیا اس کا لڑکا ۱۸۸۲ء کے واقعات میں لکھتا ہے : اشاعت حصہ سوم براہین احمدیہ والہام ماموریت قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۱) ''مامور'' کا معنی ہے ''حکم دیا ہوا'' ویسے تو ہر بندہ اللہ کا مامور ہے اللہ کے حکموں کو پورا کرنا اس پر ضروری ہے لیکن انبیاء کرام براہِ راست اللہ کے مامور ہوتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ عَبْدًا مَّاْمُوْرًا (مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۵، ص ۲۴۹) ''نبی کریم ﷺ اللہ کے عبد مامور تھے'' قادیانی کا منشا یہ تھا کہ اُس کو اللہ کی طرف سے براہِ راست تبلیغ کا حکم ملا ہے گویا اس کو نبوت مل گئی لیکن اس نے نبوت کے لفظ کے استعمال میں جلدی نہیں کی بلکہ اپنے مرید بڑھانے اور ان کی ذہن سازی کی تدبیر کرتا رہا۔اور جب مناسب سمجھا نبوت کا کھل کر دعویٰ بھی کر دیا۔

پنڈت لیکھرام نے ایک موقع پر مرزا قادیانی سے کہا: اس کلمہ سے کہ ہم صرف بندۂ مامور ہیں...... صاف ظاہر ہے کہ آپ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے...... اس مقام پر بیجا نہ ہوگا کہ اگر ہم حضرات علماءِ اسلام کو متوجہ کریں کیونکہ خاص و عام اہل اسلام پر اظہر من الشمس ہے کہ حضرت رسالت پناہ ختم المرسلین ہیں ایسے دعویدار پر تعزیر شرعی کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے (رئیس قادیان جلد اول ص ۹۷ باب ۲۴)

حکیم نور دین نے ایک موقع پر کہا جب ہم نے قادیانی کو صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اگر وہ صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور قرآنی شریعت کو منسوخ کر دے تو ہم یہ بھی مان لیں گے (از سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۹۹) دیکھا آپ نے قادیانی کو مامور ماننے کا نتیجہ۔

درس نمبر۱۲ : لفظ ''مثیل'' کا استعمال

مرزا قادیانی سیالکوٹ کچہری میں منشی رہ چکا تھا(۱)اس لئے اس میں وکیلوں کی طرح اپنے مدعیٰ کیلئے نکات نکالنے اور بحث مباحثہ کا ذوق پیدا ہو گیا تھا اسی وجہ سے قادیانی کی کتابوں میں اس کی کئی اپنی اصطلاحات پائی جاتی ہیں۔ان میں سے ایک لفظ ''مثیل'' ہے مثیل کا معنی ہے :شبیہ،نظیر،عمدہ (المنجد اردو ص۹۴۶) ظاہر ہے کہ انبیاء کرام انسان تھے اس لئے بعض امتیوں کو انبیاء کرام سے کسی وجہ سے مناسبت یا مشابہت ہو سکتی ہے لیکن ''نبوت'' تو انبیاء کا امتیازی وصف ہے اس لئے جب کسی امتی کو کسی نبی سے تشبیہ دی جائے تو وصف نبوت کا استثناء ہوگا۔

---

۱) مرزا قادیانی نے ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں ملازمت کی ہے(سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۴۳،۴۴)اور مختاری کا امتحان بھی دیا یہ الگ بات ہے کہ اس میں فیل ہو گیا مگر اس سے قادیانی کو وکیلوں کی طرح بحث مباحثہ کرنے اور دوسروں پہ جرح کرنے کا ڈھنگ آ گیا اس بارے میں وہ اپنے پرائے کی پرواہ نہ کرتا تھا چنانچہ مولانا دلاوریؒ لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ''سراج منیر'' کے نام سے ایک کتاب لکھی اور اس کی طباعت کیلئے ۱۴۰۰ روپے چندہ کی اپیل کر دی لوگوں نے خوب چندہ دیا مرزا صاحب نے ایک خطیر رقم وصول کرنے کے بعد خاموشی اختیار کر لی مولوی محمد حسین بٹالوی نے سمجھا کہ پہلے براہین احمدیہ کی رقمیں آپ کے ذمہ واجب الاداء ہیں اب تم نے سراج منیر کا بھی چودہ سو روپیہ وصول کر کے چپ سادھ لی ہے یہ چیز بدنامی کا باعث ہے مرزا صاحب نے بات کو ٹال دیا۔کسی قدر وقفہ کے بعد بٹالوی صاحب نے دوبارہ سمجھایا کہ تم لوگوں کی شکایت دور کیوں نہیں کرتے تو الہامی صاحب نے اس کو بہت برا منایا اور [وکیلوں کی طرح] غصے سے کہا کہ میں نے تمہاری وساطت سے روپیہ نہیں لیا تھا جو تم خواہ مخواہ بیچ میں کود پڑے ہو چندہ دینے والے تو خاموش ہیں اور تم تقاضا کئے جاتے ہو اور اگر ان لوگوں نے تمہیں اپنا وکیل مقرر کیا ہے تو اپنا وکالت نامہ دکھاؤ اس پر بٹالوی صاحب نے مرزا سے قطع تعلق کر لی (از رئیس قادیاں ج ۱ ص ۱۷۸)

مرزا قادیانی کے کلام سے لفظ ''مثیل'' کی چند مثالیں

[۱] جب دنیا ایسی حالت میں ہو جائے گی جو اپنی درستی کیلئے سیاست کی محتاج ہوگی تو اُس وقت کوئی شخص مثیل محمد ﷺ ہو کر ظاہر ہوگا اور یہ ضرور نہیں کہ اس کا نام محمد بن عبداللہ ہو (ازالۃ الاوہام در روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۰۹) [حدیث شریف کے مطابق امام مہدی کا نام محمد والد کا نام عبداللہ ہوگا قادیانی نے یہاں اس کا انکار کیا ہے] [۲] عیسیٰ کے لفظ سے مثیل عیسیٰ مراد ہونا چاہیئے اس ہماری بات کو وہ حدیث اور بھی تائید دیتی ہے جو مثیل مصطفیٰ کی نسبت ایک پیشگوئی ہے جس کو دوسرے لفظوں میں مہدی کے نام سے موسوم کرتے ہیں (ازالۃ الاوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۷۵) [۳] خدا تعالیٰ نے اپنے کشف صریح سے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ قرآن کریم میں مثالی طور پر ابن مریم کے آنے کا ذکر ہے (ازالۃ الاوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۶۰) [اس سے معلوم ہوا کہ مثیل عیسیٰ کی قادیانی کے پاس سوائے اپنے شیطانی کشف کے اور کوئی دلیل نہیں] [۴] خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے (ازالۃ الاوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۶۰) [اس کی بحث آگے آرہی ہے ان شاءاللہ]

مرزا قادیانی کا بیٹا کہتا ہے:

مرزے کو اصلاح خلق کیلئے صریح طور پر مارچ ۱۸۸۲ء میں مامور کیا گیا، بیعت کیلئے اس نے دسمبر ۱۸۸۸ء میں اعلان کیا اور ۱۸۸۹ء کے شروع میں بیعت لینی شروع کی لیکن دعوی اُس وقت مجدد و مامور ہونے کا تھا اگرچہ مسیح موعود ہونے کی طرح صریح اشارات تھے لیکن یہ کہا کہ مسیح سے مشابہت ہے اس کے بعد ۱۸۹۱ء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کیا اور کہا جس مسیح کا اس امت کیلئے وعدہ تھا وہ میں ہوں آپ کے نبی اور رسول ہونے کے متعلق بھی ابتدائی الہامات میں صریح اشارے تھے مگر بیسویں صدی کے شروع ہونے کے بعد یہ الفاظ استعمال کئے اور خاص طور پر مثیل کرشن ہونے کا دعوی تو آپ نے بہت بعد یعنی ۱۹۰۴ء میں شائع کیا (از سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۳۹)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۲۱۱

درس نمبر ۱۳ : پہلی کتاب میں مثیل مسیح کا دعوی

اللہ تعالیٰ علماءِ لدھیانہ کے درجات کو بلند فرمائے جنہوں نے قادیانی کی پہلی کتاب پڑھتے ہی اس کو کافر کہہ دیا، قادیانی کی شرارت دیکھیں کہ اس نے اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ میں جہاں عیسی علیہ السلام کے نزول کا لکھا وہیں کہنا شروع کردیا کہ میں مثیل عیسی ہوں اور اپنی تعریف میں بہت زیادہ غلو کیا تا کہ مریدوں کی ذہن سازی ہوجائے اور وہ اگلے دعوے قبول کر جائیں جب کچھ مرید قابو آگئے اور دیکھا کہ فتوی تکفیر سے بھی یہ متاثر نہیں تو نزول عیسی علیہ السلام کا انکار کر کے خود ہی عیسی بن بیٹھا۔ چنانچہ نزول عیسی علیہ السلام کا ذکر یوں کرتا ہے:

وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کیلئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا (براہین احمدیہ ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۱، ۶۰۲) اپنی تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے روسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسی کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہ عاجز بھی اُس جلیل الشان کے احقر خادمین میں سے ہے جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے ﷺ سو چونکہ اس عاجز میں حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی

پیشگوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اس کی زندگی میں بعد وفات ہو (براہین از روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۵۹۴) بعد میں خود کو مسیح قرار دیتے ہوئے ایک جگہ لکھتا ہے:

اور در حقیقت یہ ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جاوے اور چونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اس لئے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے (چشمہ معرفت در روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۹۵)

درس نمبر ۱۴: مثیل کے استعمال پر چند ملاحظات

۱) قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہرگز نہ تھا بلکہ آگے آئے گا کہ وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بہت بڑا گستاخ تھا، اگر کافروں کے خلاف کوئی کتاب لکھنے یا ان سے مناظرہ کرنے سے وہ مثیل عیسیٰ تھا تو ہزار ہا علماء کو یہ شرف حاصل تھا اور اب بھی ہے قادیانی تو اسلام دشمن تھا اور یہ علماء الحمد للہ دل وجان سے اسلام کا صحیح دفاع کرتے ہیں۔

۲) نبی کریم نے بدر کے قیدیوں کی بابت صحابہ کرام سے مشورہ لیا تو حضرت صدیق سے کہا کہ تیری مثال عیسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے حضرت عمر سے فرمایا تیری مثال موسیٰ علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی طرح ہے (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۱۰ مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۳) غزوۂ تبوک میں حضرت علی کو مدینہ میں چھوڑا اور فرمایا تو مجھ کے بعد ایسے جیسے موسیٰ کے بعد ہارون مگر میرے بعد نبی کوئی نہیں۔ (بخاری ج ۳ ص ۸۶ مع حاشیہ سندی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض قادیانی کچھ اوصاف میں حضرت عیسیٰ علیہ

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۹۴، ۴۹۵، ۶۱۸

السلام کے مشابہ ہوتا تو بھی اس پر یہ کہنا فرض تھا کہ اگر چہ فلاں وصف میں ان کی طرح ہوں مگر وہ نبی تھے اور میں نبی نہیں۔اور حالت یہ ہے کہ یہ بے ایمان عیسیٰ علیہ السلام کی بڑی گستاخیاں کرنے کے بعد خود کو مثیل مسیح کہہ کر نبوت و رسالت کا بھی مدعی ہے۔ **یا للعجب ولضیعة الادب۔**

۳) حضرت صوفیہ کرام کہتے ہیں کہ اولیاء کرام میں اولوالعزم انبیاء میں سے کسی کی مناسبت ہوتی ہے اور ولایت کے مختلف درجات ہوتے ہیں ہر ایمان والا ولایت کا کچھ نہ کچھ درجہ پالیتا ہے تو جس مومن کے کمالات یعنی دینی کاموں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیادہ مناسبت ہو اُس کو کہتے ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور جس کے کاموں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیادہ مناسبت ہو اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے ایسے شخص کو عیسوی المشرب کہتے ہیں سلسلہ نقشبندیہ کے سبق نمبر ۱۱ تا سبق نمبر ۱۵ میں انہیں مشارب کے مراقبات کروائے جاتے ہیں (دیکھئے عمدۃ السلوک ص ۲۲۵، ۲۲۶ نیز ص ۲۹۲ تا ۲۹۵) لیکن سالکین کو منصب نبوت تو نہیں ملتا آج تک صوفیہ میں سے کسی نے دعوی نبوت تو نہیں کیا اور اگر کیا ہے تو امت نے اس کو مسلمان نہیں سمجھا فوراً مرتد کہہ دیا۔

۴) قادیانی کہتا ہے:

میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے اور میرا یہ بھی دعوی نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں ہاں اس زمانہ کیلئے میں مثیل مسیح ہوں......اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں (ازالۃ الاوہام در روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۹۷)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۰۹

آئندہ زمانوں میں دس ہزار مثیل مسیح کا امکان بتانے والا یہ کیسے دعوی کر سکتا ہے چودہ صدیوں تک صرف یہی ایک شخص مثیل مسیح ہوا ہے اور زمانہ حال میں اس کے سوا اور کوئی مثیل مسیح نہیں ہے، اور اگر ماضی یا حال میں اور بھی مثیل مسیح ہوئے ہیں تو قادیانی کس بات پر فخر کر رہا ہے؟

۵) جس طرح قادیانی نے خود کو مثیل مسیح کہا پھر خود مسیح بن بیٹھا اسی طرح اگر کوئی مرزائی خود کو مثیل قادیانی، ظلی بروزی مسیح موعود، کہے تو کیا باقی مرزائی اس کے دعوے کو تسلیم کریں گے اور کیا مرزائیوں کے موجودہ خلیفہ اس مرزائی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی خلافت سے دستبردار ہوجائیں گے۔ اگر موجودہ خلیفہ اس کا اعلان کریں تو یقین ہے کہ کچھ قادیانی ایسا دعویٰ ضرور کر دیں گے اور اگر خلیفہ صاحب ایسے مدعی کو ماننے سے انکاری ہوں تو مثیل عیسیٰ یا ظلی بروزی نبی کے ماننے پر اصرار کیوں کرتے ہیں؟

درس نمبر ۱۵: حضرات انبیاء کرام کی شان میں گستاخیاں

قادیانی نے کسی معقول وجہ تشبیہ کے بغیر خود کو مثیل مسیح کہہ کر عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہا، چنانچہ قاضی نذیر مرزائی لکھتا ہے:

واضح ہو کہ اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ دعویٰ ضرور ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ محمدی سلسلہ کے مسیح موعود ہیں چونکہ آنحضرت ﷺ جو مثیل موسیٰ ہیں موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اس لئے ضروری تھا کہ مثیل مسیح جو امت محمدیہ کا مسیح موعود ہے مسیح ناصری علیہ السلام سے افضل ہوتا (الحق المبین ص ۲۶۳، ۲۶۴)

دیکھا آپ نے قادیانی نے پہلے مثیل مسیح اور مثیل موسیٰ وغیرہ غلط اصطلاحات منوائیں پھر اور کفریات میں بڑھ گیا یہ درست ہے کہ بہت سے وجوہات میں نبی کریم ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہیں (۱) مگر آپ کی افضلیت کی وجہ تو یہ نہیں بلکہ آپ بہت سے امور میں تمام انبیاء سے

---

۱) توریت میں ہے: میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کردوں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا (توریت سفر استثنا، باب ۱۸ آیت ۱۸) عیسائی کہتے ہیں کہ (باقی اگلے صفحہ پر)

اعلیٰ ہیں مثلاً آپ معجزات میں سب پر فائق ہیں، عقل وفہم میں سب سے اعلیٰ وافضل ہیں، اخلاق میں سب سے بلند ہیں، پیشگوئیوں میں اور انبیاء سے بڑھ کر ہیں، اور اصل بات یہ ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کیلئے نبی تھے اور نبی ﷺ کیلئے امتی جبکہ آپ امت کیلئے بھی نبی اور دیگر انبیاء کیلئے بھی نبی آپ نبی الانبیاء ہیں۔ (دیکھئے حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت ص ۳۱ تا ص ۳۵، آیات ختم نبوت ص نیز ص ۵۹۲ تا ۵۹۶ نیز ۷۷۲ تا ۷۸۹) اس مقام پر آیات ختم نبوت سے صرف دو نکات ملاحظہ کریں:

نکتہ: اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے جو مراحل ذکر کئے مثلا آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا، فرشتوں سے سجدہ کرانا، عہد الست، پھر رحم میں اس کے احوال دنیا میں بچپن جوانی بڑھاپا، پھر موت کی کیفیات، قبر برزخ حشر اعمال نامہ میزان پل صراط حوض شفاعت جنت دوزخ ایک دوسرے سے سوالات ذبح موت اعضا سے پوچھ۔ مرزا قادیانی سمیت سارے جھوٹے نبی مل کر یہ مضامین بھی بیان نہ کر سکے۔

نکتہ: قادیانی کی سوانح سیرۃ المہدی، مجدد اعظم وغیرہ سے فہرست موضوعات پھر حدیث شریف کی کسی کتاب مثلا مشکوۃ المصابیح یا صحاح ستہ سے کسی کتاب سے فہرست موضوعات لے کر دونوں میں موازنہ کریں واضح پتہ چل جائے گا کہ کتنے ایسے موضوعات ہیں جن کے بارے میں قادیانی کچھ نہ کہہ سکا۔ سچی بات تو یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اعمال کے جو فضائل بیان کئے جو جھوٹا نبی اس کی نقل بھی نہ لگا سکا۔ (آیات ختم نبوت ص ۷۸۹)

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) یہ پیشگوئی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے جبکہ یہ پیشگوئی نبی ﷺ ہی کے بارے میں ہے، جناب مولوی سید ابوالمنصور صاحبؒ نے شاہجہانپور میں اس پیشین گوئی کو ذکر کرنے کے بعد یہ فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس باتوں میں مماثلت ثابت کرسکتا ہوں (از میلہ خداشناسی ص ۳۰) مزید دیکھئے تفسیر حقانی پارہ تبارک الذی ص ۱۰۹، ۱۱۰)

درس نمبر۱۶ : دو بعثتوں کی اصطلاح

قادیانیوں کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو دوبارہ دنیا میں معاذ اللہ قادیانی کے روپ میں بھیج دیا ہے اس عقیدے کی قباحت کیلئے اتنا بھی کافی ہے کہ جہاں جہاں مسلمان نبی کریم ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتے ہیں مثلاً وضو کے بعد اذان واقامت میں نماز میں فوت ہوتے وقت قبر میں جواب دیتے وقت حشر میں شفاعت کی درخواست کرتے وقت مرزائی کہیں گے ان مقامات میں ہمارا قادیانی مراد ہے۔ کتاب ''آیات ختم نبوت'' کے ص۳۶۳ تا ۳۸۲ میں سورۃ ابراہیم کی دلیل نمبر۴ کے تحت اس پر مفصل کلام ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ ایسا کفر تو ابوجہل اور ابولہب نے بھی نہ کیا تھا۔

قاضی محمد نذیر کہتا ہے ایک اعتراض یہ ہے کہ مرزا صاحب نبی ﷺ کی دو بعثتوں کے قائل ہیں اور اپنے تئیں رسول کریم ﷺ کی دوسری بعثت کا مصداق قرار دے کر اُن کے ہم پلہ ہونے کے دعویدار ہیں (پھر اس اعتراض کو تسلیم کرتا ہوا لکھتا ہے) الجواب: واضح ہو کہ سورۃ جمعہ میں آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں ضرور مذکور ہیں آیت هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ میں آنحضرت ﷺ کی پہلی بعثت کا ذکر ہے، آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ میں آپ کی دوسری بعثت کا ذکر کیا گیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی یہ دو بعثتیں مجدد صدی دوازدہم حضرت شاہ ولی اللہ بھی مانتے ہیں اور ان دو بعثتوں کی وجہ سے ہی آنحضرت ﷺ اپنی شان میں تمام انبیاء سے افضل قرار پاتے ہیں (از احمدیت پر اعتراضات کے جوابات ص۱۷، ۱۸)

اس شبہ کا ازالہ:

سورۃ جمعہ کی آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت ﷺ حضرات صحابہ کرامؓ کیلئے رسول تھے اسی طرح جن لوگوں نے آپ کی صحبت کو نہ پایا آپ ان کے بھی رسول ہیں آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا (دیکھئے تفسیر عثمانی ص۷۳۳)

دوسری بات یہ ہے کہ اتنے بڑے دعوی کیلئے اِن لوگوں کو نہ قرآن پاک سے کوئی دلیل ملی نہ حدیث پاک سے اور نہ امت کے کسی ذمہ دار مفسر، محدث، متکلم یا فقیہ سے۔ بارھویں صدی کے حضرت شاہ صاحبؒ کی علمی مشکل پھر نامکمل عبارت کو پیش کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ گیارہ صدیوں تک امت اس نظریہ سے بالکل ناآشنا رہی۔ پھر حضرت شاہ صاحبؒ کی عبارت کا ہرگز وہ مطلب نہیں جو یہ کہہ رہے ہیں شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اَقُوْلُ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمُ الْاٰخِذُوْنَ فِي الْعَقِيْدَةِ وَالْعَمَلِ جَمِيْعًا بِمَا ظَهَرَ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَجَرٰى عَلَيْهِ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ (حجۃ اللہ البالغۃ ج ا ص ۱۷۰) ترجمہ: ''میں کہتا ہوں کہ نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو عقیدہ اور عمل دونوں میں اس کو لینے والا ہو جو کتاب اللہ سے ظاہر ہو اور جس پر جمہور صحابہ اور تابعین چلے ہوں''۔

قادیانی بتائیں کیا اُن کا یہ نظریہ کتاب وسنت کے ظاہر سے ثابت ہے؟ کیا کتاب وسنت میں کہیں مرزا قادیانی کے نبی ہونے کی تصریح پائی جاتی ہے؟ جمہور صحابہ وتابعین تو بجائے خود، کسی ایک صحابی یا تابعی سے یا حضرت شاہ ولی اللہؒ ہی سے مرزا قادیانی کی آمد کا نظریہ نہیں دکھایا جاسکتا۔ بلکہ سچی بات یہ ہے کہ اگر بالفرض حضرت شاہ صاحب کے زمانے میں قادیانی جیسا کوئی دعویدار اٹھتا تو وہ اُس کی تکفیر میں ذرا سستی نہ کرتے۔ شاہ صاحب کی جو عبارت اس نے پیش کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ افضل نبی کی امت خیر الامم ہے آپ کے دنیا سے جانے کے بعد اِس امت نے پوری ذمہ داری سے اس دین کو ٹھیک اگلی نسلوں تک پہنچایا ہے۔ اس لئے اس امت کے ہوتے ہوئے کسی اور نبی کی ضرورت نہیں چنانچہ شاہ صاحب نے جو حدیث پیش کی اس میں بعث کی نسبت امت کی طرف ہے ارشاد فرمایا: فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ، ترجمہ: ''اس لئے کہ تمہیں آسانی کرنے والے بھیجا گیا اور تم کو تنگی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا گیا''۔ مزید دیکھئے آیات ختم نبوت ص ۷۴۷ تا ۷۵۵

☆☆☆☆☆☆☆

﴿سوالات﴾

س: اصطلاح کا معنیٰ کیا ہے،قادیانیوں کی اصطلاحات کو جاننے کا کیا فائدہ ہے؟ نیز ان کی کچھ اصطلاحات بھی لکھیں۔

س: لفظ مسیح کے دو استعمال کونسے ہیں اور مسیح موعود کی لفظی مناسبت کس سے ہے؟

سوال: مسیح موعود کا لفظی معنیٰ کیا ہے؟ قادیانی اپنے لئے عموماً ''مسیح موعود'' کا لفظ استعمال کرتا ہے ، اکیلا لفظ ''مسیح'' کیوں استعمال نہ کرتا؟

س: جھوٹے نبیوں اور جھوٹے مسیحوں کے بارے میں حدیث شریف اور موجودہ انجیل کی عبارات پیش کریں۔

س: اس عبارت پر تبصرہ کریں

''اس طرح وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ مسیح موعود پر کفر کا فتوی لگایا جائے گا''

س: منصب نبوت کے بارے میں قادیانی نے کیا اصطلاحات گھڑیں۔

س: قادیانیوں نے جس عبارت میں نبوت کی قسمیں بتائیں اور کہا کہ ایک قسم نئی کھولی گئی وہ عبارت لکھیں نیز اس کا بطلان ثابت کریں۔

س: قادیانی کی کچھ عبارتیں پیش کریں جن میں اس نے خود کو محمد ﷺ قرار دیا اور کلمہ طیبہ کی توہین کی ہے۔

س: دعوی نبوت سے پہلے مرزے نے مرید کی کس مثال سے ذہن سازی کی؟ نیز اس میں کیا خرابی ہے؟

س: عقلی دلیل سے نبی کریم ﷺ کے بعد ظلی نبی کا بطلان ثابت کریں۔

س: لفظ ''احمدی'' کا پہلے کیا معنیٰ تھا؟ مرزائیوں نے اس کو کب اختیار کیا؟ نیز اس کے مفاسد کیا ہیں؟

س: اس کو ثابت کریں کہ انبیاء میں سے احمد نام صرف نبی کریم ﷺ کا ہے۔

س: مامور کا معنی کیا ہے؟ قادیانی نے اس کو کس معنی میں استعمال کیا؟

س: پنڈت لیکھرام نے لفظ مامور سے قادیانی پر کیا گرفت کی؟ اور اس سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کیسے واضح ہوئی؟

س: حکیم نوردین نے قادیانی کی عقیدت میں کیا کہا؟

س: مثیل کا معنی اور قادیانی کے ہاں اس کی صورتیں لکھیں۔

س: قادیانی کو کچہری میں رہ کر وکیلوں کی طرح بحث مباحثہ اور جرح کا ڈھنگ آ گیا اس کی کوئی مثال پیش کریں۔

س: قادیانی نے خود کو مثیل عیسیٰ کہہ کر پہلی کتاب میں اپنی بیحد تعریف کی مثال دیں وہ عبارت پیش کریں۔

س: مرزا قادیانی نے بیعت کب لی اور مندرجہ ذیل دعوے کب کئے؟

مامور، وفات مسیح، مسیح موعود، رسول اور نبی، مثیل کرشن

س: قادیانی کی وہ عبارت ذکر کریں جس میں اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا لکھا پھر وہ عبارت ذکر کریں جس میں اس نے خود کو مسیح موعود کہہ کر اپنی بات کا رد کر دیا۔

س: مثیل کے استعمال پر چند ملاحظات لکھیں۔

س: قادیانی کی وہ عبارت ذکر کریں جس میں اس نے کہا کہ ممکن ہے میرے بعد ہزاروں مثیل مسیح آئیں اور ایسے مسیح بھی آئیں جو حدیثوں کے ظاہری الفاظ کے مطابق ہوں۔

س: اس کو ثابت کریں کہ مرزائی کسی شخص کو مثیل قادیانی نہیں مانتے۔

س: نبی ﷺ کے افضل ہونے کی کچھ وجوہات لکھیں

س: دو بعثتوں کی اصطلاح کیا ہے نیز اس پر تبصرہ کریں۔

س: شاہ ولی اللہؒ کے ہاں قرآن کے ظاہری معنی کی کیا اہمیت ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِينَ

(سورۃ آل عمران:۸۵)

باب نمبر ۶

قادیانیوں کے عقائد ونظریات

﴿باب نمبر ٦ کا خلاصہ﴾

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سَأَصْرِفُ عَنْ آيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط وَإِنْ يَّرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ج وَإِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ج وَإِن يَرَوْا سَبِيْلَ الغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ط ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِآيَاتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (اعراف:١٤٦)

ترجمہ: ''میں اپنی آیات سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں اور اگر سب نشانیاں دیکھیں تو ایمان نہیں لاتے اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو راستہ نہیں بناتے اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھیں تو اس کو راستہ بناتے ہیں یہ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور ان سے غافل ہو گئے''۔

مرزائیوں کی حالت ایسی ہی ہے تکبر کی وجہ سے یہ لوگ قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ کو اور ساری امت کی تحقیقات کو ٹھکراتے ہیں پھر اس کے بعد جتنی مرضی نشانیاں دیکھ لیں جتنے مرضی دلائل سامنے آجائیں نہیں مانتے ،اگر ان کو کوئی اچھی بات نظر آئے اس کو اپناتے نہیں اور کوئی گمراہی کی بات ملے اس کو اپنا لیتے ہیں آپ دیکھیں گے کہ کہیں یہودیت کو اپنایا کہیں عیسائیت کو، کسی مسئلہ میں بہائیوں کی بات کو پسند کرلیا کسی میں ہندوؤں کی بات کو چونکہ من مرضی ہی کرنی تھی اس لئے جہاں دل چاہا کوئی الگ ہی عقیدہ تراش لیا۔

مرزائی عام طور پر دو عقیدوں میں الجھتے ہیں ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں آپ کے بعد معاذ اللہ مرزا قادیانی نبی ہے گویا مرزا قادیانی خاتم النبیین ہے، دوسرا یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور آنے والے عیسیٰ معاذ اللہ قادیانی ہے لیکن آپ دیکھیں گے کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے عقائد میں قادیانی مسلمانوں سے اختلاف رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں امت مسلمہ کے اکابر سے جڑے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درس نمبر ۱ : قادیانیت میں دوسرے ادیان کے عقائد کیوں آئے؟

اس کی کچھ وجوہات درج ذیل ہیں:

۱) مسیح قادیاں نے اپنی زندگی کا ایک حصہ علوم نظری کی تحصیل میں تو صرف کیا چنانچہ لکھتا ہے کہ میں نے گل علی شاہ بٹالوی سے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم حاصل کئے (کتاب البریہ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۱۶۳) لیکن دینی تعلیم کسی سے حاصل نہیں کی (از اربعین نمبر ۲ در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۹) دینی علوم سے بے بہرہ رہنے کا یہ اثر ہوا کہ جس غیر اسلامی مذہب کا جو عقیدہ بھی من کو بھایا اسی پر ریجھ گیا اور اس کی پروا نہ کی کہ غیر اسلامی عقائد کا شغف اسے دائرۂ اسلام سے خارج کردے گا، اس کے دل ودماغ کو کہیں قرار نہ تھا اس کے قوائے ذہنی باطل قوتوں کے سامنے اس طرح بے بس تھے جس طرح مردہ غسال کے ہاتھ میں بے بس ہوتا ہے۔

۲) مرزا قادیانی نے مختلف مذاہب کے پیروکاروں سے مقابلہ شروع کردیا نہ علمی صلاحیت تھی نہ عقیدہ پختہ تھا، غیروں کی کتابیں پڑھیں، ہندوؤں کو جواب دیتے وقت عیسائیوں کی کتابوں سے استفادہ کیا، عیسائیوں کو جواب دیتے وقت ہندوؤں کی کتابوں سے مدد لی۔ جس کی جو بات سمجھ آئی اس کو اپناتا چلا گیا۔

۳) مقبولیت حاصل کرنے کیلئے کوئی دعویٰ کرتا تو اُس کے بعد رجوع نہ کرتا تھا بلکہ اس کو ثابت کرنے کیلئے آگے سے آگے کفریات کرتا رہتا تھا۔

۴) حکیم نوردین، عبدالکریم، میاں سنوری اور محمد احسن امروہی جیسے مرید فوراً ایمان لے آتے تھے اور بعض مشورے میں شریک ہوتے اور امروہی جیسے مرتد دلائل فراہم کرنے کیلئے مشکل علمی کتابوں کا مطالعہ کرکے اُن کی عبارات میں ہیر پھیر کرکے قادیانی کیلئے مواد مہیا کرتے۔

۵) اصل وجہ دنیا کی محبت ایمان کا فقدان آخرت کے عذاب سے بے خوفی تھی جس وجہ سے قادیانی حلال حرام اور سچ جھوٹ میں کوئی تمیز نہ کرتا تھا (از رئیس قادیاں ج ۲ ص ۹۹، ۱۰۰)

درس نمبر۲ : حمد ونعت کا تلازم

حضرت مولانا محمد انوریؒ اپنی کتاب ''انوارِ انوری'' کے آخر میں لکھتے ہیں: ایک دفعہ غالباً ۱۹۵۴ء کا ذکر ہے کہ حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ملتان سے لائل پور [یعنی فیصل آباد۔ اس زمانے میں فیصل آباد کا نام لائل پور تھا] تشریف لائے ایک مکان پر ان کی دعوت تھی احقر بھی مدعو تھا، احقر بھی حاضر ہوا، ملاقات پر حضرت انور شاہ صاحبؒ کی باتیں ہونے لگیں میں نے عرض کیا کہ حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

قہوۂ حمد راسز دانور دار چینی زنعت مصطفیٰ

[شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے انور شاہ کشمیری حمد خداوندی کے قہوہ کیلئے مصطفیٰ ﷺ کی نعت سے دار چینی ضروری ہے] یہ شعر سنتے ہی مولانا عطاء اللہ شاہ صاحبؒ پھڑک گئے کہ اس سے معلوم ہوا کہ حمد خدا پوری ہی نہیں ہوتی جب تک کہ نعت رسول ﷺ نہ کہی جائے۔ (انوار انوری ص ۲۰۸)

اس لئے راقم کہتا ہے کہ ان حضرات کا مسلک چار چیزوں کا مجموعہ ہے: اللہ کی محبت رسول اللہ ﷺ کی محبت قرآن اور حدیث۔ اور جو شخص ختم نبوت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ کبھی موحد نہیں ہوسکتا کیونکہ اگر اُس کے دل میں اللہ کی محبت ہو تو اللہ نے جو اپنے نبی ﷺ کو یہ اعزاز دیا وہ کبھی اُس کا انکار نہ کرے۔ ختم نبوت کا منکر کبھی اللہ کا دوست نہیں ہوسکتا۔ اللہ کا کوئی دشمن ہی اِس عقیدے کا انکار کرے گا۔

پھر جیسے ایک بیماری دوسری بیماری کا باعث بنتی ہے اسی طرح ایک گناہ دوسرے گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور نبوت کا جھوٹا دعوی کرنا تو اعلیٰ درجہ کا کفر ہے اس لئے نبوت کے جھوٹے مدعی عموماً بلا واسطہ یا بالواسطہ قتل زنا، چوری اور ڈاکے کے مرتکب بھی ہوتے ہیں، ۱۹۵۳ء کی تحریک میں جو مسلمان شہید ہوئے اسی طرح قادیانیوں کی وجہ سے جو لاکھوں کروڑوں افراد مالی طور پر یا کسی بھی وجہ سے متاثر ہوئے مرزائے قادیاں پر ان سب کے گناہوں کا وبال ہوگا۔

﴿درس نمبر۳ : قادیانیت شرک سے پاک نہیں﴾

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مرزائی بننے والے اکثر لوگ پہلے غیر مقلد تھے[۱] اس لئے یہ لوگ جیسے بھی ہوں کم از کم شرکیہ عقائد نہیں رکھتے مگر اُن کا یہ گمان باطل ہے اس لئے کہ توحید اُس کو نصیب ہوتی ہے جس کے دل میں اللہ کی محبت ہو اور جس کے دل میں اللہ کی محبت ہو آخرت کا خوف ہو ایسے دعوے نہیں کر سکتا۔

مرزا قادیانی اپنے لئے علم غیب مانتا ہے وہ کہتا ہے" میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر، اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے"(ایک غلطی کا ازالہ ص۴، ۵ در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰، ۲۱۱) اور کون نہیں جانتا کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے علم غیب اللہ ہی کی صفت ہے۔ اور یہ صفت اللہ نے کسی کو عطا نہیں کی۔ قرآن وحدیث میں جہاں بھی علم اور غیب کا اکٹھا ذکر آیا وہ صرف اللہ ہی کیلئے ہے غیر اللہ سے اس کی نفی ہی نفی ہے۔ تو جب اس کی عطا ثابت ہی نہیں تو کوئی شخص عطائی کہہ کر غیر اللہ کیلئے اس کو ماننے تو ذاتی ماننا لازم آئے گا۔ اور غیر اللہ کیلئے ذاتی علم غیب کو سب ہی شرک کہتے ہیں۔

---

[۱] اس کی ایک وجہ یہ بنی کہ مرزا قادیانی مولانا محمد حسین بٹالوی کا کلاس فیلو تھا وہ اِس کی بڑی عزت کرتے تھے، اُن کا رسالہ اشاعۃ السنۃ ہر پڑھے لکھے غیر مقلد کے پاس جاتا تھا۔ براہین احمدیہ شائع ہوئی تو علماءِ لدھیانہ نے اس کی کفریہ عبارتوں کے پیش نظر اس پر فتوی کفر لگایا، جبکہ بٹالوی صاحب نے تقریظ لکھ کر اُس کی تائید کر دی اس کے بعد بھی سالہا سال اپنے رسالے میں س کی تائید کرتے رہے جس کی وجہ سے بہت سے غیر مقلد قادیانی کو مجدد بلکہ مسیح اور نبی مان بیٹھے اور جب یہ بہت بڑھ گیا تو کہنے لگے میں نے اس کو چڑھایا ہے میں ہی اس کو گراؤں گا مگر گرا نہ سکے[سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰۶، ۱۰۷، ۲۳۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۶۵ ج ۲ ص ۴۰، رئیس قادیاں ج ۱ ص ۱۷۷، ۱۷۸] قادیانی کو کون جانتا تھا چند ٹاؤٹ تو مان لیتے، عوام میں اس کا تعارف اور اس کو ایک اللہ والے کے طور پر تو بٹالوی نے متعارف کرایا۔

درس نمبر۴ : یہودیوں سے لئے ہوئے عقائد ونظریات

۱) یہودی حضرت مریم پر تہمت لگاتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناجائز تعلقات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں مرزا نے بھی یہود کی تقلید میں حضرت مریم بتول کی شان میں ویسی ہی گندگی اچھالی چنانچہ مرزا قادیانی نے ایام صلح میں لکھا کہ یہود کی طرح افغان میں بھی رواج ہے کہ اگر ان کی لڑکیاں نکاح سے پہلے اپنے منسوب سے میل ملاپ رکھیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں سمجھتے مثلاً مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ اختلاط اور اس کے گھر سے باہر چکر لگانا اس رسم کی شہادت دیتا ہے اور بعض پہاڑی خواتین کی لڑکیاں اپنے منسوبوں سے حاملہ بھی ہوجاتی ہیں اس میں کچھ ننگ وعار نہیں سمجھا جاتا (از ایام صلح در روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۰ حاشیہ)

۲) جس طرح یہود حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کا انکار کرتے ہیں اسی طرح مرزا نے بھی انکار کیا چنانچہ لکھا ہے کہ عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

۳) یہود کی طرح قادیانی نے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں چنانچہ لکھا ہے کہ ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)

۴) جس طرح یہود توریت میں تحریف کرتے رہتے تھے اسی طرح مرزا نے قرآن پاک اور احادیث نبویہ میں سینکڑوں تحریفیں کیں (از ائمۂ تلبیس ج ۲ ص ۳۵۱ تا ۳۵۳)

☆ مرزا نے حضرت مسیح کو جو گالیاں دیں اُن کو مرزا کتابوں ضمیمہ انجام آتھم اور دافع البلاء میں دیکھئے خدا کے برگزیدہ رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی دشمنی میں مرزا کی شدت انہماک کا یہ عالم تھا کہ آپ کو خاص وہ گالیاں دینے کیلئے جو تیرہ بخت یہود دیتے ہیں یہود کی کتابیں منگوا کر ترجمہ کرائیں (دیکھئے مکتوبات احمدیہ ۵ حصہ اول صفحہ ۵ ، ماخوذ از ائمۂ تلبیس ج ۲ ص ۳۵۲)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۳۳

درس نمبر ۵: نصاریٰ سے لی ہوئی چند باتیں

۱) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں چڑھائے گئے نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود نے اُن کو صلیب پر چڑھایا اور لطف یہ ہے کہ باوجود دعوی صلیب شکنی مرزا بھی اس مسئلہ میں نصاریٰ ہی کا پیرو تھا چنانچہ لکھتا ہے:

کہ حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے جب وہ چند گھنٹہ کیلوں کی تکلیف اٹھا کر بے ہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو ایک دفعہ سخت آندھی اٹھی (نزول المسیح در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۳۹۶ حاشیہ) ...... مرزا نے عیسائیوں کے خلاف جو کچھ لکھا وہ محض دہریوں کے خیالات کو اپنی طرف سے پیش کر دیا تھا۔

۲) مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۵۴ میں فرماتے ہیں:

جس طرح نصاری حضرت مسیح بن مریم علیہا السلام کے ابن اللہ ہونے کے قائل ہیں اسی طرح مرزا بھی (معاذ اللہ) اپنے تئیں خدائے برتر کی اولاد بتایا کرتا تھا چنانچہ اس کے الہام ملاحظہ ہوں اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ (تو بمنزلہ میری اولاد کے ہے) الحکم ۱۰ ار دسمبر ۱۹۰۶ء اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ (تو میرے بیٹے کی جگہ ہے) حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ [روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۸۹، اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ حاشیہ دافع البلاء در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷۔ راقم] اے میرے بیٹے سن (البشری جلد اول صفحہ ۴۹)

ان الہاموں میں مرزا نے ظاہر کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے اسے بیٹا کہہ کر مخاطب کیا۔ ایک اور الہام اَنْتَ مِنْ مَّائِنَا وَھُمْ مِنْ فَشَلٍ (تو میرے پانی یعنی نطفہ سے ہے اور دوسرے گندی مٹی سے بنے ہیں) اربعین نمبر ۲ میں مرزا نے اپنے آپ کو معاذ اللہ نطفہ خدا بتایا ہے [در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۸۵۔ راقم] .... حالانکہ ''وَلَد'' اور ''اِبْن'' وغیرہ وہ الفاظ ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں شرک قرار دیا ہے اور ان کی پرزور مذمت فرمائی۔

۞ ختم نبوت بر صفحہ ۵۵۰، ۰۵ ـ ۲۱۶، ۵

<u>تاویل باطل:</u>

مرزا بشیر احمد نے اپنے باپ کے الہام: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِیْ کے بارے میں لکھا ہے: کہ اس الہام میں بمنزلہ ولد کہا گیا ہے نہ کہ ولد جس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے اسی طرح محبت کرتا ہے اور اسی طرح حفاظت فرماتا ہے جس طرح ایک باپ اپنے بچے کے ساتھ کرتا ہے (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۱۷۲) راقم الحروف کہتا ہے کہ پھر بھی وہی شرکیہ عقیدہ مان لیا۔ کیونکہ اللہ اپنے بندے سے ہرگز ایسی محبت نہیں کرتا جیسا باپ اپنے بیٹے سے کرتا ہے اللہ ایسی تشبیہات سے پاک ہے۔

۳) مولانا ائمہ تلبیس ج ص ۲ ص ۳۵۵ میں دلاوریؒ لکھتے ہیں: مرزا نے اسلام کی پاک توحید کے مقابلہ میں نصاری کی تقلید میں اپنی ایک پاک تثلیث بھی پیش کی ہے چنانچہ لکھتا ہے: کہ ان دونوں محبتوں کے کمال سے جو خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر نر و مادہ کا حکم رکھتی ہے اور محبت الہی کی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جس کا نام روح القدس ہے اس کا نام پاک تثلیث ہے اس لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کیلئے بطور ابن اللہ کے ہے (ازالہ اوہام) [ایسا مضمون توضیح مرام در روحانی خزائن ۳ ص ۶۲ میں بھی موجود ہے۔ راقم]

<u>درس نمبر ۶: آریوں سے ہم آہنگی</u>

آریہ ہندوؤں کا ایک فرقہ ہے مولانا دلاوریؒ فرماتے ہیں:

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا نے آریہ دھرم کا صرف ایک اصول اپنے پنتھ میں داخل کیا ہے مگر چونکہ وہ عقیدہ آریہ مت کی جان ہے اس لئے اس کو بمنزلہ کثیر کے سمجھنا چاہیے

قدیم وہ ہے جو ازلی ہو ہمیشہ سے ہو ہمارا عقیدہ ہے کہ خالق کون ومکان عز اسمہ کے سوا کوئی چیز قدیم نہیں آریہ لوگ خالق کردگار کی طرح روح اور مادہ کو بھی قدیم کہتے ہیں مرزا بھی اسی عقیدے کا پیرو تھا چنانچہ چشمہ معرفت میں لکھتا ہے:

نوٹ: سٹیٹ بر صفحہ ۴۸۴، ۵۰۲

چونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کبھی معطل نہیں رہتیں اس لئے خدا تعالیٰ کی مخلوق میں قدامت نوعی پائی جاتی ہے یعنی مخلوق کی انواع میں سے کوئی نہ کوئی نوع قدیم سے موجود چلی آرہی ہے مگر شخصی قدامت باطل ہے (چشمہ معرفت صفحہ ۲۶۸) [در روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۲۸۱]

مرزائیت سے اسلام کو فائدہ ہوا یا آریہ دھرم کو؟ اس کا فیصلہ خود ایک آریہ اخبار کے بیان سے ہوسکتا ہے......... کہ اسلامی عقائد کو متزلزل کرنے میں احمدیت نے آریہ سماج کو ایسی امداد دی ہے کہ جو کام آریہ سماج صدیوں میں انجام دینے کے قابل ہوتا وہ احمدی جماعت کی جدو جہد نے برسوں میں کر دکھایا ہے۔ (از ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۵۶، ۳۵۷)

درس نمبر ۷ : مشبہہ اور فلاسفہ کے قدم پر

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں بے مثال ہے، ارشاد باری ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (الشوریٰ:۱۱) ''اس جیسا کوئی نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے'' ''يد'' کا معنی ہے ہاتھ اللہ تعالیٰ کیلئے جو ایسے الفاظ وارد ہیں ان کے بارے میں علماءِ اہل سنت کہتے ہیں کہ ان کی تحقیق میں نہ پڑو ان کو ایسے ہی مانیں گے۔ کچھ ان کا ظاہری معنی لے کر اللہ کے لئے اعضاء مانتے ہیں، کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہاتھ ہے معاذ اللہ ہمارے ہاتھ کی طرح۔ ایسے لوگ مجسمہ یا مشبہہ کہلاتے ہیں

ذات باری تعالیٰ کے متعلق قادیانی نے مجسمہ سے بھی کہیں بے ہودہ اور مضحکہ خیز عقیدہ اختیار کر لیا تھا چنانچہ لکھتا ہے : قَيُّوْمُ الْعَالَمِيْن ایک ایسا وجود ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجودِ اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں یہ وہی اعضاء ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے (توضیح مرام ص ۳۵ [روحانی خزائن ج ۳ ص ۹۰] (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۵۸)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۰۳، ۶۱۹

درس نمبر ۸ : باطنی فرقہ سے نسبت تلمذ

باطنی فرقہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنی مرضی سے نصوص کے ایسے معنی لیتے ہیں جن کا ظاہری معنی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کی مثال وہ جہلاء ہیں جو کہتے ہیں کہ نماز تو دِل کی نماز ہوتی ہے، تمہاری پانچ وقت کی ہماری ہر وقت کی، اسی طرح یہ کہنا کہ پردہ تو دل کا ہوتا ہے، شرم تو دل میں ہوتی ہے ہم تو ماں بہن سمجھتے ہیں ہماری نظر پاک ہے۔

مولانا دلاوریؒ فرماتے ہیں: علماء نے لکھا ہے کہ تاویل اس وقت جائز ہے جب کہ ظاہری معنی کے محال ہونے پر کوئی دلیل موجود ہو۔.......... تمام علماء اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ نصوص ظاہر پر محمول ہیں اور بغیر انتہائی مجبوری کے ان کی تاویل جائز نہیں خود مرزا قادیانی نے اس اصول کو بارہا تسلیم کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ تمام نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ کا یہ حق ہے کہ ان کے معنی ظاہر عبارت کے رو سے کئے جائیں اور ظاہر پر حکم لگایا جائے جب تک کہ کوئی قرینہ صارفہ پیدا نہ ہو اور بغیر قرینہ قویہ صارفہ ہرگز خلاف ظاہر معنی نہ کئے جائیں (تحفہ گولڑویہ ص۳۲) اسی طرح لکھا ہے کہ یہ معنی نصوص صریحہ مبینہ قرآن میں سے ٹھہر گئے جن سے انحراف کرنا الحاد ہوگا کیونکہ مسلم ہے کہ نصوص کو ان کے ظواہر پر ہی محمول کیا جاتا (ازالہ اوہام ص۳۰۳)...... مرزا غلام احمد اور اس کے دام افتادوں کی یہ حالت ہے کہ زبان سے تو یہی کہے جاتے ہیں کہ نصوص ظاہر پر محمول ہیں لیکن عملاً باطنیوں کے بھی کان کاٹتے ہیں: (ائمہ تلبیس ج۲ص ۳۶۰،۳۶۱)

<u>قادیانی کے کلام سے ظاہر سے انحراف کی چند مثالیں:</u>

۱) دمشق سے مراد قادیاں (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج۳ص ۱۳۸ حاشیہ)

۲) مرزا قادیانی لکھتا ہے:

دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ مسیح موعود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں کو قتل کرے گا اور دجال یک چشم کو قتل کر ڈالے گا اور جس کافر تک اس کے دم کی ہوا پہنچے گی

وہ فی الفور مر جائے گا [آگے اس کے معنی میں تحریف یوں کرتا ہے] سواس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ مسیح دنیا میں آکر صلیبی مذہب کی شان وشوکت کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے گا اوران لوگوں کو جن میں خنزیروں کی بے حیائی اور خوکوں کی بے شرمی اور نجاست خوری ہے اُن پر دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلاکر ان سب کا کام تمام کریگا اور وہ لوگ جوصرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بکلی ندارد بلکہ ایک بدنما ٹینٹ اس میں نکلا ہوا ہے ان کو بین حجتوں کی سیف قاطعہ سے ملزم کر کے ان کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کردے گا اور نہ صرف ایسے یک چشم لوگ بلکہ ہر کافر جو دین محمدی کو بنظر استحقار دیکھتا ہے مسیحی دلائل کے جلالی دم سے روحانی طور پر مارا جائے گا غرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر بخوبی کھولی گئی ہیں (ازالہ اوہام درروحانی خزائن ج ۳ حاشیہ ص ۴۲)

۳) عیسی بن مریم سے مراد مرزا قادیانی اور حضرت مریم بنت عمران سے مراد بھی مراد قادیانی (ازکشتی نوح درروحانی خزائن ج۱۹ ص۵۰)

۴) لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ کا معنی یوں کرتا ہے کہ مرزا کا صحابی اسی برس کے غیر صحابی سے بہتر ہے(۱) (فتح اسلام ص ۳۲،۳۳ درروحانی خزائن ج ۳)

مزید تفصیلات کیلئے دیکھئے ائمہ تلبیس ج ۲ صفحہ ۳۶۰ تا صفحہ ۳۷۱

---

۱) قادیانی کے الفاظ یوں ہیں: لیلۃ القدر کیا چیز ہے لیلۃ القدر اس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو..........اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت کا شرف حاصل کرنے والا اُس اسی برس کے بڈھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا اور اگر ایک ساعت بھی اس وقت کو پالیا ہے تو یہ ایک ساعت اُس ہزار مہینے سے بہتر ہے جو پہلے گذر چکے (فتح اسلام درروحانی خزائن ج ۳ ص ۳۲،۳۳)

فوٹوسٹیٹ بر صفحہ ۵۷۹

درس نمبر ۹ : مہدویہ سے لئے ہوئے عقائد

سید محمد جونپوری نے امام مہدی ہونے کا دعوی کیا اس کے ماننے والوں نے بہت سے باطل عقائد اختیار کئے قادیانی نے ان سے بھی کئی عقائد پسند کر لئے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱) مہدوی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی متبع شریعت محمدیہ کا پیدا ہو تو منافی آیۃ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا نہیں ہے اور سید محمد جونپوری پیغمبر متبع ہیں (ہدیہ مہدویہ ص ۲۸) قادیانی کہتے ہیں: خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی پیدا نہیں ہوگا اور کوئی غیر تشریعی نبی ظاہر ہو تو آیۃ خاتم النبیین کے منافی نہیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب غیر تشریعی نبی تھے (ریویو آف ریلیجنز جلد ۲۱ ص ۹) [بحوالہ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۷۱، ۳۷۴]

۲) مہدویہ کے ہاں سید محمد جون پوری کا نواسہ سید محمد ملقب بہ حسین ولایت، شہید کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ کے برابر ہے یا بہتر (ایضا ص ۳۴ بحوالہ ائمہ تلبیس) اور مسیح قادیاں کہتا ہے:

کربلائے ست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم [نزول المسیح در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷] ترجمہ: میری ہر وقت سیر کربلا میں ہے سو حسین ہر وقت میری جیب میں ہیں۔

۳) سید محمد جونپوری کہتا ہے حق تعالیٰ نے بندہ کو جملہ موجودات کے احوال اس طرح معلوم کر دیئے ہیں کہ جیسے کوئی رائی کا دانہ ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف پھرا کر کما حقہ پہچانے (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۷۲) اور مرزائے قادیاں نے لکھا کہ مجھے علم غیب پر اس طرح قابو حاصل ہے جس طرح سوار کو گھوڑے پر ہوتا ہے (از ضرورۃ الامام ص ۱۳ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۳)

۴) ایک دن جونپوری کے داماد نے ایک سنگریزہ ہاتھ میں لے کر خلفائے مہدی کے مجمع میں کہا دیکھو یہ کیا ہے؟ سب نے جواب دیا سنگریزہ ہے کہا اس کو مہدی موعود علیہ السلام نے جواہر

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۲۸

بے بہا کہا ہے تمام خلفاء نے کہا آمَنَّا وَصَدَّقْنَا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے، جو کوئی فرمان مہدی میں شک کرے یا تاویل کرے وہ آں مہدی میں سے نہیں ہے (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۷۳) اسی طرح مرزائی مرزا قادیانی پر اندھا اعتماد کرتے ہیں چنانچہ نورالدین خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو پھر بھی مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیۃ خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہیں (سیرہ المہدی جلد اول ۹۸،۹۹)

۵) جونپوری کے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ محمد ﷺ اور حضرت مہدی موعود (سید محمد جونپوری) ایک ذات ہے (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۷۴) اسی طرح مسیح قادیاں نے کہا کہ جس شخص نے مجھ میں اور رسول اللہ ﷺ میں کچھ فرق سمجھا نہ تو اس نے مجھے پہچانا اور نہ مجھے دیکھا میرا وجود عین رسول اللہ ﷺ کا وجود ہوگیا (خطبہ الہامیہ در روحانی خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۸،۲۵۹)

۶) بقول جونپوری ۱۲ برس تک امر الٰہی ہوتا رہا اور جونپوری وسوسہ سمجھ کر ٹالتا رہا آخر خطاب با عتاب ہوا تو اس کے بعد بھی شیخ اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کر کے آٹھ برس اور ٹالتے رہے بیس برس کے بعد خطاب با عتاب ہوا کہ قضائے الٰہی جاری ہو چکی ہے اگر قبول کرے گا ماجور ہوگا ورنہ مجبور ہوگا (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۷۵) مرزا نے اعجاز احمدی ص ۸ [ر خ ج ۱۹ ص ۱۱۵] میں لکھا میں قریباً بارہ برس جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑے شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۳۹ میں ہے کہ وہ الہام جس میں مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کیلئے صریح طور پر مامور کیا گیا مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا لیکن (باوجود امر الٰہی کے) اس وقت سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا بلکہ مزید حکم تو توقف کیا حکم الٰہی کو ٹالتے رہے چنانچہ جب فرمان الٰہی نازل ہو تو آپ نے بیعت کیلئے ۱۸۸۸ء میں (یعنی پہلے حکم کے چھ سال بعد) بیعت لینی شروع کی۔

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۱۱، ۴۲۳، ۴۲۴

۷) مہدیوں کے ہاں احادیث رسول اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہوں لیکن مہدی جونپوری کے بیان واحوال سے مطابق کر کے دیکھیں اگر مطابق ہوں تو صحیح ورنہ غلط جانیں (ہدیہ مہدویہ ۱۷) مرزا نے لکھا کہ جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۱۰ در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۵۱) جو حدیث ہمارے الہام کے خلاف ہو اسے ہم ردی میں پھینک دیتے ہیں (از اعجاز احمدی در روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۹)

۸) سید محمود نے اپنے والد سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ میراں جی [یعنی سید محمد جونپوری] نے فرمایا کہ نہ میں کسی سے جنا گیا اور نہ میں نے کسی کو جنا (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۲۷۷) اسی طرح مسیح قادیاں نے اپنا ایک کشف بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ میں اللہ ہی ہوں۔ اسی حال میں جب کہ میں بعینہ خدا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم دنیا کا کوئی نیا نظام قائم کریں یعنی نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں پس میں نے پہلے زمین اور آسمان اجمالی شکل میں بنائے جن میں کوئی ترتیب اور تفریق نہیں تھی پھر میں نے ان میں تفریق کر دی اور جو ترتیب درست تھی اس کے مطابق ان کو مرتب کر دیا اس وقت میں اپنے تئیں ایسا پاتا ہوں کہ گویا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی سے بناتے ہیں (از آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ج ۵ ص ۵۶۴، ۵۶۵)

۹) مہدی جونپوری نے فرمایا کہ ہمارے منکروں کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے اگر پڑھی ہوں تو اعادہ کرے (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۸۴) اسی طرح جناب مرزا غلام احمد نے کہا کہ جو شخص ہمارا منکر ہے اس کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے اور فتاوی احمدیہ ص ۲۱ میں ہے کہ مسیح موعود نے فرمایا کہ جو شخص حج کو جائے وہ مکہ معظمہ اپنے جائے قیام پر ہی نماز پڑھ لے (الفضل ۲۰ مارچ ۲۸ء بحوالہ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۸۴)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۴۴، ۵۸۷

۱۰)　سید جونپوری نے حکم دیا کہ کسی کے پاس قلیل مال ہو یا کثیر اس کا دسواں حصہ خیرات کرنا اس پر فرض ہے (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۸۵)، مرزا نے حکم دیا کہ اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو اپنی جائیداد کے دسویں حصہ یا زیادہ کی وصیت کردے (الوصیۃ در روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۹)

۱۱)　سید جونپوری نے کہا کہ خداتعالیٰ نے بندے (جونپوری) کے وصف پیغمبروں سے بیان فرمائے اس لئے اکثر پیغمبروں کی تمنا تھی کہ میری صحبت میں پہنچیں (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۸۷) اسی طرح مرزا غلام احمد نے لکھا اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اُس شخص کو یعنی مسیح موعود (مراد مرزا قادیانی) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کی بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی (اربعین نمبر ۴ ص ۱۳ در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۲)　[مزید تفصیلات کیلئے دیکھئے ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۷۱ تا ۳۸۷]

درس نمبر ۱۰ : بابی خوان الحاد سے ریزہ چینی

مرزا علی محمد باب ایران میں پیدا ہوا اس نے جھوٹے دعوے کر کے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا خود مرزائیوں نے اپنی کتاب مکمل تبلیغی پاکٹ بک میں ان کے خلاف لکھا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی نے بابیوں کے کئی نظریات اپنائے ہیں چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱)　ایک بابی نے کہا میرا باپ اس وقت تک اظہار توقف کر رہا ہے پھر کہنے لگا میں ذات حق کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرا والد باوجود اس جلالت قدر کے اس ظہور باہر النور پر ایمان نہ لایا تو میں سبیل محبوب میں اپنے ہاتھ سے اس کی گردن اڑا دوں گا (نقطۃ الکاف ص ۱۲۲) ایسا ہی حال مرزائیوں کا اپنے مخالفین کے بارے میں ہے چنانچہ مرزائیوں کی کتاب میں ہے: ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں (انوار خلافت ص ۹۰) اگر کسی احمدی کے والدین غیر احمدی ہوں اور وہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے (الفضل ۲ مارچ 1915ء) اگر کسی غیر

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۹۵

احمدی کا چھوٹا بیٹا بھی مر جائے تو اس کی نمازِ جنازہ بھی نہ پڑھی جائے (فتاوی احمدیہ ص ۳۱۴) مسیح قادیاں کا ایک بیٹا فوت ہوگیا جو زبانی طور پر آپ کی تصدیق کرتا تھا مگر مسیح موعود نے اس کا جنازہ نہ پڑھا (فتاوی احمدیہ ص ۳۸۱) [ماخوذ از ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۸۹]

۲) باب نے کہا قرآن کی ہر آیت میرے دعووں کی تصدیق کرتی ہے (نقطۃ القاف ص ۱۳۴) مسیح قادیاں نے لکھا میں زور سے دعوی کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا گواہ ہے (تذکرۃ الشہادتین ۴۲ در روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۴۴) [از ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۸۹]

۳) مرزا علی محمد باب نے اپنی کتاب ''بیان'' میں لکھا کہ تم لوگ یہود کی تقلید نہ کرو جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو دار پر چڑھایا اور نصاری کی بھی پیروی نہ کرو جنہوں نے محمد علیہ الصلوۃ والسلام سے انکار کیا اور اہل اسلام کی بھی پیروی نہ کرو جو ہزار سال سے مہدی موعود کے انتظار میں سراپا شوق بنے بیٹھے تھے لیکن جب ظاہر ہوا تو اس سے انکار کر دیا (دیباچہ نقطۃ الکاف) اسی طرح مرزا نے لکھا کہ تیرھویں صدی میں وہ لوگ جا بجا وعظ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئے گا اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہوگا لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا اور خدا تعالیٰ کے الہام نے اس کا نام مسیح موعود رکھا تو اس کی سخت تکذیب کی (از ایام الصلح ص ۲۶ در روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۲۵۵) [از ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۹۰]

۴) بابی کہتے ہیں حضرت قائم علیہ السلام (میرزا علی محمد باب) کا ظہور بھی معاذ اللہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی رجعت ہے (نقطۃ الکاف ص ۲۷۳) ایسی ہی بات مسیح قادیاں نے لکھی کہ میری طرف سے کوئی نیا دعوی نبوت اور رسالت کا نہیں بلکہ میں نے محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے اوپر لیا ہوا ہے (نزول المسیح ص ۳ در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱ حاشیہ)

۵) بابی لوگ مرزا محمد علی باب کی تالیفات کو خرق عادت یعنی معجزہ یقین کرتے ہیں (مقالہ سیاح ص ۵) اسی طرح مسیح قادیاں نے لکھا میرے کلام نے وہ معجزہ دکھلایا کہ کوئی مقابلہ نہ کر سکا (نزول مسیح ص ۱۳۲ در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۵۱۰)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۹۲،۵۷۲

٦) باب کی کتاب بیان میں ہے کہ وہ وقت ضرور آئے گا کہ سارا ایران بابی ہو جائے گا، مسیح موعود نے کہا ساری دنیا میں احمدیت پھیل جائے گی (الفضل ۲۸/ اگست ۱۹۲۴ء) مرزا محمود احمد نے کہا مجھے تو ان غیر احمدی مولویوں پر رحم آتا ہے جب میں خیال کرتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ احمدیوں کو حکومت دے گا احمدی بادشاہ تختوں پر بیٹھیں گے الفضل کے پرانے فائل نکال کر پیش ہوں گے تو اس وقت ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا (الفضل ۱۵/ اکتوبر ۲۴ء) [ازائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۸۸]

٧) باب نے کہا: قرآن کا درخت تو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لگا لیکن اس کا کمال ۱۲۷۰ھ میں ہوا (یعنی باب کے زمانے میں)، مسیح قادیاں نے لکھا جس طرح پہلی رات کا چاند کمی روشنی کی وجہ سے ہلال اور چودھویں کا کمال روشنی کی وجہ سے بدر کہلاتا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ صدی اول میں ہلال اور میں چودھویں صدی میں بدر منیر ہوں (خطبہ الہامیہ در روحانی خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۳) [ازائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۹۳]

٨) باب نے کہا دنیا کے تمام ادیان وملل کو ایک ہو جانا چاہیئے اسی طرح مرزائیوں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود دنیا کو دین واحد پر جمع کرنے آئے تھے الفضل ۲۷ ستمبر ۲۴ء (ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۲۹۴) [مزید تفصیلات کیلئے دیکھئے ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۸۷ تا ص ۳۹۶]

﴿درس نمبر ۱۱ : بہائی چشمہ زندقہ سے سیرابی﴾

بہاء اللہ بھی علی محمد باب کا مرید تھا اس کے مرنے کے بعد اس نے دعوے کر کے اپنا الگ دین بنالیا قادیانی نے اس کی بھی چند باتوں کو اپنایا ہے مثلاً:

١) بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ ہی مسیح موعود ہے جو اپنے وعدے کے موافق دوسری دفعہ آیا ہے اور چونکہ ان کے نزدیک رجعت ثانی ظہور اول سے زیادہ کامل ہوتی ہے اس لئے بہاء اللہ مسیح سے افضل واعلیٰ ہے بہاء اللہ نے ۱۸۹۲ء میں وفات پائی اور اس کا بیٹا عبد البہاء جو آج کل

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۳۹ تا ۵۴۱

بہائی جماعت کا سرگروہ ہے اس کا جانشین ہوا۔ عبدالبہاء اس کا مدعی ہے کہ میری ہستی وہی ہے جو میرے باپ کی ہے اس لئے اس کے تمام القاب وکمالات مجھ میں ودیعت ہیں چنانچہ وہ عبدالبہاء اور بہاء اللہ دونوں ہے مرزا غلام احمد نے بھی اس کی دیکھا دیکھی دوگونہ دعوے کئے اور اس حیثیت سے عبدالبہاء اور غلام احمد کے دعووں میں بال بھر کا فرق نہیں وہ احمد کا خادم (غلام احمد) بھی ہے اور ساتھ ہی احمد موعود بھی بنتا ہے۔

۲) ایران میں مرزا علی محمد باب نے مہدی موعود ہونے کی دعوی کیا اور بہاء اللہ مسیح موعود ہونے کا دعوے دار بنا لیکن مرزا غلام احمد نے باب اور بہا دونوں کے دعوے لے کر مہدویت اور مسیحیت کا مشترکہ تاج اپنے سر پر رکھ لیا۔

۳) بہاء اللہ نے کہا: اگر کوئی شخص خدا پر افتراء باندھے کسی اپنے کلام کو اس کی طرف منسوب کرے تو خدا تعالیٰ اس کو جلد پکڑتا اور ہلاک کر دیتا ہے اور مہلت نہیں دیتا اور اس کے کلام کو زائل کر دیتا ہے چنانچہ سورۃ حاقہ میں فرماتا ہے: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ○ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ اور اگر پیغمبر ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ان کی رگ جان کاٹ ڈالتے (کتاب الفرائد ص ۲۴، ۲۵) اسی طرح مرزا قادیانی نے لکھا میرے دعوی الہام پر تیئس سال گذر گئے اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ○ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ پھر کیا یہی خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب بے باک مفتری کو جلد نہ پکڑے یہاں تک کہ اس افتراء پر تیئس سال سے زیادہ عرصہ گزر جائے توریت اور قرآن دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افترا کرنے والا جلد تباہ ہو جاتا ہے (اربعین نمبر ۴، اور انجام آتھم وغیرہ نیز دیکھئے روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۰، ۴۳۱) [ازالۂ تلبیس ج ۲ ص ۳۹۶، ۳۹۷]

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۱۵

مسلمانوں کے ہاں نبی کریم ﷺ کے دعوی ختم نبوت کے بعد کوئی بھی نبوت کا

دعوی کرے وہ کاذب ہوگا، مرزائی اگر اپنے اس معیار سے قادیانی کو سچا ثابت کرتے ہیں تو پھر بہاء اللہ کا حق زیادہ ہے کیونکہ وہ پہلے ہے اس کو جھوٹا کس دلیل سے مانتے ہیں اپنی کتاب مکمل تبلیغی پاکٹ بک صفحہ ۱۳۴ میں اس کے خلاف کیوں لکھا ہے۔

۴) بہائی کہتے ہیں: خدا کے مظہر برابر آتے رہیں گے کیونکہ فیض الٰہی کبھی معطل نہیں رہا اور نہ رہے گا ، قرآن پاک کی آیت يَا بَنِيْ آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِيْ میں صراحۃً مستقبل کی خبر دی ہے کیونکہ لفظ يَأْتِيَنَّكُمْ کو نون تاکید سے موکد کیا ہے اور فرمایا کہ تمہارے پاس ضرور رسول آتے رہیں گے (کتاب الفرائد ص ۳۱۴) مرزائی بھی کہتے ہیں: سورۃ اعراف میں فرمایا ہے: يَا بَنِيْ آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِيْ (اے بنی آدم تمہارے پاس ضرور رسول آتے رہیں گے۔ یہ آیت آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی اس میں تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے یہاں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے گذشتہ زمانہ میں یہ کہا تھا سب جگہ آنحضرت اور آپ کے بعد کے لوگ مخاطب ہیں (دیکھئے مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۲۵۶، ۲۵۷)

۵) بہائی کہتے ہیں: وبالآخرۃ ھم یوقنون یعنی اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو اخیر زمانہ میں نازل ہوگی (بحر العرفان ص ۱۴۱) اسی طرح مرزا قادیانی نے کہا: وبالآخرۃ ھم یوقنون اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ میں مسیح موعود (مرزا) پر نازل ہوگی (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۴۸)

۶) بہاء اللہ کے مرید جہاد کے قائل نہیں، بہاء اللہ نے قتل کو حرام لکھا ہے (حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۲۲) اسی طرح مرزا قادیانی جہاد سے روکتے ہوئے کہتا ہے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال　　دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۷۷) [مزید تفصیل کیلئے دیکھئے مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ کی کتاب ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۹۶ تا ۳۹۸]

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۲۶۱، ۵۴۵

درس نمبر۱۲ : قادیانی پر نیچریت کا رنگ

مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ فرماتے ہیں:

نیچری مذہب کے بانی سر سید احمد خان علی گڑھی تھے یہ مذہب آج کل ہندوستان میں بالکل ناپید ہے اس کے اکثر پیرو تو مرزائیت میں مدغم ہو گئے [جیسے حکیم نوردین اور عبد الکریم دیکھئے سیرۃ المہدی ج۱ص۱۵۹] اور جو بچے وہ ۱۳،۱۹۱۲ء کی جنگ بلقان کے بعد از سر نو اسلامی برادری میں داخل ہو گئے نیچری مذہب بالکل دہریت سے ہمکنار تھا مغیبات کا انکار اس مذہب کا اولین اصول تھا وہ عقائد جو اہل اسلام کو مشرکین سے متمیز کرتے ہیں اور جن میں یہود و نصاری بھی مسلمانوں سے متفق ہیں مثلاً وحی، ملائکہ، نبوت، جنت و نار، حشر و نشر، معجزات وغیرہا نیچریوں کو قطعاً تسلیم نہ تھے (ائمہ تلبیس ج۲ص۳۹۹)

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

حضرت صاحب [مرزا قادیانی] نے سر سید کی تفسیر دیکھی مگر پسند نہیں فرمایا اس کی یہ وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سر سید مرحوم کو ایک لحاظ سے قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور انہیں قوم کا ہمدرد اور بہی خواہ سمجھتے تھے لیکن سر سید کے مذہبی خیالات کے آپ سخت مخالف تھے کیونکہ مذہبی معاملات میں سر سید کی یہ پالیسی تھی کہ نئے علوم اور نئی روشنی سے مرعوب ہو کر اُن کے مناسب حال اسلامی مسائل کی تاویل کر دیتے تھے چنانچہ یہ سلسلہ اتنا وسیع ہوا کہ کئی بنیادی اسلامی عقائد مثلاً دعا وحی والہام خوارق و معجزات ملائک وغیرہ کے گویا ایک طرح منکر ہی ہو گئے (سیرۃ المہدی ج۱ص۱۵۹) مرزا قادیانی کی سر سید سے خط و کتابت بھی رہی چنانچہ مرزا نے سر سید کو عربی میں خط لکھا تھا (سیرۃ المہدی ج۱ص۱۵۶)

مرزا صاحب صاف اور قطعی طور پر نیچری ہیں معجزات انبیاء و کرامات اولیاء سے مطلق انکار رکھتے ہیں معجزات اور کرامات کو مسمریزم، قیافہ، قواعد طب یا نوستکاری پر مبنی جانتے ہیں ان

نوٹ: نوٹ برصفحہ ۴۳۰، ۱۳۱

کے نزدیک خرق عادت جس کو سب اہل اسلام خصوصاً اہل تصوف نے مانا ہے کوئی چیز نہیں، مرزائی سرسید کی تشریحات کو لیتے ہیں مگر اس کا حوالہ نہیں دیتے مولانا دلاوریؒ فرماتے ہیں: سرسید کی آزاد خیالیوں نے مرزا کیلئے اس کا مجوزہ راستہ بہت آسان کر دیا تھا سرسید نے واقعہ صلیب کا جو نقشہ اپنی تفسیر (جلد دوم ص ۴۸) میں پیش کیا مرزا نے اس پر وحی الٰہی کا رنگ چڑھا کر اس پر بڑی بڑی خیالی عمارتیں تعمیر کرنی شروع کر دیں جب تک مرزا نے یہ تحریریں نہیں پڑھی تھیں براہین کے حصہ چہارم تک برابر حیات مسیح علیہ السلام کا قائل رہا لیکن جب نیچریت کا رنگ چڑھنا شروع ہوا یا یوں کہو کہ نیچریت کا یہ مسئلہ مفید مطلب نظر آیا تو نہ صرف اپنے سابقہ الہامات کے گلے پر چھری چلانی شروع کر دی بلکہ عقیدۂ حیات مسیح علیہ السلام کو (معاذ اللہ) شرک بتانے لگا جس کے یہ معنی تھے کہ وہ پچاس سال کی عمر تک باوجود صاحب وحی ہونے کے مشرک ہی چلا آتا تھا۔

درس نمبر ۱۳ : نیچریت سے اخذ کردہ قادیانیوں کے چند نظریات

۱) سرسید احمد خان لکھتے ہیں:

حضرت عیسیٰ بیماروں پر دم ڈالتے تھے اور برکت دیتے تھے لوگ ان کے ہاتھوں کو برکت لینے کیلئے چومتے تھے یہ خیال غلط ہے کہ اس طرح کرنے سے اندھے آنکھوں والے اور کوڑھی اچھے ہو جاتے تھے خدا نے انسان میں ایک قوت رکھی ہے...... جو مسمریزم اور اسپریچو ایلزم کے نام سے مشہور ہے...... حضرت عیسیٰ نے تمام لوگوں کو کوڑھی ہوں یا اندھے، خدا کی بادشاہت میں داخل کرنے کی منادی کی تھی یہی ان کا کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرنا تھا (تفسیر احمدی ج ۲ ص ۱۶۰، ۱۶۳، بحوالہ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۴۰۲)

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا:

سلب امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈال دینا در حقیقت یہ سب عمل الترب (مسمریزم) کی شاخیں ہیں ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس

روحانی عمل کے ذریعہ سے سلب امراض کرتے رہے ہیں اور مفلوج مبروص مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہے ہیں (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۵۷) اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔ اور یہی سرسید نے کہا تھا۔

۲) سرسید احمد خان نے لکھا:

یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ کے پھونکنے کے بعد در حقیقت وہ پرندوں کی مورتیں جو مٹی سے بناتے تھے جاندار ہوجاتی تھیں اور اڑنے بھی لگتی تھیں یہ کوئی امر وقوعی نہ تھا بلکہ صرف حضرت مسیح کا خیال تھا زمانہ طفولیت میں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں تھا مورتیں بنا کر پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میرے پھونکنے سے وہ پرند ہوجائیں گے پس حضرت عیسیٰ کا یہ کہنا ایسا ہی تھا جیسے کہ بچے اپنے کھیلنے میں بمقتضائے عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں (ایضاً ص ۱۵۲۔۱۵۶ بحوالہ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۴۰۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں...... بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں...... یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطریق حقیقت ظہور میں آسکیں (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۵۴ حاشیہ)

۳) سرسید نے لکھا:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ پہلے ما نافیہ سے قتل کا سلب مراد ہے اور دوسرے سے کمال

کا کیونکہ صلیب پر چڑھانے کی تکمیل اس وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوتی حالانکہ صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی (ایضاً ص ۴۵ بحوالہ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۴۰۳، ۴۰۴)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

قرآن کریم کا منشا مَا صَلَبُوْہ سے یہ ہرگز نہیں کہ مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا بلکہ منشا یہ ہے کہ صلیب پر چڑھانے کا اصل مدعا تھا یعنی قتل کرنا اس سے خدا نے مسیح کو محفوظ رکھا (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۹۴)

۴) سر سید نے لکھا:

رفع کے لفظ سے حضرت عیسیٰ کے جسم کا آسمان پر اٹھالینا مراد نہیں بلکہ اس کی قدر ومنزلت مراد ہے حضرت عیسیٰ اپنی موت سے مرے اور خدا نے ان کے درجہ اور مرتبہ کو مرتفع کیا (ایضاً ص ۴۴ بحوالہ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۴۰۴)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

رافعك الیّ کے یہ معنی ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے تو ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی (ازالہ طبع پنجم ص ۱۱۲) دوسری جگہ لکھتا ہے: حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۳۴) یہ بھی کہا: رافعك الیّ کے یہ معنی ہیں کہ عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں (ازالہ در روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۹۹) جہاں جہاں رافعك یا بل رفعه الله الیه ہے اس سے مراد ان کی روح کا اٹھایا جانا ہے جو ہر ایک مومن کیلئے ضروری ہے ضروری کو چھوڑ کر غیر ضروری کا خیال دل میں لانا سراسر جہل ہے ہم بیان کر چکے ہیں کہ تمام نبی خدا کی طرف اٹھائے جاتے ہیں (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۳۵)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۱۳

۵) سر سید نے کہا:

جس دن حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے وہ جمعہ کا دن اور یہودیوں کی عید فصح کا

تہوار تھا دوپہر کا وقت تھا جب ان کو صلیب پر چڑھایا گیا ان کی ہتھیلیوں میں کیلیں ٹھوکی گئیں عید فصح کے ختم ہونے پر یہودیوں کا سبت شروع ہونے والا تھا اور یہودی مذہب کی رو سے ضرور تھا کہ مقتول یا مصلوب کی لاش قبل ختم ہونے دن کے یعنی قبل شروع ہونے سبت کے دفن کر دی جائے مگر صلیب پر انسان اس قدر جلدی نہیں مر سکتا اس لئے یہودیوں نے درخواست دی کہ اس کی ٹانگیں توڑ دی جائیں تاکہ وہ فی الفور مر جائیں مگر حضرت عیسی کی ٹانگیں توڑی نہیں گئیں اور لوگوں نے جانا کہ وہ اتنی دیر میں مر گئے جب لوگوں نے غلطی سے جانا کہ حضرت درحقیقت مر گئے ہیں تو یوسف نے حاکم سے ان کے دفن کر دینے کی درخواست کی وہ نہایت متعجب ہوا کہ ایسے جلد مر گئے یوسف کو دفن کرنے کی اجازت مل گئی اور حضرت عیسی صرف تین یا چار گھنٹہ صلیب پر رہے یوسف نے ان کو ایک لحد میں رکھا اور اس پر ایک پتھر ڈھانک دیا حضرت عیسی صلیب پر مرے نہیں بلکہ ان پر ایسی حالت طاری ہوگئی تھی کہ لوگوں نے ان کو مردہ سمجھا تھا رات کو وہ لحد میں سے نکال لئے گئے اور مخفی اپنے مریدوں کی حفاظت میں رہے حواریوں نے ان کو دیکھا اور پھر کسی وقت اپنی موت سے مر گئے بلاشبہ ان کو یہودیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مخفی طور پر کسی نامعلوم مقام میں دفن کر دیا ہوگا جو اب تک نامعلوم ہے (ایضاً ص ۳۸۔۴۱ بحوالہ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۴۰۴، ۴۰۵)

مرزا قادیانی اسی مضمون کو لے کر کہتا ہے:

حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے جب وہ چند گھنٹہ کیلوں کی تکلیف اٹھا کر بے ہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو ایک دفعہ سخت آندھی اٹھی (نزول المسیح در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۳۹۶) نیز کہتا ہے: مسیح یہودیوں کے حوالے کیا گیا اسے تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور طمانچہ کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے سے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب دیکھا آخر صلیب دینے کیلئے طیار ہوئے یہ جمعہ کا دن تھا اور عصر کا وقت اور اتفاقاً یہ یہودیوں کی عید فسح کا دن بھی تھا اور ایک شرعی تاکید تھی کہ سبت میں کوئی لاش صلیب پر لٹکی نہ رہے تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو صلیب پر چڑھادیا[معاذ اللہ تعالی ۔ راقم] تا شام سے پہلے ہی

لاش اتاری جائے مگر اتفاق سے اسی وقت آندھی آگئی جس سے سخت اندھیرا ہو گیا یہودیوں کو یہ فکر پڑھی کہ کہیں شام نہ ہو جائے اس لئے لاش کو صلیب پر سے اتار لیا عید فسح کی کم فرصتی عصر کا تھوڑا سا وقت اور آگے سبت کا خوف اور پھر آندھی کا آجانا ایسے اسباب پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے چند منٹ میں ہی مسیح کو صلیب پر سے اتار لیا گیا جب مسیح کی ہڈیاں توڑنے لگے [معاذ اللہ تعالیٰ ۔راقم] تو ایک سپاہی نے یوں ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے ہڈیاں توڑنے کی ضرورت نہیں اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۹۵،۲۹۶ مختصراً)

۶) سر سید احمد خان نے لکھا: معراج میں آنحضرت ﷺ کا بجسدہ بیت المقدس تک جانا اور وہاں سے بجسدہ آسمانوں پر تشریف لے جانا خلاف قانون فطرت ہے اس لئے ممتنعات عقلی میں داخل ہے...... یا راویوں کی غلطی ہے...... یا ایک واقعہ ہے جو سوتے میں آنحضرت نے دیکھا ہے (ایضاح ۶ ص ۲۱۲ بحوالہ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۴۰۷)

مرزا قادیانی معراج کا انکار کرتے ہوئے کہتا ہے:

نیا اور پرانا فلسفہ اس بات کو محال (۱) ثابت کرتا ہے کوئی انسان اس خاکی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک بھی پہنچ سکے .... سیر معراج جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۲۶ مع حاشیہ)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۰۷، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶

---

۱) قادیانی کے محال کہنے سے پریشان نہ ہوں حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگ مشکل یا نادر کاموں کو ممتنع یعنی محال کہہ دیتے ہیں حضرت نانوتویؒ سر سید کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ہاں اتنی گذارش ملحوظ رہے کہ محال و ممکن کی تعریف کسی کسی کو معلوم ہے یہی وجہ ہوئی کہ بڑے بڑے آدمی اکثر ممکنات کو محال سمجھ بیٹھے (تصفیۃ العقائد ص ۳۹) نیز فرمایا: محال کی دو ہی صورتیں ہیں: اجتماع نقیضین اور ارتفاع نقیضین ان دو کے علاوہ سب کچھ ممکن ہے سوا اس کے اور کوئی صورت محال کی نہیں ہے (از تقریر دلپذیر ص ۲۸) تفصیل کیلئے دیکھئے تقریر دلپذیر نیز اس عاجز کی کتاب اساس المنطق ج ۲ ص ۱۸

۷) سرسید لکھتے ہیں: جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی بے انتہاء قدرتوں کے ظہور کو اور ان قوی کو جو خدا نے اپنی مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کئے ہیں ملک یا ملائکہ کہا ہے جن میں ایک شیطان یا ابلیس ہے (ایضا جلد اول ص ۴۲)

مرزا قادیانی فرشتوں کے اصلی وجود سے یوں انکار کرتا ہے: دو محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتے ہیں ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے یہ کیفیت دونوں کیفیتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو روح الامین بولتے ہیں اس کا نام شدید القوی اور ذو الافق الاعلیٰ بھی ہے (توضیح مرام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۶۱ تا ۶۴]

۸) سرسید لکھتے ہیں: وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا اور قاتل معلوم نہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ سب لوگ جو موجود ہیں اور انہی میں قاتل بھی ہے مقتول کے اعضاء سے مقتول کو ماریں جو لوگ درحقیقت قاتل نہیں ہیں وہ بہ سبب یقین اپنی بے جرمی کے ایسا کرنے میں کچھ خوف نہ کریں گے مگر اصلی قاتل بہ سبب خوف اپنے جرم کے جواز روئے فطرت انسان کے دل میں اور بالتخصیص جہالت کے زمانہ میں اس قسم کی باتوں سے ہوتا ہے ایسا نہیں کرنے کا اور اسی وقت معلوم ہو جائے گا کہ وہی نشانیاں جو خدا نے انسان کی فطرت میں رکھی ہیں لوگوں کو دکھاوے گا اس قسم کے حیلوں سے اس زمانہ میں بھی بہت سے چور معلوم ہو جاتے ہیں اور وہ بسبب خوف اپنے جرم کے ایسا کام جو دوسرے لوگ بلا خوف بہ تقویت اپنی بے جرمی کے کرتے ہیں نہیں کر سکتے پس یہ ایک تدبیر قاتل کے معلوم کرنے کی تھی اس سے زیادہ اور کچھ نہ تھا (ایضا ص ۱۰۱ بحوالہ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷)

مرزا قادیانی لکھتا ہے: وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ایسے قصوں میں قرآن شریف کی کسی عبارت سے نہیں نکلتا کہ فی الحقیقت کوئی مردہ زندہ ہو گیا تھا اور واقعی طور پر کسی قالب میں جان پڑ گئی تھی یہودیوں کی ایک جان نے خون کر کے چھپا دیا تھا اور بعض بعض پر خون کی تہمت لگاتے تھے سو خدا تعالیٰ نے یہ تدبیر سمجھائی کہ ایک گائے کو ذبح

کر کے اس کی بوٹیاں لاش پر مارواور وہ تمام اشخاص جن پر شبہ ہے ان بوٹیوں کو نوبت بہ نوبت اس لاش پر ماریں تب اصل خونی کے ہاتھ جب لاش پر بوٹی لگے گی تو لاش سے ایسی حرکات صادر ہوں گی جس سے خونی پکڑا جائے ، اس قصہ سے واقعی طور پر لاش کا زندہ ہونا ثابت نہیں ہوتا بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف ایک دھمکی تھی کہ تا چور بے دل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے اصل یہ ہے کہ یہ طریق عمل علم الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات میں ایک حرکت مشابہ بہ حرکت حیوانات پیدا ہو کر مشتبہ و مجہول امور کا پتہ لگ سکتا ہے (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۵۰۴)

۹) سر سید احمد خان نے لکھا: یہ واقعہ اس وقت میں ہوا جب حضرت نبی ہو چکے تھے اس وقت حضرت عیسی کی بارہ برس کی عمر تھی جب انہوں نے بیت المقدس میں یہودی عالموں سے گفتگو کی صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسی کی تلقین سے جو خلاف عقائد یہود تھی علماء ناراض ہو کر حضرت مریم کے پاس آئے جس سے ان کی غرض یہ ہوگی کہ وہ حضرت عیسی کو ان باتوں سے باز رکھیں الغرض یہ ایسا معاملہ ہے جو فطرت انسانی کے موافق واقع ہوا شوخ و شریر لڑکے کی ماں سے اس کی شکایت کی جاتی ہے غرض اس سے حضرت عیسی کے بن باپ پیدا ہونے پر کسی طرح استدلال نہیں ہوسکتا (ایضا جلد ۲ ص ۳۴ بحوالہ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۴۰۸، ۴۰۹)

مرزا قادیانی کا مرید لکھتا ہے: فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ (حضرت مریم انہیں اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں) معلوم ہو کہ حضرت عیسی اس وقت حضرت مریم کی گود میں نہیں تھے بلکہ سوار ہو کر یروشلم میں داخل ہوئے تھے (بیان القرآن مولفہ محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور جلد ۲ ص ۱۲۱۱) حضرت عیسی تیس سال کے نوجوان تھے پرانے بزرگوں کے سامنے وہ بچہ ہی تھے اس لئے انہوں نے کہا کہ جو ہمارے سامنے کا بچہ ہے ہم اس سے کیا خطاب کریں اس کے سوا مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا کے کچھ معنی نہیں بنتے یہ زمانہ نبوت کا کلام ہے نہ پیدائش کے فوراً بعد کا (ایضا ص ۱۲۱۳، بحوالہ ائمہ تلبیس ج ۲ ص ۴۰۸، ۴۰۹)

درس نمبر۱۲ : مرزا کی طرف سے تمام انبیاء کی نبوت کا انکار

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء کے نام مجھے دے دیئے گئے ایک جگہ لکھتا ہے کہ: ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ'' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، روحانی خزائن ج۱۸ ص ۲۰۷) دوسری جگہ لکھتا ہے:

میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں اور یہ بھی فرمادیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے مگر میں پھر بھی متنبہ نہ ہوا (۱) اور براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میں نے وہی غلط

---

۱) اس عبارت میں قابل تنقید باتیں تو بہت ہیں، اتنا غور کریں کہ قادیانی کند ذہن اتنا تھا کہ اللہ کے سمجھانے سے بھی نہیں سمجھتا پھر معصوم اتنا ہے کہ غلط عقیدہ لکھ کر چھاپ رہا ہے اور معاذ اللہ خدا اس کو روک بھی نہیں رہا۔ ایسا شخص تو اس قابل نہیں کہ اس کو کسی معاملہ میں یا عقد نکاح میں گواہ بنایا جائے، [کہ ہوسکتا ہے کہ خود کو دلہن سمجھ لے اس کا باپ اس کے بارے میں کہتا تھا: اب آپ نے اس دلہن کو دیکھ لیا ہے۔ سیرۃ المہدی ج۲ ص ۸۰] یہ مجدد یا مہدی کیسے بن گیا؟ پھر ڈانٹا دوسروں کو ہے کہتا ہے مگر اب میں اس سخت دل قوم کا کیا علاج کروں کہ نہ قسم کو مانتے ہیں نہ نشانوں پر ایمان لاتے ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کی ہدایتوں پر غور کرتے ہیں (براہین احمدیہ حصہ پنجم در روحانی خزائن ج۲۱ ص۱۱۲) کھلا جھوٹ: قادیانی نے کہا آسمان وزمین نے نشان دکھائے (ایضا) اگر بالفرض یہ سچ ہو ہو تو بھی اِس کو نبی نہ مانیں، اِس کا دعوی قرآن وحدیث کے قطعاً خلاف ہے مرزائی آسمانی یا زمینی نشانات کی باتیں نہ کریں بلکہ قرآن وحدیث کے خلاف دعوی کی وجہ سے مرزا قادیانی کو فوراً کافر کہیں ورنہ نجات کی امید نہ رکھیں۔

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۶۰۶، ۶۰۷

عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور میری آنکھیں اس وقت تک بالکل بند رہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو نہ سمجھایا کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے اور وہ واپس نہیں آئیگا اس زمانہ اور اس امت کیلئے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے...... یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ ہی نہیں رکھا بلکہ ابتداء سے انتہاء تک جس قدر انبیاء علیہم السلام کے نام تھے وہ سب میرے نام رکھ دیئے گئے الخ (براہین احمدیہ حصہ پنجم در روحانی خزائن ج۲۱ ص ۱۱۱، ۱۱۲)

مرزائیوں کے ہاں قادیانی کے علاوہ کوئی نبی نہیں:

غور کریں کہ جن نصوص کی وجہ سے ہم حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر حضرات کو اللہ کے نبی مانتے ہیں اگر ان انبیاء کرام کے ناموں پر مشتمل ساری نصوص ہی قادیانی کے بارے میں ہو جائیں تو اُن حضرات کی نبوت کی کیا دلیل رہی؟ قرآن کریم کی جن آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اوپر دیکھئے قادیانی کہتا ہے وہ سب آیات میری طرف منسوب ہو گئیں تو بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ہمارے پاس کیا ثبوت رہا؟

قادیانی کے دعووں کے بعد قرآن میں تحریف:

پھر یہ بات بھی قابل غور کہ ”قرآن کی جو آیتیں پیشگوئی کے طور پر عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں قادیانی کی طرف منسوب ہو گئیں“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن میں پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی پیشگوئی تھی اور قادیانی اس کو مانتا تھا پھر اس نے ان سب آیات کے مفہوم کا انکار کر دیا، گویا قادیانی کے دعووں کے بعد قرآن میں تبدیلی شروع ہو گئی معاذ اللہ تعالیٰ۔

کلمہ طیبہ کی توہین:

آپ نے دیکھا کہ قادیانی کہتا ہے: ”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ میرے بارے میں نازل ہوئی اور یہ جملہ ہمارے کلمہ کا حصہ ہے تو جب یہ لوگ کلمہ پڑھ بھی قادیانی تک ہی رہ گئے نبی

علیہ السلام کو نہ مانا تو کب مانیں گے ایسا کفر تو ابوجہل اور ابولہب نے نہ کیا، یہود ونصاری نے نہ کیا ،قادیانی تو عبداللہ بن ابی اور فرعون سے بڑا کافر نکلا۔

غور کریں کہ ابوجہل: ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کا معنی تو صحیح کرتا تھا مگر تصدیق نہ کرتا تھا ان ظالموں نے معنی ہی بدل دیا اتنے بڑے کافر ہونے کے باوجود معصوم اور بے گناہ بنتے پھرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں ہم کافر کیوں ہیں ارے تم مسلمانوں والا کلمہ نہیں پڑھتے۔ مسلمان اس سے حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں تم قادیانی کی رسالت مراد لیتے ہو۔اور یہ کلمہ اذان واقامت میں ہے نماز میں ہے اس طرح قادیانی ان تمام شعائر اسلامیہ کا مذاق اڑاتے ہیں۔

درس نمبر ۱۴ : حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کی توہین

☆ قادیانی عیسائیوں کے بانی کو سچا رسول کہتا ہے (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۱۷۲) اور عیسائیوں کے بانی سے مراد وہی ہستی ہے جسے ہم عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں اور عیسائی یسوع کہتے ہیں۔ پھر ان کی توہین بھی خوب کرتا ہے۔ ذیل میں اس کی چند عبارتیں ملاحظہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے اس کی پناہ مانگیں۔

۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ الحدیث (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰)'' قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقیناً وہ زمانہ قریب ہے جب تم میں ابن مریم علیہ السلام حاکم عادل ہونے کی حیثیت سے نازل ہوں گے صلیب کو توڑیں گے خنزیر (سؤر) کو قتل کریں گے اور جنگ کا خاتمہ کریں گے''
مرزا قادیانی اس حدیث نبوی کا کثرت سے استہزاء کیا کرتا تھا چنانچہ اس کا بیٹا لکھتا ہے: حضرت مسیح موعود اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اُس

کو ملنے کیلئے اُس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سؤر مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کیلئے آیا ہے اور باہر سؤروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو سانسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۹۱، ۲۹۲)

[اس میں کئی کفریات ہیں ایک تو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین دوسرے نبی کریم ﷺ کی حدیث کا استہزاء پھر قادیانی نے ایک مرتبہ ایسے نہ کیا بلکہ اس کی عادت بنی ہوئی تھی، پھر زبانی استہزاء پر بھی اکتفا نہ کرتا تھا بلکہ ہنسا بھی کرتا تھا]

۲) ایک دفعہ کہنے لگا : عوام کے خیال میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ مسیح کا نزول جسمانی ہوگا اور اس روز عجب تماشہ ہوگا جیسا کہ غبارہ کاغذی جو آگ سے بھرا ہوا ہو بلندی سے نیچے کی طرف اترتا ہوا دکھائی دیوے ایسا ہی ان کے خیال میں مسیحؑ کا نزول ہوگا (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۸۱) اس میں گستاخانہ تشبیہ دے کر مذاق اڑایا ہے۔

۳) وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ (المائدہ:۷۵) کے بارے میں کہتا ہے کہ اس آیت میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صدیقیت (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۲۰) قرآن کریم میں اس مقام پر دونوں چیزوں کا اثبات مقصود ہے لیکن قادیانی نے اس عبارت میں حضرت مریم کی صدیقیت کی اہمیت گرانے کی کوشش کی ہے۔

۴) قرآن شریف سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کی ترقی آہستہ آہستہ مقدر ہے جیسا کہ فرمایا كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ [الفتح:۲۹] (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۷۴) یہ آیت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے بارے میں ہے قادیانی نے اس کو اپنے بارے میں لیا اس لئے کہ مسیح موعود سے اس کے ہاں اپنی ذات مراد ہوتی ہے۔ فوٹو سٹیٹ برصفحہ ۴۳۳، ۴۷۵، ۴۸۰، ۴۸۶

۵) قادیانی نے مسیحیت کا دعویٰ کیا پھر عیسائیوں کے سامنے معجزات مسیح کا انکار کر دیا (سیرۃ المھدی ج ا ص ۱۹۱) یہ اسلام کی ترجمانی نہیں اس کی توہین ہے ایک تو اس لئے کہ قادیانی مسیح نہیں دوسرے اس لئے کہ اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے معجزات دیئے تھے قادیانی نے خود کو مسیح کہنے کیلئے ان کا انکار کر کے دوہرا کفر کیا۔

٦) منشی عبدالعزیز اوجلوی مرزائی رات بھر مرزا کی خدمت کیلئے جاگتا رہا...... صبح کو قادیانی نے مجلس میں کہا کہ مسیح کے حواریوں میں اور ہمارے دوستوں میں ایک نمایاں فرق ہے ایک موقع مسیح پر تکلیف کا آتا تھا تو وہ اپنے حواریوں کو جگاتے ہیں اور کہتے ہیں جاگتے رہو اور دعائیں مانگو مگر وہ سو جاتے ہیں اور بار بار جگاتے ہیں مگر وہ پھر سو جاتے ہیں لیکن ہم اپنے دوستوں کو بار بار تاکید کرتے ہیں کہ سو رہو لیکن وہ پھر بھی جاگتے ہیں......... اس کے بعد مرزا بشیر احمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب قول پیش کر کے ان کی توہین یوں کرتا ہے: خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر حضرت مسیح ناصری کا یہ قول سچا ہے اور ضرور سچا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو ہر غیر متعصب شخص کو ماننا پڑے گا کہ جو شیریں پھل حضرت مسیح موعود کی صحبت نے پیدا کیا ہے وہ مسیح ناصری کی صحبت ہرگز پیدا نہ کرسکی (سیرۃ المھدی ج ۳ ص ۱۳۳) فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۳۵، ۴۷۹

راقم کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارئین کا یہ واقعہ قرآن و حدیث میں نہیں انجیل میں ہے [دیکھئے مرقس باب ۱۴ آیت ۳۷ تا ۴۲] جو ایک محرف کتاب ہے۔ اور وہ حجت نہیں، رہا یہ کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے مومن ہوئے اور قادیانی کو ماننے والے مرتد ہوئے اور جتنے زیادہ اُس کے خدمت گزار تھے اتنے ہی ایمان سے دور اور خدا کے دشمن تھے۔ یہ تقابل کس منہ سے کر رہیں ہیں۔ منشی عبدالعزیز کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوتا تو اس وقت قادیانی کا گریبان پکڑ لیتا مگر قادیانی کی صحبت کا کفر یہ اثر تھا کہ اتنے بڑے کفر کو سن کر نہ صرف برداشت کیا بلکہ اس پر فخر کرتا رہا۔

۷) اور اس بات پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ کیوں اس عاجز کو عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر بھیجا

گیا[کس نے بھیجا؟راقم] کیونکہ فتنہ کی صورت ایسی ہی روحانیت کو چاہتی تھی جبکہ مجھے قوم مسیح کیلئے حکم دیا گیا ہے تو مصلحتاً میرا نام ابن مریم رکھا گیا[کس نے رکھا؟راقم] آسمان سے نشان ظاہر ہوتے ہیں[کیسے نشان؟راقم]اور زمین پکارتی ہے[کیسے پکارتی ہے؟راقم] کہ وہ وقت آگیا ہے (سیرۃ المہدی ج۳ص۸۲)

راقم کہتا ہے کہ قادیانی کا نام عیسیٰ نہیں،وہ ابن مریم بھی نہیں آسمان وزمین سے اس کیلئے کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔اور اصل بات تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دعوی ختم نبوت کے بعد کسی کے دعوی نبوت پر غور نہ کیا جائے گا۔

۸) ایک مرزائی نے کہا کہ ہمارے امام یعنی مرزا قادیانی کے ساتھ مائدہ یعنی لنگر خانہ ہے (سیرۃ المہدی ج۳ص۸۷) یہ بات اس لئے کہی تا کہ کوئی مرزا قادیانی کو عیسیٰ علیہ السلام سے کمتر نہ کہے ۔یا اعلیٰ سمجھے یا برابر۔ اس لئے اس میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہے۔ چونکہ یہ بات قادیانی کی موجودگی میں کہی اور قادیانی نے اس سے منع نہ کیا اس لئے وہ بھی اس کفر میں شریک ہے۔

۹) ایک شخص نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے قادیانی کے بارے میں فرمایا: ھٰذَا عِیْسٰی اور یہ قادیاں میں رہتا ہے(سیرۃ المہدی ج۲ص۱۱۶) اول تو یہ واقعہ درست نہیں،اور اگر بالفرض ایسا خواب آیا ہی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے اَھٰذَا عِیْسٰی کیا یہ عیسیٰ ہے نبی ﷺ نے استفہام کے انداز میں بات کہی اس ظالم نے اس کو خبر سمجھ لیا۔

درس نمبر۱۴ : دیگر انبیاء کرام کی توہین

کسی غیر نبی کو انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ شمار کرنا انبیاء کی توہین ہے کیونکہ غیر نبی خواہ کتنا ہی عالم باعمل ہو،علم وعمل میں کسی طرح نبی کی طرح نہیں ہوسکتا اور قادیانی جیسے بے ایمان اور خائن کو انبیاء کے ساتھ ملانا تو بہت بڑی توہین ہے کیونکہ اس سے یہ تاثر ہوتا ہے کہ وہ ہستیاں

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۷۶، ۴۷۷

بھی معاذ اللہ ایسی ہی تھیں۔ ذیل میں مرزائیوں کی کچھ ایسی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

۱) مریدوں نے پوچھا کہ سب انبیاء نے بکریاں چرائیں کیا آپ نے بھی کبھی بکریاں چرائیں تو کہنے لگا صرف ایک مرتبہ تھوڑی دیر کیلئے بکریوں کو چرایا تھا (سیرۃ المہدی ج۱ ص۹۸ نیز ص۲۵۰) اس طرح انبیاء کرام سے تشبیہ دے کر قادیانی خود کو نبی کہہ رہا ہے۔

۴) مرزا کا بیٹا لکھتا ہے: حضرت مسیح موعود پر اس معاملہ میں خدا کا فضل حضرت موسیٰ سے بڑھ کر معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہاں تو انسانی طلسم کو مٹانے کیلئے حضرت موسیٰ کو کچھ دکھانا پڑا اور یہاں صرف دکھانے کا نام لینے پر ہی طلسم پاش پاش ہو گیا (سیرۃ المہدی ج۱ ص۱۵۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون جیسے ظالم کے جادوگروں کا مقابلہ کرنے کا شاندار واقعہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر مذکور ہے قادیانی کے معمولی واقعہ کو اس سے بڑھا دینا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واضح گستاخی اور صریح کفر ہے۔

۵) ایک مرتبہ قادیانی نے کہا: میں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں (سیرۃ المہدی ج۱ ص۱۶۵) غور کریں کس طرح خود کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور اپنے مریدوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ سے افضل قرار دیا حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب میں حضرت یوشع اور کالب [۱] بھی تھے (ابن کثیر ج۲ ص۳۹) مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کے بعد باتفاق تورات و تاریخ حضرت یوشع (علیہ السلام) منصب نبوت پر فائز ہوئے اور ان کے بعد ان کی جانشینی کا حق

---

۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان دونوں کا ذکر یوں کیا ہے: قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غَالِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورۃ مائدۃ:۲۳)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۲۸، ۴۳۲

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے دوسرے رفیق کالب بن یوحنا نے ادا کیا یہ حضرت موسیٰ کی ہمشیر حضرت مریم بنت عمران کے شوہر تھے مگر نبی نہ تھے (قصص القرآن ج ۲ ص ۱۸)

اشکال: حضرت مقدادؓ نے کہا تھا کہ ہم ویسے نہ کہیں گے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے کہا تھا تو انہوں نے بھی توہین کی تھی ان پر اعتراض نہیں تو قادیانی پر بھی اعتراض نہیں۔

جواب حضرت مقدادؓ نے صرف ان لوگوں کے بارے میں کہا تھا جنہوں نے جہاد سے انکار کیا اور قادیانی نے سب اصحاب پر اپنے مریدوں کو فوقیت دی اور فوقیت بھی کتنی؟ ہزار ہا درجہ بہتر۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مقداد نبی ﷺ کے صحابی تھے اور نبی کریم ﷺ موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اس لئے آپ کے صحابہ موسیٰ علیہ السلام کے عام صحابہ سے افضل تھے ہاں جن کو نبوت ملی وہ صحابہ کرام سے افضل تھے۔ جبکہ قادیانی بے ایمان تھا اس کا اپنے مریدوں کو موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ سے افضل کہنا کسی طرح کفر سے خالی نہیں۔ فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۴۳

۶) ایک اور جگہ قادیانی قرآن پاک کی ایک آیت کا معنی یوں بیان کرتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا وہ آنحضرت ﷺ کا بروز ہوگا اور اس کے اصحاب آنحضرت ﷺ کے اصحاب کہلائیں گے (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۷۴) اس میں واضح طور پر نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کی گستاخی ہے کہ قادیانی نے خود کو نبی علیہ السلام کہا اور اپنے مریدوں کو صحابہ۔

۷) کسی نے کہا قادیانی کے مریدوں میں صحابہ جیسی صفات نہیں ہیں مرزے کے لڑکے نے اس کے جواب میں کتاب کے کئی صفحے سیاہ کئے (دیکھیں سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۶۵ تا ص ۱۷۶) تا کہ مرزے کے مریدوں کو صحابہ جیسا بلکہ ان سے اعلیٰ ثابت کرے۔

۸) بال سفید ہونے میں نبی ﷺ سے ناجائز موازنہ کیا اور کہا کہ دماغی کام زیادہ کرنے کی وجہ سے قادیانی کے بال نبی کریم ﷺ کی نسبت جلد سفید ہو گئے تھے (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۱) معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی کو انبیاء کرام کے ساتھ موازنہ کئے بغیر چین نہیں آتا تھا۔

۹) ایک جگہ لکھا ہے: آداب مجلس رسول سے ناواقف عامی لوگ دیر دیر تک اپنے لاتعلق

قصے سناتے رہتے تھے (سیرۃ المہدی ج۱ص ۲۴۷) دوسری جگہ ہے: قادیانی کے دو مرید اونچی بولنے لگے تو قادیانی نے کہا: لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (سیرۃ المہدی ج۲ ص۳۰) میں کہتا ہوں کہ قادیانی نے اپنا الہام کیوں پیش نہ کیا ہمارے نبی ﷺ کے قرآن کی آیت کیوں پیش کی؟

۱۰) قادیانی نے ایک مثال دی کہ ایک بادشاہ نے کہا کہ اپنے کمال کا نمونہ دکھاؤ تو ایک کاریگر نے بہت عالیشان دیوار بنا کر نقش ونگار سے آراستہ کیا دوسرے کاریگر نے انتہائی چمکا دیا جب درمیان سے پردہ اٹھایا تو سب نقش ونگار اس میں آگئے...... قادیانی نے جب ظلی نبوت کا دعوی کیا تب مرید سمجھا کہ یہ تو اپنی مثال دی (سیرۃ المہدی ج۱ص۲۹۲) [دیکھا کہ قادیانی کس طرح پہلے سے ذہن سازی کرتا تھا(۱) تا کہ جو لوگ اس کی پہلی بات کو مان لیں دوسری سے انکار نہ کرسکیں]

مرزا بشیر اس قصہ کو نقل کر کے کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کمال اسی میں ہے کہ آپ نے اپنے لوح قلب کو ایسا صیقل کیا کہ اس نے سرور کائنات کے نقش ونگار کی پوری پوری تصویر اتار لی (ایضاً) راقم کہتا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی اتباع سے قادیانی کو نبی مانا کیا قادیانی کی اتباع سے بھی کسی کو مرزا قادیانی مانا۔ یہ کمال کسی مرزائی کو کیوں نہ مل گیا

---

(۱) پہلے سے ذہن سازی کی مثال

کسی لالچی کے پاس ایک عورت نے دینار امانت رکھ دیا کچھ عرصے کے بعد وہ عورت دینار لینے گئی تو اُس آدمی نے ایک درہم دیا اور کہا تیرے دینار کے ہاں یہ درہم پیدا ہوا وہ عورت خوشی سے درہم لے کر چلی گئی دو تین دفعہ اس نے ایسا کیا اس کے بعد جب وہ عورت گئی تو وہ شخص رو کر کہنے لگا کہ ولادت کے وقت تیرا دینار مر گیا عورت کہنے لگی بھلا دینار بھی مرا کرتا ہے وہ لالچی کہنے لگا تو نے اس کو مانا ہے کہ دینار کے ولادت ہوتی ہے تو اس کی موت کو کیوں نہیں مانتی۔

۱۱) ایک جگہ مرزے کا بیٹا نقل کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام [مراد قادیانی] کی بیعت میں داخل ہونا مسلمان ہونا نہیں تو اور کیا ہے؟ (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۰۰) اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ان کے ہاں اسلام وہ دین نہیں جو نبی کریم ﷺ لے کر آئے بلکہ ان کے ہاں اسلام وہ ہے جو قادیانی لے کر آیا۔

۱۲) مرزا بشیر احمد کا ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے ایک مضمون کے شروع میں لکھا: میرا دل چاہتا ہے کہ احمد ﷺ کے حلیہ اور عادات پر کچھ تحریر کروں (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۲۰) دیکھو اس عبارت میں قادیانیوں نے مرزے کو احمد ﷺ کہا۔

۱۳) میر اسماعیل ہی کہتا ہے: ایک بستہ میں مجھے ایک پرچہ ملا جس پر حضور کا اپنا دستخطی یہ مضمون لکھا ہوا تھا کہ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ سے یہ مراد ہے کہ جو لوگ اس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر نازل ہوئی اور اس وحی پر جو تجھ سے پہلے نازل ہوئی اور اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخر زمانہ میں مسیح موعود [مراد مرزا قادیانی] پر نازل ہوگی (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۴۸) دیکھیں اس عبارت میں قرآن کریم کی آیت میں کتنی بڑی تحریف معنوی کی ساری امت یہ کہتی ہے کہ آخرت سے مراد قیامت کا دن ہے قادیانیوں نے اس کے خلاف کر کے صریح کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۵۵، ۴۶۱

۱۴) ایک دفعہ کچھ لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ریویو میں حضرت صاحب کا اور احمدیت کی خصوصیات کا ذکر نہ ہو بلکہ عام اسلامی مضامین ہوں تا کہ اشاعت زیادہ ہو اخبار وطن میں یہ تحریک چھپی تھی اس پر حضرت صاحب نے نہایت ناراضگی کا اظہار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہمیں چھوڑ کر کیا آپ مردہ اسلام کو پیش کرو گے عبدالحکیم خان نے حضور کو لکھا تھا کہ آپ کا وجود خادم اسلام ہے نہ کہ عین اسلام مگر حضرت صاحب کے اس فقرہ نے اس کی تردید کر دی کہ دراصل آپ کا وجود ہی روح اسلام ہے۔ مرزا بشیر اس کے لکھتا ہے: خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مسئلہ بہت باریک ہے کہ کسی مذہب میں اس مذہب کے لانے والے کے وجود کو کس حد تک اور کس رنگ میں داخل

سمجھا جا سکتا ہے مگر بہر حال یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نبی کے وجود سے مذہب کو جدا نہیں کیا جا سکتا (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۱۱۶)

میں کہتا ہوں جس طرح سچے نبی کو مانے بغیر انسان مسلمان نہیں ہو سکتا اسی طرح جھوٹے کو نبی ماننے سے اسلام سے نکل بھی جاتا ہے یہ لوگ قادیانی کے وجود کو روح اسلام سمجھتے ہیں حالانکہ قادیانی کا وجود ضد اسلام تھا مرزا بشیر کی خط کشیدہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے ہاں اسلام وہ مذہب ہے جو قادیانی لے کر آیا، اس لئے ہم اس بات کے کہنے میں سچے ہیں کہ مرزائی سوائے مرزا قادیانی کے کسی کو نبی مانتے ہی نہیں ہیں۔

۱۵) مرزا قادیانی کہتا ہے ''اگر کوئی انسان فنا فی الرسول ہو جائے تو در حقیقت وہ وہی بن جاتا ہے'' (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۱۰۴، ۱۰۵) لیکن اس پر ہمارا سوال یہ ہے کہ جو مرزائی فنا فی القادیانی ہو گئے وہ مرزا قادیانی کیوں نہیں بن گئے؟ نبی ﷺ کی گستاخی ان کو برداشت ہے اپنے مرزے کی توہین نہیں۔ اور اگر یہ اپنے مرزے کے بارے میں ایسی باتیں مان بھی لیں تو ہمارا اسلام نبی ﷺ کے بارے میں کبھی ایسی خرافات کی اجازت نہیں دے گا۔

۱۶) ایک مرزائی ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: ابھی کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ دروازہ کھلا اور آفتاب رسالت بیت الشرف سے برآمد ہوا خاکسار درود پڑھتا ہوا آگے ہوا (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۹۸) قادیانی کو آفتاب رسالت کہنا نبی کریم ﷺ کی توہین ہے

۱۷) قادیانی کا ایک بیٹا کہتا ہے کہ میں نے بنی اسرائیل کے انبیاء کا حال پڑھا ہے اگر وہ ان حالات کی بناء پر نبی کہلانے کے مستحق ہیں تو میرے والد صاحب ان سے بہت زیادہ نبی کہلانے کے مستحق ہیں (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۳۷) فوٹو سٹیٹ برصفحہ ۲۷۸، ۲۸۱

قرآن وحدیث میں انبیاء بنی اسرائیل کے جو حالات مذکور ہیں قادیانی کے حالات یقیناً ویسے نہیں تھے۔ اور اگر وہ حالات مراد ہیں جو موجودہ توراۃ وانجیل میں ہیں تو وہ حجت نہیں۔ علاوہ ازیں اعلان ختم نبوت کے بعد کوئی آدمی کیسا ہی کیوں نہ ہو وہ نبی نہیں بن سکتا اس کے

حالات کو پرکھنے کی ضرورت نہیں۔ نیز اسلامی عقیدے کی بات کہ کسی غیر نبی کے حالات انبیاء سے بہتر ہوہی نہیں سکتے وہ خدا کے خاص چنے ہوئے بندے ہوتے ہیں: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (الانعام:١٢٤)

مرزا نے کہا سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ١١ در روحانی خزائن ج ١٨ ص ٢٣١) اور مرزائیوں نے اس جھوٹ کو مان لیا۔

قادیانی کے ساتھ انبیاء یا نبوت کا ذکر کرنے کی گستاخی کیلئے مزید دیکھئے (سیرۃ المہدی ج ٢ ص ٥٩، ٦٤، ٧٤، ٨١، ج ٣ ص ١١٤، ١٣١، ١٧٥، ٢٤٧، ٢٦٧، ٢٨٤)

درس نمبر ١٤ : ساری امت مسلمہ کی توہین

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی توہین:

اوپر یہ بات گذری کہ مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المہدی ج ا ص ١٦٥ تا ص ١٧٦ میں مرزا کے مریدوں کو صحابہ کرام جیسا یا ان سے بہتر ثابت کرنے کی کوشش کی اس کے علاوہ بھی جا بجا یہ لوگ صحابہ کرام کی توہین کرتے ہیں چنانچہ میر اسماعیل ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا: قریباً تمام اصحاب الصفہ اور مہمانان نے اپنے نام لکھ کر حضور کی خدمت میں پہنچا دیئے......اس کے بارے میں مرزا بشیر احمد کہتا ہے: مراد اصحاب الصفہ سے وہ اصحاب ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض صحبت کی خاطر اپنے وطنوں کو چھوڑ کر قادیاں میں ڈیرہ جمائے بیٹھے تھے (سیرۃ المہدی ج ٣ ص ٢٧)

اسلامی اصطلاح میں تو اصحاب الصفہ صحابہ کرام کی مخصوص جماعت ہے مرزائیوں نے اس عبارت میں صحابہ کرام کی توہین کی ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام کی محبت ایمان کی حصہ ہے ارشادِ نبوی ہے فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ (رواہ الترمذی مشکوۃ ص ٥٥٤) ''جس نے صحابہ سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے صحابہ سے محبت کی''۔

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ٥٧١،٤٧٢

اولیاء کرام کی توہین:

۱۹) حدیث قدسی ہے ''مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ ''(بخاری ج ص۹۶۳)''جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی میرا اس سے اعلان جنگ ہے'' اور مرزا قادیانی تو سب اولیاء کی توہین کرتا تھا آخرت میں اس کا اور اس کے پیروکاروں کا خدا ہی جانے کیا حشر ہوگا ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں کہتا ہے کہ خواب میں انہوں نے مجھے غسل دیا، نئی پوشاک پہنائی اور میرے بائیں طرف کھڑے ہو کر کندھے سے کندھا ملایا تو اس وقت دونوں برابر برابر رہے.....مرزا بشیر احمد کہتا ہے: یہ اوائل کا زمانہ ہوگا کیونکہ بعد میں تو آپ کو وہ روحانی مرتبہ حاصل ہوا کہ امت محمدیہ میں آپ سب پر سبقت لے گئے جیسا کہ آپ کا یہ الہام بھی ظاہر کرتا ہے کہ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا اور آپ نے صراحت کے ساتھ لکھا بھی ہے کہ مجھے اس امت کے جملہ اولیاء پر فضیلت حاصل ہے (سیرۃ المہدی ج۳ ص۱۶)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۶۹،۴۷۳

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے (پنجابی میں کہتے ہیں: نالے چور نالے چتر)

قادیانی نے اپنے مریدوں سے کہا مسلمانوں کے ساتھ نماز نہ پڑھو الگ نماز پڑھو جب وہ خود کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہیں تو مسلمانوں سے کیوں شکوہ کرتے ہیں کہ مسلمان ان کو کافر کہتے ہیں۔مرزے کا لڑکا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ حافظ محمد ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا کہ غالباً ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مسجد مبارک میں سوال کیا کہ حضور اگر غیر احمدی با جماعت نماز پڑھ رہے ہوں تو ہم اس وقت نماز کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا تم الگ نماز پڑھ لو اس نے کہا کہ حضور جب جماعت ہو رہی ہو تو الگ نماز پڑھنی جائز نہیں فرمایا کہ اگر ان کی نماز با جماعت عنداللہ کوئی چیز ہوتی تو میں اپنی جماعت کو الگ پڑھنے کا حکم ہی کیوں دیتا اُن کی نماز اور جماعت جناب الٰہی کے حضور کچھ حقیقت نہیں رکھتی اس لئے تم اپنی نماز الگ پڑھو (سیرۃ المہدی ج۳ ص۳۱، نیز دیکھئے اصحاب احمد ج۶ ص۱۳۰)

﴾سوالات﴿

س: قادیانیت میں دوسرے ادیان کے عقائد کیسے آگئے؟

س: شعر کی وضاحت کریں: قہوۂ حمد را سزد انور دار چینی ز نعت مصطفیٰ

س: حمد ونعت کا تلازم ثابت کریں نیز یہ ثابت کریں کہ جھوٹے مدعیان نبوت اور بہت سے کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

س: خالی جگہ پر کریں:

ہمارے اکابر کا مسلک ...... چیزوں کا...... ہے: اللہ کی محبت، رسول اللہ ﷺ کی ......، ......اور حدیث۔ ختم نبوت کا...... کبھی ...... کا دوست نہیں ہو سکتا، اللہ کا کوئی ...... ہی اس عقیدے کا...... کرے گا۔

س: ثابت کریں کہ اکثر مرزائی پہلے غیر مقلد تھے نیز یہ کہ قادیانیت شرک سے پاک نہیں۔

س: قادیانیت میں مشرکین، یہودیت، عیسائیت سے لئے ہوئے چند نظریات ذکر کریں۔

س: قادیانی نے یہودیوں کی کتابیں کس لئے منگوائیں؟ نیز اگلے باب کے درس نمبر ۳ کے حاشیہ سے ثابت کریں کہ قادیانی نے یہودی بن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔

س: سیرۃ المہدی میں مرزا کے الہام: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ کی کیا تاویل کی ہے نیز اس کا رد کیا ہے؟ نیز قادیانی نے پاک تثلیث کا کیا تصور پیش کیا؟

س: آریہ، مشبہہ، فلاسفہ، باطنیہ اور مہدویہ کون ہیں نیز اِن کے کچھ ایسے نظریات پیش کریں جن کو قادیانی نے اپنایا ہے۔

س: قادیانی کا کوئی ایسا نظریہ پیش کریں جس سے آریہ دھرم کو فائدہ ہوا۔

س: لَیْلَۃُ الْقَدْر کے معنی مرزا قادیانی نے کیا کئے ہیں؟

س: نصوص شرعیہ میں تاویل کب جائز ہوتی ہے؟ نیز جو کہتے ہیں نماز دل کی ہوتی ہے وہ

کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں؟

س: قادیانی نے مندرجہ ذیل نظریات کن لوگوں سے لئے؟

نبی ﷺ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی پیدا نہیں ہوگا، مجھے علم غیب پر قابو ہے، میرا وجود عین رسول اللہ ﷺ وجود ہوگیا، جو حدیث ہمارے الہام کے خلاف ہو ہم اسے ردی میں پھینک دیتے ہیں۔ مسیح موعود کو دیکھنے کی بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی۔ معاذ اللہ تعالیٰ

س: بابیت اور بہائیت میں کیا فرق ہے نیز قادیانیت پر ان کے اثرات پیش کریں۔

س: قادیانی نے کہا میرے دعویٰ الہام پر تیئس سال گزر گئے اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ قادیانی کی کتاب کا حوالہ دیں اور بتائیں کہ قادیانی سے پہلے کس کذاب سے اس سے استدلال کیا ہے؟

س: جہاد کو حرام کہنے کے بارے میں قادیانی اور بہاء اللہ کی عبارتیں ذکر کریں۔

س: نیچریت سے کیا مراد ہے نیز قادیانیت پر اس کا رنگ کیسے چڑھا؟

س: عمل الترب کیا ہے؟ اور قادیانی نے اس کی نسبت کس نبی علیہ السلام کی طرف کی ہے؟

س: وَمَا صَلَبُوْهُ اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ کی تفسیر میں قادیانی نے سرسید کے نظریہ کو اپنایا۔ دونوں کی عبارتیں تحریر کریں۔

س: واقعہ صلیب اور نفی معراج کے بارے میں سرسید اور مرزا قادیانی کی عبارات تحریر کریں

س: ثابت کریں کہ قادیانیوں کے ہاں انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کا کوئی ثبوت نہیں۔

س: کیا یہ سچ ہے کہ مرزائیوں کے ہاں قادیانی کے علاوہ کچھ قبول نہیں۔

س: قادیانی کی تحری سے ثابت کریں کہ وہ سمجھتا خود نہ تھا اور ڈانٹا دوسروں کو تھا۔

س: قادیانی نے ایسا کفر کیا جو ابو جہل نے نہ کیا وہ کیسے؟

س: دلیل سے بتائیں کہ قادیانی مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں یا اس کلمہ کا اور دیگر شعائر اسلامیہ کا مذاق اڑاتے ہیں؟

س: قادیانی کی وہ عبارت لکھیں جس میں اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا سچا رسول مانا پھر عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی توہین پر مشتمل عبارات نقل کریں۔

س: قادیانی نے حضرت مریم کے مقام کو گرانے کی کیسے کوشش کی؟

س: مرزا بشیر احمد کی اس کفریہ عبارت کا پس منظر لکھیں اور اس پر جاندار تنقید کریں: ''جو شیریں پھل حضرت مسیح موعود کی صحبت نے پیدا کیا ہے وہ مسیح ناصری کی صحبت ہرگز پیدا نہ کر سکی''۔

س: قادیانی نے کہا میں نے تھوڑی دیر بکریاں چرائی ہیں اس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کیسے ہوئی؟

س: قادیانی اور اس کے بیٹے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین کیسے کی؟

س: سیرۃ المہدی ج ا ص ۲۹۲ میں ظلی نبوت کو کیسے سمجھایا گیا پھر اس کی غلطی ظاہر کریں۔

س: قادیانیوں کی کچھ عبارتیں پیش کریں جن سے پتہ چلے کہ قادیانیوں کے ہاں اسلام وہ دین ہے جو قادیانی لے کر آیا۔

س: ثابت کریں کہ قادیانی روح اسلام نہیں بلکہ ضدِ اسلام تھا۔

س: اس جملے کی قباحت ذکر کریں: جو فنافی الرسول ہے وہ رسول بن جاتا ہے۔

س: قادیانی سے دیگر انبیاء کرام، صحابہ کرام اور ساری امت مسلمہ کی توہین ثابت کریں۔

س: قادیانی کے بیٹے کی اس عبارت پر تبصرہ کریں کہ میں نے بنی اسرائیل کے انبیاء کا حال پڑھا ہے اگر وہ ان حالات کی بناء پر نبی کہلانے کے مستحق ہیں تو میرے والد صاحب ان سے بہت زیادہ نبی کہلانے کے مستحق ہیں۔

س: اصحاب صفہ سے کون لوگ مراد ہیں اور مرزائیوں نے اس لفظ کو کن کیلئے استعمال کیا؟

س: شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی توہین پر مشتمل مرزائیوں کی عبارت ذکر کریں۔

س: ثابت کریں کہ قادیانی نے ساری امت مسلمہ کی نمازوں کو کالعدم قرار دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

﴿اقتباس از قصائد قاسمی﴾

☆) تو فخر کون ومکاں زبدۂ زمین وزماں (۱)
امیر لشکر پیغمبران شہ ابرار (قصائد قاسمی ص۵ شعر۶۲)

☆) تو بوئے گل اگر گل ہیں اور نبی
تو نور شمس اگر اور انبیاء ہیں شمس نہار
حیات جاں ہے تو، ہیں اگر وہ جان جہاں (۲)
تو نورِ دیدہ ہے اگر ہیں وہ دیدۂ بیدار (قصائد قاسمی ص۵ شعر۶۴،۶۵)

☆) جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں (۳)
تیرے کمال نہیں کسی میں مگر دو چار (قصائد قاسمی ص۵ شعر۶۸)

☆) نہ بن پڑا وہ جمال آپ کا سا ایک شب (قصائد قاسمی ص۶ شعر۸۷)
بھی قمر نے گو کہ کروڑں کئے چڑھاؤ اتار [یعنی آپ چاند سے زیادہ حسین ہیں]

---

۱) حضرتؒ نے ان اشعار میں نبی کریم ﷺ کو خطاب کیا [اور بسا اوقات غائب کو ذہن میں حاضر سمجھ کر اس کو خطاب کیا جاتا ہے، حاضر ناظر کا عقیدہ اس میں ہرگز نہیں ہے۔ دیکھئے اساس المنطق ج۲ص۴۴۸ تا ص۴۷۰] حضرتؒ نے نبی ﷺ کو سب انبیاء کا سردار مانا ہے اور حضرتؒ کے نزدیک اعلیٰ نبی ہونا آخر میں آنے کو مستلزم ہے تو اس طرح ان اشعار میں عقیدۂ ختم نبوت کا اظہار بھی ہے

۲) حضرت نے سب انبیاء کرام علیہم السلام کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی افضلیت کو یوں بیان کیا کہ اگر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام جہان کی جان ہیں تو آپ اس جان کی زندگی ہیں اگر وہ آنکھ ہیں تو آپ اس آنکھ کا نور ہیں۔

۳) یعنی آپ ﷺ کمالات میں تمام انبیاء علیہم السلام پر فائق ہیں، کتاب ''آیات ختم نبوت'' اور کتاب ''حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت'' میں حضرتؒ سے جا بجا ایسے مضامین نقل کئے گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ (الزخرف:۵۹)

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (الزخرف:۶۱)

باب نمبر ۷

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقائد اور قادیانی نظریات

﴿باب نمبر ۷ کا خلاصہ﴾

مسلمانوں کی طرح مرزا قادیانی پہلے اس کو مانتا تھا کہ عیسی علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے [براہین ج ۵ رخ ج ۱۲ ص ۱۱۱] اس کے گھر کا بچہ بچہ اس کا قائل تھا مگر بعد میں وہ اس عقیدہ سے منحرف ہو گیا [سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۳] اگر علمی طور پر اختلاف کرتا تو بھی غلط تھا کیونکہ ساری امت کے خلاف تھا لیکن اس نے اختلاف ہی نہ کیا بلکہ ایک طرف یہ کہا یہ عقیدہ ضروری نہیں (۱) دوسری طرف اس کو شرک قرار دیا (۲) اور خود عیسی ہونے کا مدعی بھی بن گیا۔

مرزائی مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں چونکہ ان کا مقصد ہے ہی اسلام سے دور کرنا اور اسلامی عقائد کے بارے میں شک میں مبتلا کر دینا اسلئے انہیں بولنے کا موقع نہ دیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ ہم عیسی علیہ السلام کے بارے میں تمام عقائد سے واقف ہوں اور اس کو بتائیں کہ دیکھ اگر بالفرض حیاۃ عیسی کا عقیدہ غلط ہی ہو تب بھی اتنے زیادہ عقائد تو ہمارے درست ہیں اور اگر بالفرض تمہارا یہ عقیدہ صحیح بھی ہو تب بھی اتنے زیادہ عقائد کے تم منکر ہو قادیانیو پہلے تم ان سب عقائد پر بات کرو جن کی وجہ سے قادیانی پکا کافر ٹھہرتا ہے۔ پہلے اپنا اور اپنے بڑے کا ایمان تو ثابت کرو باقی بات بعد میں ہوگی اس باب میں آپ دیکھیں گے کہ قادیانی ان تمام عقائد کا منکر ہی نہیں بلکہ معاذ اللہ ان کا مذاق اڑانے والا ہے۔

---

۱) مرزا کہتا ہے: مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۷۱) اگر امت میں کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے (حقیقۃ الوحی در روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۲ حاشیہ) مگر یاد رہے کہ ہمارے ہاں نزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ قطعی، احادیث متواترہ سے ثابت ہے (۲) مرزا کہتا ہے: **فمن سوء الادب ان یقال ان عیسی مامات وان ھو الا شرک عظیم** (الاستفتاء در روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

[redacted]

درس نمبر ۱ : عیسیٰ علیہ السلام کی بابت اسلامی عقائد اور مرزائی نظریات

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے ہوئے اس لئے آپ کی نسبت ماں کی طرف ہوتی ہے [سورۃ آل عمران] قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کیلئے باپ مانتا ہے [کشتی نوح رخ ج ۱۹ ص ۱۸، ازالہ اوہام رخ ج ۳ ص ۲۵۴، ۲۵۵] آپ کی والدہ اور آپ کی نانی نہایت پاکدامن اور عبادت گزار تھیں [سورۃ آل عمران] [قادیانی ان کی پاکدامنی کا منکر ہے (کشتی نوح رخ ج ۱۹ ص ۱۸، ضمیمہ انجام آتھم رخ ج ۱۱ ص ۲۹۱ حاشیہ) ☆ آپ نے اللہ کے حکم سے بہت چھوٹی عمر میں کلام کیا، مردوں کو زندہ کیا، اندھے اور کوڑھی کو شفادی [سورۃ آل عمران] [قادیانی کہتا ہے کہ آپ کا کوئی معجزہ نہ تھا ضمیمہ انجام آتھم رخ ج ۱۱ ص ۲۹۰، ازالہ اوہام رخ ج ۳ ص ۲۶۳] معجزہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نبی نہ تھے کیونکہ اللہ نے ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ دیا تھا ☆ آپ وجیہ یعنی بہت معزز تھے [سورۃ آل عمران] یہودیوں نے آپ کو سولی دینا چاہا تو اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہایت باعزت اپنی طرف اٹھالیا [سورۃ النساء] جبکہ قادیانی کے نزدیک آپ کو معاذ اللہ نہایت ذلت آمیز سلوک کے ساتھ سولی پر لٹکایا گیا جب آپ کو اتارا گیا تو نہایت گم نام طریقے سے کشمیر چلے گئے [ازالہ اوہام رخ ج ۳ ص ۲۹۵، ۲۹۶] ☆ اسلامی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں قیامت کے قریب دجال کو قتل کرنے کیلئے عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے [تفسیر البحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۳، الفقه الاکبر مع الشرح ص ۱۳۲ طبع کراچی] مرزا قادیانی اس کا بھی منکر ہے وہ کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور آنے والا مسیح میں ہی ہوں [سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۴۳] مرزائی اگر بات کریں تو ان تمام عقائد پر کریں صرف حیاۃ مسیح پر بات کرنا قطعاً انصاف نہیں وہ باقی عقائد کے بھی منکر ہیں ☆ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو جیسے مسلمانوں کے باقی عقائد درست ہیں حیاۃ مسیح کا عقیدہ بھی درست ہے اور جیسے مرزائیوں کے باقی عقائد باطل ہیں حیاۃ مسیح کے خلاف بھی ان کا عقیدہ باطل ہے۔

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵[illegible]، ۵۱۵، ۵۲۴، ۵۲۵

درس نمبر۲ : سورۃ البقرۃ میں ذکر عیسیٰ علیہ السلام

نمبر۱: ارشادفرمایا: قُولُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ج لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ز صلی وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (البقرۃ:۱۳۶) ترجمہ: کہہ دو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہم ان میں سے کسی ایک میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

نمبر۲: ارشادفرمایا: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ م مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقرۃ:۲۵۳) ترجمہ: یہ سب رسول ہیں ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے بعض وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا اور بعضوں کے درجے بلند کئے اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو صریح معجزات دیئے تھے اور اسے روح القدس کے ساتھ قوت دی تھی"۔

آیات کے مضامین کا خلاصہ:

ایک تو یہ پتہ چلا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے انبیاء کے ذکر فرمایا اور یہ بھی بتایا کہ اللہ نے ان کو صریح معجزات عطا فرمائے، پھر ہمیں دیگر انبیاء کی طرح ان پر ایمان لانے کا حکم دیا۔

ان آیات کے خلاف قادیانی نظریات:

ذیل میں قادیانی کی چند عبارات ملاحظہ ہوں جن میں اُس نے ان آیات کے خلاف ہی نہیں لکھا بلکہ ان کے مذاق اڑایا ہے۔

۱) مرزا قادیانی کہتا ہے:

میں آدمؑ ہوں میں نوحؑ ہوں میں ابراہیمؑ ہوں میں اسحاقؑ ہوں میں یعقوبؑ ہوں

میں اسمٰعیلؑ ہوں میں موسیٰؑ ہوں میں داودؑ ہوں میں عیسیٰ بن مریم ہوں میں محمد ﷺ ہوں (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۵۲۱ رخ جلد ۲۲ ص ۵۲۱)

قارئین کرام غور کریں جب وہ خود ہی سب کچھ بن گیا تو اُس کو پہلے انبیاء پر ایمان لانے کی کیا ضرورت؟ بلکہ وہ تو کہے گا کہ سب کچھ میں ہی ہوں قرآن میں جہاں آدم کا ذکر ہے وہ میرا ہے جہاں نوح کا ذکر ہے وہ میرا ہے جہاں ابراہیم کا ذکر ہے وہ میں ہوں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے انکار سے اوپر کونسا کفر ہوگا؟

یہ تاویل نہ چلے گی کہ ان عبارات کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی میں سب انبیاء کے کمالات تھے اول تو یہ باطل ہے اس میں منافقوں اور کافروں کے تمام کام پائے جاتے تھے دوسرے اس لئے کہ اس نے درج ذیل عبارت میں خود کو معاذ اللہ عیسیٰ علیہ السلام سے اوپر بتایا ہے وہ کہتا ہے:

فوٹو سٹیٹ برصفحہ ۵۹۸،۶۱۳

''اور میں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ ان سے زیادہ (چشمہ مسیحی ص ۲۳ رخ جلد ۲۰ ص ۳۵۴) بھلا جس کا یہ عقیدہ ہو اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کو ماننے اور ان کی وحی پر ایمان لانے کی کیا ضرورت؟ کیا ایسی عبارتیں ان آیات کا صریح استہزاء نہیں ہے؟

(۲) مرزا قادیانی کہتا ہے:

انبیاء اگرچہ بودہ اند بسے — من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ دادست ہر نبی را جام — داد آن جام را مرا بہ تمام
زندہ شد ہر نبی بآمدنم — ہر رسولے نہاں نہ پیراہنم
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین — ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

ترجمہ: ''اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے

کم نہیں ہوں خداوند نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دیا ہے میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہو گیا ہر رسول میری قمیص میں چھپا ہوا ہے مجھے اپنے وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے (نزول المسیح ص۱۰۰۔ رخ جلد ۱۸ص ۴۷۷،۴۷۸)

۳) میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں　　نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین ج۵ درروحانی خزائن ج۲۱ص۱۳۳)

۴) روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک　　میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار

(براہین ج۵ درروحانی خزائن ج۲۱ص۱۴۴) **فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۷۵،۵۷۶**

ان اشعار میں قادیانی نے تمام انبیاء کے برابر اپنے آپ کو کہا ہے۔ تکمیل دین تو نبی ﷺ کی آمد سے ہوئی (سورۃ المائدہ آیت ۳، بخاری ج۱ص ۱۰۵، مسلم ج۲ص ۲۴۸) قادیانی اس شرف کو اپنی طرف منسوب کر رہا ہے۔ مرزائی ان اشعار کی وجہ سے مرزا قادیانی کو سب انبیاء کے برابر مانتے ہیں تو پھر انہیں پہلے انبیاء کو ماننے کی کیا ضرورت؟ قرآن تو پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے اور قادیانی کو اپنی شیطانی وحی پر ناز کرنے سے فرصت نہیں۔ اور اگر مرزائی ان اشعار کو نہیں مانتے تو فوری طور پر مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر اس سے بیزار ہو جائیں۔

۵) مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ مرزا بشیر احمد کی عبارت نقل کرتے ہیں:

پس اب کیا یہ پرلے درجے کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ میں داود اور سلیمان زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے (کلمۃ الفصل ص ۱۱۷ مولفہ مرزا بشیر احمد ایم اے بحوالہ ''قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین'') میں کہتا ہوں کہ مرزا اپنے آپ کو انبیاء کرام کے ساتھ شامل نہیں کرتا بلکہ وہ تو خود کو ہی سب کچھ مانتا اس لئے مرزائیوں کو مرزا بشیر احمد کی اس عبارت پر گرفت کرنی چاہئے۔ مرزا تو خود ہی سب کچھ بنتا ہے اور لڑکے نے دیگر انبیاء کرام کا الگ سے ذکر کر دیا۔

درس نمبر ۳ : ٹیڑھے دل والوں کی نشانیاں قرآن کریم کی رو سے

ارشادفرمایا:

هُوَ الَّذِیٓ اَنۡزَلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ ج وَمَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ‎ؔ وَالرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ج وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ (7) رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَیۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَةً ج اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ (آل عمران ۷،۸)۔

ترجمہ: وہی ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری اس میں بعض آیتیں محکم ہیں (جن کے معنی واضح ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ ہیں (جن کے معنی واضح نہیں) سو جن لوگوں کے دِل ٹیڑھے ہیں وہ گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں حالانکہ ان کا مطلب سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہمارا ان پر ایمان ہے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہی ہیں اور نصیحت وہی لوگ مانتے ہیں جو عقلمند ہیں اے رب ہمارے جب تو ہم کو ہدایت کر چکا تو ہمارے دلوں کو نہ پھیر اور اپنے ہاں سے ہمیں رحمت عطا فرما بیشک تو بہت زیادہ دینے والا ہے۔

آیات کا شانِ نزول:

نجران کے عیسائیوں کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے بارے میں بات کی کہنے لگے قرآن پاک کی رو سے تم عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ مانتے ہو یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں ایک اہم ضابطہ بتایا گیا کہ قرآن کریم کی کچھ آیات محکمات ہیں کچھ متشابہات ہیں عقیدہ محکمات پر ہوتا ہے متشابہات کا وہ معنی لیا جائے گا جو محکمات کے خلاف نہ ہو (تفسیر عثمانی ص ۶۳

۶۴) پھر جن آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلوق ہونے کا ذکر ہے وہ محکمات ہیں اور جن آیات کو یہ پیش کرتے ہیں وہ متشابہات ہیں ان کا معنی محکمات کے مطابق کرنا ہوگا۔

محکمات کیا ہیں اور متشابہات کیا؟

مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں: حق یہ کہ وہ آیات جن کے ظاہری معنی کو ساری امت مانتی چلی آئی ہے ''محکمات'' ہیں (تفسیر عثمانی ص۷۲ ف ۶) متشابہات وہ ہیں جن کی مراد کے متعین کرنے میں کچھ اشتباہ واقع ہو (ایضاً ص۶۴ ف ۱)

متشابہات کے پیچھے پڑنے والے دل کے ٹیڑھے ہیں:

اوپر یہ بھی بتا دیا کہ جو لوگ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں وہ دل کے ٹیڑھے ہیں ان سے بچنا ضروری ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۷ تلاوت کی پھر فرمایا: فَإِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ (بخاری ج ۲ ص ۶۵۲، مسند احمد ج ۶ ص ۴۸) ''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن کی اللہ نے نشاندہی کردی ہے اس لئے ان سے بچ کر رہو'' مزید حوالہ جات کیلئے درمنثور کو (۱) دیکھیں۔

درس نمبر ۴ : مرزائی متشابہات کے پیچھے چلتے ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے اوصاف حسنہ کے بارے میں کس قدر محکم آیات ہیں مرزائی ان کی طرف دھیان نہ کریں گے، اور حیات مسیح کے خلاف بولیں گے بھی لکھیں

---

۱) علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں: اخرج عبد الرزاق وسعید بن منصور وعبد ابن حمید والبخاری ومسلم والدارمی وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجه وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن حبان والبیهقی فی الدلائل من طرق عن عائشة (الدر المنثور ج ۲ ص ۱۴۸)

گے بھی، حالانکہ ان کے بڑے نے خود لکھ دیا یہ کوئی اہم نہیں ہے (۱) ہر مجلس میں خود مرزا قادیانی

---

۱) یاد رہے کہ ہمارے ہاں نزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ قطعی ہے، احادیث متواترہ سے ثابت ہے لیکن مرزا کے بعض عبارات کی رو سے یہ کوئی اہم عقیدہ نہیں ہے چنانچہ ایک مقام پر مرزا کہتا ہے: مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جز و یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)

اہلِ اسلام اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ قادیانی نے ہمارے مطلب کی لکھ دی اول تو اس لئے کہ یہ عقیدہ قطعی ہے دوسرے اس لئے کہ قادیانی ہر موقع پر خود کو اونچا رکھنا چاہتا ہے چنانچہ جب اس کے دعوی مسیحیت کی وجہ سے کوئی اس پر تنقید کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے کونسا جرم کیا ہے یہ کوئی ایمان کا جز تو نہیں اس کی عبارت یوں ہے: ہم نے جو رسالہ فتح اسلام اور توضیح مرام میں اپنے کشفی والہامی امر کو شائع کیا ہے کہ مسیح موعود سے مراد یہی عاجز ہے میں نے سنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افروختہ ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ جو خارج اجماع اور برخلاف عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہے حالانکہ ایسا کرنا ے میں ان کی بڑی غلطی ہے، اول تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کا کوئی جز و یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں

(ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۷۱) نوٹ شیٹ برصفحہ ۵۰۸

ساری امت مانتی ہے کہ عیسیٰ بن مریم ایک خاص ہستی کا نام ہے مرزا قادیانی خود بھی مانتا ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریم نہیں ہے تو اب اس کا دعوی خلاف اجماع ہوا یا نہیں۔ پھر اُس کا یہ کہنا کہ ''یہ ایک پیشگوئی ہے اس لئے اس کا اسلام کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں'' سراسر غلط ہے جب نبی کریم ﷺ نے خبر دے دی تو ہمیں ایمان لانا فرض ہو گیا۔ بتایئے ''قیامت آئے گی'' کیا یہ پیشگوئی نہیں ہے اور کیا اس کو ماننا حقیقت اسلام میں داخل ہے یا نہیں۔

قادیانی کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے اپنے الہام سے (باقی اگلے صفحہ پر)

وفات عیسیٰ کا موضوع بیان کرتا تھا مرزے کا بیٹا کہتا ہے: ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی شاذ و نادر ہی مجلس ایسی ہوتی ہوگی جس میں ہر پھر کر وفات مسیح ناصری علیہ السلام کا ذکر نہ آجاتا ہو (سیرۃ المھدی ج ۳ ص ۳۰۴) مرنے سے پہلے بھی اس کو بیان کیا (رئیس قادیاں ج ۱ ص ۱۷۳) یہ اس کی دلیل ہے کہ ان لوگوں کے دل ٹیڑھے ہیں ان سے بچنا ضروری ہے اس سے دوستی بالکل نہ لگاؤ کاروباری تعلق بھی ان سے بغیر شدید مجبور نہ رکھو یہ تو کوئی مجبوری نہیں کہ اگر مرزائیوں کی مصنوعات نہ ہوں تو دکان میں تھوڑی سیل کم ہو جائے گی۔ کیا معلوم تمہاری سیل کی یہ کمی ہی تمہاری بخشش کا سبب بن جائے۔

مرزائیوں کے مصنف اور مناظر کہتے ہیں کہ قادیانی کا درجہ عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ ہے [مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۷۳۵] اصل بات یہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک اصل دین قادیانی کا لایا ہوا ہے ان کا معیار قادیانی ہے ہمارا معیار نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ محکمات ہیں جن کے ظاہری معنیٰ کے مراد ہونے پر ہر دور میں امت کا اجماع رہا ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)۔ یہ دعویٰ کیا ہے دلائل بعد میں تلاش کئے لہذا اس کا حیات عیسیٰ کے عقیدے کو خلاف اسلام کہنا نراسفسطہ ہے یوں کہے کہ میرے الہام کے خلاف ہیں

ایک اور بات پر غور کریں کہ نزول مسیح کو عقیدہ جو احادیث متواترہ سے ثابت ہے اس کو تو اس نے لکھ دیا کہ ایمانیات سے نہیں لیکن خود کے مسیح ہونے کا عقیدہ جو سراسر کفر اور اسلام کی ضد ہے اس کو یہ اصل ایمان کہہ رہا ہے اور جو کوئی اس کے دعووں کو نہیں مانتا مرزا قادیانی اس کو یہودی عیسائی اور مشرک کہتا ہے [نزول المسیح در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲ حاشیہ] اور حیات مسیح کے عقیدے کی بابت لکھتا ہے: فَمِنْ سُوْءِ الْاَدَبِ اَنْ یُّقَالَ اِنَّ عِیْسٰی مَا مَاتَ وَاِنْ هُوَ اِلَّا شِرْكٌ عَظِیْمٌ (الاستفتاء در روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰) ترجمہ: یہ بے ادبی کی بات ہے کہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور یہ تو بہت بڑا شرک ہے" مطلب یہ ہوا کہ جو اس کے الہام کو نہیں مانتا وہ مشرک ہے۔

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۶۱۵

اوصاف عیسیٰ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقائد کے بارے میں قادیانیوں کی کوئی کتاب نہیں جبکہ ہمارا ہر مسلمان بھائی ان عقائد کو مانتا ہے ہر مسجد میں تراویح کے اندر ان کو پڑھا اور سنا جاتا ہے درس قرآن دینے والے ان کو سناتے ہیں کوئی عالم تو کیا سادہ سا مسلمان بھی ان کا انکار کرنا تو کیا ان کے خلاف سوچ بھی نہیں سکتا۔

مرزا قادیانی تو اپنی ہر مجلس میں وفات عیسیٰ کو بیان کرتا تھا ہمیں چاہیئے کہ ہم اوصاف عیسیٰ علیہ السلام کو کثرت سے بیان کریں مساجد میں لکھ کر لگائیں اس موضوع پر خطبہ دیں، کانفرنسیں کریں اپنی اولاد کو یہ عقائد سمجھائیں۔

درس نمبر ۵ : مرزائیوں کی چال سے بچنے کا طریقہ

مرزائی فتنہ مچانے کیلئے ایسا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی چالوں سے محفوظ رکھے آمین ان کی چال یہ ہوتی ہے کہ اگر انسان کو حیات مسیح کے عقیدہ میں انسان کو شک واقع ہوگا تو وہ یہ سمجھے گا کہ مرزائی بڑا ذی علم ہے اس نے مجھے وہ بات سمجھائی جو دوسروں نے نہ سمجھائی تھی اس لئے دوسرے عقائد میں بھی اس پر اعتماد کرو۔ یاد رکھیں دیندار رہنے کیلئے سارے دین کے بارے میں شرح صدر ضروری ہے اور کفر وارتداد یہ نہیں کہ سارے دین سے بدظن ہو جائے بلکہ دین کے کسی مسئلہ سے بدظن ہو جانا اور کسی قطعی عقیدہ کی بابت شک میں پڑ جانا کفر میں جانے کا باعث ہو جاتا ہے۔ ان کی چال سے بچنے کا آسان طریقہ اکابر پر اعتماد ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کا ایک مرید تھا کسی عیسائی پادری نے اس کو ورغلانا شروع کیا مسلمان اس کی باتوں میں نہ آیا ایک دن پادری نے پوچھا تیرا تعلق کس سے اس نے کہا مولانا رشید احمد گنگوہی سے اس پر پادری نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا، مولانا عبدالشکور ترمذیؒ فرماتے ہیں جب پاکستان بنا مرزائیوں کا بڑا اثر تھا دیہاتوں کے دیہات مرزائی ہو رہے تھے سرگودھا کے کسی گاؤں میں مرزائیوں نے جا کر تبلیغ کی تو گاؤں والے کہنے لگے یہاں ساہیوال میں ایک قاری عبدالشکور

ہے اس کو کہو اگر وہ مان جائے تو ہم سب مرزائی ہو جائیں گے۔ ایک اللہ والے پر اعتماد کیا سب کا ایمان سلامت رہا۔ اس لئے آپ بھی اللہ والوں پر اعتماد کریں کسی اللہ والے کی بیعت کر لیں، نیز کسی قسم کا مسئلہ ہو علماء سے پوچھ کر عمل کریں، اگر کوئی شک میں ڈالے تو بھی علماء سے رجوع کریں۔ کسی عقیدہ کے بارے میں شک کو قریب نہ آنے دیں۔

مرزائی اکابر پر قطعاً اعتماد نہیں کرتے اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ آیات کی تفاسیر میں پہلے علماء کی اقوال اور ان کی تحقیقات ذکر نہیں کرتے، اور اگر کریں گے تو ہزار میں سے ایک کا حوالہ مفید مطلب نظر آئے اس کو لیں گے باقی سب کو ترک کریں گے۔

<u>حیات مسیح علیہ السلام پر گفتگو کب کی جائے؟</u>

ہم اس کے پابند نہیں کہ فریق مخالف کے متعین کردہ موضوع کو لیں بلکہ جو ہمارے دین ایمان کو بچانے کیلئے بہتر ہو ہم اس کو لیں گے اگر کوئی قادیانی حیات عیسیٰ کا عقیدہ سمجھنے کا ارادہ ظاہر کرے تو کہو کہ قادیانی تو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمام اسلامی عقائد کا منکر ہے حیات عیسیٰ پر بحث کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ اب اگر مرزائی کہے کہ چلو ٹھیک ہے ہم باقی عقائد مانتے ہیں ہمیں یہ مسئلہ سمجھا دو تو انہیں کہو اچھا پہلے یہ بتاؤ کہ قادیانی نے ان عقائد کے خلاف کس کس کتاب میں لکھا ہے وہ کتابیں تم دکھاؤ، ایک عبارت بھی چھپائی تو تم جھوٹے مکار۔ نیز یہ کہ اتنے عقائد کے خلاف اس نے لکھا تم نے قادیانی کے بارے میں یا مرزائیوں کے خلاف کیا کام کیا؟ کیا ان کو کافر کہا، گستاخ لکھا کیا تم نے مرزائیوں سے بائیکاٹ کیا؟

اب یہ کرو کہ مل جل کر تحریری بیان دو اور اخبار میں شائع کرو کہ مرزا غلام احمد قادیانی اس کی اولاد اور اس کے ماننے والے مرزائی لاہوری ہوں یا قادیانی پکے کافر ہیں اور ہمیں اخبار لا کر دو، اگر تیری بیوی مرزائی ہے تو اس کو چھوڑ دو، تیرا بیٹا مرزائی ہے تو اس کو نکال دو، وراثت سے ان کو عاق کرا اور ہمیں یہ تحریر دکھاؤ پھر بات کرنا۔ ورنہ ہم تیرے ساتھ اوصاف عیسیٰ علیہ السلام پہ بات کریں گے۔ پہلے اپنا، اپنے مرزے کا اور اپنے گروپوں کا ایمان تو ثابت کر۔

مرزائیوں سے گفتگو کرنے کے طریقے ان شاء اللہ اگلے صفحات میں آئیں گے۔

درس نمبر۳ : حضرت مریم کے ابتدائی واقعات

ارشاد فرمایا: إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ إِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (33) ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (34) إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ إِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ج إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (35) فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّيْ وَضَعْتُهَآ أُنْثٰى ط وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ط وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثٰى ج وَإِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّيْٓ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (36) فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّأَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا لا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ج ط كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ لا وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ج قَالَ يٰمَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا ط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (37) هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ج قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ج إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (38) فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ لا أَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (39) قَالَ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ط قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (40) قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ط قَالَ اٰيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ط وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ (41) وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ (42) يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (43) ذٰلِكَ مِنْ أَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ إِلَيْكَ ط وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُوْنَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ص وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُوْنَ (سورۃ آل عمران:۳۳ تا ۴۴)

ترجمہ: بے شک اللہ نے پسند کرلیا آدم کو نوح کو، اور ابراہیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو سارے جہان سے، جو ایک دوسرے کی اولاد تھے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے☆ جب عمران کی عورت نے کہا اے میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے سب سے آزاد کرکے میں نے تیری نذر کیا سو تو مجھ سے قبول فرما بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے☆ پھر جب اسے جنا کہا اے میرے رب میں نے تو وہ لڑکی جنی ہے اور جو کچھ اس نے جنا اللہ اسے خوب جانتا ہے اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے بچا کر تیری پناہ میں دیتی ہوں ☆ پھر اُسے اُس کے رب نے اچھی طرح سے قبول کیا اور اسے اچھی طرح سے بڑھایا اور وہ زکریا کو سونپ دی جب زکریا اس کے پاس حجرہ میں آتے تو اس کے پاس کچھ کھانے کی چیزیں پاتے کہا اے مریم تیرے پاس یہ چیزیں کہاں سے آئی ہیں اس نے کہا یہ اللہ کے ہاں سے آئی ہیں بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے☆ زکریا نے وہیں اپنے رب سے دعا کی کہا اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بے شک تو دعا سننے والا ہے پھر فرشتوں نے ان کو آواز دی جب وہ حجرے کے اندر نماز میں کھڑے تھے کہ بے شک اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ کے ایک حکم کی گواہی دے گا اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جائے گا اور صالحین میں سے نبی ہوگا ☆ کہا اے میرے رب میرا لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ میں بڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے فرمایا اللہ اسی طرح جو چاہتا ہے کرتا ہے کہا اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر، فرمایا تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین دن سوائے اشارے کے بات نہ کر سکے گا اور اپنے رب کو بہت یاد کر اور شام اور صبح تسبیح کر☆ اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! بے شک اللہ نے تجھے پسند کیا ہے اور تجھے پاک کیا ہے اور تجھے جہان کی عورتوں پر پسند کیا ہے☆ اے مریم! اپنے رب کی بندگی کر اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر☆ یہ غیب کی خبروں سے ہے ہم بذریعہ وحی تمہیں اطلاع دیتے ہیں اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جب وہ اپنا قلم ڈالنے لگے تھے کہ مریم کی کون پرورش

کرے اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جبکہ وہ جھگڑتے تھے"۔

آیات کریمہ کے مضامین پر ایک نظر:

انبیاء کرام علیہم السلام تو سب ہی واجب الاحترام ہیں نسب کے اعتبار سے اعلیٰ کردار کے اعتبار سے منفرد، قرآن کریم نے بہت سے انبیاء سابقین کے حالات وواقعات ذکر فرمائے تا کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں جن پہلوؤں کو ذکر فرمایا دیگر انبیاء کے واقعات کو ان پہلوؤں سے ذکر نہ فرمایا مثلاً آپ کی نانی کی نذر، پھر اُن کا اپنی بچی کو اور اس کی اولاد کو اللہ کی پناہ میں دینا، اللہ کا اس کو قبول کرنا، آپ کی والدہ کے بچپن کی کرامات ، آپ کی والدہ کی عصمت و پاکدامنی ، آپ کے حمل اور وضع حمل کے واقعات، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدائش کے بعد کے واقعات۔

سوچنے کی بات ہے کہ اللہ نے ان کو کیوں ذکر کیا شاید اس لئے کہ اللہ کے علم میں تھا کہ کچھ لوگ ایسے بھی آئیں گے جو خود کو اعلیٰ درجہ کے مسلمان کہہ کر ان پاک شخصیات کی توہین کریں گے۔ اللہ نے قرآن کریم میں ان حضرات کے صحیح واقعات کو پیش کر کے ہمیں بتا دیا کہ ان کے بارے میں بہت سوچ سمجھ کر بات کرنا، ان کی ذرا سی بے ادبی سے آخرت خراب ہو جائے گی۔ ان واقعات کو انسان معمولی نہ سمجھے۔ ذیل میں مرزا قادیانی کی ایک عبارت پیش کی جاتی ہے اس سے آپ فیصلہ کریں کہ مرزائی قرآن کو مانتے ہیں یا قرآنی مضامین کی تکذیب اور ان کی استہزاء کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کہتا ہے:

"دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا (ا) تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات ماہ کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی

ا) اشکال: مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے یہ جو کچھ لکھا عیسائیوں کے اعتراض کے الزامی جواب کے طور پر لکھا ہے قادیانی کا عقیدہ یہ نہ تھا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نامی ایک نجار سے نکاح کردیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا وہی عیسی یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا'' (چشمہ مسیحی ص ۲۶ در روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۳۵۵، ۳۵۶)

درس نمبر ۴ : عیسی علیہ السلام کی زندگی کے اہم واقعات

ارشاد باری ہے: إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ق صلی اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ (45) وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصّٰلِحِينَ (46) قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُونُ لِي وَلَدٌ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جواب: الزامی جواب اس کو کہتے ہیں کہ مخالف کے جواب میں اس کے مسلمات ذکر کئے جائیں قادیانی نے یہ جو باتیں لکھی ہیں عیسائیوں کی کتابوں میں ان کا ذکر نہیں ہے انجیل متی سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم کی منگنی ہوئی اور رخصتی سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ ہوگئی تھیں (انجیل متی باب ا آیت ۱۹ تا ۲۱) جبکہ قادیانی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا حمل معاذ اللہ حرامکاری کا نتیجہ تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ قادیانی نے یہودیوں کے کفریات کو نقل کیا ہے وہ خود کہتا ہے ''ہمارے قلم سے حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔ افسوس اگر حضرات پادری صاحبان تہذیب اور خدا ترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں نہ دیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی اُن سے بیس حصے زیادہ ادب کا خیال رہے (چشمہ مسیحی در روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۳۶ حاشیہ) مسلمانوں حضرت عیسی علیہ السلام بھی خدا کے رسول تھے جیسے نبی ﷺ کو برا کہنا کفر ہے اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کی گستاخی بھی کفر ہے۔ عیسائیوں کے مقابلہ میں یہودیوں کی گالیاں نقل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے عیسائیت کے مقابلہ میں یہودیت کو پسند کیا۔ اسلام سے اس نے کوئی تعلق نہیں رکھا۔

فوٹوسٹیٹ بر صفحہ ۵۹۹، ۶۰۰

وَلَمْ يَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ط قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ
كُنْ فَيَكُوْنُ (47) وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ (48) وَرَسُوْلًا
اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ ۵ لا اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ لا اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ
كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا م بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ
وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ لا فِیْ بُيُوْتِكُمْ ط اِنَّ
فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (49) وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ قف فَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوْنِ (50) اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (51) فَلَمَّا
اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ
اللّٰهِ ج اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ج وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (52) رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران ۴۵ تا ۵۳)

ترجمہ: جب کہا فرشتوں نے اے مریم! اللہ تجھ کو ایک بات کی اپنی طرف سے بشارت دیتا ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا دنیا اور آخرت میں مرتبے والا اور اللہ کے مقربین سے ہوگا ☆ اور لوگوں سے باتیں کرے گا جب وہ ماں کی گود میں ہوگا اور جبکہ وہ ادھیڑ عمر کا ہوگا اور نیکوں سے ہوگا ☆ مریم نے کہا اے میرے رب مجھے بیٹا کیسے ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا فرمایا اسی طرح اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو یہی کہتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتا ہے ☆ اور اللہ اس کو کتاب وحکمت سکھائے گا اور تورات وانجیل ☆ اور اس کو بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گا بے شک میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں کہ میں مٹی سے ایک پرندے کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا ہوا جانور ہوجاتا ہے اور میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مردے زندہ کرتا ہوں اور تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم کھا کر آؤ اور جو اپنے گھروں میں رکھ کر آؤ

بیشک اس میں تمہارے لئے نشانیاں ہیں اگر تم ایماندار ہو☆اور مجھ سے پہلی جو کتاب تورات ہے، میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور تا کہ تم کو بعض وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام تھیں اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو☆ بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے سو اسی کی بندگی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے☆ پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر معلوم کیا تو کہا کہ اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے (دین کی) مدد کرنے والے ہیں ہم اللہ پر یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہونے والے ہیں☆ اے ہمارے رب ہم اس چیز پر ایمان لائے جو تو نے نازل کی اور ہم رسول کے تابعدار ہوئے سو تو ہمیں گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔

ان آیات کے چند مضامین:

۱) ان آیات سے پتہ چلا کہ حضرت مریم نہایت پاکدامن تھیں دنیا میں بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو لوگوں کی نظر میں شریف ہیں لیکن حقیقت میں وہ پاکدامن نہیں پاکدامنی کا اس سے اوپر معیار نہیں کہ قرآن کریم میں کسی کو پاکدامن کہا گیا ہو حضرت مریم کی یہ شان ہے کہ اللہ نے بار بار قرآن کریم کی مختلف سورتوں میں ان کی پاکدامنی کو ذکر فرمایا ہے

۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی ایک نشانی تھے۔ ان کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی، اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ اکلوتے تھے اگر آپ کا کوئی بھائی یا بہن ہو تو قرآن کریم میں آپ ہی کو اللہ کی نشانی نہ کہا جاتا۔

۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وجیہ یعنی بڑے معزز تھے۔

۴) اللہ نے ان کو تورات وانجیل سکھائی

۵) آپ کو اللہ نے بہت سے معجزات عطا فرمائے مثلاً: آپ مٹی سے ایک پرندے کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا ہوا جانور ہو جاتا تھا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی آپ کے پاس تندرست ہو جاتے تھے، اللہ کے حکم سے آپ نے مردوں کو زندہ کر کے

دکھایا، آپ لوگوں کو بتادیا کرتے تھے کہ تم کھا کر آئے ہو اور کیا اپنے گھروں میں رکھ کر آئے ہو۔

<u>قادیانیوں کی طرف سے ان آیات کا استہزاء:</u>

مرزا قادیانی ان تمام عقائد قطعیہ کا منکر ہے، ذیل میں مرزا کی چند عبارات ملاحظہ ہوں:

۱) مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے تھے نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل نکاح کرلیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض (کشتی نوح ص ۱۶ اور روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۸) فوٹو سٹیٹ برصفحہ ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۲۴، ۵۷۸

۲) مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب مسیح کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں (کشتی نوح ص ۱۶، رح جلد ۱۹ ص ۱۸ حاشیہ)

۳) حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ رخ جلد ۳ ص ۲۵۴، ۲۵۵)

۴) آپ کی ان حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ رخ جلد ۱۱ ص ۲۹۰)

۵) عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی

معجزہ نہیں ہوا (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ رخ ص ۲۹۰ جلد ۱۱ حاشیہ)

۶) مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم، مفلوج، مبروص وغیر ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے (ازالہ اوہام در روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۶۳ در حاشیہ)

۷) الغرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور اس میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا (ایضاً) [عمل الترب سے مراد مسمریزم ہے]

۸) سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل [مراد پرزہ یا بٹن۔ راقم] کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام در حقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے (ازالہ اوہام در روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۵۴، ۲۵۵ حاشیہ)

۹) اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لئے ان آیات کے روحانی معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ امی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے (ازالہ اوہام در روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۵۵ حاشیہ)

۱۰) یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کیلئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی بہر حال یہ معجزہ (پرندے بنا کر اڑانے کا کام) صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔ (ازالہ اوہام در روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۶۳ حاشیہ)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲

۱۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے'' جنہوں نے ایک اسرائیلی فاضل سے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا اور یہودیوں کی تمام کتابوں طالمود وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا اور جن کی انجیل درحقیقت بائیبل اور طالمود کی عبارتوں سے ایسی پُر ہے کہ ہم محض قرآن شریف کے ارشاد کی وجہ سے ان پر ایمان لاتے ہیں ورنہ اناجیل کی نسبت بڑے شبہات پیدا ہوتے ہیں'' (چشمہ مسیحی در روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۷)

تنبیہ: اس کو یوں کہنا چاہئے تھا اصل انجیل تمہارے پاس موجود نہیں قرآن کہتا ہے لوگوں نے اس میں تحریف کردی اور جو اناجیل عیسائیوں کے پاس ہیں ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بعد والوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھی ہوئی سوانح حیات ہیں آسمانی سے نازل شدہ نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ انجیلوں کی کثرت کی۔

چنانچہ تیسری انجیل کے شروع میں ہے: چونکہ بہتوں نے اِس پر کمر باندھی کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں اُن کو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے اُن کو ہم تک پہنچایا اس لئے اے معزز تھیفلس میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے اُن کو تیرے لئے ترتیب سے لکھوں تا کہ جن باتوں کی تو نے تعلیم پائی اُن کی پختگی تجھے معلوم ہوجائے (لوقا کی انجیل باب ۱ آیت ۱ تا ۴)

چوتھی انجیل کے آخر میں ہے'' اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں ان کے لئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی (انجیل یوحنا باب ۲۱ آیت ۲۵)

لیکن یہ باتیں تو مرزا تب لکھتا اگر وہ مسلمان رہتا جب اس نے عیسائیت کے مقابلہ کیلئے یہودیت کو اختیار کرلیا تو اسے ایسی سچی باتیں بیان کرنے کی کیا ضرورت؟

درس نمبر ۵ : عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کی سازشوں سے بچانا

ارشاد فرمایا: وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (54) اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ(۱) وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (55) فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (56) وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (57) ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ (58) اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ(59) اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ (60) فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (61) اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (62) فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ (آل عمران۵۴تا۶۳)

ترجمہ: اور انہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے☆ جس وقت اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ بیشک میں تمہیں پورا لینے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور جو تیرے تابعدار ہوں گے انہیں ان لوگوں پر قیامت کے دن تک غالب رکھنے والا ہوں جو تیرے منکر ہیں پھر تم سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہوگا تو میں تم میں فیصلہ کروں گا جس بات میں تم اختلاف کرتے تھے☆ سو جو

---

۱) مرزائی اس کلمہ" مُتَوَفِّيْكَ " سے حضرت عیسیٰ کی وفات پر استدلال کرتے ہیں ان کی وجہ استدلال اور اس کا جواب ان شاء اللہ سورۃ النساء کی آیات کے تحت آئے گا۔

لوگ کافر ہوئے انہیں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا ☆ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اللہ انہیں پورا پورا ثواب دے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ☆ یہ آیتیں ہم تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں اور نصیحت حکمت والی ☆ بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے ہاں آدم کی سی ہے، اسے مٹی سے بنایا پھر اسے کہا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا ☆ حق وہی ہے جو تیرا رب کہے پھر تو شک کرنے والوں سے نہ ہو ☆ سو جو آپ سے اس واقعہ میں جھگڑے اس کے بعد کہ آپ کے پاس صحیح علم آ چکا ہے تو کہہ دیجئے کہ آؤ ہم بلا لیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے، اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر دل سے دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر ☆ بے شک یہی سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ ہی زبردست حکمت والا ہے ☆ پھر اگر وہ پھر جائیں تو بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو جانتا ہے۔

<u>شانِ نزول:</u>

عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اگر وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو تم بتاؤ وہ کس کا بیٹا ہے اس کے جواب میں یہ آیت [إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ] اتری کہ آدم کے تو نہ باپ تھا نہ ماں، عیسیٰ کے باپ نہ ہو تو کیا عجب؟ (تفسیر عثمانی موضح القرآن ص ۷۴) ان آیات میں عیسائیوں کو چیلنج بھی ہے کہ اگر اب بھی نہیں مانتے تو ہمارے ساتھ مباہلہ کر لو مباہلہ کیلئے نبی کریم ﷺ حضرت علی حضرت فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کو لائے بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد تھی (درمنثور ج ۲ ص ۲۳۳) لیکن عیسائی مباہلہ کیلئے تیار نہ ہوئے جزیہ دینے پر آمادہ ہوئے اس لئے مباہلہ کی نوبت نہ آئی (تفسیر عثمانی ص ۷۵)

یاد رہے کہ مباہلہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے اس لئے کہ اگر کسی اور نبی نے آنا ہوتا تو کہا جاتا کہ آنے والے نبی سے پوچھ لینا، آنے والے نبی کا ذکر نہ کیا بلکہ مباہلہ کا چیلنج کر دیا۔

کافر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی نہ دے سکے:

خط کشیدہ عبارتوں سے معلوم ہوا کہ کافر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر شہید کرنا چاہتے تھے اللہ نے وعدہ کہ میں بچاؤں گا اور کفار کے الزامات سے پاک کروں گا، اگر سولی پر لٹکا دیئے جاتے تو خدا تعالیٰ کی تدبیر ناکام ہو جاتی، اور ایسا ہو نہیں سکتا قادیانی کہتا ہے کہ ان کو سولی پر لٹکا دیا گیا پھر اتارا گیا اور علاج کے بعد آپ کشمیر چلے گئے وہاں تو کفار تھے تو ان سے پاک کیسے ہوئے؟

ان آیات کے انکار اور استہزاء پر مشتمل قادیانی کی چند عبارات:

۱) مرزا قادیانی کہتا ہے:

اور جس حالت میں برسات کے دِنوں میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قوی سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ (چشمہ مسیحی ص ۲۷، ۲۸ روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۳۵۶)

[سوچئے کہ اللہ کے عظیم انبیاء کیلئے ایسی تشبیہات کا ذکر کس قدر واضح گستاخی ہے، اللہ پناہ میں رکھے نقل کفر کفر نہ باشد لیکن اس کے باوجود ایسی عبارات نقل کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے]

۲) مرزا قادیانی کہتا ہے:

بعد اس کے مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آ گیا اور وہیں فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلہ خان یار میں اس کی قبر ہے (کشتی نوح در روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۵۷، ۵۸) اور تو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، زندہ کیلئے قبر ماننا خود گستاخی ہے۔

۳) مرزا نے مزید لکھا: فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۸۰، ۵۸۱، ۶۰۰

جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا ہے اسی وجہ سے کمال سادگی

سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے نسبت براہین میں لکھا ہے جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا (اعجاز احمدی درروحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۱۳)

(۴) مرزا مزید کہتا ہے:

حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ ان پر تہمتیں ہیں افسوس کہ اسلام بت پرستی سے بہت دور تھا لیکن آخر کار اسلام میں بھی بت پرستی کے رنگ میں یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کو ایسی خصوصیتیں دی گئیں جو دوسرے نبیوں میں نہیں پائی جاتیں خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس قسم کی بت پرستی سے رہائی بخشے عیسیٰ کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ کی زندگی میں اسلام کی موت ہے (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم درروحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۴۰۶)

اوپر آپ نے پڑھا کہ قادیانی خود بھی پہلے مسلمانوں والا عقیدہ رکھتا تھا اس عبارت میں وہ اِسی عقیدہ کو وہ بت پرستی اور اسلام کی موت قرار دے رہا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک قادیانی نے اپنا عقیدہ نہ بدلا اسلام معاذ اللہ مردہ رہا۔ چونکہ قادیانی خود عیسیٰ ہونے کے مدعی تھا اس لحاظ سے قادیانی کی زندگی میں اسلام مردہ تھا اس کے مرنے سے اسلام کو زندگی ملی چنانچہ اپنے مرنے سے چند گھنٹے پہلے قادیانی کہتا ہے: تم عیسیٰ کو مرنے دو کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۴۷)

(۵) قادیانی کہتا ہے:

موت عیسیٰ کی شہادت دی خدا نے صاف صاف — پھر احادیث مخالف رکھتی ہیں کیا اعتبار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم درروحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۱۴۶) **فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۲۱، ۶۱۰**

[ساری امت کو قرآن میں نہ ملا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے قادیانی کو بھی ۵۲ سال کی عمر تک نہ ملا، اس کو خدا کی صاف صاف شہادت کہیں گے یا قرآن پر افتراء ؟]

(۶) قادیانی مزید کہہ رہا ہے:

مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا   میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار (ایضاً ص ۱۴۷)

کسی مرہم کا نام ''مرہم عیسیٰ'' ہوگا قادیانی کہتا ہے کہ اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے اتار کر اس مرہم کے ساتھ ان کا علاج کیا گیا تھا اور یہ مرہم بھی معاذ اللہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی دلیل ہے۔ خدا جانے کسی مرہم کا یہ نام ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس وجہ سے اس کا یہ نام ہے، عیسیٰ نامی کسی حکیم نے اس کو تیار کیا ہو یا کسی نے تیار کر کے بطور تبرک کے اس کی نسبت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کردی۔ علاوہ ازیں ایسے ناموں سے کوئی عقیدہ تو ثابت نہیں ہوجاتا عقیدہ کے ثبوت کیلئے تو نص قطعی درکار ہے۔

پھر قادیانی نے اس پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ خود کو عیسیٰ علیہ السلام سے فوقیت دیتے ہوئے کہتا ہے کہ ان کی مرہم سے تو صرف ان کی ذات کو فائدہ ہوا تھا اور میری مرہم [مراد اس کا بنایا ہوا دین] سے ہر شخص کا فائدہ ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

بڑا بول تو ویسے ہی خدا کو ناپسند ہے مگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابلہ میں ایسی بات انسان کو یقیناً دوزخ کے نچلے گڑھے میں گرادینے والی ہے۔ فوٹوسٹیٹ بر صفحہ ۶۰۹

۷)   قادیانی پر اعتراض ہوا کہ اس نے اپنی تالیفات میں سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے مشتعل ہوکر مخالفین نے اللہ جل شانہ اور اُس کے رسول کریم کی بے ادبی کی اور پر دشنام تالیفات شائع کردیں (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۰۸) جواب دیتے ہوئے کہتا ہے

حضرت مسیح کی سخت زبانی تمام نبیوں سے بڑھی ہوئی تھی اور انجیل سے ثابت ہے کہ اس سخت کلامی کی وجہ سے کئی مرتبہ یہودیوں نے حضرت مسیح کے مارنے کے لئے پتھر اٹھائے اور سردار کاہن کی بے ادبی سے حضرت مسیح نے اپنے منہ پر طمانچے بھی کھائے اور جیسا کہ حضرت مسیح نے فرمایا تھا میں صلح کرانے نہیں آیا تلوار چلانے آیا ہوں سو انہوں نے زبان کی تلوار ایسی چلائی کہ کسی نبی کے کلام میں ایسے سخت اور آزاردہ الفاظ نہیں جیسے انجیل میں ہیں اس زبان کی تلوار چلنے سے

آخر مسیح کو کیا کچھ آزار اٹھانے پڑے ایسا ہی حضرت یحیی نے بھی یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو سانپ کے بچے کہہ کر شرارتوں اور کارسازیوں سے اپنا سر کٹوایا (ایضاً ص ۱۱۰)

ایک اور جگہ لکھتا ہے: **فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶**

اس جگہ مسیح کی تہذیب اور اخلاقی حالت پر ایک سخت اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ متی باب ۲۳ آیت ۳ میں وہ فرماتے ہیں کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہیں یعنی بڑے بزرگ ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ وہ لوگ یہودیوں کے مقتدا کہلاتے تھے اور قیصر کے دربار میں بڑی عزت کے ساتھ خاص رئیسوں میں بٹھائے جاتے تھے پھر باوجود اس سب باتوں کے انہیں فقیہوں اور فریسیوں کو مخاطب کر کے حضرت مسیح نے نہایت غیر مہذب الفاظ استعمال کئے بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ ان یہودیوں کے معزز بزرگوں نے نہایت نرم اور مؤدبانہ الفاظ سے سراسر انکساری کے طور پر حضرت مسیح کی خدمت میں یوں عرض کی کہ اے استاد ہم تم سے ایک نشان دیکھا چاہتے ہیں اس کے جواب میں حضرت مسیح نے انہیں مخاطب کر کے یہ الفاظ استعمال کئے کہ اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ وہ ان معزز بزرگوں کو ہمیشہ دشنام دہی کے طور پر یاد کرتے رہے کبھی انہیں کہا اے سانپو، اے سانپ کے بچو دیکھو متی باب ۲۳ آیت ۳۳ کبھی انہیں کہا اندھے دیکھو متی باب ۱۵ آیت ۱۴، کبھی انہیں کہا اے ریاکارو! دیکھو متی باب ۲۳ آیت ۱۳ کبھی انہیں فحش کلمات سے یہ کہا کہ کنجریاں تم سے پہلے خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل ہوں گی، اور کبھی ان کا نام سؤر اور کتا رکھا دیکھو متی باب ۲۱ آیت ۳۱۔ اور کبھی انہیں احمق کہا دیکھو متی باب ۲۳ آیت ۱۷ کبھی انہیں کہا کہ تم جہنمی ہو دیکھو متی باب ۲۳ آیت ۱۶۔ حالانکہ آپ ہی حلم اور خلق کی نصیحت دیتے تھے بلکہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اپنے بھائی کو احمق کہے جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا (ازالہ اوہام دررو حانی خزائن ج ۳ ص ۱۰۷، ۱۰۸)

غور کریں کہ انجیل ایک محرف کتاب ہے بغیر تنقید کے اس کی ایسی عبارات نقل کر کے قادیانی صراحۃً انبیاء کرام کی توہین کا مرتکب ہو رہا ہے، اس ظالم کو انبیاء کرام کی توہین اور ان کا

استہزاء منظور مگر اپنے اوپر تنقید برداشت نہیں۔

۸) مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے: حضرت عیسی شراب پیا کرتے تھے (۱) شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے (کشتی نوح رروحانی خزائن جلد ۱۹ حاشیہ ص ۷۱)

اسلام کی صحیح ترجمانی کی مثال:

حضرت نانوتویؒ نے عیسائیوں سے مباحثہ کے دوران اسلام کی صحیح ترجمانی کی آپ نے جہاں یہ ثابت کیا کہ آج کل نجات کا سامان بجز اتباع نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ اور کچھ نہیں۔ وہیں یہ بھی اعلان کیا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی بزرگی اور نبوت مسلم ہے ان کا منکر ہمارے نزدیک ایسا ہی کافر ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا منکر ہمارے نزدیک

---

۱) مرزائی کہیں گے یہ الزامی طور پر کہا۔ ذیل میں پوری عبارت دی جاتی ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ کسی کے جواب میں نہیں ہے بلکہ قادیانی کا عقیدہ ہی ایسا تھا چنانچہ وہ کہتا ہے:

''ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو۔ انسان کو تباہ کرنیوالی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجہ، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے ہو دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزار ہا تمہارے جیسے نشے کے عادی اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے'' (کشتی نوح رروحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۷۰، ۷۱) اس پر حاشیہ آرائی یوں کرتا ہے:

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں سو تم مسلمان کہلا کر کسی کی پیروی کرتے ہو قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا مرنا نہیں ہے؟ منہ (کشتی نوح رروحانی خزائن جلد ۱۹ حاشیہ ص ۷۱)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۸۳، ۵۸۴

کافر ہے۔

عیسائیوں پر اہل اسلام کی عملی فوقیت ثابت کرتے ہوئے حضرت نانوتویؒ نے فرمایا:

انجیل وتورات میں خنزیر کی حرمت موجود ہے ہم دعوی کرتے ہیں کہ اہل اسلام میں سے کوئی شخص سور کا گوشت نہیں کھاتا جو اِس جرم کا الزام اُس کے سر پر آئے اور نصرانیوں میں شاید ایسا کوئی ہو جو اس گناہ سے بچا ہو۔تورات وانجیل میں شراب کی ممانعت موجود ہے (دیکھئے کرنتھیوں باب ۵ آیت ۱۱۔راقم) اور ہم دعوی کرتے ہیں کہ اہل اسلام میں بہت کم اس بلا میں مبتلا ہوں گے اور نصرانیوں میں بہت کم آدمی اس بلا سے بچے ہوئے ہوں گے۔(مباحثہ شاہجہانپور ص۹۲ تا ۱۰۳)

درس نمبر۶ : قادیانی نے عیسائیوں کا جواب یہودی بن کر دیا

ارشادِ باری ہے: قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران:۶۴)

’’کہہ دیجئے اے اہل کتاب ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ سوائے اللہ کے اور کسی کی بندگی نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور سوائے اللہ کے کوئی کسی کو رب نہ بنائیں پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہو کہ ہم تو حکم کے ماننے والے ہیں‘‘

چند قابل غور باتیں:

نبی کریم ﷺ کا مرتبہ حضرت عیسی علیہ السلام سے یقیناً زیادہ ہے، علمی اور عملی معجزات میں حضرت عیسی علیہ السلام سے برتر ہیں، عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو اسلامی شریعت پر عمل کریں گے اس کے باوجود جب عیسائیوں سے گفتگو ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسی علیہ السلام کی عظمت کو مان کر جواب دیا اور یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ آپ نے عیسی علیہ السلام کی

شان میں کوئی نازیبا بات کہی ہو، دوسری طرف قادیانی کا کردار دیکھیں کہ باوجود اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کا امتی کہنے کے خود کو نمایاں کرنے کیلئے حضرت عیسی علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے۔

آیت کریمہ میں اللہ نے فرمایا کہ اگر وہ نہ مانیں تو تم کہو کہ ہم تو مسلم ہیں تمام مسلم مناظرین ایسا ہی کرتے رہے اور کرتے ہیں لیکن قادیانی جس کے مناظروں پر مرزائی فخر کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو مسلم کہنے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ مسیحیت کا دعوی بھی کرتا ہے۔

ان باتوں کا پس منظر کہ اس نے یہودیوں کے نظریات کو قبول کر کے حضرت عیسی علیہ السلام کی خصوصیات وفضائل کا انکار کیا اور ان پر الزام تراشی کی چنانچہ مرزا خود لکھتا ہے "ہمارے قلم سے حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں (چشمہ مسیحی در روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۳۶ حاشیہ)

اور نیچری بن کر قادیانی نے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیاۃ اور ان کے رفع ونزول کا انکار کیا مرزے کا لڑکا بشیر احمد کہتا ہے: مولوی نور دین خلیفہ اول اور مولوی عبد الکریم ابتداء میں سرسید کے بہت دلدادہ تھے مگر حضرت صاحب کی صحبت سے یہ اثر آہستہ آہستہ دھلتا گیا (از سیرۃ المھدی ج ۱ ص ۱۵۹) حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں درست نہ ہوئے بلکہ قادیانی بگڑ گیا

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۲۳۰،۲۳۱،۵۶۹

<u>لطیفہ:</u> ایک لڑکی کے سسرال والے کھالوں کا کاروبار کرتے تھے، گھر میں کھالوں کی وجہ سے بڑی بدبو رہتی تھی شادی کے بعد لڑکی نے شروع شروع میں بدبو کو بہت محسوس کیا آہستہ آہستہ وہ اُس ماحول کی عادی ہوگئی بدبو کی کراہت ختم ہوگئی تو ایک دن اپنی ساس سے کہنے لگی امی جب سے میں آئی ہوں اس گھر سے بدبو ختم ہوگئی، یہی حال مرزا قادیانی کا ہے اس کے ساتھی حکیم نوردین اور عبد الکریم نیچری یعنی معجزات کے منکر تھے یہ ان کی صحبت سے خود نیچری بن گیا اور سمجھتا یہ ہے کہ وہ اس کے پاس رہ کر دیندار بن گئے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

درس نمبر ۷: عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا حکم

ارشاد فرمایا: قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ص لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ز وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (آل عمران:۸۴) ترجمہ: کہہ دو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر نازل کیا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو اور سب نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ملا، ہم ان میں سے کسی کو جدا نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

قادیانی کی انبیاء کرام علیہم السلام سے بغاوت:

منشی غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو اپنی چالاکیوں کی وجہ سے ہمیشہ رسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے (تتمہ حقیقۃ الوحی در روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۵۷۵)

اس عبارت میں نوح علیہ السلام پر فوقیت تو ہے اگر یہ نہ بھی ہو تب بھی خود کو انبیاء کرام کے برابر بتانا اور یہ کہنا کہ مجھ پر جو اعتراض ہیں وہ پہلے انبیاء کرام پر ہیں یہ خود کفر ہے۔ سوچئے کہ ایسی عبارات لکھنا آیت کریمہ کے منشا کے مطابق ہو سکتی ہیں؟

نیز لکھتا ہے: پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا (براہین احمدیہ حصہ پنجم در روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۹۹)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۱۴

قادیانی گستاخ یہ بھی لکھتا ہے:

اور یوسف بن یعقوب کیلئے صرف ایک انسان نے گواہی دی مگر میرے لئے خدا نے پسند کیا کہ خود گواہی دے (براہین احمدیہ حصہ پنجم در روحانی خزائن جلد۲۱ ص ۹۸ نیز ص ۹۹)

درس نمبر ۸: گستاخیوں کی وجہ سے یہودیوں کا مردود ہونا

ارشاد فرمایا: وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا (156) وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ج وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا (157) بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (158) وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (النساء:۱۵۶تا ۱۵۹) ترجمہ: اور ان کے کفر اور مریم پر بڑا بہتان باندھنے کے سبب سے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کی جو اللہ کا رسول تھا حالانکہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں اُن کے پاس اس معاملہ میں کوئی یقین نہیں ہے محض گمان ہی کی پیروی ہے انہوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے اور اہل کتاب میں کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے گا اور قیامت کے دن وہ اُن پر گواہ ہوگا۔

آیات کی مختصر وضاحت:

یہود پر لعنت کے اسباب میں سے یہ بھی ہے انہوں نے کفر کیا، حضرت مریم پہ بہتان عظیم باندھا، اور یہ بھی کہ انہوں نے کہا ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کیا، اور ظاہر ہے کہ اللہ کی کسی سے رشتے داری تو نہیں جن کاموں کی وجہ سے یہود پر لعنت ہوئی اگر کوئی اور کرے تو وہ بھی

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۶۰۴،۶۰۵

لعنتی ہو جائے گا، مرزائی بہت سی آیات واحادیث بالخصوص ختم نبوت اور نزول مسیح کی نصوص قطعیہ سے کفر کرتے ہیں، حضرت مریم پر بہتان باندھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم نے عیسائیوں کے خدا یعنی اللہ کے رسول عیسی علیہ السلام کو مار دیا۔ اس لئے ان کے لعنتی ہونے میں کیا شک رہا؟

<u>یہود کی باتوں کا جواب:</u>

قرآن کریم نے جابجا حضرت مریم کی پاکدامنی کا اعلان فرمایا، یہود نے جو کہا ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ وہ قتل کر سکے نہ سولی دے سکے کسی اور کو ان کا ہم شکل بنا دیا گیا اور وہ مقتول و مصلوب ہوا اور عیسی علیہ السلام کو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور یہی اشتباہ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یقینی بات تو یہ ہے کہ یہود حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل نہ کر سکے بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے کیسے اٹھایا؟ اس کیلئے کچھ مشکل نہیں وہ عزیز ہے زبردست ہے کیوں اٹھایا؟ وہ حکیم ہے اُس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

سوال: سب اہل کتاب حضرت عیسی علیہ السلام پر کیسے ایمان لائیں گے؟

جواب: ایک معنی اس کا یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام جب دنیا میں نزول فرمائیں گے تو جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ ان پر ایمان لائیں گے (تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۳۶۷) دوسرا معنی یہ ہے کہ مرنے سے پہلے جب عالم برزخ سامنے نظر آنے لگتا ہے اس وقت تصدیق کریں گے اگرچہ وہ تصدیق معتبر نہیں (بیان القرآن ج ۲ ص ۱۷۱) اور قیامت کے دن عیسی علیہ السلام منکرین کے انکار پر گواہی دیں گے۔

اشکال: اگر عیسی علیہ السلام کا نزول ہوگا تو قیامت کے دن گواہی کا کیا مطلب؟ وہ تو اس سے قبل دنیا میں دیکھ لیں گے۔

حل: گواہی یہود کے خلاف دیں گے کہ انہوں نے آپ کی تکذیب کی، عیسائیوں کے خلاف کہ انہوں نے آپ کو شریک بنایا، رہا یہ کہ جب نازل ہو کر مشاہدہ کریں گے تو آخرت

میں گواہی کا کیا مطلب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب آئیں گے پھر تو عیسائی مسلمان ہو جائیں گے لیکن جو عیسائی کفر وشرک کی موت مرے اور یہ کہتے رہے کہ ہمیں عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تعلیم ہے آپ ان کے خلاف گواہی دیں گے کہ میں نے ان کو توحید کی طرف لگایا شرک انہوں نے خود شروع کیا (دیکھئے سورۃ المائدہ:۱۱۶، ۱۱۷)

درس نمبر ۹ : حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام کی مختصر بحث

امام نسفیؒ اور علامہ تفتازانیؒ لکھتے ہیں: وَالنُّصُوْصُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ تُحْمَلُ عَلٰى ظَوَاهِرِهَا مَا لَمْ يَصْرِفْ عَنْهَا دَلِيْلٌ قَطْعِيٌّ (شرح العقائد للنسفی ص۱۲۶) ''کتاب وسنت کی نصوص کا ظاہری معنی لیا جائے گا جب تک کہ ظاہری معنی سے کوئی قطعی دلیل نہ پھیر دے''۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں اَقُوْلُ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمُ الْاٰخِذُوْنَ فِي الْعَقِيْدَةِ وَالْعَمَلِ جَمِيْعًا بِمَا ظَهَرَ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَجَرٰى عَلَيْهِ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ (حجۃ اللہ البالغہ ج۱ ص۱۷۰) ترجمہ: ''میں کہتا ہوں کہ نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو عقیدہ اور عمل دونوں میں اس کو لینے والا ہو جو کتاب اللہ سے ظاہر ہو اور جس پر جمہور صحابہ اور تابعین چلے ہوں''۔

قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ کے معنی میں سرسری غور کیا جائے تو یہی سمجھ آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھا لئے گئے اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے۔ کوئی شخص جس کو قادیانیوں کے پیدا کردہ مغالطوں کی کچھ خبر نہ ہو، اس سے پوچھا جائے کہ درج ذیل قرآنی جملوں کا کیا معنی ہے؟ ''وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ'' ''انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا'' ''وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا، بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ'' ''انہوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا''۔ وہ یہی کہے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے زندہ آسمان پہ اٹھا لیا، اور اسی کو ظاہری معنی کہتے ہیں۔ جو شکوک

وشبہات پیش آتے ہیں وہ ایسے ملحدین سے تعلق کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔اوراوپر گزرا کہ مومن وہی ہوتا ہے جو بغیر شدید مجبوری کے نصوص کے ظاہری معنی سے گریز نہیں کرتا۔

ہر صدی کے مفسرین کی عبارات ان شاء اللہ "کتاب اوصاف عیسی علیہ السلام" میں ذکر ہوں گی اس جگہ مختصر طور پر یاد رکھیں کہ نبی ﷺ نے حضرت عیسی علیہ السلام کی الوہیت کے عقیدہ کو باطل کرنے کیلئے عیسائیوں کے وفد سے یہ تو فرمایا "اِنَّ عِیْسیٰ یَاْتِیْ عَلَیْہِ الْفَنَاءُ" کہ عیسی علیہ السلام پر موت آئے گی (تفسیر عثمانی ص ۶۳) مگر یہ نہ کہا: اِنَّ عِیْسیٰ اَتیٰ عَلَیْہِ الْفَنَاءُ" کہ وہ فوت ہو گئے تو تم ان کو رب کیوں مانتے ہو۔حالانکہ اگر وہ فوت ہو چکے ہیں تو دوسری بات کہنا زیادہ مناسب تھا۔

حافظ ابن کثیرؒ اور علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں: قَالَ الْحَسَنُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِلْیَھُوْدِ اِنَّ عِیْسیٰ لَمْ یَمُتْ وَاِنَّہٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۷، درمنثور ج ۲ ص ۲۲۵) حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے کہا سچی بات تو یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی اور وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹ کر آئیں گے"۔

درس نمبر ۱۰ :اقرار کے ساتھ انکار

گذشتہ باب میں آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۹۵، ۲۹۶ میں سرسید کی پیروی کرتے ہوئے "وَمَا صَلَبُوْہُ" کا ایسا معنی کیا جس میں صلیب کے انکار کے ساتھ ساتھ صلیب کا پورا پورا اقرار موجود ہے۔اس نے سولی پر موت کو نہیں مانا مگر سولی پر لٹکایا جانا تو مان لیا، آیت کریمہ میں اتنی واضح تحریف معنوی کر کے یہ عقل کے اندھے فخر کرتے ہیں کہ قادیانی نے عیسائیت کو شکست دے دی

ایک واقعہ سے وضاحت: حضرت مولانا عبدالعلیم جالندھریؒ سے سنا کہ انگریز کے زمانے

نوٹ: دیکھئے بر صفحہ ۵۱۴، ۵۱۵

میں ایک آدمی کسی وکیل کے پاس گیا کہ میرا بیٹا قتل کر بیٹھا ہے اس کو بچانا ہے وکیل نے کافی زیادہ فیس مانگی اور کہا تیرا بیٹا بچ جائے گا مگر میرے پاس نہ آنا، مقدمہ چلتا رہا ساری کاروائی بیٹے کے خلاف ہوتی گئی حتی کہ وہ دن بھی آیا کہ جج نے اس کے بیٹے کی پھانسی کا فیصلہ سنا دیا، اب باپ پریشان ہوکر وکیل کے پاس گیا وکیل نے کہا میں نے کہا تھا میرے پاس نہ آنا، وہ چلا گیا حتی کہ عدالت نے پھانسی کی تاریخ بھی دے دی مجرم کا باپ پھر پریشان ہوکر گیا وکیل نے کہا میں نے کہا تھا میرے پاس نہ آنا حتی کہ مجرم کو پھانسی لٹکانے کا وقت آ گیا پھانسی کے وقت جج بھی گیا تو وکیل بھی کتابیں اٹھا کر پہنچ گیا۔

جب جلاد نے مجرم کو پھانسی لٹکا دیا تو وکیل نے قانون کی کتابیں کھول کر شور مچا دیا کہ اس کو فوراً اتارا جائے اس لئے کہ سزا پوری ہوچکی ہے قانون کہتا ہے کہ ایسے مجرم کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا جائے اور یہ کام تو ہو چکا اگر زیادہ لٹکایا تو میں تم سب پر مقدمہ کردوں گا آخر وہ وکیل تھا اس کے پاس ڈگری تھی اس کی باتیں سن کر سارا عملہ کانپ گیا اور فوراً مجرم کو سولی سے اتارا یہ بات کی ہر طرف جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی ہوئی اوپر تک چلی گئی تب حکومت نے قانون یوں بنایا کہ ایسے مجرم کو سولی پر لٹکایا جائے یہاں تک کہ اس کی جان نکل جائے۔

اب عدالت نے دوبارہ اس مجرم کو سزا دینا چاہی تو اس وکیل نے کہا اس کو تو سزا مل چکی ہے دوبارہ سزا دینے کا کوئی جواز نہیں،، تمہارا یہ قانون اگلے مجرموں کیلئے ہے یہ کہہ کر وہ پہلے مجرم کو زندہ باہر لے آیا۔

اس سارے واقعہ کا مقصد یہ ہے کہ جس کے بارے میں یہ مان لیا کہ اسے سولی پر لٹکایا گیا تو خواہ وہ زندہ سلامت بچ جائے یا سولی پر اس کی جان نکل جائے دونوں صورتوں میں ایسے شخص کے بارے میں ’’ مَا صَلَبُوْہُ ‘‘ تو درست نہیں ہے۔ قادیانی نے آیت کریمہ کی جو وضاحت کی اس کے مطابق مرزائی آیت کریم کا منکر بن چکا ہے۔

☆☆☆☆☆

درس نمبر ۱۱ : اس موضوع سے متعلق چند اور ابحاث

مرزا کے کلام کا شدید تعارض:

نزول عیسی بن مریم علیہ السلام کے بارے قادیانی کی کتابوں میں مختلف باتیں پائی جاتی ہیں کہیں وہ نزول عیسی علیہ السلام کا قائل نظر آتا ہے کہیں اس کو ممکن مانتا ہے کہیں اس کا انکار کرتا ہے اور کہیں اس کو شرک کہہ دیتا ہے۔ وہ شروع میں نزول عیسی علیہ السلام کا قائل تھا، اگرچہ اس نے مسیح ہونے کا دعوی بعد میں کیا لیکن اس کے جراثیم اس میں پہلے ہی پائے جاتے تھے جیسا کہ براہین کے ابتدائی حصوں سے سمجھ آتا ہے، گویا اس نے ایک خفیہ پروگرام کے تحت بالترتیب کاروائیاں ڈالیں، ذیل میں اس کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں:

۱) اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں لکھتا ہے:

اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو اُن کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا...... [اس عبارت میں صراحت کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ آنے کو لکھا ہے] اس کے بعد لکھتا ہے......

لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسی کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہ عاجز بھی اُس جلیل الشان کے احقر خادمین میں سے ہے جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے <u>اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد</u>

ہے ﷺ سو چونکہ اس عاجز میں حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اس کی زندگی میں بعد وفات ہو (براہین جلد ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۵۹۴ حاشیہ در حاشیہ)

اس عبارت میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا قول کرنے کے بعد خود کو عیسیٰ علیہ السلام کے انتہائی مشابہ بتایا اور مشابہت کی وجہ صرف امت محمدیہ سے ہونا بتائی، اس طرح تو امت محمدیہ کا ہر فرد اس کا مصداق ہے قادیانی کی کیا خصوصیت رہی جو وہ اس پیشگوئی میں شریک ہوا خط کشیدہ الفاظ میں دیکھئے اس نے کس بے باکی کیساتھ اپنے لئے نبی ﷺ کے اسماءِ گرامی کو استعمال کیا۔

☆) اسی کتاب میں لکھتا ہے:

وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کیلئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا (براہین احمدیہ ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۱، ۶۰۲ حاشیہ در حاشیہ)

اس عبارت میں بھی مرزا نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کو واضح الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔

۳) ایک اور جگہ لکھتا ہے: **فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷**

اور در حقیقت یہ ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جاوے اور چونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اس لئے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے (چشمہ معرفت در روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۹۵)

اس عبارت میں اس نے نزول مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی کا خود کو مصداق قرار دیا ہے۔

۴) نیز کہتا ہے: قرآن کی تین آیات میں وفات مسیح کا ذکر ہے (از توضیح مرام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۵۴)

۵) یہ بھی لکھتا ہے: فَمِنْ سُوْءِ الْاَدَبِ اَنْ یُّقَالَ اِنَّ عِیْسٰی مَامَاتَ وَاِنْ ھُوَ اِلَّا شِرْکٌ عَظِیْمٌ [ترجمہ: یہ کہنا کہ عیسی علیہ السلام فوت نہیں ہوئے شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھاجانے والی چیز ہے اور عقل کے خلاف ہے] (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۹ رخ جلد ۲۲ ص ۶۶۰)

اس طرح تو قادیانی بھی ۵۲ سال کی عمر تک شرک کرتا رہا

<u>مرزا کے الہام یا اس کی تحقیقات قابل غور نہیں:</u>

مرزائی کہہ دیتے ہیں کہ مرزے نے جو عیسی علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ لکھا یہ الہام سے پہلے لکھ دیا تھا الہام کے بعد اس کا عقیدہ بدل گیا (دیکھئے توضیح مرام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۵۱) اس کا جواب یہ ہے کہ علماءِ حق نے جب مرزا کو کافر کہہ دیا [اور مرزا نے اُن کو کافر کہہ کر اپنی جماعت سے جدا مان لیا اس طرح مرزا اپنی جماعت سمیت ساری امت مسلمہ سے کٹ کر الگ ہو گیا، نیز یہ بات ثابت ہو چکی کہ قادیانی نے اس موضوع پر جو لکھا یہودی یا نیچری بن کر لکھا] تو اُس کی نام نہاد تحقیقات یا اُس کے الہامات ہمارے لئے قطعاً قابل غور نہیں اُن کو قبول کرنا تو بڑی بات ہے۔

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۰۱

مرزائیوں سے ہم یہ مطالبہ نہ کریں گے کہ تم نے جو معنی کئے ہیں وہ کسی مجدد سے ثابت کرو اس لئے جیسے کسی ہندو یا سکھ کو مسلمانوں کے داخلی اختلافات میں دخل دینے کی اجازت نہیں کسی آیت یا حدیث کی شرح کا ان کو حق نہیں فتوی دینے کی اجازت نہیں ایسا بلکہ اس سے بھی برا قادیانیوں کا حال ہے، ان کی کیا اوقات جو آیات واحادیث کے معانی میں دخل دیں۔

<u>ایک اہم مغالطہ اور اس کا جواب:</u>

ارشادِ باری ہے: ''اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ'' قادیانی

کہتے ہیں کہ آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دے کر روحانی طور پر اپنی طرف اٹھانے والا ہوں دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مُتَوَفِّيكَ کا معنی ہے مُمِيتُكَ (بخاری ج۲ص۶۶۵) مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ترجمہ یوں کیا ہے: جبکہ اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور میں تم کو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں"۔

جواب: متوفی کئی معنی میں مشترک ہے اور کسی معنی کے اعتبار سے بھی یہ آیت اس کی دلیل نہیں بنتی کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ چند معانی درج ذیل ہیں:

۱) میں لوں گا تجھ کو اور اٹھالوں گا اپنی طرف (ترجمہ حضرت شیخ الہند ص۷۲) مطلب واضح ہے کہ کافر آپ کو شہید نہ کر سکیں گے میں اٹھا کر ان سے دور کر دوں گا۔

۲) میں تجھ پر نیند مسلط کر کے جسم سمیت اٹھالوں گا چنانچہ حضرت حسن بصریؒ سے اس کی تفسیر یوں منقول ہے: اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ یَعْنِیْ وَفَاةَ الْمَنَامِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِهٖ ، قَالَ الْحَسَنُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْیَهُوْدِ اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ وَاِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَیْكُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ (تفسیر ابن کثیر ج۱ص۳۶۷، درمنثور ج۲ص۲۲۵) میں آپ کو سلا دوں گا، اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی نیند کی حالت میں اٹھالیا، حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے کہا سچی بات تو یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی اور وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹ کر آئیں گے"۔

۳) میں تجھے وفات دوں گا اس وقت آیت کریمہ میں دو وعدے ہیں ایک وفاۃ دینے کا دوسرا اٹھانے کا دوسرے وعدہ کے پورا ہونے کی سورۃ النساء میں خبر دے دی گئی ارشاد فرمایا بل رفعه الله اليه دوسرے وعدہ کے ماضی میں پورا ہونے کا کہیں ذکر نہیں [متوفی اسم فاعل کو صیغہ ہے جو عام طور پر حال یا مستقبل کیلئے ہوتا ہے] دوسرا وعدہ نزول کے بعد پورا ہوگا۔ آیت کریمہ کا معنی یہ ہوا کہ فی الحال اٹھاؤں گا بعد میں وفاۃ دوں گا مخالفین آپ کو قتل نہ کر سکیں گے۔ اگر اُس زمانے میں آپ کی وفات مان کر روحانی طور پر مرتبہ کی بلندی مانی جائے تو مخالفین کا مقصد پورا

ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی تدبیر سب سے بہتر کیسے ہوئی جس کا سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۵۴ میں ذکر ہے۔

۴) مرزا قادیانی نے اپنے الہامات میں ایسا جملہ بھی ذکر کیا اوراُس کا معنی یوں کیا ہے:''میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا (براہین احمدیہ ج ۴ درروحانی خزائن ج ۱ص ۶۲۰) ظالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ایسا معنی کیوں نہ کیا؟ وہاں اس کو موت ہی کیوں سوجھتی ہے؟

☆ مرزائی کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیا کھاتے ہیں؟ وہی کھاتے ہیں جو قادیانی کے دعوی مسیحیت سے قبل کھاتے تھے۔اصل بات یہ ہے کہ کوئی شخص بھی ہر وقت کھاتا پیتا نہیں، اس طرح ہر شخص تھوڑی دیر سانس روک سکتا ہے جو اللہ ہم جیسے انسان کو ان اوقات میں زندہ رکھتا ہے جن میں ہم کچھ کھاتے پیتے نہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ انسان سالہا سال نہ کھائے نہ پیئے اور زندہ رہے؟ اسی طرح جب انسان تھوڑی دیر سانس نہ لے تو جو خدا اس وقت انسان کو مرنے نہیں دیتا وہ بیشک اس پر قادر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا کے آب وہوا سے دور زندہ رکھے۔

درس نمبر۱۲:عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو سے روکنا

۱) ارشادفرمایا: يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ قف وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (171) لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۤئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا (172) فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا

نوٹ: سٹیٹ پر صفحہ ۴۹۹

الَّذِيْنَ اسْتَنكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۵ لا وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (النساء:۱۷۱تا۱۷۳)

ترجمہ: اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حد سے نہ نکلو اور اللہ کی شان میں سوائے پکی بات کے نہ کہو بیشک مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کا رسول ہے اور اللہ کا ایک کلمہ ہے جسے اللہ نے مریم تک پہنچایا اور اللہ کی طرف سے ایک جان ہے سو اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں اس بات کو چھوڑ دو تمہارے لئے بہتر ہوگا بے شک اللہ اکیلا معبود ہے وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اُسی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ کارساز کافی ہے ☆ مسیح خدا کا بندہ بننے سے ہرگز عار نہیں کرے گا اور نہ مقرب فرشتے اور جو کوئی اس کی بندگی سے انکار کرے گا اور تکبر کرے گا تو وہ ان سب کو اپنی طرف اکٹھا کرے گا پھر جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے اچھے کام کئے ہوں گے انہیں تو ان کا پورا ثواب دے گا اور انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا اور جن لوگوں نے انکار کیا اور تکبر کیا انہیں درد دینے والا عذاب دے گا اور وہ اللہ کے سوا اپنے واسطے کوئی دوست اور مددگار نہ پائیں گے۔

مختصر وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں الوہیت مسیح کے عقیدہ کا رد کیا لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ ان آیات میں جابجا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کا اظہار کیا ان کو اپنا رسول اپنا کلمہ اور روح فرمایا ان کی والدہ کی پاکدامنی کا اعلان فرمایا نیز یہ بھی فرمایا کہ وہ ان عظمتوں کے باوجود اللہ کی بندگی سے ہرگز عار محسوس نہ کریں گے۔ اور آپ دیکھ چکے ہیں کہ قادیانی ان تمام حقائق کا منکر ہے۔

۲) ارشاد فرمایا: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ط وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ط يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (المائدۃ:۱۷)

ترجمہ: بیشک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی مسیح بن مریم ہے کہہ دیجئے پھر اللہ کے سامنے کس کا بس چل سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ مسیح بن مریم اور اس کی والدہ اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کر دے اور آسمانوں اور زمین میں ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے واسطے ہے جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مختصر وضاحت:

اس آیت کریمہ میں الوہیت مسیح کے عقیدہ کا عقلی دلیل کے انداز میں یوں رد کیا کہ اگر بالفرض عیسیٰ علیہ السلام جن کو عیسائی خدا کہتے ہیں اور ان کی والدہ جو ان کے عقیدہ کے مطابق خدا کی والدہ ہوئیں اگر یہ دونوں اور سب انسان ایک جگہ جمع ہوں اور اللہ تعالیٰ ان سب کو موت دینا چاہے یا ان کو بالکل نیست ونابود کرنا چاہے تو اللہ کو کون روک سکتا ہے ظاہر ہے کوئی بھی نہیں روک سکتا تو پھر ان کو خدا ماننا عقل کی بات تو نہ ہوئی۔ قادیانی کو الوہیت مسیح کا عقیدہ رد کرنا تھا تو یہ نہایت اعلیٰ انداز کیوں نہ اختیار کیا۔

۴) ارشاد فرمایا: وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِم بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ (46) وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (المائدۃ:۴۶،۴۷)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے پیچھے انہیں کے قدموں پر عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والے تھے اور ہم نے اسے انجیل دی اس میں ہدایت اور روشنی تھی اور اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والی تھی اور ہدایت اور نصیحت ڈرنے والوں کیلئے، اور چاہئے کہ انجیل والے اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے انجیل میں اتارا، اور جو شخص اُس کے موافق حکم نہ کرے جو اللہ نے اتارا سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

مختصر وضاحت:

اس آیات کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کی کتاب انجیل کی عظمت کا ذکر ہے اہل انجیل کوحکم دیا کہ انجیل کے مطابق فیصلہ کیا کریں، انجیل کے نازل ہونے کے وقت تو انجیل ہی واجب العمل تھی ، نبی کریم ﷺ کی آمد کے بعد اہل انجیل پر واجب ہے کہ انجیل میں آخری نبی کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں اورآپ کی کامل اتباع کریں۔قادیانی عیسائیوں کوایسے مضامین کہاں سنا تا تھا اس کواپنی مسیحیت کی ڈفلی بجانے سے فرصت نہ تھی۔

درس نمبر۱۲ :عیسیٰ علیہ السلام کی عصمت کا اعلان

نمبر۱۰: ارشادفرمایا:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (72)لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (73)اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (74)مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (المائدۃ:۷۲تا۷۵)

ترجمہ:البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا بیشک اللہ تعالیٰ وہی مسیح بن مریم ہے حالانکہ کہا مسیح نے اے بنی اسرائیل اس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا سواللہ نے اس پر جنت حرام کی اوراس کا ٹھکانہ دوزخ ہےاورظالموں کا کوئی مددگارنہیں ہوگا ☆ بے شک کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ تین میں سے ایک ہے

حالانکہ سوائے ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور اگر وہ اس بات سے باز نہ آئیں جو کہتے ہیں تو ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو دردناک عذاب پہنچے گا ☆ اللہ کے آگے کیوں نہیں توبہ کرتے اور اس سے گناہ کیوں نہیں بخشواتے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ☆ مسیح بن مریم تو صرف ایک پیغمبر ہی ہے جس سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں اور اس کی ماں ولیہ ہے دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھ ہم انہیں کیسی دلیلیں بتلاتے ہیں پھر دیکھ وہ کہاں الٹے جاتے ہیں۔

مختصر وضاحت:

ان آیات میں نقلی دلیل کے ساتھ شرک کا رد کیا یعنی عیسائیوں کے شرکیہ عقیدہ کا رد حضرت عیسی علیہ السلام کے اپنے ارشادِ مبارک سے کیا پھر مشرکین کا انجام ذکر کرتے شرک سے توبہ کی ترغیب اس کے بعد عقلی انداز سے ان کے عقیدے کو باطل کیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح اللہ کے رسول تھے ان کی والدہ اعلیٰ درجہ کی ولیہ تھیں، دونوں کھانا کھاتے تھے کھانے کے ضرورتمند تھے اور جو ضرورتمند ہو وہ الہ و معبود نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی کے الزامات:

مرزا قادیانی نے کئی وجوہ سے ان آیات کے مضامین کا انکار کیا ہے کہتا ہے کہ ان کا کوئی معجزہ نہ تھا [انجام آتھم در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰] اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ رسول نہ تھے جبکہ ان آیات میں ان کو رسول کہا گیا نیز قادیانی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ اس نے خدائی کا دعوی کیا [انجام آتھم در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳ ح] جبکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے نہ صرف یہ کہ اپنی بندگی کا اعلان کیا بلکہ اپنی امت کو بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حکم دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ ان آیات میں حضرت مریم کو صدیقہ فرمایا اور مرزا حضرت مریم کی شان گھٹاتے ہوئے لکھتا ہے کہ حضرت مریم کی صدیقیت کا اظہار قرآن کا مقصد نہیں [سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۲۰]

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۲۶

☆☆☆☆☆

درس نمبر ۱۳ : عیسیٰ علیہ السلام نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا

ارشادفرمایا : يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ أُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ
إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (109) إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ
وَعَلٰى وَالِدَتِكَ م إِذْ أَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قف تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ج وَإِذْ
عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيْلَ ج وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ
بِإِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِإِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِيْ ج وَإِذْ
تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِإِذْنِيْ ج وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (110) وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى
الْحَوَارِيِّيْنَ أَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ج قَالُوْا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ (111) إِذْ
قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ أَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ
السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (112) قَالُوْا نُرِيْدُ أَنْ نَّأْكُلَ مِنْهَا
وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (113) قَالَ
عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّأَوَّلِنَا
وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ج وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (114) قَالَ اللّٰهُ إِنِّيْ مُنَزِّلُهَا
عَلَيْكُمْ ج فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّيْٓ أُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ أُعَذِّبُهٗٓ أَحَدًا مِّنَ
الْعٰلَمِيْنَ (115) وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَأُمِّيَ
إِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ أَنْ أَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ق بِحَقٍّ ؕ إِنْ
كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ إِنَّكَ أَنْتَ
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (116) مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ج
وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ

وَأَنتَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (117)إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (المائدۃ:۱۰۹تا۱۱۸)

ترجمہ: جس دن اللہ سب پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر کہے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا وہ کہیں گے ہمیں کچھ خبر نہیں تو ہی سب غیبوں کو جاننے والا ہے ☆ جب اللہ کہے گا اے عیسیٰ بن مریم یاد کر میرا احسان جو تجھ پر اور تیری ماں پر ہوا ہے جب میں نے روح پاک سے تیری مدد کی تو لوگوں کی گود میں اور ادھیڑ عمر میں بات کرتا تھا اور جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات وانجیل سکھائی اور جب تو مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے بناتا تھا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے والا ہو جاتا تھا اور تو مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس نشانیاں لے کر آیا تو ان میں سے جو کافر تھے وہ کہنے لگے اور کچھ نہیں یہ تو صریح جادو ہے ☆ اور جب میں حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں ☆ جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا تیرا رب کر سکتا ہے کہ ہم پر دستر خوان بھرا ہوا آسمان سے اتارے کہ اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو ☆ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس پر گواہ رہیں ☆ کہا عیسیٰ بن مریم نے اے اللہ رب ہمارے اتار ہم پر بھرا ہوا خوان آسمان سے جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کیلئے عید ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو اور ہمیں رزق دے اور تو ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ☆ اللہ نے فرمایا بے شک میں وہ خوان تم پر اتاروں گا پھر اس کے بعد جو تم میں سے ناشکری کرے گا تو میں اسے ایسی سزا دوں گا جو دنیا میں کسی کو نہ دی ہوگی ☆ اور جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو خدا بنا لو وہ عرض کریں گے تو پاک ہے مجھے لائق نہیں کہ ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے یہ کہا ہو تو تجھے ضرور معلوم ہوگا جو میرے دل میں ہے تو

جانتا ہے اور جو تیرے جی میں ہے میں نہیں جانتا بے شک تو سب غیبوں کو جاننے والا ہے ☆ میں نے ان کو وہی کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے ☆ اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کرے تو تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔

آیات کریمہ سے معلوم ہونے والے چند مسائل:

۱) انبیاء کرام علیہم السلام جس طرح دنیا میں کہتے رہے کہ علم غیب صرف اللہ کی شان ہے قیامت کے دن بھی اس کا اظہار کریں گے۔

۲) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی نعمتیں یاد کروائے گا مثلاً چھوٹی عمر میں کلام کرنا، مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر پھونک مارنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ ہو جانا، کوڑھی اور پیدائشی نابینے کو اللہ کے حکم سے تندرست کرنا، اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ ایک نعمت یہ ذکر کریں گے کہ بنی اسرائیل کے یہود سولی دینا چاہتے تھے اللہ نے بچالیا مرزا قادیانی کے بقول یہود نے آپ کو سولی پر چڑھا دیا جب اتارا گیا تو علاج معالجہ کے بعد کشمیر چلے گئے سوال یہ ہے کہ اگر سولی پر چڑھائے ہی گئے تو نعمت کیسی جس کا ذکر ہوگا؟

۳) حواریین کا آپ سے نزول مائدہ کی درخواست کرنا اور آپ کا اس کیلئے اللہ سے دعا کرنا

۴) قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہنا کہ اللہ علام الغیوب تو ہی ہے۔

۵) اللہ تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھنا اور ان کا کہنا کہ میں نے ان کو توحید کی ہی دعوت دی تھی۔

۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ جب تک میں اپنے ماننے والوں میں رہا ان کی نگرانی کرتا رہا جب تو نے مجھے اٹھالیا تو ہی ان کا نگران ہوا، میرے بعد انہوں نے کیا کچھ کیا اس کا تجھے علم ہے مجھے نہیں۔

درس نمبر۱۴ : مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گستاخ مرا

مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری فرماتے ہیں:

لاہور میں یہ خبر آناً فاناً مشہور ہوگئی کہ قادیاں کے خانہ ساز مسیح نے حسب مصداق کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ حضرت مسیح علیہ السلام کی مصلوبیت کا نصرانی عقیدہ عَلٰی رُؤُوْسِ الْاَشْھَاد تسلیم کرلیا ہے مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی ان دنوں لاہور آئے ہوئے تھے ان ایام میں مولوی صاحب کی رگوں میں حمیت اسلامی کے ساتھ جوانی کا خون جوش مار رہا تھا۔ یہ اطلاع سن کر ضبط نہ کر سکے اور سیدھے قادیانی صاحب کی قیام گاہ (واقع احمدیہ بلڈنگ لاہور) میں پہنچ کر پورے اسلامی جلال کے ساتھ باز پرس شروع کردی خود ساختہ موعود نے بہتیرے جتن کئے کہ کسی طرح یہ بلاٹل جائے لیکن مولوی صاحب کی گرفت بہت سخت تھی کسی طرح نجات نہ ملی مولوی محمد ابراہیم صاحب نے یہ دریافت کیا تھا کہ کلام الٰہی کی اس آیت کے کیا معنی ہیں وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَنْکَ (اے عیسیٰ بن مریم اس احسان کو بھی یاد کیجئے کہ میں نے بنی اسرائیل کو آپ پر قابو نہ پانے دیا) مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گرفتار کر کے تازیانے لگائے، طمانچے مارے اور ہر ممکن سے ممکن رسوائی کے بعد آپ کو سولی پر چڑھایا اور آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر میخیں ٹھونکی گئیں تو خدائے ودود کا یہ احسان کیا معنی رکھتا ہے؟ اس سوال پر قادیانی صاحب کا ناطقہ بند ہوگیا اور بجز دفع الوقتی کے چارۂ کار نہ دیکھ کر کہا کہ اس اعتراض کا کل جواب دیا جائے گا لیکن خوش قسمتی سے دوسرے دن راہی ملک عدم ہوکر جواب کی تلخ ذمہ داری سے از خود مخلصی حاصل کرلی۔

قادیانی نے نصب صلیب کو کسر صلیب سے تعبیر کیا:

مرزا جی کو اپنی صلیب شکنی کا بڑا گھمنڈ تھا اس صلیب شکنی کے متعلق لاہور کے ایک مسیحی رسالہ ''تجلی'' نے کیا خوب لکھا کہ دینی تحقیقات کے لحاظ سے دو باتیں ہیں جن کا تعلق اسلام کے

ساتھ ہے اور وہ مرزا کی طرف منسوب ہوگئیں ایک مسیح کا واقعی صلیب دیا جانا جس کا تذکرہ انجیل میں وضاحت سے آیا ہے مرزا جی نے قرآن کی آیت مَا صَلَبُوْهُ (صلیب نہیں دی گئی) کی مزید ارتاویل کی اور اس کو صَلَبُوْهُ (صلیب دی گئی) قرار دے کر بڑے زور شور سے اس کی حمایت کی اور اسی پر اپنے تمام باطل دعووں کی بنیاد رکھی۔ مرزا جی نے مسیح کے صلیب دیئے جانے کے عقیدہ کو اس درجہ تسلیم کیا کہ مَا صَلَبُوْهُ سے قطعی انکار کر کے اس کی ایسی تاویل کی کہ جس سے مَا نافیہ حرف زائد بن گیا یہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان بہت بڑا اختلاف چلا آتا تھا مرزا جی نے نادانستہ عیسائیوں کی حمایت میں اپنی ساری قوت تاویل صرف کر دی۔ اور لطف یہ کہ وہی بات جسے عیسائی صلیب کا قائم کرنا سمجھتے ہیں مرزا جی نے اس کا نام کسر صلیب رکھ دیا اور مرنے سے ایک دن پہلے تک برابر اسی کے نصب و قیام میں مصروف رہے لیکن ناظرین یہ خیال نہ کرتا کہ اس میں مرزا جی کی کوئی جدت تھی بلکہ یہ لفظ بہ لفظ وہ تحقیقات تھیں جو سرسید مرحوم اپنی تفسیر میں بیان کر چکے تھے اور اس میں قادیانی احمد نیچری احمد [سرسید۔ راقم] کا شاگرد رشید تھا (تجلی لاہور بحوالہ رئیس قادیان ص ۱۷۳، ۱۷۴) مرزا بشیر احمد نے اتنا لکھا ہے کہ قادیانی نے موت سے چند گھنٹے پہلے مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے مباحثہ کرنے کیلئے مقرر کیا تھا (سیرۃ المھدی ج ۱ ص ۷۴)

درس نمبر ۱۵ : آیت کریمہ کے ایک معنی کی وضاحت

اعتراض: مرزائی کہتے ہیں کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن کہیں گے: وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ (بخاری ج ۲ ص ۶۶۵) ایسے ہی قیامت کے دن نبی علیہ السلام مرتدوں وغیرہ کے بارے میں کہیں گے اور ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کو آسمان کی طرف زندہ نہیں اٹھایا گیا بلکہ آپ کی وفات ہوئی اسی طرح اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ثبوت ملتا ہے۔

جواب نمبر ۱: سچی بات تو یہ ہے کہ مرزائی اس کو نہیں مانتے کہ عیسیٰ علیہ السلام شرک سے بیزاری کا

اعلان کریں گے بلکہ وہ تو کہتے ہیں عیسائیوں کو معاذ اللہ شرک میں ڈالا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہے جیسا کہ نچلی سطور سے واضح ہوگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حالانکہ اللہ کے انبیاء کو کفر و شرک سے پاک ماننا ضروری ہے یہودیوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف جادو کی نسبت کی تو اللہ نے فرمایا: وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا، يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ (البقرۃ:۱۰۲) ''اور سلیمان نے کفر نہیں کیا اور لیکن شیاطین نے کفر کیا، لوگوں کو جادو سکھاتے تھے'' (از تفسیر عثمانی ص۲۰)

دوسرا جواب: نبی ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ میں یہ الفاظ کہوں گا بلکہ تشبیہ دی ہے کہ میں اسی طرح کہوں گا یعنی اپنی صفائی دوں گا اور مرتدوں کے کاموں سے بیزاری کا اظہار کروں گا۔ باقی یہ کہ نبی ﷺ کے الفاظ کونسے ہوں گے ان کا تو ذکر حدیث شریف میں نہیں ہے۔ لہذا ان کے اس استدلال کی بنیاد ہی جاتی رہی۔

<u>حضرت مسیح علیہ السلام پر شرک کا الزام:</u>

مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت سی گالیاں نکالنے کے بعد لکھتا ہے کہ مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ <u>یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا اور آنے والے مقدس نبی کے وجود کا انکار کیا اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے</u> پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں نادان پادریوں کو چاہئے کہ بدزبانی اور گالیوں کا طریق چھوڑ دیں ورنہ نامعلوم خدا کی غیرت کیا کیا ان کو دکھلائے گی (انجام آتھم ص۲۹۳ حاشیہ) عبارت کے آخری حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنے گالیاں دینے کے بعد بھی اس ازلی کافر کے کلیجے کو سکون نہیں ملا۔

اگر قادیانی کے دل میں ایمان ہوتا تو ان الفاظ نقل نہ کرتا یا ان کی فوراً تکذیب

کر دیتا، خط کشیدہ عبارتیں سراسر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام ہیں، رہا یہ کہ یسوع کی قرآن میں کچھ خبر نہیں یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی کو عیسائی یسوع کہتے ہیں اور یہ بات خود قادیانی کی تحریروں سے بھی پتہ چلتی ہے [حضرت مریم تو ایک ہیں ان کا نام جیسے قرآن میں ہے انجیل میں بھی ہے لیکن قادیانی نے تو ان کو بھی نہ بخشا]

<u>یسوع سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں:</u>

قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے: حضرت <u>مسیح ابن مریم</u> اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۵۴، ۲۵۵ حاشیہ) دوسری جگہ لکھتا ہے: <u>یسوع مسیح</u> کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں (کشتی نوح در روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۸ حاشیہ) ایک اور جگہ لکھتا ہے: اور میں <u>عیسیٰ مسیح</u> کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا (چشمہ مسیحی در روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۵) ایک اور جگہ لکھتا ہے: حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا وہی <u>عیسیٰ یا یسوع</u> کے نام سے موسوم ہوا (چشمہ مسیحی در روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۵، ۳۵۶)

فوٹوسٹیٹ برصفحہ ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۷۸، ۵۹۹، ۶۰۰

یہ کفریہ عبارتیں پہلے بھی نقل کی جا چکی ہیں ان عبارتوں میں واضح ہوتا ہے کہ یسوع، مسیح اور عیسیٰ ایک ہی شخصیت کے نام ہیں یسوع کا لفظ نہ سہی لیکن عیسیٰ اور مسیح کے الفاظ تو قرآن میں موجود ہیں۔ اس لئے مرزائی یہ نہیں کہہ سکتے کہ مرزا قادیانی نے اللہ کے کسی نبی توہین نہیں کی۔ بلکہ اس نے خوب توہین کی ہے اور اس کے ماننے والے قادیانی مرزائی اور لاہوری مرزائی قیامت کے دن اس کے ساتھ ان گستاخیوں کی سزا پائیں گے۔

<u>حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں علماءِ اسلام کا موقف:</u>

علماءِ اسلام نے جب بھی جب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا ادب سے کیا،

عیسائیوں سے مباحثوں کے دوران بھی ان کا پورا پورا ادب قائم رکھا کیونکہ وہ حضرات اپنی اتباع نہیں کرواتے تھے وہ تو نبی کریم ﷺ کی اتباع کروانا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے اگر فوقیت بیان کی تو نبی کریم ﷺ کی بیان کی جبکہ قادیانی خود مسیح ہونے کا مدعی تھا اور اپنی اتباع کروانا چاہتا تھا اس لئے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے سے کمتر بتاتا تھا چنانچہ اپنی ایک پیشگوئی میں ذلیل ہونے کے باوجود کمال ڈھٹائی کے ساتھ لکھتا ہے:

یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیشگوئی بھی اس پیشگوئی کے ہم پلہ اور ہموزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے الخ (انجام آتھم در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸)

ذیل میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا کلام دیکھیں جو انہوں نے عیسائیوں کے عقیدۂ الوہیت کو رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا آپ کہتے ہیں:

اگر انصاف سے دیکھئے تو شیطان فرعون و نمرود و شداد وغیرہ کی نسبت کسی بے وقوف کو گمان الوہیت ہو تو اتنا بعید از عقل نہیں ہے جتنا حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء کرام یا اولیاء عظام کی نسبت یہ خیال خام دور از عقل ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ وغیرہ انبیاء اولیاء تو برابر ساری عمر اپنی عبودیت اور عاجزی کا اقرار کرتے رہے اور سجدہ وغیرہ اعمال بندگی جن سے انکارِ الوہیت مثل آفتاب نمایاں ہے بجالاتے رہے۔ فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۲۲

ہاں شیطان فرعون نمرود وغیرہ البتہ مدعی الوہیت ہوئے اور کبھی وہ کام نہ کیا جس سے بندگی کی بو بھی آئے اُن کو اگر کوئی نادان خدا سمجھے تو خیر سمجھے پر اس شخص کو خدا سمجھے جو خود مقر عبودیت ہو طرفہ ماجرا ہے۔ <u>سچے عیسائی تو محمد ﷺ کے پیروکار ہیں:</u>

حق یہ ہے کہ آج کل کے عیسائی حقیقت میں عیسائی نہیں واقعی عیسائی اگر ہیں تو محمدی ہیں حضرت عیسیٰ کے جو عقیدے تھے وہ محمدیوں کے عقیدے ہیں وہ بھی خدا کو وحدہ لاشریک کہتے

رہے اور کبھی تثلیث کا دعوی نہ کیا محمدی بھی یہی کہتے ہیں حضرت عیسی بھی اپنے آپ کو بندہ سمجھتے رہے چنانچہ انجیل موجود ہے محمدی بھی ان کو بندہ ہی سمجھتے ہیں علاوہ بریں ان کی شان میں ہرگز کسی قسم کی گستاخی نہیں کرتے نہ ان کی نسبت ملعون ہونے کے خیال کو دل میں جگہ دیتے ہیں اور نہ احتمال عذاب کو ان کی نسبت ممکن الوقوع سمجھتے ہیں بلکہ جو شخص حضرت عیسی کی نسبت اس قسم کے عقیدے رکھے اس کو دشمن دین وایمان اور بے دین و بے ایمان سمجھتے ہیں اور حضرات نصرانیوں کا یہ حال باوجود مخالفت اعتقاد یہ سب گستاخیاں بھی کئے جاتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو عیسائی کہے جاتے ہیں کبھی یہ ترقی کہ خدا بنا دیا اور کبھی یہ تنزل کہ عذاب پہنچا دیا اب پادری صاحب انصاف فرمائیں کہ حضرت عیسی کا اتباع ہم کرتے ہیں یا وہ کرتے ہیں۔ (مباحثہ شاہجہانپور ص ۱۰۰، ۱۰۱)

مزید تفصیلات کیلئے دیکھئے کتاب ''حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت''۔

درس نمبر ۱۶ :عیسی علیہ السلام کا چھوٹی عمر میں کلام کرنا

ارشادفرمایا: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ م إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا (16)فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا قف ص فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (17)قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا (18)قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ ق صلى لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (19)قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا (20)قَالَ كَذَٰلِكِ ج قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ج وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ج وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا (21)فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا (22)فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ ج قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا (23)فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا (24)وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا (25) فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ج فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا لا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ

صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا (26)فَأَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ط قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ
شَيْئًا فَرِيًّا (27)يٰأُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا (28)
فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ط قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا (29)قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ط
قف اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا (30)وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ص وَاَوْصٰنِيْ
بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (31)وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ز وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا
شَقِيًّا (32)وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا (33)ذٰلِكَ
عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ج قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ (34)مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ
وَّلَدٍ لا سُبْحٰنَهٗ ط اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (35)وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ
فَاعْبُدُوْهُ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (36)فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ج فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (37)اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ لا يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ
الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (38) وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ م وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ
وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (مریم۱۶ تا ۳۹)

ترجمہ: اور اس کتاب میں مریم کا ذکر کر جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہوکر مشرقی مقام میں جا بیٹھی ☆ پھر لوگوں کے سامنے سے پردہ ڈال لیا پھر ہم نے اس کے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا پھر وہ اس کے سامنے پورا آدمی بنکر ظاہر ہوا ☆ کہا بے شک میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے ☆ کہا میں تو بس تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے پاکیزہ لڑکا دوں ☆ کہا میرے لئے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں ☆ کہا ایسا ہی ہوگا تیرے رب نے کہا وہ مجھ پر آسان ہے اور تاکہ ہم اسے لوگوں کیلئے نشانی اور اپنی طرف سے نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ بات طے ہو چکی ہے ☆ پھر اس کے ساتھ حاملہ ہوئی پھر اسے لے کر کسی دور جگہ میں چلی گئی ☆ پھر اسے دردِ زہ ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا کہا اے افسوس میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور میں بھولی بھلائی ہوتی ☆ پھر اسے اس

نیچے سے پکارا کہ غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ پیدا کر دیا ☆ اور تو کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر پکی تازہ کھجوریں گریں گی ☆ سو تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر پھر اگر تو کوئی آدمی دیکھے تو کہہ دے کہ میں نے رحمٰن کیلئے روزہ کی نذر مانی ہے سو آج میں کسی انسان سے بات نہیں کروں گی ☆ پھر وہ اسے اپنی قوم کے پاس اٹھا کر لائی انہوں نے کہا اے مریم البتہ تو نے عجیب بات کر دکھائی ☆ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی ☆ تب اس نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا انہوں نے کہا ہم جھولے والے بچے سے کیسے بات کریں ☆ کہا بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے ☆ اور مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں میں ہوں اور مجھے نماز اور زکوۃ کی وصیت کی ہے جب تک میں زندہ ہوں ☆ اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے والا اور مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا ☆ اور مجھ پر سلام جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا ☆ یہ عیسی بن مریم ہے سچی بات جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں ☆ اللہ کی شان نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف اسے کن کہتا ہے پھر وہ ہو جاتا ہے ☆ اور بے شک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو اسی کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے ☆ پھر جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں سو کافروں کیلئے اک بڑے دن کے آنے سے خرابی ہے ☆ کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہوں گے جس دن ہمارے پاس آئیں گے لیکن ظالم آج صریح گمراہی میں ہیں ☆ اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرا جس دن سارے معاملہ کا فیصلہ ہوگا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:۹۱) ترجمہ: اور وہ عورت جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دیا اور اسے اور اس کے بیٹے کو جہان کیلئے نشانی بنایا۔

ان آیات سے معلوم ہوا:

۱) حضرت مریم کے ہاں حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت خرق عادت کے طور پر ہوئی، اللہ نے ایک فرشتے کو بھیجا اس نے پھونکا اور حمل ٹھہر گیا، فرشتے نے کہا تھا کہ یہ بچہ اللہ کی نشانی اور رحمت ہوگا۔

۲) ولادت کے وقت حضرت مریم تنہا تھیں انتہائی پریشان کہ قوم کو کیا کہیں گی کہنے لگی کاش میں اس سے پہلے مر کر بھلا دی گئی ہوتی۔

۳) اُس پریشانی میں آپ کو آواز دے کر حوصلہ دیا گیا (۱) کہ آپ بے فکر ہو کر کھائیں پئیں، اگر کوئی کچھ کہے تو کہہ دیں کہ میں روزے سے ہوں میں آج کسی سے کلام نہیں کروں گی۔

۴) حضرت مریم نے جب بچے کی طرف اشارہ کیا تو وہ کہنے لگے ہم جھولے کے بچے سے باتیں کیسے کریں حضرت عیسی علیہ السلام نے اس وقت خود ہی باتیں کیں جن میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ نے مجھے میری والدہ کی فرماں برداری کا حکم دیا ہے اور مجھے بدبخت نہیں بنایا۔

اس میں بھی اشارہ ہے کہ میرا نسب درست ہے کیونکہ جن کا نسب درست نہیں ہوتا وہ نافرمان ہوتے ہیں اس لحاظ سے بدبخت ہوتے ہیں۔

---

۱) ارشادِ باری: فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا میں نَادیٰ کی ضمیر رفع کس طرف راجع ہے؟ مشہور یہ ہے کہ جس فرشتے کو اللہ نے بھیجا تھا اسی نے آواز دے کر حوصلہ دیا تھا، راقم کا ناقص خیال ہے کہ ممکن ہے اس کا مرجع حضرت عیسی علیہ السلام ہی ہوں یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے پیدائش کے بعد ہی کلام کیا تھا اور اس سورۃ کی آیت ۲۴ تا ۲۶ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا کلام مذکور ہے، اس کا قرینہ یہ ہے کہ حضرت مریم پر اعتراض ہوا تو انہوں نے بلا توقف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر دیا حالانکہ ان کو اشارہ کرنے کا حکم نہ تھا۔ رہا یہ کہ اُنہیں تو حکم تھا کہ کہیں میرا روزہ ہے انہوں نے یہ بات نہ کہی تو اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ کہنے والا ان کا بیٹا تھا جس کے حکم کو ماننا ان پر اس وقت ضروری نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۵)　　یہ حقائق ایسے ہیں جو نہ مانے گا برباد ہو جائے گا اور حسرت کے دن جب موت کو ذبح کیا جائے گا [بخاری ج ۲ ص ۶۹۱] اسے دوزخ میں ہمیشہ کیلئے رہنے دیا جائے گا سوچئے آج دنیا کی چندروزہ بہار کی وجہ سے لوگ مرزائی ہوتے ہیں یا مرزائیوں سے تعلق نہیں توڑتے اس دن ان کا کیا بنے گا؟

<u>مرزا قادیانی کی بھی تو سنو:</u>

۱)　　قادیانی کسی نبی کی عظمت کا قائل نہیں وہ سب کمالات اور عظمتیں اپنے لئے مانتا ہے۔ قادیانی کیلئے یہ کہنا تو مشکل تھا کہ میں نے جھولے میں باتیں کیں یا یہ کہ میں بن باپ ہوں اس نے حضرت عیسی علیہ السلام کو بن باپ ماننے سے انکار کیا قادیانی کی ماں اور اس کی دادیاں نانیاں خدا جانے کیسی ہوں گی؟ لیکن اس نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں زبان کھولی کہنے لگا ان کا کوئی معجزہ ہوا نہیں، مقابلہ میں کہتا ہے انہوں نے جھولے میں بات کی، میرے بیٹے نے دو مرتبہ حمل میں مجھ سے باتیں کیں اس کے الفاظ یوں ہیں:

اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے [مبارک احمد نے جس کی ولادت ۱۸۹۹ء کو ہوئی سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۳] نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں (۱) اور پھر بعد اس کے ۱۴ر جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہِ صفر اور ہفتہ کے دِنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چارشنبہ (تریاق القلوب در روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۷، ۲۱۸)

---

۱)　　سنا ہے کہ صدر ایوب کے زمانہ میں انڈونیشیا کی ایک عورت مدعی ہوئی کہ بیٹا حمل میں بولتا ہے مختلف ملکوں میں اس کو بلایا گیا، پاکستان آئی اور یہ ڈرامہ رچایا تو ڈاکٹروں نے کہا ہم اس کے پیٹ کا معائنہ کریں گے، مجبور ہو کر اس کو پیش ہونا پڑا، پتہ چلا کہ لوگوں کو بیوقوف بنانے کیلئے ایک ٹیپ ریکارڈ اس نے چھپا رکھی تھی۔

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۳۵، ۵۳۶

ظالم نے پہلی بیوی سے ہونے والے لڑکوں کوشمار نہ کیا اس کی وجہ تو کوئی مرزائی جانے پھر مراق کے غلبہ کا اثر دیکھیں کہ صفر کو جو دوسرا مہینہ ہے چوتھا مہینہ کہہ رہا ہے اور چار شنبہ یعنی بدھ کے دن کو چوتھا دن کہہ رہا ہے حالانکہ وہ اسلامی ترتیب سے پانچواں دن ہے اور اگر پیر سے شروع کریں تو تیسرا دن بنتا ہے۔

۲) حضرت عیسیٰ نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا...... بدزبانی میں اس قدر بڑھ گئے تھے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت گالیاں دیں اور برے برے ان کے نام رکھے (چشمہ مسیحی ص ۱۱ روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۳۴۶)

۳) وہ صرف ایک عاجز انسان تھا اور تمام انسانی ضعفوں سے پورا حصہ رکھتا تھا اور وہ اپنے چار بھائی حقیقی اور رکھتا تھا جو بعض اس کے مخالف تھے اور اس کی حقیقی ہمشیرہ دو تھیں کمزور سا آدمی تھا جس کو صلیب پر محض دو میخوں کے ٹھوکنے سے غش آ گیا (تذکرۃ الشہادتین در روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۲۵)

فوٹوسٹیٹ بر صفحہ ۲۹۱، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۷

۴) ان میں کوئی بھی ایسی خاص طاقت ثابت نہیں ہوئی جو دوسرے نبیوں میں پائی نہ جائے بلکہ بعض دوسرے نبی معجزہ نمائی میں اس سے بڑھ کر تھے اور ان کی کمزوریاں گواہی دے رہی ہیں کہ وہ محض ایک انسان تھے (لیکچر سیالکوٹ ص ۴۳، رخ جلد ۲۰ ص ۲۳۵، ۲۳۶)

دیکھو اس عبارت میں عیسیٰ علیہ السلام کے خاص معجزات کا کس صراحت سے انکار کیا ہے۔

۴) دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات ماہ کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نامی ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا (چشمہ مسیحی ص ۲۶ رخ جلد ۲۰ ص ۳۵۵، ۳۵۶) یاد رہے کہ ان عبارتوں میں سے ہر ایک کئی کئی کفریات پر مشتمل ہے اور جلال الدین شمس جیسے چیلے ان پر محنت کر کے شائع کرتے ہیں۔

درس نمبر ۱۷: عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا اہم واقعہ

ارشاد فرمایا: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ (المومنون: ۵۰) ترجمہ: اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو نشانی بنایا اور ہم نے ان کو ایک ٹیلہ پر جگہ دی جہاں ٹھہرنے کا موقع اور پانی جاری تھا۔

آیت کریمہ کی وضاحت:

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے ربوہ سے مراد یا وہ ٹیلہ یا اونچی زمین ہے جہاں وضع حمل کے وقت حضرت مریم تشریف رکھتی تھیں، یا اس سے مراد مصر ہے جہاں ایک ظالم بادشاہ کے خوف سے اپنی والدہ کے ساتھ چلے گئے تھے پھر واپس ملک شام لوٹ آئے تھے بعض مفسرین نے اس سے مراد شام یا فلسطین لیا ہے، اہل اسلام میں سے کسی نے ربوہ سے کشمیر مراد نہیں لیا بعض زائغین نے ربوہ سے مراد کشمیر لیا ہے اور وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بتلائی ہے (از تفسیر عثمانی ص ۴۵۹)

مرزائیوں کی پہلی تحریف:

حضرت عثمانیؒ کے کلام میں بعض زائغین سے مراد مرزائی ہیں چنانچہ لاہوری مرزائیوں کے رئیس مولوی محمد علی نے ساری امت مسلمہ کے مفسرین کے برخلاف اپنی کتاب میں ربوہ سے مراد کشمیر لیا ہے [دیکھئے محمد علی لاہوری کی کتاب بیان القرآن ص ۹۴۵]

مرزائیوں کی دوسری تحریف:

مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ فرماتے ہیں: جب مرزائی پاکستان آئے تو انہوں نے اپنے شہر کا نام رکھنے کیلئے میٹنگ بلائی ان میں ایک ان کا مولوی تھا جلال الدین شمس اس نے کہا میں نام بتلاتا ہوں اس کا نام رکھو ربوہ۔ ربوہ کا معنی ہے اونچا ٹیلہ انہوں نے یہ نام اس لئے رکھا کہ اس میں دجل تھا فریب تھا اٹھارویں پارے میں ہے وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ

وَّمَعِيۡنٍ (المؤمنون:۵۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کا ذکر کرتے ہوئے اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ہجرت کی تو ہم نے ماں اور بیٹے دونوں کو اونچی جگہ پناہ دی، اب قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں جو ربوہ مذکور ہے وہ یہ شہر ہے[قادیانیوں کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ ہم نے پہلے کیا تفسیر لکھی اب کیا کہہ رہے ہیں بلکہ ان کا مقصد تو گمراہ کرنا ہے جس طریقے سے زیادہ گمراہی پھیلے اس کو اپنائیں گے۔راقم]افریقہ میں لوگوں کو سمجھانا مشکل ہے وہ کہتے ہیں یہ وہی مقدس شہر ہے جس کا قرآن میں ذکر ہے (از دفاع ختم نبوت ص۸۴تا۸۶ بیانات سفیر ختم نبوت)

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے استاذ محترم سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جنہوں نے سالہا سال محنت کر کے سرکاری طور پر اس کا نام چناب نگر رکھوایا۔ایک شخص نے خطرناک مشورہ دے کر مسلمانوں کو کتنے بڑے فتنے میں ڈال دیا۔ایسے لوگ اپنی ذہانت پر خوش نہ ہوں بلکہ مسلمانوں میں فتنہ ڈالنے کی وجہ سے خطرناک عذاب ترین عذاب کیلئے تیار رہیں۔

درس نمبر۱۸ : عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں

ارشادفرمایا : وَلَمَّا ضُرِبَ ابۡنُ مَرۡيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوۡمُكَ مِنۡهُ يَصِدُّوۡنَ (57)
وَقَالُوٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيۡرٌ أَمۡ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوۡهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ؕ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ (58)
إِنۡ هُوَ إِلَّا عَبۡدٌ أَنۡعَمۡنَا عَلَيۡهِ وَجَعَلۡنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيٓ إِسۡرَآءِيۡلَ (59)وَلَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنَا
مِنۡكُم مَّلٰٓئِكَةً فِي الۡأَرۡضِ يَخۡلُفُوۡنَ (60) وَإِنَّهُ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِهَا
وَاتَّبِعُوۡنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ (61)وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيۡطٰنُ ج إِنَّهُ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ
(62)وَلَمَّا جَآءَ عِيۡسٰى بِالۡبَيِّنٰتِ قَالَ قَدۡ جِئۡتُكُم بِالۡحِكۡمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعۡضَ الَّذِي
تَخۡتَلِفُوۡنَ فِيۡهِ ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيۡعُوۡنِ (63)إِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيۡ وَرَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ ؕ هٰذَا
صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ۔ (64)فَاخۡتَلَفَ الۡأَحۡزَابُ مِنۡۢ بَيۡنِهِمۡ ج فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ

عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ (65)هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (66)الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ (الزخرف ۵۷ تا ۶۷)

ترجمہ: جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اسی وقت آپ کی قوم کے لوگ اس سے کھلکھلا کر ہنسنے لگے ☆ اور کہا کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ، یہ ذکر صرف آپ سے جھگڑنے کیلئے کرتے ہیں بلکہ وہ تو جھگڑالو ہی ہیں ☆ ابن مریم تو ہمارا اک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کیلئے نمونہ بنا دیا تھا ☆ اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے پیدا کریں جو زمین میں تمہاری جگہ رہیں ☆ اور البتہ عیسی قیامت کی ایک نشانی ہے پس تم اس میں شبہ نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی سیدھا راستہ ہے ☆ اور تمہیں شیطان نہ روکنے پائے کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے ☆ اور جب عیسی واضح دلیلیں لے کر آیا تھا تو اس نے کہا تھا کہ میں تمہارے پاس دانائی کی باتیں لایا ہوں اور تا کہ تم پر بعض وہ باتیں واضح کردوں جن میں تم اختلاف کرتے تھے پس اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ☆ بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے ☆ پھر لوگ ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے پس جنہوں نے ظلم کیا ان کیلئے دردناک دن کے عذاب سے تباہی ہے ☆ کیا وہ قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ان پر یکا یک آجائے اور ان کو خبر بھی نہ ہو ☆ اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے مگر پرہیزگار لوگ۔

شان نزول:

مشرکین کہا کرتے تھے کہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے معبودوں کو آپ برا کہتے ہیں ان کو دوزخ کا ایندھن کہتے ہیں اور عیسی علیہ السلام کی تعریفیں کرتے ہیں حالانکہ ان کی بھی عبادت کی جاتی ہے اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں یاد رکھو! قرآن کریم کسی بندہ کو بھی خدائی کا درجہ نہیں دیتا اس کا تو سارا جہاد ہی اس مضمون کے خلاف ہے ہاں یہ بھی نہیں کرسکتا کہ محض احمقوں کے خدا بنا لینے سے ایک مقرب و مقبول بندہ کو پتھروں اور شریروں کے برابر کردے (تفسیر عثمانی ص ۶۵۶)

عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں:

خط کشیدہ عبارت سے پتہ چلا کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں یاد رہے کہ تمام انبیاء کرام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو قیامت کی نشانی قرار دیا اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہے کہ قرب قیامت کو نازل ہوں گے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھا کہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی احادیث نبی کریم ﷺ سے متواتر ہیں یعنی ان میں شک کی گنجائش نہیں ہے (تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۱۳۲)

نزول مسیح کی آیات:

جیسے اس آیت میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اور بھی نصوص اس کے بارے میں ہیں جیسے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۹ کے تحت تفسیر ابن کثیر ج۱ ص ۳۶۷ کے حوالے سے گزر چکا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی بھی قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی پیشگوئیوں کو مانتا تھا مگر بعد میں خود مسیح بننے کے لئے ان نصوص میں تحریف شروع کردی مرزائیو! اپنے مرزے سے پوچھو تجھے کیا ہوا تو کیوں بدل گیا، مسلمان تمہیں قرآن کو بدلنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ دیکھو تو سہی مرزا قادیانی کیا لکھ رہا ہے وہ کہتا ہے:

میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کردیں اور یہ بھی فرمادیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے مگر میں پھر بھی متنبہ نہ ہوا، اور براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا اور شائع کردیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور میری آنکھیں اس وقت تک بالکل بند رہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو نہ سمجھایا کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے اور وہ واپس نہیں آئیگا اس زمانہ اور اس امت

کیلئے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۱،۱۱۲)

قارئین کرام غور کریں پہلی خط کشیدہ عبارت میں مرزے نے مانا ہے کہ قرآن کی ایک آیت میں نہیں، ایک سے زیادہ آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی پیشگوئی پائی جاتی تھی اور آپ کو پتہ ہے کہ پیشگوئی کہتے ہی اس خبر کو ہیں جس کو مستقبل میں وقوع ہونا ہو۔ مرزا کہتا ہے کہ وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کردی گئیں، دماغ خراب ہوگیا اس کا کیا قرآن میں ایسا ہوسکتا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا قرآن میں جو خبر جس کے بارے میں اسی کے بارے میں رہے گی۔ مسلمانو! یقین رکھو قرآن کے الفاظ بھی وہی ہیں جو پہلے تھے، معانی بھی وہی ہیں جو پہلے تھے قادیانی بدل گیا ہے تو جائے جہنم میں ہمیں ساتھ کیوں دھکیلنا چاہتا ہے۔

اگلی خط کشیدہ عبارت میں قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے عقیدے کو غلط کہہ رہا ہے ارے یہی تو وہ عقیدہ ہے جس کو یہ قرآن کی پیشگوئی کہہ رہا ہے اگر یہ قرآن کی پیشگوئی کا مصداق نہیں تو پھر یہ بتاؤ کہ قادیانی نے قرآن میں جو پیشگوئیوں کا ذکر کیا ہے اس کا کیا مطلب؟

یہ بھی یاد رکھو کہ مرزے کی کتاب توضیح مرام اور اس کی کتاب ازالہ اوہام کی اشاعت ۱۸۹۱ء میں ہوئی (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۱) توضیح مرام میں ہے کہ وفات مسیح تین آیات سے ثابت ہے [روحانی خزائن ج ۳ ص ۵۴ حاشیہ] اور ازالہ اوہام میں ہے کہ وفات مسیح تیس آیتوں سے ثابت ہے [روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۲۳] جبکہ یہ کتاب [براہین احمدیہ حصہ پنجم] مرزے کی آخری کتابوں میں ہے اس کی تصنیف ۱۹۰۵ء میں ہوئی (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۴) اس کتاب کے حوالہ کو یاد رکھیں اس میں اس نے مانا ہے کہ نزول مسیح کی پیشگوئیاں قرآن میں موجود تھیں اور ظاہر ہے کہ نزول بغیر حیات کے تو نہیں ہوسکتا۔

درس نمبر ۱۹: عیسیٰ علیہ السلام سے نبی کریم ﷺ کی آمد کی بشارت

ارشاد فرمایا: وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ م بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ط فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ (الصف:٦)

ترجمہ: اور جب کہا عیسیٰ بن مریم نے اے بنی اسرائیل بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں تورات جو مجھ سے پہلے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہوگا پھر جب وہ واضح دلیلیں لے کر ان کے پاس پہنچ گیا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔

دوسری جگہ فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ م بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ج فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظَاهِرِيْنَ (الصف:١٤)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کے مددگار ہو جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہے حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں پھر ایک گروہ بنی اسرئیل کا ایمان لایا اور ایک گروہ کافر ہو گیا پھر ہم نے ایمان داروں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو وہی غالب ہو کر رہے۔

آیات کی مختصر وضاحت:

آیت نمبر ۱۴ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے ایمان کا ذکر ہے اور یہ بات گزر چکی ہے کہ قادیانی اپنے مریدوں کو حواریوں سے بہتر کہہ کر ان کی گستاخی کرتا تھا۔

آیت نمبر ۶ ختم نبوت کی بھی دلیل ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے انبیاء کی تصدیق کی اور نبی کریم ﷺ کی آمد کی بشارت دی جبکہ نبی کریم ﷺ نے پہلے انبیاء کی تصدیق تو کی مگر آپ سے کسی نئے نبی کی بشارت منقول نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا بتایا مگر وہ پہلے انبیاء سے ہیں نئے کسی نبی کی بشارت کسی حدیث میں نہیں ہاں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کا ذکر

موجود ہے۔

فائدہ: امت مسلمہ کے تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں احمد سے مراد حضرت نبی کریم ﷺ ہی ہیں اور صحیح صریح احادیث اس بارے میں موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک نام احمد ہے بلکہ یہ نام حضرات انبیاء کرام میں سے صرف نبی کریم ﷺ کو عطا ہوا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اپنے بارے میں بتایئے فرمایا: دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ وَبُشْرىٰ عِيسىٰ وَرَأَتْ أُمِّيْ حِيْنَ حَمَلَتْ بِيْ كَأَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَ تْ لَهٗ قُصُوْرُ بُصْرىٰ مِنْ اَرْضِ الشَّامِ وَهٰذَا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ وَرُوِىَ لَهٗ شَوَاهِدُ مِنْ وُجُوْهٍ اُخْرىٰ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۶۲) ''میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میری والدہ نے حمل کی حالت میں خواب دیکھا گویا کہ ان سے ایک نور نکلا جس کے ساتھ شام کے علاقے بُصریٰ کے محلات روشن ہو گئے''۔ یہ سند جید ہے کئی اور وجوہ سے اس کے شواہد موجود ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جس بشارت کا ذکر ہے وہ آنحضرت ﷺ ہی کے بارے میں تھی۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُعْطِيْتُ اَرْبَعًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِنْ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَسُمِّيْتُ اَحْمَدَ وَجُعِلَ لِيَ التُّرَابُ طَهُوْرًا وَجُعِلَتْ اُمَّتِيْ خَيْرَ الْاُمَمِ (مسند احمد ج ا ص ۱۵۸، ص ۹۸) مجھے چار چیزیں دی گئی ہیں جو اللہ کے انبیاء میں سے کسی کو نہیں مجھے زمین کی چابیاں دی گئیں (یعنی بڑے ملک فتح ہوں گے) اور میرا نام احمد رکھا گیا اور میرے لئے زمین کو پاکی بنا دیا گیا (یعنی تیمم کی اجازت ملی) اور میری امت کو سب سے بہتر امت بنایا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ کی ایک مرفوع روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمانا چاہیں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اَيْنَ اَحْمَدُ وَاُمَّتُهٗ فَنَحْنُ

اَلْاٰخِرُوْنَ اَلْاَوَّلُوْنَ نَحْنُ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَاَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ فَتُفْرِجُ لَنَا الْاُمَمُ عَنْ طَرِيْقِنَا الحدیث (مسند احمد ج ۱ ص ۲۸۲) کہاں ہیں احمد اور ان کی امت تو ہم سب سے اول ہیں سب سے آخر ہیں ہم سب سے آخری امت ہیں اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا دوسری امتیں ہمارے لئے راستے سے ہٹ جائیں گی۔

فائدہ : اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن بھی احمد نام سے نبی کریم ﷺ ہی مراد ہوں گے۔ قادیانیو! دنیا میں غیر اسلامی نظام کے تحت تم نے خود کو احمدی کہلوالیا مگر یاد رکھو قیامت کے دن جب احمد ﷺ کی امت کو بلایا جائے گا تو تمہیں ان کا ساتھ نصیب نہ ہوگا تم تو غلام احمد قادیانی کی امت ہو۔ اگر تمہیں احمد ﷺ کی امت میں رہنے کا فکر ہے تو اس جھوٹے سے اظہار نفرت کردو۔ ورنہ جہاں وہ جائے گا تمہیں بھی ہمیشہ وہیں رہنا ہوگا۔

مرزا قادیانی کا الحاد:

ان تمام دلائل قطعیہ کے برخلاف مرزا قادیانی نے خود کو اس آیت کا مصداق قرار دیا، قادیانی کے الفاظ یوں ہیں : اور اس آنے والے [مراد قادیانی ـ راقم] کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد نام جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے: وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (ازالۃ اوھام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۶۳)

مشہور مرزائی مبلغ اور مناظر ملک عبدالرحمٰن خادم سورۃ الصف کی آیت ۶ نقل کر کے لکھتا ہے:

ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے احمد رسول کی آمد کی بشارت دی ہے اور صرف اس کا نام بتانے پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کی بعض نہایت ضروری علامات بھی بیان فرمادی ہیں اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق آنحضرت ﷺ نہیں بلکہ آپ کا خادم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہیں (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۳۷۱)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۱۷

درس نمبر ۲۰ : حضرت مریم اہل ایمان کیلئے نمونہ ہیں

ارشادفرمایا: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ (10) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (11) وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ (سورة التحریم آیت ۱۰ تا ۱۲)

ترجمہ: ''اللہ کافروں کیلئے ایک مثال بیان کرتا ہے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے ان سے خیانت کی تو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں کچھ بھی کام نہ آئے اور کہا جائے گا کہ تم دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ ☆ اور اللہ ایمان داروں کیلئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے جب اس نے کہا اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے ☆ اور مریم عمران کی بیٹی کی جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو سچا جانا اور وہ عبادت کرنے والوں میں سے تھی''۔

﴿ قادیانی کے کفریات کا ایک نمونہ ﴾

قرآن عظیم الشان میں عیسیٰ علیہ السلام ان کی والدہ ان کی نانی کے بارے میں اللہ کا کلام آپ نے سنا قادیانی نے جب مسیحیت کا دعویٰ کیا لوگوں نے کہا ویسے معجزات دکھاؤ تو اس نے بجائے توبہ کرنے کے نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت اور ان کے معجزات کا انکار کیا

بلکہ ان کے کمالات کا اتنا استہزاء کیا کہ کائنات میں شاید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتنی گستاخی اور کسی نے نہ کی ہو (ازائمہ تلبیس ج ۲ ص ۳۲۱)

مرزائی کہتے ہی یہ باتیں عیسائیوں کے جواب میں ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے خود کو اونچا کرنے کیلئے یہ باتیں کہیں، علاوہ ازیں کیا عیسائیوں کے جواب میں خدا تعالیٰ کے انبیاء کی توہین جائز ہوجاتی ہے؟ کیا عیسائیوں کے جواب میں یہودیوں کی کفریہ عبارات پیش کرنا درست ہے؟ اگر کسی اور نے ایسا لکھا تو اس کی اصلاح کرتا۔

اب اس کی اور اس کے بیٹوں کی چند عبارتیں دیکھیں۔

۱) قادیانی کہتا ہے:

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا (ضمیمہ انجام آتھم درروحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۲۹۱)

عیسیٰ علیہ السلام کی دادیاں تو ہیں نہیں ان کیلئے دادیاں ماننا خود کفر ہے پھر ان کی نانیوں کے بارے میں جو کچھ کہا وہ آپ کے سامنے ہے، مرزے کی نانیاں دادیاں خدا جانے کیسی تھیں؟ لیکن اتنی بات ہے کہ اتنا کچھ لکھنے کے بعد مرزے کی اپنی نسل نہیں بچ سکتی اس لئے مرزے کے خاندان کے بارے میں جو کچھ لکھنے والوں نے لکھا ہے مرزے کی گستاخیوں کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ٹھیک ہی لکھا ہوگا۔

۲) قادیانی کہتا ہے:

خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو چھپانے کے لئے [معاذ اللہ۔ راقم] ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی (تحفہ گولڑویہ رخ جلد ۱۷ ص ۲۰۵)

بقیہ بر صفحہ ۵۴۶

اس عبارت میں واضح طور پر نبی کریم ﷺ کی گستاخی ہے اس میں تو کوئی شک ہی نہیں

کہ نبی کریم ﷺ روضہ مبارکہ جنت ہے۔اور کائنات میں سب سے اعلیٰ جگہ ہے۔

(۳) قادیانی نے لکھا:

آدم،ابراہیم،نوح،موسیٰ،داؤد،سلیمان،یوسف،یحییٰ،عیسیٰ وغیرہ یہ نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب سے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا ہے (نزول المسیح حاشیہ در روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۳۸۲)

(۴) مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ (علیہ السلام) کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ (علیہ السلام) کو نہیں مانتا یا عیسیٰ (علیہ السلام) کو تو مانتا ہے مگر محمد (ﷺ) کو نہیں مانتا یا محمد (ﷺ) کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو (یعنی مرزا قادیانی ملعون کو۔راقم) نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰، از مرزا بشیر احمد ایم اے بحوالہ رد قادیانیت کے زریں اصول ص ۴۳۰،۴۳۱)

(۵) مرزا قادیانی کہتا ہے:

اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے (تذکرہ ص ۱۶۸ طبع دوم)

(۶) مرزا کہتا ہے: خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے (تذکرہ ص ۶۰۰ طبع دوم)

(۷) مرزا بشیر الدین محمود کہتا ہے: کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں (آئینہ صداقت اسلام ص ۳۵ از مرزا بشیر الدین محمود بحوالہ رد قادیانیت کے زریں اصول ص ۴۳۱)

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۳۹۷، ۴۰۰

۸)مرزا قادیانی نے یہ بھی کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ جھوٹ بولنے کی عادت تھی (ضمیمہ انجام آتھم درروحانی خزائن ۲۸۹) فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۲۳

اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی مراق کا شکار تھا اور خود کو مثیل مسیح کہنے لگا، اب عیسی علیہ السلام جیسا کردار تو پیش نہیں کر نہیں سکتا تھا، اُس نے حضرت عیسی علیہ السلام کے کردار کو اپنے جیسا کہنا شروع کر دیا۔ہم تو عیسی علیہ السلام میں انہیں اوصاف وکمالات دمانیں گے جن کو قرآن وحدیث نے ذکر کیا، قادیانی نے جن اوصاف (کاموں) کی عیسی علیہ السلام کی طرف نسبت کی ہے وہ اوصاف مرزے کے ہوں گے یا مرزے کے کسی دادے پردادے کے ہوں گے اللہ کے نبی عیسی علیہ السلام ان سے بالکل منزہ ہیں۔اللہ تعالیٰ ان پاک ہستیوں کے دفاع کے عمل کو قبول فرمائے اور ہماری مغفرت کرے آمین۔

<u>قادیانی میں وجوہ تکفیر بہت زیادہ ہیں:</u>

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے کفر کی ۲۸ وجوہ ذکر کی ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں:

اگر حقیقت پر نظر کی جائے تو مرزا صاحب میں وجوہ کفر کم از کم اٹھائیس ہزار نکلیں گی کیونکہ مرزا صاحب کی تالیفات کے ہزاراں ہزار صفحے انہیں کفریات کی تکرار اور اعادہ سے بھرے پڑے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو شخص کلمہ کفر اور شرک سو مرتبہ یا ہزار مرتبہ کہے تو یہی کہا جائے گا کہ اس نے سو مرتبہ یا ہزار مرتبہ کفر اور شرک کا ارتکاب کیا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ چودہ صدی کے تمام مدعیان نبوت میں اس قدر وجوہ کفر کی نہ ملیں گی جو تنہا ایک مرزا کی ذات میں جمع تھیں اس لئے کہ مرزا کے دعوے گذشتہ مدعیان نبوت کے تمام دعووں کو مع شے زائد اپنے اندر لئے ہوئے ہیں (احسن البیان فی تحقیق مسئلۃ الکفر والایمان ص۱۳۲) یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ آمِیْن

☆☆☆☆☆☆

﴾سوالات﴿

س: قادیانی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام کی بحث چھیڑیں تو ہم کیا کریں؟

س: قادیانی کہتا ہے کہ نزول مسیح کا عقیدہ ایمانیات کا جزو نہیں کیا یہ درست ہے؟

س: قادیانی کی عبارت با حوالہ ذکر کریں کہ کوئی عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا قول اجتہادی خطا ہے کوئی گناہ نہیں۔

س: عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقائد اور قادیانی کے نظریات کا مختصر تقابل ذکر کریں

س: قادیانی سورۃ بقرہ کے مضامین کا کس طرح منکر تھا؟

س: قادیانی پہلے انبیاء کی عظمت کا قائل تھا یا ان کا گستاخ؟ اور وہ کیسے؟

س: مرزائیوں کو مرزا بشیر احمد کی کس عبارت پر گرفت کرنی چاہئے اور کیوں؟

س: سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۷،۸ کا شان نزول لکھیں پھر محکمات کی تعریف کر کے ٹیڑھے دل والوں کی نشانی ذکر کریں۔

س: اس کو ثابت کریں کہ مرزائی قرآن وحدیث کی رو سے دِل کے سیدھے نہیں ہیں دِل کے ٹیڑھے ہیں۔

س: ثابت کریں کہ قادیانی ہر موقع پر خود کو اونچا رکھنا چاہتا تھا۔

س: خالی جگہ پر کریں : مرزایوں کے...... اصل دین قادیانی کا...... ہوا ہے ان کا معیار ......، ہمارا معیار نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ...... ہیں جن کے...... معنی کے مراد ہونے پر ہر دور میں امت کا...... رہا ہے۔

س: قادیانی ہر مجلس میں وفات عیسیٰ بیان کرتا تھا ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

س: مرزائیوں کی چال سے بچنے کا طریقہ بتائیں۔

س: حیات مسیح پر گفتگو کرنے سے پہلے مرزائیوں سے کیا منوایا جائے؟

س: قرآن نے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات کو کیوں ذکر کیا جبکہ ہمارے نبی تو حضرت محمد ﷺ ہیں۔

س: اس کو ثابت کریں کہ قادیانی نے عیسائیوں کو الزامی جواب نہیں دیا بلکہ یہودی بن کر اُن کا رد کیا مسلمان رہ کر نہیں۔

س: سورۃ آل عمران سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں چند عقائد ذکر کریں اور یہ ثابت کریں کہ قادیانی ان سب کا انکاری نہیں ان سے استہزاء بھی کرتا تھا

س: اناجیل سے ثابت کریں کہ وہ اصل نازل شدہ انجیل نہیں بلکہ بعد والوں کی طرف سے عیسیٰ علیہ السلام کی لکھی ہوئی سوانح حیاۃ ہیں۔

س: اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ترجمہ شان نزول اور مختصر تفسیر کے بعد یہ بتائیں کیا قادیانی اس کو مانتا تھا؟

س: آیت مباہلہ کا شان نزول لکھنے کے بعد اس سے عقیدۂ ختم نبوت ثابت کریں

س: شعر کا مطلب لکھ کر اس کا قائل بتائیں اور اس پر رد لکھیں

مریم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار

س: اس کو ثابت کریں کہ قادیانی کو انبیاء کرام کی توہین منظور مگر اپنے اوپر تنقید برداشت نہیں

س: یورپ کے لوگ شراب خوب پیتے ہیں اس کے بارے میں قادیانی نے کیا کہا اور حضرت نانوتویؒ نے کیا ؟ کس کے کلام سے انبیاء کرام کا اور ایمان والوں کا دفاع ہوتا ہے؟

س: عمل میں عیسائیوں پر اہل اسلام کی فوقیت ثابت کریں

س: قادیانی مناظروں میں قرآنی حکم کو کیسے توڑتا تھا؟

س: قادیانی کے نیچریوں سے متاثر ہونے کو مثال دے کر سمجھائیں۔

س: ثابت کریں کہ قادیانی انبیاء کرام کا باغی تھا۔

س: قادیانی کے کلام سے حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین ثابت کریں۔

س: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد دیکھ لیں گے کہ عیسائی شرک کرتے ہیں تو قیامت کے دن ان کے خلاف گواہی کیسے دیں گے؟

س: قرآن کے ظاہر سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کریں۔

س: کسی واقعہ سے ثابت کریں کہ قادیانی نے صلیب کا ایسا انکار کیا جس سے اقرار پایا گیا

س: حیاۃ عیسیٰ کے بارے میں مرزا کے کلام سے شدید تعارض ثابت کریں۔

س: قادیانی کا الہام یا تحقیقات قابل غور کیوں نہیں؟

س: ہم قادیانی سے یہ کیوں نہ کہیں کہ اپنی بات کسی مجدد سے ثابت کر؟

س: تَوَفِّیْ کے چند معانی ذکر کر کے ثابت کریں کہ قادیانیوں کا مقصد کسی طرح پورا نہیں ہوتا۔

س: اس کا کیا جواب ہے عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں کھاتے کیا ہیں، سانس کیسے لیتے ہیں؟

س: الوہیت عیسیٰ کے رد پر عقلی نقلی دلیل نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عمل پیش کریں۔

س: اہل انجیل کو انجیل کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم ہے یہ کس طرح ممکن ہے؟

س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائے گئے قادیانی کے چند الزامات ذکر کریں۔

س: سورۃ مائدہ کی آخری آیات سے حاصل شدہ چند مسائل ذکر کریں۔

س: ایک مرزائی کہتا ہے قادیانی کے پاس بھی مائدہ ہے [سیرۃ المہدی ج ۳ص ۸۷] اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیسے کیا؟

س: مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ نے قادیانی کو کس طرح لاجواب کیا؟ اور کب؟

س: ارشاد فرمایا: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ

اس سے قادیانی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کیسے استدلال کرتے ہیں اور اس کا جواب کیا ہے

س: قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر شرک کرانے کا الزام لگایا، مرزائی اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟ اور قادیانی کے دفاع میں وہ جھوٹے کس طرح ہیں؟

س: پادریوں سے حضرت نانوتویؒ نے بھی مناظرے کئے اور قادیانی نے بھی دونوں کے طریق کار کا موازنہ کریں۔

س: میدان مباحثہ میں حضرت نانوتویؒ نے خود کو ایک بھنگی سے تشبیہ کر عاجزی کا اظہار کیا اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم سنایا (مباحثہ شاہجہانپور ص ۱۸) جبکہ قادیانی نے اپنی تحریروں میں انتہائی تعریفیں کیں بتائیں کس کا طریق اسلامی ہے؟ کسی کا طریق تمہیں پسند ہے اور کیوں؟

س: فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا میں نَادٰی کی ضمیر رفع کس طرف راجع ہے؟

س: سورۃ مریم اور سورۃ الانبیاء سے معلوم ہونے والے چند مسائل لکھیں۔

س: قادیانی کی کچھ ایسی عبارات ذکر کریں جن سے پتہ چلے کہ اس نے ان تمام مضامین کا کھل کر انکار و استہزاء کیا ہے۔

س: قرآن کریم میں ''ربوہ'' سے کیا مراد ہے اور قادیانیوں نے اس میں کیا تحریفات کی ہیں

س: وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کا کیا معنی ہے؟ کیا کسی اور نبی کے بارے میں ایسا فرمایا ہے؟

س: مرزا کی آخری کتابوں سے کسی کتاب سے ثابت کریں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا قرآن میں ذکر تھا بعد میں وہ آیات قادیانی کی طرف منسوب ہو گئیں۔

س: قادیانی نے لکھا کہ پہلے انبیاء کے نام مجھے مل گئے ان کی آیات اپنی طرف منسوب کرتا ہے کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ پہلے انبیاء معاذ اللہ خدا کے فرماں بردار نہ رہے خدا کو کوئی اور نہ ملا تو معاذ اللہ مجبور ہو کر ان کے سارے نام، ان کی ذمہ داریاں اور ان کے مرتبے قادیانی کو دے دیئے، یا اللہ تعالیٰ اس کے آگے مجبور ہو گیا۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا

س: مرزائیوں کی عبارات بتائیں جن میں انہوں نے ''اسمہ احمد'' کا مصداق مرزا کو بتایا۔

س: قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کب کیا؟ نیز مرزائی اس کی گستاخیوں کی کیا تاویل کرتے ہیں اور جواب کیا ہے؟

☆☆☆☆☆☆☆

﴿حضرت نانوتویؒ کے کچھ نعتیہ اشعار﴾

☆) فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانی احمد (۱)
زمیں پہ کچھ نہ ہو پر ہے محمدی سرکار (قصائد قاسمی ص۵ شعر۵۱)

☆) کرے ہے ذرہ کوئے محمدی سے خجل
فلک کے شمس وقمر کو زمین لیل ونہار (قصائد قاسمی ص۴ شعر۴۹)

☆) یہ اجتماع کمالات کا تجھے اعجاز (۲)
دیا تھا تا نہ کریں انبیاء کہیں تکرار (قصائد قاسمی ص۶ شعر۷۲)

☆) پہنچ سکا تیرے رتبہ تلک نہ کوئی نبی
ہوئے ہیں معجزہ والے بھی اس جگہ ناچار (قصائد قاسمی ص۶ شعر۷۴)

☆) جو انبیاء ہیں وہ آگے تیری نبوت کے (۳)
کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار (قصائد قاسمی ص۶ شعر۷۵)

---

۱) مرزائی کہتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام آسمان پر اور نبی ﷺ زمین پر ہوں تو عیسی علیہ السلام افضل ہوئے۔ حضرتؒ کے کلام سے معلوم ہوا کہ مرزائیوں کا معیار غلط ہے افضلیت آسمان سے نہیں افضلیت نبی کریم ﷺ سے ہے آپ کی وجہ سے تو روضہ مبارکہ عرش بریں سے افضل ہے۔ یہ زمین آسمان سے افضل کیوں نہ ہو؟ آسمان پر حضرت عیسی علیہ السلام تو ہیں مگر آنحضرت ﷺ جیسا تو وہاں کوئی نہیں۔

۲) اللہ نے سب کمالات آپ کی ذات میں جمع کر دیئے تا کہ انبیاء کرام علیہم السلام فوراً آپ کی اتباع کرلیں معراج کی رات نبی ﷺ نے انبیاء کرام کی موجودگی میں اپنے فضائل بیان کئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ان کے ساتھ محمد تم سے بڑھ گئے ہیں (تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۲۶۹)

۳) مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جیسے نبی الامۃ ہیں نبی الانبیاء بھی ہیں

مدلل بحث تحذیر الناس کی عبارات کے تحت دیکھئے ''آیات ختم نبوت'' ص۴۰۳،۴۰۴ نیز ص۵۳۵ تا ۵۶۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ج وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ (الانعام:۱۲۵) وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓـئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (النساء:۱۱۲)

باب نمبر ۸

مرزائی اعتراضات

اور

ان کے جوابات

﴿باب نمبر ۸ کا خلاصہ﴾

یاد رہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کا انکار الگ کفر ہے اور مرزا قادیانی کو نبی ماننا الگ کفر ہے جیسے کوئی شخص نبی علیہ السلام کو اللہ کا نبی مانے اور آپ کے بعد کسی اور کو نبی نہ مانے لیکن یہ کہے کہ آپ کے بعد نیا نبی آ سکتا ہے اگرچہ کوئی آیا نہیں تو وہ شخص کافر ہوگا اور اگر بعد میں وہ شخص مرزا قادیانی کو نبی مان لے تو ڈبل کافر ہو جائے گا۔اس لئے قادیانیوں کے کسی اعتراض کو اس طرح نہ لیا جائے کہ یہ کسی مسلمان کو پیش آنے والا شبہ ہے بلکہ یوں لیا جائے جیسے یہ کسی ہندو اور سکھ سے بڑے کافر کا اسلام پر اعتراض ہے، تو جب کسی ہندو یا عیسائی کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کو ایک مسلمان محض اس وجہ سے رد کر دیتا ہے کہ اعتراض کرنے والا کافر ہے، اس کی سوچ کافرانہ سوچ ہے اسی طرح کسی مرزائی کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات ایک مسلمان کیلئے قطعاً قابل التفات نہیں ہیں۔اگر کوئی مسلمان کسی قادیانی کی طرف سے ہونے والے اعتراض پر کان لگائے تو بڑے افسوس کا مقام ہوگا۔

قادیانی نے عیسائی مذہب کے بانی یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو سچا نبی مانا ہے (سیرۃ المہدی ج۳ص۱۷۲) تو قادیانی کے نزدیک بھی نبی ﷺ کی آمد سے پہلے عیسائیت میں نجات تھی، آپ کے انکار کی وجہ سے عیسائی کافر ہو گئے، یہودی عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے سچے تھے عیسیٰ علیہ السلام کی انکار کی وجہ سے کافر ہوئے پھر نبی کریم ﷺ کے انکار کی وجہ سے ڈبل کافر ہو گئے اور قادیانیت کا بانی تو ہے ہی پکا کافر اس پر ایمان لانے سے ہدایت کیسے؟

چونکہ قرآن کریم کی کسی آیت یا نبی کریم ﷺ کی کسی حدیث سے تو کیا کسی ادنی مسلمان سے بھی ختم نبوت کا انکار ثابت نہیں۔اسلئے جس نے ختم نبوت کا انکار کیا وہ حکیم نور دین، یا مولوی محمد علی لاہوری تو بن سکتا ہے مسلمانوں کا عالم نہیں رہ سکتا۔اگر قادیانی کسی صحابی یا کسی عالم کی عبارت پیش کریں تو اُس کا مطلب ہم ہرگز عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف نہیں لیں گے۔

سبق نمبر ۱ : ان کے اعتراضات کی بنیاد نصوص کو نہ سمجھنا

مرزائی نبوت کے جاری رہنے یا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قرآن وحدیث کی نصوص سے جو دلائل دیں ان کا اصولی جواب یہ ہے کہ یہ عقائد ان کی کافرانہ سوچ کا نتیجہ ہیں نصوص کا ایسا مطلب ہرگز نہیں، نصوص کا معنی وہی ہے جو سلف صالحین نے سمجھا، امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ اکابر کے ساتھ جڑے رہنے کی بڑی تاکید فرمایا کرتے تھے، ذیل میں ان کے قیمتی ارشادات کو کچھ اضافے کے ساتھ نقل کیا جارہا ہے ان کو توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ یاد رہے کہ راقم اپنے الفاظ کی نشاندہی کردے گا۔ حضرتؒ فرماتے ہیں:۔

[عقیدۂ ختم نبوت اسی طرح نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ۔راقم] ایک اتفاقی اور اجماعی عقیدہ ہے اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں تھا اب اس اختلاف کے موجد صرف یہی حضرات [مرزائی۔راقم] ہیں اور اس جدید اختلاف کا یہ زنگ دار اور ملمع سازی کا سہرا انہیں کے سر پر زیب دیتا ہے۔

ہماری طرف سے ان تمام آیات کا پہلا اور اصولی جواب وہی ہے جو خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک منکر تقدیر کو دیا تھا جس نے قرآن کریم کی بعض آیات سے انکارِ تقدیر کا مسئلہ سمجھ رکھا تھا [جیسے مرزائیوں نے وفات مسیح یا اجراء نبوت کا عقیدہ سمجھ لیا ہے۔راقم] اور اُن کا یہ جواب خاصی تفصیل کے ساتھ ابوداؤد میں موجود ہے جو اس قابل ہے کہ سنہری حروف سے لکھا جائے جس میں اُن کا یہ ارشاد بھی ہے:

لَقَدْ قَرَأُوْا مِنْهُ مَا قَرَأْتُمْ وَعَلِمُوْا مِنْ تَأْوِيْلِهٖ مَا جَهِلْتُمْ الخ (ابوداود ج۲ص۲۷۸) [طبع رحمانیہ لاہور ج۲ص۲۸۹ کتاب السنۃ باب۶ حدیث۴۶۰۶ باب فی لزوم السنۃ۔راقم] ''کہ بلاشبہ ان سلف صالحینؒ نے قرآن کریم پڑھا جیسے تم پڑھتے ہو مگر وہ اس کی تفسیر کو جانتے تھے اور تم اس سے جاہل ہو''

مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی یہی آیات کریمات سلف صالحینؒ کے سامنے بھی تھیں جن سے تم نے انکار تقدیر پر استدلال کیا ہے مگر وہ حضرات تو ان آیات سے وہ مطلب ہرگز نہیں سمجھے جو تم سمجھے ہو، اور نہ انہوں نے ان کی وہ تفسیر اور تعبیر کی ہے جو تم کرتے ہو اور مدار تو انہیں کی سمجھ پر ہے پھر یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ [اے مرزائیو! ۔راقم] تمہارا استدلال صحیح اور ان کی [سلف صالحین بلکہ پوری امت مسلمہ کی ۔راقم] سمجھ معاذ اللہ غلط تھی (سماع الموتی ص ۲۵۴)

درس نمبر ۲ : جھوٹی پیشگوئیوں کے دفاع کا جواب

تمہیدی باتیں:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے زمانے میں ایک شہر شاہجہانپور میں مذہبی میلے ہوئے جن میں مسلمانوں کی طرف سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے حصہ لیا آپ نے اس میں اسلام کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا۔ یہ بات گذر چکی ہے کہ آپ نے وہاں عقلی طور پر ثابت کر دیا کہ نبوت کا مدار علم اور اخلاق پر ہے۔ رہے معجزات سو وہ تو نبوت ملنے کے بعد عطا ہوتے ہیں پھر آپ نے یہ ثابت کیا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ علم واخلاق میں سب سے اعلیٰ ہیں اور معجزات میں سب سے اوپر، پیشگوئیوں میں سب سے بڑھ کر ہیں۔

انبیاء کرام کوئی پیش گوئی کر دیتے تو پوری ہوتی تھی حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنانی شروع کی تو عذاب آ کر رہا [سورہ ہود: ۳۷ تا ۴۷] نبی کریم ﷺ نے رومیوں کے غالب آنے کی خبر دی، وقت کے اندر وہ بات پوری ہوگئی (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۲۳) ایک آدمی بڑی بہادری سے کافروں سے لڑ رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا یہ دوزخی ہے کچھ لوگوں کو تشویش ہوئی ایک صحابی نے پیچھا کیا تو دیکھا بالآخر اس نے خودکشی کر لی [بخاری ج ۱ ص ۴۰۶] دیکھئے نبی ﷺ نے بات کہہ دی اللہ نے اس کو پورا کر دیا آپ نے اس کے سچ کرنے کیلئے کوئی کوشش تو نہ کی۔

مرزا قادیانی نے اپنے صدق وکذب کا معیار اپنی پیشگوئیوں کو بنایا ہے اور یہ معیار خود

غلط ہے گذشتہ صفحات میں ہم اس پر تنقید کر چکے ہیں پھر اس کی پیشگوئیاں غلط ہو جاتیں تھیں مثلاً فروری ۱۸۸۶ء میں اس نے اشتہار دیا کہ اس کے ہاں ایک عظیم الشان لڑکا پیدا ہوگا جس کی پوری دنیا میں شہرت ہوگی، مئی ۱۸۸۶ء میں لڑکی پیدا ہوگئی اگلے سال اگست ۱۸۸۷ء میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا اس کی پیدائش پر بڑی خوشیاں منائی گئیں قادیانی کہتا تھا یہ وہی لڑکا معلوم ہوتا ہے جس کی بشارت ہوئی، ایک سال کے بعد اچانک یہ لڑکا فوت ہو گیا بس پھر کیا تھا ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہوا (از سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰۵، ۱۰۶) فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۲۵، ۴۲۶

قادیانی کہتا تھا میری پیشگوئی غلط ہوگئی تو کیا ہوا؟ اور انبیاء کی پیشگوئیاں بھی [معاذ اللہ] غلط ہوتی تھیں۔ حالانکہ جب نبوت ختم ہو چکی تو ایسی بحث ہی فضول ہے کیونکہ پیشگوئی سچی ہو جاتی پھر بھی وہ نبی تو نہیں ہو سکتا تھا بہر حال یہ لوگ حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ کو پیش کرتے ہیں کہ انہوں سے قوم سے کہا تھا عذاب آنے کا اور عذاب نہ آیا گویا پیشگوئی پوری نہ ہوئی [انجام آتھم در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۵ تا ۲۲۶]

جواب: حضرت یونس علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کے بارے میں قطعی طور پر صرف اتنا ملتا ہے کہ قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے تھے قوم پر عذاب کے آثار نمودار ہوئے قوم نے بڑی سچی توبہ کی عذاب ٹل گیا یہ تو نہیں ملتا کہ اللہ کے نبی نے وعدہ کیا تھا وہ پورا نہ ہوا بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اُن کی برکت سے ہمیں آیت کریمہ ملی، علاوہ ازیں ان کی قوم کی نجات ان پر ایمان لانے اور ان کی فرماں برادری ہی میں ہوئی اگر بالفرض اُن کا وعدہ جھوٹا ہو جاتا تو اُن کو قوم کی طرف جانے کی ہمت کیسے ہوتی؟

مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ ایک جگہ لکھتے ہیں:

الہامی صاحب کے ان الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹل گیا اسی طرح محمدی بیگم کی شادی کی کامیابی بھی منسوخ ہوگئی اس کا جواب یہ ہے کہ کسی آیت یا حدیث صحیح میں یہ مذکور نہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام نے خدا سے وحی پا کر عذاب کی کوئی

پیشگوئی کی تھی یا چالیس دن کی کوئی میعاد مقرر فرمائی تھی یا اس عذاب کو قوم کے سامنے اپنے حق وباطل کا معیار ٹھہرایا تھا یا یہ کہا تھا کہ یہ خدا کا وعدہ ہے جس میں تخلف ممکن نہیں ہاں آپ نے اپنی قوم کے سامنے ایک عام آسمانی قانون اور خدائی ضابطہ جو دنیا کے تمام نذیر اپنی اپنی شورہ پشت قوموں کے سامنے ظاہر کرتے رہے ہیں پیش فرمایا تھا اور وہ یہ تھا کہ اگر شیوۂ کفر وسرتابی سے باز نہ آؤ گے تو تم پر غضب الٰہی نازل ہوگا یہ ارشاد کسی اطلاع یا پیشگوئی کو متضمن نہ تھا پس اگر کسی غیر محتاط مفسر نے اپنی تفسیر میں اِس کی نسبت کوئی اسرائیلیات نقل کر لئے ہوں تو وہ کس طرح حجت اور درخور التفات نہیں (رئیس قادیاں ج۲ ص۱۴۳)

درس نمبر۳ : مرزائیوں کے اخلاق کے بارے میں

چونکہ کچھ لوگ قادیانیوں کے ظاہری اخلاق سے متاثر ہوکر اعتراض کرتے ہیں اس لئے اس بحث کو یہاں لکھا جاتا ہے

تمہید: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَتَمَّهَا وَاَكْمَلَهَا اِلَّا مَوْضَعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهَا وَ يَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ﴾ (بخاری ج۱ ص۵۰۱ مسلم واللفظ لہ ج۲ ص۲۴۸)

ترجمہ: میری اور انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کوئی گھر بنایا پھر اس کو کامل اور مکمل کر دیا سوائے ایک اینٹ کے تو لوگ اس میں داخل ہونے لگے اور اس سے تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کیوں نہیں اس اینٹ کی جگہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو میں اس اینٹ کی جگہ ہوں میں آیا تو میں نے انبیاء کو ختم کر دیا۔

ملاحظہ فرمایا کہ دوسرے انبیاء کرام کو ذکر کرتے وقت حضرت نبی کریم ﷺ میں کس قدر

تواضع تھی کہ آپ نے خود کو قصر کی ایک اینٹ سے تشبیہ دی۔ دیگر انبیاء کرام کے فضائل کی احادیث صحاح ستہ میں بھی موجود ہیں نہایت ادب سے انبیاء کرام کا ذکر کرتے تھے۔

<u>قادیانی کے اخلاق:</u>

قادیانی اپنے کردار واخلاق میں نہایت بدنام تھا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر اس کے اخلاق اچھے ہوتے تو نبی ہوتا نبوت کا دروازہ تو ویسے ہی بند ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ کوئی شریف آدمی بھی نہ تھا۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ سب انبیاء کے سردار ہونے کے باوجود ان کا ذکر ادب سے کرتے تھے اور اسی کی تلقین کرتے تھے جبکہ قادیانی خود کو سب سے اونچا بتاتا تھا ایک طرف کہتا تھا کہ میں نبی ﷺ کی ظل ہوں اصل نبی وہ ہیں میں ان کا امتی ہوں دوسری طرف نبی کریم ﷺ کو ہلال اور خود کو بدر سے تشبیہ دیتا تھا۔ نبی ﷺ نے انبیا کا احترام کیا کیونکہ آپ سچے تھے قادیانی نے احترام نہ کیا اس لئے کہ اس کے پاس نبوت تو تھی نہیں صرف لفاظی ہی کرسکتا تھا اس لئے جو خیال میں آیا کہہ گیا۔ چنانچہ مرزا کہتا ہے:

''اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانہ میں بدر (چودھویں کا چاند) ہوجائے خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اُس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے رو سے بدر کے مشابہ ہو'' (یعنی چودھویں صدی)

(خطبہ الہامیہ ص ۱۸۴ روحانی خزائن ص ۲۷۵ ج ۱۶) فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۴۲

سب مسلمان حرمین شریفین کا نام عظمت وعقیدت سے لیتے ہیں مرزا قادیانی نے بجائے حرمین شریفین کے اپنے قادیان کی عظمت دلوں میں بٹھانے کی کوشش کی۔ مرزا بشیر الدین محمود نے کہا: ''مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہوچکا ہے'' (حقیقۃ لرویا ص ۴۶ دیکھئے ردِ قادیانیت کے زریں اصول کا مقدمہ ص ۴۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قادیانی نے اتنی توہین کہ باوجود اس کے کہ نقل کفر کفر نہ باشد اس کو نقل کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے کسی عیسائی کے جواب میں بھی ایسی عبارت کفر ہے مگر یہ الزامی جواب بھی نہیں وہ اپنے دوست کو کہہ رہا ہے:

مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سوسو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا......ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کیلئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو [معاذاللہ۔راقم] شرابی تھا دوسرا افیونی (نسیم دعوت ص۶۹ روحانی خزائن ج۱۹ص۴۳۴،۴۳۵)

اشکال: مشہور یہ ہے کہ مرزائیوں کے اخلاق بہت اچھے ہوتے ہیں یہ بداخلاق کیسے ہوئے؟

جواب: ان کے اخلاق اپنے عقائد باطلہ کو چھپانے اور مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرنے کیلئے ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کا دین سچا اور محفوظ ہے اسی میں سب کی نجات ہے، مسلمان جیسے بھی ہوں انہیں پتہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ سچے تھے ہمارا قرآن سچا ہے ہماری کمی کوتاہی سے ہمارا دین متاثر نہیں ہوتا ہمیں اسلام کا تعارف دکھانا ہے قرآن دکھائیں نبی کریم ﷺ کی سیرت دکھائیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے کردار کو پیش کریں گے۔ جبکہ قادیانیوں کو پتہ ہے کہ مرزا جھوٹا تھا بے ایمان اور بدکردار تھا وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ دکھانا ہی خود ان کو ہی دکھانا ہے، مرزائی اخلاق کے بارے میں اپنی تقریروں میں نبی کریم ﷺ کی احادیث سناتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کو قطعاً اس کا حق نہیں۔ مسلمانو! اپنے اخلاق سلف صالحین کے مطابق بناؤ تاکہ ان کو اعتراض کا موقع ہی نہ ملے۔ یقیناً ان کے اخلاق ان سے بہتر نہیں ہیں

مرزائیوں کے اخلاق سے متاثر نہ ہوں: فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۸۸،۵۸۹

مسلمانو! آپ نے دیکھ لیا کہ قادیانیوں کے ہمارے نبی ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر مسلمانوں کے بارے میں کیا نظریات ہیں؟ اگر یہ لوگ کافر نہ ہوں تو دنیا میں پھر کافر کوئی بھی نہیں۔ اس لئے ان سے دلی نفرت رکھو اگر ان سے محبت ہوگئی تو اپنے ایمان کی خیر نہیں۔ اس لئے ان کے سامنے کھل کر عقیدۂ ختم نبوت کا اعلان کرو۔ واللہ الموفق۔

درس نمبر۴ : عقلی دلیل کا جواب

تمہید: علماء نے لکھا کہ شریعت نے جن کاموں کا حکم دیا وہ کام اچھے ہیں اور جن کاموں سے روک دیا وہ کام برے ہیں (اصول الشاشی ص۴۰) معلوم ہوا کہ کاموں کے اچھا برا ہونے کا معیار عقل نہیں بلکہ شریعت ہے عقل کو شریعت کے تابع کرنے کا نام ایمان ہے اور شریعت کو عقل کے تابع کرنے کا نام زندقہ والحاد ہے۔"خدام الدین" رسالے میں ایک مرتبہ پڑھا کہ سرسید احمد خان نے لکھا کہ شریعت کا کوئی حکم عقل کے خلاف نہیں ہونا چاہئے حضرت نانوتویؒ نے جواب میں لکھا آپ نے الٹ کر دیا عقل کی کوئی بات شریعت کے خلاف نہیں ہونی چاہئے۔

---

۱) سرسید کے الفاظ یوں ہیں:"اصل دوئم: اس کا کلام اور جس کو اس نے رسالت پر مبعوث کیا اس کا کلام ہرگز خلاف حقیقت اور خلاف واقع نہیں ہوسکتا"۔حضرت نانوتویؒ نے اس کی اصلاح میں جو جواب ارشاد فرمایا اس کے الفاظ یوں ہیں:

"کلام خداوندی اور کلام نبوی ﷺ جیسے مخالف حقیقت اور مخالف واقع نہیں ہوسکتا ایسے ہی حقیقت اور واقع کے دریافت کرنے کی صورت اس سے بہتر کوئی نہیں کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے کلام کی طرف رجوع کیا جائے سو اگر کوئی طریقہ دربارہ اخبار واقع وحقیقت مخالف کلام اللہ اور احادیث صحیحہ ہو تو کلام اللہ اور احادیث کے وسیلہ سے اس کی تغلیط کرسکیں گے پر کلام اللہ اور احادیث کی تغلیط اس طریقہ کے بھروسے سے نہیں کرسکتے (تصفیۃ العقائد ص۱۰) راقم نے اس کے تحت "حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت ص۱۱۸" میں لکھا[اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت کے دل میں قرآن وحدیث کی کس قدر عظمت تھی سرسید نے خط میں یہ بات کہی تھی کہ قرآن وحدیث کی کوئی بات عقل کے خلاف نہیں ہونی چاہئے (تصفیۃ العقائد ص۵) حضرت نانوتویؒ نے مذکورہ بالا عبارت میں اس کا جواب دیا۔حضرت کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ عقل کی کوئی بات قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہونی چاہیے سرسید عقل کو قرآن وحدیث سے اوپر رکھتا تھا حضرت فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث کا درجہ اوپر ہے عقل کو ان کے ماتحت کرو]

<u>اعتراض:</u> اس تمہید کے بعد مرزائیوں کا اعتراض سماعت فرمائیں کہتے ہیں کہ نبوت رحمت ہے پھر اس امت سے منقطع کیوں ہوگئی؟

<u>جوابات:</u> اول تو یہ اعتراض عقائد قطعیہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے قطعاً قابل التفات نہیں، چاہئے تو یہ کہ اپنی عقل عقیدۂ ختم نبوت کو ثابت کرنے کیلئے استعمال کریں جیسا کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے کیا جس سے مسلمان تو مسلمان کافروں کی بھی انہوں نے تسلی رواداری اور مرزائیوں کا یہ حال ہے کہ عقل جیسی عظیم نعمت اِس ٹھوس عقیدے کو باطل کرنے کیلئے استعمال کررہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مرزائی مرزا قادیانی کے علاوہ کسی کو نبی نہیں سمجھتے ہم نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں، مرزائی آخری نبی بھی مرزے ہی کو مانتے ہیں، چنانچہ خود مرزا قادیانی کہتا ہے: مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے (کشتی نوح در روحانی خزائن ج۱۹ ص۶۱) مرزے کے بعد انہوں نے رحمت کو کیوں منقطع مان لیا؟ یہ بھی یاد ہے کہ پہلی قومیں انبیاء سے کہا کرتی تھیں کہ نبوت ان کو ہی کیوں ملی ہے، مکہ والوں نے بھی ایسی بات کہی تو اللہ نے فرمایا: أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ (الزخرف:۳۲) ''کیا یہ لوگ تیرے پروردگار کی رحمت تقسیم کرتے ہیں''۔

قادیانیو! تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ نبوت رحمت ہے اس کو ختم نہیں ہونا چاہئے، کیا اللہ کو پتہ نہ تھا اس کے رسول کو پتہ نہ تھا؟ کیا تمہارا علم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علم سے زیادہ ہے اللہ نے ختم نبوت کا اعلان کیا اس کے رسول ﷺ نے ختم نبوت کا اعلان کیا۔ تمہاری ایسی باتوں کی وجہ سے نہ تمہیں دانشور مانا جائے گا نہ تمہاری عقل کی داد دی جائے گی۔ فوٹو سٹیٹ برصفحہ ۵۸۲

سچی بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت جاری ہے رحمت باقی ہے آپ کے لائے ہوئے احکامات محفوظ ہیں، کسی اور نبی کی کیا ضرورت؟

درس نمبر۵: قادیانی کا لمبی مہلت سے دھوکہ کھانا

قادیانی کہتا ہے کہ میں نے ۲۳ سال یا اس سے بھی زیادہ وقت گزارا مجھ پر عذاب نہیں آیا یہ میرے سچے ہونے کی دلیل (۱) ہے: ایک جگہ کہتا ہے:

تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں   جبکہ میں نے وحی ربانی سے پایا افتخار
اس قدر یہ زندگی کیا افترا میں کٹ گئی   پھر عجب تر یہ کہ نصرت کے ہوئے جاری بحار

(براہین احمدیہ ج ۵ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۵)   دوسری جگہ لکھتا ہے:

افترا کی ایسی دم لمبی نہیں ہوتی کبھی   ہو جو مثل مدت فخر الرسل فخر الخیار (براہین احمدیہ در روحانی خزائن ج ۲۱ ج ۵ ص ۱۴۳)   وہ یہ بھی کہتا ہے: میں غریب تھا مجھے پیسہ مل گیا میں گمنام تھا مجھے کوئی پوچھتا نہ تھا اب ہر طرف میری شہرت ہے میرے ماننے والے ہیں میں کامیاب ہوں جھوٹا نہیں (از براہین احمدیہ در روحانی خزائن ج ۲۱ ج ۵ ص ۱۴۲)

جواب: اس کے بارے میں چند باتیں یاد رکھیں۔

۱) اس عاجز نے ختم نبوت کے قرآنی استدلات کے موضوع پر "آیات ختم نبوت" نامی کتاب لکھی جس میں ہر ہر سورت سے ختم نبوت کو ثابت کیا ہے وللہ الحمد علیٰ ذلک مگر اس کتاب کے آخر میں یہ لکھا: چونکہ بہت سی آیات کا استدلال بعد میں ذہن میں آیا اس لئے وہ اس کتاب سے رہ گئی ہیں (آیات ختم نبوت ص ۸۴۴) چند نئے استدلال ان اورق کو لکھتے وقت سمجھ آئے ان میں سے ایک سورۃ الحاقۃ کی آیت ۴۴ تا ۴۶ ہیں جن سے قادیانی ٹولہ مرزا کی نبوت کو ثابت کرنے کی

---

۱) یاد رہے کہ مرزائیوں کو اس اعتراض پر بڑا فخر ہے چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب اربعین نمبر ۳ نیز اربعین نمبر ۴ (در روحانی خزائن ج ۱۷) میں اس کے بارے میں بڑے صفحات سیاہ کئے ہیں۔ مشہور قادیانی مناظر و مصنف عبد الرحمٰن خادم نے اس پر گیارہ بارہ صفحات لکھے ہیں دیکھئے مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۳۳۵ تا ۳۴۶ وہ لکھتا ہے: (باقی اگلے صفحہ پر)

کوشش کرتا ہے [حاشیہ میں وہ آیات مذکور ہیں] لیکن حقیقت میں یہ ختم نبوت کی عظیم دلیل ہے اس لئے کہ قادیانی اس کو نبی کریم ﷺ کی صداقت کی دلیل مانتے ہیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا دعویٰ شروع دن سے صرف نبوت کا نہیں بلکہ ختم نبوت کا بھی تھا۔ اگر آپ ختم نبوت کے دعویٰ میں سچے نہ ہوتے تو اس آیت کے مطابق آپ پر خدا کا عذاب آجاتا۔ اب میں قادیانی سے پوچھیں کہ بتا جب نبی کریم ﷺ ختم نبوت کے دعویٰ میں سچے ہوئے تو تیرے جھوٹے ہونے میں کیا شک رہا، جو تجھے کافر نہ کہے وہ کافر کیوں نہ ہوگا؟

۲) قادیانی! تو ۲۳ سال مہلت کی بات کرتا ہے اگر تجھے دن دگنی رات چوگنی ترقی ملتی تو بھی تجھے ہم نبی نہ مانتے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی شخص بالفرض کتنے ہی دلائل وعجائبات دکھائے وہ نبی نہیں ہوسکتا خارجی دلائل کی ضرورت نہیں اس کا دعویٰ نبوت ہی اس کی اور اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) دوسری دلیل: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ (44) لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ (45) ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (الحاقہ ۴۵ تا ۴۷) [۴۴ تا ۴۶ ہے۔ راقم] کہ اگر یہ کوئی جھوٹا الہام بنا کر میری طرف منسوب کرتا (اور کہتا کہ یہ الہام مجھے خدا کی طرف سے ہوا ہے) تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اس کی شاہ رگ کاٹ دیتے''۔ گویا اگر کوئی شخص جھوٹا الہام بنا کر خدا کی طرف منسوب کرے تو وہ قتل ہو جاتا ہے، اور چونکہ آنحضرت ﷺ جو صداقت کی کسوٹی ہیں آپ ۲۳ سال دعویٰ وحی و الہام کے بعد زندہ رہے اس لئے کوئی جھوٹا مدعی الہام و وحی نبوت اتنا عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا جتنا عرصہ کہ آنحضرت ﷺ رہے۔ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کے تحت بدلیل استقراء ہمارا دعویٰ ہے کہ آج تک جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی جھوٹے مدعی نبوت والہام کو دعویٰ کے بعد ۲۳ سال کی مہلت نہیں ملی چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اربعین میں ۵۰۰ روپے انعام کا وعدہ بھی کیا ہے مگر آج تک کسی کو جرات نہیں ہوئی توریت میں بھی یہی لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۳۳۵)

(باقی اگلے صفحہ پر)

پیروکاروں کی ہلاکت کیلئے کافی سے زیادہ ہے ہمیں اس بارے میں کوئی شبہ نہیں یوں کہو گویا ہم بغیر دلیل کے اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو ہی بتا کہ تجھے سچا کہیں یا نبی کریم ﷺ کو؟

۲) قادیانیوں نے ۲۳ سال کی مدت کہاں سے نکال لی سورۃ الحاقۃ کی آیت سے تو اس کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس اعتراض کے بعض جوابات اور قادیانیوں کا ردعمل:

۱) آیت کریمہ میں مدعی نبوت کے ہلاک ہونے کا ذکر ہے اور قادیانی کو دعوی نبوت کے بعد ۲۳ سال کی مدت نہ ملی کیونکہ اس نے نبوت کا دعوی کیا ہے ۱۹۰۱ء میں اور ۱۹۰۸ء میں مر گیا۔

قادیانی کہتے ہیں یہ آیت ہر مفتری کیلئے ہے اگر مدعی نبوت مراد ہو تب بھی قادیانی براہین کی تصنیف کے وقت بھی نبی تھا اور براہین اس کی پہلی کتاب ہے ہاں اس نے نبوت کا اظہار بعد میں کیا یعنی سنہ ۱۹۰۱ء میں اس طرح اس کو دعوی نبوت کے بعد مرزے کو ۳۰ سال کے قریب مہلت ملی (ایضا ص ۳۴۱)

۲) اتنی مدت اور جھوٹوں کو بھی ملی جیسے اکبر بادشاہ، بہاء اللہ ایرانی۔

قادیانیوں نے اس کے بارے میں بھی خاموش نہ رہے بات کو طول دینے کیلئے غیر متعلقہ شرطیں لگانے لگے (ایضا ص ۳۴۲ تا ص ۳۴۶)

۳) یہ حکم تو اس جھوٹے کیلئے جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی ہو اور قادیانی صاحب شرع ہونے کا مدعی نہ تھا۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ قادیانی بجائے اپنی اصلاح کرنے کے گناہوں میں مزید بڑھ جاتا تھا چنانچہ اس سوال کے جواب میں قادیانی نے صاحب شرع نبی ہونے کا دعوی کر دیا چنانچہ لکھتا ہے:

اگر کہو کہ صاحب شریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعوی بلا دلیل ہے خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی (اربعین نمبر ۴ در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

قارئین سے گذارش ہے کہ آپ اوپر دیئے ہوئے پہلے دو جواب خوب یاد رکھیں

اشارہ تک نہیں کیونکہ یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سورۃُ الملک کے بعد سَالَ سَائِلٌ سے پہلے(البرھان فی علوم القرآن ج اص۱۹۳ للامام بدر الدین الزرکشی)اس وقت آپ کو نبوت ملے ۲۳ سال تو نہیں گزرے تھے۔

۲) آیت کریمہ تو نبی ﷺ کے بارے میں ہے یہ تو نہ کہا گیا کہ آپ کے بعد جو مدعی ہو اس کے بارے میں ۲۳ سال تک انتظار کیا جائے، بلکہ آپ ﷺ کے بعد جو بھی مدعی نبوت ہو وہ کافر ہے واجب القتل ہے۔ یہ عمومی قاعدہ تم سے کہاں سے نکالا؟ اگر ۲۳ سال کو صدق و کذب کا معیار بنایا جائے تو پھر مدعی نبوت کے دعوے کے ۲۳ سال بعد صدق یا کذب کا پتہ چلے گا جو لوگ اس مدت کے گذرنے سے پہلے بغیر تصدیق کے فوت ہو جائیں ان کا کیا حکم ہوگا؟

۴) قادیانی کا کہنا میں کامیاب ہوں نہایت بے عقلی کی بات ہے وہ اپنے نام کی اذان نہ لاسکا، اپنے نام پر مشتمل نماز نہ لا سکا، اپنے نام کا کلمہ تک نہ لا سکا اسے دعوی نبوت میں کیسے کامیاب مانا جائے؟

۵) ایمان کے بعد دنیا کی بڑی نعمت عافیت ہے حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سَلُوا الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَإِنَّ اَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ (ترمذی ج ۲ص ۱۹۷، مسند احمد ج اص ۳) ”اللہ سے معافی اور عافیت مانگو اس لئے کہ ایمان کے بعد کسی کو عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں ملی“ اور قادیانی ایمان سے تو دور تھا ہی عافیت سے محروم تھا پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ ایک درجن آدمیوں کو اتنی بیماریاں نہیں ہوتیں جتنی اکیلے قادیانی کو تھیں، سر درد کثرت بول تو دعوی مسیحیت سے پہلے ہی لگ چکی تھی۔

یہ بیماریاں اس کے لئے عبرت تھیں مگر اس کے دل پر ایسی مہر لگی کہ الٹا ان بیماریوں کو مسیحیت کی دلیل سمجھ بیٹھا حالانکہ یہ اس کے جھوٹے دعووں اور مالی غبن کی سزا تھی۔ واقعی مَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ [مشکوۃ ج ۲ص ۹۴۲ حدیث نمبر ۳۱۴۹] ”جسے اللہ گمراہ رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں“ نیز فرمایا: وَمَنْ يُهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهُ مِنْ مُكْرِمٍ[سورۃ الحج :۱۸] ”اور

جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں“

۶) قادیانی اس کو بھی اپنی سچائی کی دلیل سمجھتا ہے کہ میرے پیروکار زیادہ ہو گئے حالانکہ اس کے جتنے زیادہ پیروکار اتنی زیادہ گمراہی کا اس کو گناہ، ہزاروں مسلمانوں کی شہادت کا بوجھ اس پر، لاکھوں مسلمان جیل میں ڈالے گئے کروڑوں کی حق تلفیاں ہوئیں اور ہو رہی ہیں ان سب کا گناہ قادیانی اور اس کے ساتھیوں پر۔

۷) استاذ محترم حضرت مولانا غلام محمدؒ فاضل دیوبند سے سنا کہ ایک آدمی شہرت کا بھوکا تھا اس نے حج کے موقعہ پر خانہ کعبہ کے پاس پیشاب کر دیا بس پھر کیا تھا ہر طرف شہرت ہو گئی جو اس کو دیکھتا اشارہ کرتا کہ یہ ہے جس نے یہ کرتوت کی۔ قادیانی کی شہرت بھی ایسی ہی تھی پوری دنیا کو اس کے کافر و مرتد ہونے کی گواہ بن گئی۔ ایسے لوگوں کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا:

بدنام بھی اگر ہوئے تو کیا نام نہ ہوگا

۸) قادیانی کو کافر کہنے والے مرزائیوں کے اعتقاد کے مطابق اللہ کے سچے نبی کو جھٹلا کر اللہ پر افترا کر رہے ہیں یا نہیں؟ بتایئے کیا اِن کی سلامتی قادیانی کے کذب کی دلیل نہیں؟

درس نمبر ۶ : قادیانی کی سیرت سے دلیل

مرزائیوں نے مرزا قادیانی کی سیرت سے بھی دعویٰ نبوت میں اس کو سچا ثابت کرنے کی حماقت کی ہیں اور اس بارے میں ان آیات کو پیش کیا ہے: فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ؕ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (سورۃ یونس:۱۶) ”میں نے تم میں دعویٰ نبوت سے قبل ایک لمبی عمر گزاری ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے“ (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص۳۳۰) يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ (البقرۃ:۱۴۶) کہ نبی کو اس طرح سے پہچانتے ہیں جس طرح باپ اپنے بیٹے کو (ایضاً ص۳۴۶) لَقَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا (سورۃ ہود:۶۲) کہ صالح علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ان کی قوم نے کہا کہ اے صالح آج سے پہلے تیرے ساتھ ہماری بڑی بڑی

امیدیں وابستہ تھیں تجھ کو کیا ہو گیا کہ تو نبی بن بیٹھا (ہود:٦٢) گویا جب نبی ابھی دعویٰ نہیں کرتا تو قوم اس کی مداح ہوتی ہے مگر جب دعویٰ کر دیتا ہے تو ھُوَ کَذَّابٌ اَشِرٌ (القمر:٢٦) کہنے لگ جاتے ہیں یہ اول درجے کا جھوٹا اور شریر ہے (ایضاً ص ٣٤٧) دلیل کو مکمل یوں کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی سابقہ زندگی کے بارے میں چیلنج دیا تھا اور اسے آج تک کسی نے قبول نہیں کیا سوائے محمد حسین بٹالوی کے جس نے مرزا کے بارے میں لکھا کہ یہ شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار وصداقت شعار ہے (از مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ٣٣١)

جواب: اس کے بارے میں چند باتیں یاد رکھیں:

١) ہم بار بار بتا چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ختم نبوت کے دعویٰ کے بعد ہم کسی مدعی نبوت کی تصدیق کا سوچ بھی نہیں سکتے عیسیٰ علیہ السلام انبیاء سابقین میں سے ہیں جب تشریف لائیں گے تو امت مسلمہ خود پہچان لے گی ان کو دعویٰ کرنے یا معجزات دکھانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

٢) سورۃ ہود کی آیت کریمہ حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں ہے وہ انبیاء سابقین سے ہیں باقی دو آیتوں میں قرآن کریم نے نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ سیرت کو پیش کر کے آپ کے سچا ہونے کا ثابت کیا ہے اور آپ کے سچا ہونے سے مرزائے قادیاں خود بخود جھوٹا ہو جاتا ہے کیونکہ جس طرح آپ دعویٰ نبوت میں سچے ہیں ختم نبوت کے دعوے میں بھی سچے ہیں۔ ان ظالموں کو پتہ نہیں کہ اگر قادیانی سچا ہو جائے تو نبی ﷺ معاذ اللہ جھوٹے ٹھہریں گے۔

٣) اصل بات یہ ہوئی کہ مرزا قادیانی نے جب براہین احمدیہ کے پہلے حصے لکھے اور ان میں اپنے شیطانی الہامات کی بھرمار کر دی تو علماء لدھیانہ نے انہی دِنوں اس کو کافر کہہ دیا (رئیس قادیاں ج٢ص ١،٢) حرمین شریفین کے علماء نے ان کی تائید کر دی (ایضاً ص١٠) مرزا قادیانی کا مولوی محمد حسین بٹالوی سے پرانا تعلق تھا اس نے قادیانی کی عبارتوں کی تاویل کرتے ہوئے ایک تقریظ اپنے رسالہ میں شائع کر دی جس میں لکھا کہ میں مصنف کو فلاں وقت سے جانتا ہوں [از سیرۃ المہدی ج١ص ٢٦٥ تا ٢٦٧] مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

لدھیانہ کے مولویوں محمد اور عبدالعزیز اور عبداللہ نے اسی زمانہ میں اعتراض کیا تھا کہ یہ شخص اپنا نام عیسیٰ رکھتا ہے اور عیسیٰ کی نسبت جس قدر پیشگوئیاں ہیں وہ سب اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور ان کا جواب مولوی محمد حسین نے اپنے ریویو میں دیا تھا کہ یہ اعتراض فضول ہے کیونکہ براہین میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا اقرار بھی تو موجود ہے (نزول المسیح در روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۵) اور جب قادیانی زیادہ بڑھ گیا تو بٹالوی صاحب نے ۲۰۰ علماء سے قادیانی کے کفر کا فتوی حاصل کیا جو ۱۸۹۲ء میں شائع ہوا (سیرۃ المہدی ج ا ص ۲۶۹)

۴) قادیانی کا کردار انتہائی گندہ تھا صرف ایک تقریظ کو لئے پھرتے ہیں جب تقریظ لکھنے والے نے کافر کہہ دیا تو تقریظ تو کالعدم ہوگئی اُس تقریظ کو دکھاتے ہیں اور اسی زمانہ میں علماء لدھیانہ نے جو فتوی دیا اور حرمین شریفین کے علماء نے جو اس کی تصدیق کر دی اس کو کیوں نہیں دکھاتے؟

۵) یہ مرزائی کتنا بڑا جھوٹ بولتا ہے کہ قادیانی کے چیلنج کو کسی نے قبول نہیں کیا رئیس قادیاں اور رائمہ تلبیس میں جو کچھ قادیانی کے بارے میں لکھا گیا کس مرزائی نے اس کا جواب دیا ہے؟ قادیانی کے کردار کے بارے میں سیرۃ المہدی وغیرہ کتابوں سے حوالے دیئے جائیں تو یہ خادم ان سے یہ کہہ کر کیوں جان چھڑاتا ہے کہ ان میں غلطی کا امکان ہے (ص ج)

۶) اُس زمانے میں قادیانی ہی مدعی نہ تھا اُس کے مخالف بھی مدعی تھے قادیانی نبوت کا مدعی تھا اور اُس کے مخالف قادیانی کے کفر کے مدعی تھے قادیانیو! تم نے اُن حضرات کے کردار کو کیوں نہ دیکھا؟ تمہیں علماء لدھیانہ کے کردار میں کیا خرابی نظر آئی جن کا نام تو قادیانی لیتا رہا مگر ان پر کوئی تنقید نہ کر سکا اگر ان میں معمولی سی غلطی بھی نظر آجاتی تو یہ اتنا شور کرتا کہ دوسروں کی آواز سنائی نہ دیتی، مولوی محمد حسین بٹالوی کے مالی معاملات کے خلاف قادیانیوں نے کچھ نہ کچھ لکھا ہے (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۱۷) جبکہ علماءِ لدھیانہ کی مخالفت کا ذکر کرنے کے باوجود اُن کے صدق وامانت کے خلاف قادیانی کچھ نہ کہہ سکا پھر علماء لدھیانہ نے آخر تک اس فتوی سے رجوع نہ کیا۔

قادیانیو! علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے کردار کی بابت تم کیا کہتے ہو جنہوں نے فوت ہونے سے پہلے قادیانیت کے خلاف کام کرنے کی وصیت کی، سید یوسف بنوریؒ کے کردار کے بارے میں تمہارا کیا کہنا ہے جنہوں نے تحریک چلا کر تمہیں غیر مسلم قرار دلوایا؟ کیا ان سب کا اعلیٰ کردار، ان حضرات کا انتہائی خلوص اور ان کی للّٰہیت ان کے فتوی کے سچا ہونے کے لئے کافی نہیں۔

مرزے کا دعویٰ اعجاز:

مرزا قادیانی نے ''اعجاز احمدی'' اور ''اعجاز المسیح'' وغیرہ کتابیں لکھ کر چیلنج کیا کہ دنیا کا کوئی شخص میرا مقابلہ نہیں کرسکتا علماء نے فوری طور پر اس کا جواب دیا اور اس میں اغلاط نکالیں (ائمہ تلبیس ج ۲ص ۳۴۶ تا ص ۳۵۰) یاد رہے کہ ایران کا مرزا علی محمد باب بھی کہتا تھا کہ مجھ جیسا کوئی کلام نہیں بنا سکتا، مولانا دلاوریؒ نے کیا خوب فرمایا کہ: میں باب کے مقابلہ میں قادیاں کے ''مسیح موعود'' کا نام نامی پیش کرتا ہوں ان کو بھی دعوائے اعجاز تھا اگر یہ دونوں اعجازی پہلوان ایک زمانہ میں ہوتے تو ان کا دنگل نہایت پر لطف رہتا (ائمہ تلبیس ج ۲ص ۲۰۷)

قرآن پاک کے معجزہ ہونے کا انکار:

دراصل اس انداز میں مرزا نے قرآن کے معجزہ ہونے کا انکار کیا اور قرآن کے مقابل اپنا کلام پیش کیا ہے وہ اس طرح کہ قرآن کریم میں یہ چیلنج ہے کہ اس جیسی کتاب تو اپنی جگہ اس کی کسی سورت جیسی سورت بھی کوئی نہیں لاسکتا (البقرۃ :۲۳) مرزائی کہتے ہیں کہ لوگوں نے اعتراض کیا کہ قرآن کا یہ چیلنج جاہل عربوں کو تھا جب ہر طرف جہالت کا دور دورہ تھا ان لوگوں کا اس کی مثل نہ لاسکنا قرآن کی صداقت کی دلیل نہیں ہوسکتا، آج کوئی اس قسم کا چیلنج دے تو ایک نہیں ہزاروں اس کا جواب دینے پر آمادہ ہو جائیں۔

اس کے جواب میں قادیانی نے یہ نہ کہا کہ قرآن کی زبان محفوظ ہے اس کے معانی سمجھ آتے ہیں چلو وہ ان پڑھ اس جیسی کتاب نہ لا سکے تم ہی لے آؤ، تم سب کا اس کی مثل نہ لانا اس کے سچا ہونے کی دلیل ہے قرآن کے معجزات بہت زیادہ ہیں [حضرت نانوتویؒ نے مباحثوں میں

اس کا معجزہ ہونا ثابت کیا تھا] ایک معجزہ اس کا محفوظ ہونا ہے دنیا میں اس طرح کوئی کتاب محفوظ نہیں اور یہ حفاظت جیسے اس دور میں تھی آج بھی ہے مگر قادیانی نے اس کے بالمقابل یہ اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے خاص مکالمہ مخاطبہ سے مشرف فرمایا ہے اور مجھ کو وہ علوم اور معارف عطا فرمائے ہیں کہ دنیا کا کوئی انسان ان میں میرا مقابلہ نہیں کرسکتا (از مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۳۴۸)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ اس جواب میں قرآن پاک کے معجزہ ہونے کا اثبات ہے یا اس کے معجزہ ہونے کا انکار اور اس کے مقابل اپنا کلام پیش کرنے کی جسارت۔ مرزائیوں کا یہ فخریہ چیلنج خود کتنے کفریات پر مشتمل ہے۔ یہ جواب کس کا مانگتے ہیں اپنے کفر سے جلد توبہ کریں۔

قادیانیوں کو چیلنج:

قادنیو! چیلنج دینے کیلئے بڑا حوصلہ چاہیئے، جو کچھ اچھے کام ہیں سب اللہ کی مہربانی سے ہیں، دنیا میں ایک سے ایک بڑھ کر علم وفہم والے موجود ہیں، لیکن تمہارے دعووں کا بطلان ثابت کرنے کیلئے خاص تمہیں کہتا ہوں اور اللہ کی رحمت سے پرامید ہوں کہ وہ عزت رکھے گا، حضرت نانوتویؒ نے تقریر وتحریر میں جس طرح نبی کریم ﷺ کا عقل وفہم میں نیز معجزات اور پیشگوئیوں میں سب سے ممتاز ہونے کو بیان کیا ہے اور راقم نے ان مضامین کو میلہ خدا شناسی، مباحثہ شاہجہانپور، حجۃ الاسلام اور قبلہ نما سے اخذ کر کے آیات ختم نبوت اور حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت میں دیا ہے، قادیانیو! تم مرزائیت کی پوری تاریخ سے ایسے مضامین دکھادو۔

اوپر اوپر سے تم بھی تو ختم نبوت کے قائل ہو، جس طرح ہم نے قرآن کی ہر سورت سے ختم نبوت کو ثابت کیا تم بھی کر کے دکھاؤ یا ان دلائل کو باطل کردو۔ نماز کا تم بھی تو نام لیتے ہو کتاب ''نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ نماز'' میں جس انداز میں نماز کی حکمتوں کا ذکر ہے تم اس طرح پیش کردو۔ جس طرح ہم نے نبی کریم ﷺ کی سیرت پر باتصویر کتابچہ لکھا تم ویسا کتابچہ اپنے نبی کی سیرت پر لکھ کر دکھاؤ۔

☆☆☆☆☆☆☆

درس نمبر ۷ : آیات قرآنیہ سے غلط استدلال

۱) فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ [البقرۃ:۳۸] ''اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے تو ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے'' پتہ چلتا ہے کہ نبی آسکتے ہیں۔

جواب: اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں یہ بات فرمائی تھی اس کے بعد بہت سے انبیاء آئے ہدایت لے کر آئے نبی ﷺ بھی ہدایت لے کر آئے۔ آپ نے ختم نبوت کا اعلان کیا۔ کیا یہ ہدایت نہیں ہے؟ اگر آپ کی ہر بات ہدایت ہے تو عقیدۂ ختم نبوت بھی ہدایت، اس کو ماننا بھی ضروری، اسلئے آپ کی آمد کے بعد کسی مدعی نبوت کی تصدیق تو کجا؟ کسی نئے نبی کا انتظار بھی سخت گمراہی کی بات ہے۔

۲) وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ [الاحزاب:۴۰] کا معنی بے ایمان یہ کرتا ہے کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں آپ کی مہر سے نبوت ملتی ہے۔

جواب: آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ آپ کی آمد سے نبیوں کی آمد پر مہر لگ گئی اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا یہی مطلب ساری امت مانتی چلی آئی ہے خود مرزا قادیانی نے خاتم کا معنی ''آخری'' مانا ہے وہ کہتا ہے: آدم سے مجھے یہ بھی مناسبت ہے کہ آدم توام [جڑواں] کے طور پر پیدا ہوا اور میں بھی توام پیدا ہوا پہلے لڑکی پیدا ہوئی بعدہٗ میں اور باینہمہ میں اپنے والد کیلئے خاتم الولد تھا میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا...... میں دنیا کے سلسلہ کے خاتمہ پر آیا ہوں (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۱۳) لیکن اپنے مقصد کیلئے اس کا انکار کر دیا حالانکہ ایسے اجماعی معنی کا انکار مستقل کفر ہے یہ کہاں پڑے ہوئے ہیں؟ دین کے نام پر انسانوں کو فریب دینے والے کیا اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے سکیں گے؟

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۶۰۸

۳) اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ [الحج :۷۵] مرزائی کہتے

ہیں: یَصْطَفِیْ مضارع ہے اور آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ چنتا ہے یعنی اب بھی نبی بناتا ہے تو نبوت جاری ہے۔ ختم نہیں ہوئی۔

جواب: آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ نبوت اللہ کے دینے سے ہے کسی کی محنت سے نہیں اور اللہ نے جس کو چننا تھا چن لیا۔ رہا مضارع کا استعمال تو یہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے مطابق ہے قادیانی تو اُس زمانے میں نہ تھا اس زمانے میں تو آنحضرت ﷺ ہی نبی تھے۔ پھر ہمارے زمانے میں قادیانی کی نبوت ماضی ہوگئی قادیانیوں کو اس سے دلیل دینے کا کیا حق ہے وہ ایسی آیت لائیں جس میں ہو کہ سو سال پہلے قادیان میں نبی تھا۔

یہاں مضارع مستقبل کیلئے نہیں جیسے دوسری جگہ فرمایا: کَذٰلِكَ یُوْحِیْٓ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿سورۃ الشوری آیت نمبر۳﴾ ترجمہ: اسی طرح اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا آپ کی طرف وحی کرتا ہے اور ان کی طرف بھی جو آپ سے پہلے تھے۔ اسی طرح اس آیت کریمہ کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو اور ان سے پہلے انبیاء کو چن لیا

۴) قادیانی کہتے ہیں سورۃ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں نبی کریم ﷺ کی دوسری بعثت کا ذکر ہے اور قادیانی معاذ اللہ آپ کی دوسری بعثت ہے۔

جواب: اس کا جواب قادیانیوں کی اصطلاحات کے باب میں ہو چکا ہے مرزائیو! کیا آج تک تم نے کبھی مرزا قادیانی کیلئے دوسری بعثت کا مانا ہے کیا تم نے اپنے باپ دادا کیلئے یہ نظریہ پسند کیا ہے، اگر کوئی قائد اعظم کی بعثت ثانیہ کا دعوی کرے تو حکومت اس کو کرسی پر بٹھائے گی یا پاگل خانے بھیجے گی۔ کچھ تو سوچو کیا کہہ رہے ہو۔ اللہ سے نہیں بندو سے ہی شرم کرلو۔

۵) یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ (المؤمنون آیت نمبر۵۱) ''اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو بیشک میں جانتا ہوں جو تم کرتے ہو''۔ اس میں رسل کو خطاب ہے معلوم ہوا اور نبی بھی آئیں گے۔

جواب: مرزے کو ماننے والے جہاں ایسی آیت دیکھتے ہیں اپنے قادیانی پر فٹ کرنے لگ

جاتے ہیں نبوت تو کسی کو ملنے سے رہی یہی بتائیں کہ کیا قادیانی مرتد رزق حلال کھاتا تھا، کوئی شخص جو کسی محلے کا کبھی کونسلر بھی نہ بنا ہو وزیر اعظم کو ملنے والی مراعات پڑھ لے اور اپنے لئے اس کو ماننے لگے ایسے شخص کو عقل مند کون کہے گا؟ شیخ چلی سے زیادہ بیوقوف مانا جائیگا (۱)۔ سورۃ

---

۱) مرزائیوں نے اور بھی کئی آیات سے اپنا مقصد نکالنے کی کوشش کی ہے ان سے کہو پہلے قادیانی کا ایمان تو ثابت کریں پھر اگلی بات چلے گی ذیل میں مختصر طور پر ان کے کچھ استدلال مع جواب دیئے جاتے ہیں۔

[۱] قادیانی کی جماعت کی ترقی درج ذیل آیات کی رو سے اس کے سچا ہونے کی دلیل ہے اگر وہ جھوٹا ہوتا تو کوئی اس کا نام لیوا باقی نہ رہتا (پاکٹ بک ص:۳۵۴) فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ (المائدہ:۵۶) أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (المجادلۃ:۲۲) أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ (المجادلۃ:۱۹) أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ (الانبیاء:۴۴) إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا (المومن:۵۱) كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (المجادلۃ:۲۲)

جواب: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور انبیاء کرام کا ذکر فرمایا ہے قادیانی کے کفریات آپ دیکھ چکے ہیں ان آیات کو اس کیلئے ماننا مستقل کفر ہے بیشک اللہ اپنے رسولوں کی مدد کرتے ہیں مگر یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں ہر وقت کئی رسول موجود ہوں، مرزائی بھی مرزا قادیانی کے بعد کسی کو رسولِ خدا نہیں مانتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قادیانی نے برائی سے یاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفاع کیلئے کھڑا کر دیا یہ اللہ کی مدد ہوئی اور اگر کوئی ابو جہل کو یا فرعون کو گالی دے تو اس کا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔ اگر قادیانی اپنے کفریات کے باوجود رسول ہے تو دنیا کا ہر کافر حکمران ایسا ہوگا۔

[۲] مندرجہ ذیل آیات سے پتہ چلتا ہے کہ جھوٹے ناکام ہوتے ہیں ان کا نام لیوا کوئی باقی نہیں رہتا اگر قادیانی جھوٹا ہوتا تو اس کو اس طرح ترقی نہیں ہو سکتی تھی آیات یہ ہیں: فَنَجْعَل لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ (آل عمران:۶۱) أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ (ھود:۱۹) وَمَن يَلْعَنِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيْرًا (النساء:۵۲) وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ (طہٰ:۶۱) (باقی اگلے صفحہ پر)

المؤمنون میں کچھ انبیاء کا ذکر کر کے اللہ نے ان کی مشترکہ تعلیمات کا ایک حکم بیان فرمایا کہ جتنے سچے نبی ہوئے ان سب کو پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم تھا تا کہ یہ امت بھی حلال ہی کھائے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو صراحۃً یہ حکم دیا (دیکھئے سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۷۲)

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ) وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ (الاعراف:۱۵۲) وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ (الانعام:۲۲)

جواب: خدا تعالیٰ نے یہ تو نہ فرمایا کہ دنیا میں خدا کے نافرمانوں پر فوری عذاب آئے گا، اصل عذاب تو نیکی کی توفیق کا چھن جانا ہے، جس کی وجہ سے آخرت کا عذاب کفار کو آ کر رہے گا، مفتری صرف نبوت کا جھوٹا دعویدار ہی نہیں ہر مشرک و کافر اللہ پر افترا کرتا ہے، اور دنیا میں اکثر حکومتیں کفار کی ہیں تو جیسے ان حکومتوں کی وجہ سے کفار کو سچا نہیں کہہ سکتے قادیانیوں کو بھی دنیا ملنے کی وجہ سے سچا نہیں کہہ سکتے۔

[۳] قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ الخ (الجمعة آیت نمبر ۶) اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے موت کی تمنا نہیں کرتے، جبکہ قادیانی نے اپنے اشعار میں دعا کی اگر میں غلط کار ہوں تو مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اس کے باوجود اس کی جماعت ترقی کرتی گئی

جواب: یہ بات گذر چکی ہے کہ حق واضح ہونے کے بعد کوئی شخص اس کو قبول نہیں کرتا بلکہ اس کے خلاف دعا کرتا ہے اس کی دعائیں مردود ہیں حتی کہ اگر وہ ہدایت کی دعا کرے تو ہدایت نہ ملے گی ارشادِ باری ہے: كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ (آل عمران:۸۶)

[۴] جب دنیا میں گمراہی پھیل جائے تو نبی آتا ہے ارشاد فرمایا: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (الروم:۴۱) وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (الجمعہ:۲)

جہاں میں چار سو گمراہیاں زمانہ خود ہی ہے طالب نبی کا (پاکٹ بک ص ۳۵۶)

جواب: نصوص قطعیہ اور عقیدۂ محکمہ کے مقابلہ میں ایسی قیاس آرائیاں نہیں چل سکتیں، نبی ﷺ کی آمد کے بعد آپ کی امت ہر طرف پھیل گئی آپ کی تعلیمات موجود ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

درس نمبر ۸: احادیث نبویہ سے استدلال کی حقیقت

۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ (مسلم ج ا ص ۴۴۶ ، نسائی

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ) آپ نے بتایا کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی امام مہدی بھی اسی جماعت سے ہوں گے جب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو اس جماعت کے افراد ان کا استقبال کریں گے، الحمدللہ وہ جماعت موجود ہے اس لئے کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

[۵] عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلَى غَیْبِهٖ اَحَداً ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِن رَّسُوْلٍ (الجن :۲۶، ۲۷) اور قادیانی کی لاکھوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں یہ اس کی نبوت کی دلیل ہے (ایضاً ص ۳۵۷)

جواب: کتنا بڑا جھوٹ ہے کہ قادیانی کی لاکھوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں، اس کی پیشگوئیوں کی بابت ہم عجائبات کے باب میں کلام کر چکے ہیں وہاں یہ بھی گزرا کہ قادیانی کی اگر روزانہ ہزاروں پیشگوئیاں سچی ہوتیں تو بھی ہم اس کو نبی نہیں مان سکتے۔

[۶] لَّا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ:۷۹) قادیانی نے دعویٰ کیا کہ قرآن کریم کے جو علوم اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولے ہیں کوئی عالم میرا مقابلہ تو کر کے دیکھے (ایضاً ص ۳۷۶ تا ص ۳۷۸)

جواب: قادیانی کی تفسیر یقیناً تفسیر ابن کثیر اور تفسیر روح المعانی کی طرح نہیں، لیکن اکابر نے ایسا دعویٰ نہیں کیا، اِس کو اپنے تفسیری نکات پر فخر ہے تو ''آیات ختم نبوت'' میں ختم نبوت کے بارے میں جو معارف لکھے گئے ہیں، قادیانی کی کتابوں سے ویسے معارف بھی نکال دو۔ نبوت تو ملنے سے رہی چلو تمہاری کچھ تو عزت بن جائے۔ لیکن عقیدہ کی خرابی کے باعث ان شاء اللہ تم ایسے معارف نہ لا سکو گے۔

[۷] قادیانی نے مباہلہ کا چیلنج دیا اور یہ اس کے برحق ہونے کی دلیل ہے (ایضاً ص ۳۷۹)

جواب: قادیانی نے مباہلہ سے توبہ بھی تو کر لی تھی (دیکھئے رد قادیانیت کے زریں اصول ص ۲۵۵) پھر تم اس کو کس منہ سے پیش کرتے ہو، علاوہ ازیں اس کو مباہلہ کی کیا ضرورت پڑی پہلے اپنے نام کی اذان، اقامت اور نماز تو لائے۔ اتنا بے بس ہونے کے باوجود مباہلہ کا شور کرتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ج۲ص۳۵) پس بیشک میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ جیسے مسجد نبوی آخرالمساجد ہے حالانکہ اس کے بعد اور بہت سی مسجدیں بنی ہیں اور بن رہی ہیں اسی طرح خاتم الانبیاء کے بعد اور نبی ہوسکتا ہے۔

جواب: مسجد کسی چیز ہے نبوت وہبی نعمت ہے، مسجد بنانے کی ترغیب ہے نبی بننا یا بنانا مخلوق کے بس میں نہیں اللہ نے جن کو نبی بنادیا وہ بن گئے معراج کی رات سے مسجد اقصی میں موجود تھے رہا یہ کہ مسجد نبوی کو آخرالمساجد کیوں فرمایا تو ایک وجہ اس کی یہ ہے کہ مسجد نبوی نبی کریم ﷺ کیلئے آخری مسجد تھی وفات سے پہلے آپ نے اس میں نمازیں ادا کیں اور اس کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ کی وفات ہوئی دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث پاک میں خاتم المساجد

---

[۸] مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ص فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ج وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (آل عمران:۱۷۹) جس طرح نبی ﷺ کے زمانے میں مسلمانوں اور کافروں میں تمیز ہوئی پتہ چلا کہ ابوجہل کافر ہے ابوبکرؓ مومن ایسے ہی اللہ ایک مرتبہ پھر کسی رسول کو بھیج کر تمیز کردے گا (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص۲۵۰)

جواب: مطلب آیت کریمہ کا یہ ہے کہ جنگ احد جیسے واقعات کا ایک منشا یہ ہے کہ کھرے کھوٹے کو جدا جدا کردیں، بیشک اللہ تعالیٰ بغیر اس کے بھی جدا کرسکتا ہے مگر اس کی حکمت اس کو مقتضی نہیں ہاں وہ اپنے رسولوں کو جس قدر چاہتا ہے غیب کی یقینی اطلاع دے دیتا ہے (عثمانی ص۹۵) مگر اس میں یہ تو نہیں کہا کہ ہر زمانے میں یا ہر علاقے میں اللہ تعالیٰ انبیاء کو بھیجے گا لیکن آزمائشیں ہر زمانے اور ہر جگہ میں ہوتی رہیں اور ہو رہی ہیں۔

[۹] وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء:۶۹) (باقی اگلے صفحہ پر)

سے مراد خاتم مساجد الانبیاء یعنی انبیاء کی مسجدوں میں یہ آخری مسجد ہے چنانچہ دیلمی ابن نجار بزار وغیرہ محدثین نے حضرت عائشہ سے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے اَنَـا خَـاتَـمُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ خَاتَمُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِیَاءِ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۷۰ کشف الاستار

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی فرمانبرداری سے انسان کو نبوت ملتی ہے (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۲۵۱)

جواب: یہ قیاس خلاف نص ہے معتبر نہیں بلکہ یہ آیت تو ختم نبوت کی دلیل ہے دیکھئے آیات ختم نبوت ص ۱۹۳، ۱۹۴۔ قادیانیوں سے ہم صرف یہ پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی فرماں برداری کر کے آج تک کتنے مرزائی تمہاری اصطلاح کے مطابق ظلی بروزی نبی اور مسیح بنے ہیں قادیانی کی فرماں برداری سے کون کونسے ظلی بروزی بنے۔ یہ ظالم نبی ﷺ کیلئے وہ پسند کرتے ہیں جو ان کو اپنے لئے پسند نہیں۔

[۱۰] اهْدِنَـــا الصِّـرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ: ۵، ۶)

اس میں انعام یافتہ لوگوں کے راستہ پر چلنے کی دعا ہے اور انعام یافتہ لوگوں کو اللہ نے نبوت کی نعمت بھی عطا فرمائی تھی دعا کا سکھانا بتاتا ہے امت میں اللہ نبوت رکھنا چاہتا ہے (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۲۶۰)

جواب: یہ آیات تو ختم نبوت کی دلیل ہیں کیونکہ یہ اس ہدایت کو حاصل کرنے کی دعا ہے جس کو نبی کریم ﷺ لے کر آئے وہ ہدایت باقی ہے اس لئے کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں (مزید دیکھئے آیات ختم نبوت ص ۶۲) اس اعتبار سے جو شخص ہر نماز میں نماز کے علاوہ بھی یہ دعا پڑھتا ہے وہ ان شاء اللہ ہدایت پر رہے گا۔ اور قادیانیوں والا معنی لیا جائے تو ساری امت کیلئے یہ دعا بیکار رہی معاذ اللہ تعالیٰ۔ سوائے قادیانی ملعون کے کسی کو پورا فائدہ نہ ملا۔

[۱۱] وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا (الاحزاب: ۵۳) اگر یہ حکم صرف حضرت محمد ﷺ کیلئے ہوتا تو ازواج مطہرات کی وفات کے بعد اس حکم کے قرآن پاک میں موجود ہونے کا کیا فائدہ؟ معلوم ہوا یہ آنے والے رسول کی ازواج کیلئے ہے (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۲۶۲) (باقی اگلے صفحہ پر)

ج ۲ص ۵۶ عن زوائد البزار مجمع الزوائد ج ۴ص ۴) ترجمہ: میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم اور آخر ہے۔

۲) بعض کتابوں میں ہے ''لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا'' اگر [نبی ﷺ کے صاحبزادے] ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے''۔ اور بعض احادیث میں ہے ''لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ'' ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے'' پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور جب وہ نازل ہوں گے تو ان کی نبوت ختم تو نہ ہوگی۔ ان چیزوں کے ہوتے ہوئے کیسے کہا جا سکتا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں؟

جواب: پہلی دو روایتوں میں تو ایک امر کو فرض کیا گیا ہے جب وہ نبی بنے ہی نہیں تو '' لَانَبِيَّ بَعْدِيْ '' کے خلاف کیسے ہوا؟۔ اگر آپ کے بعد ان کو نبوت ملتی تو اعتراض ہوتا جب ان کو نبوت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جواب: کیا نبی ﷺ کے فضائل کا علم ہونا فائدے کی چیز نہیں، کیا اسلامی تاریخ کا علم فائدے کی چیز نہیں۔ مرزائیوں میں کتنی جرات ہے اسلامی شریعت کو انہوں نے کھلونا بنا رکھا ہے۔

[۱۲] وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ط حَتّٰى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ط كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ○ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ (المومن: ۳۴،۳۳) مطلب یہ ہے کہ جیسے مصریوں کا عقیدہ تھا ویسا نہ رکھنا مصریوں نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ ان کے بعد کوئی رسول نہیں ایسے ہی نبی ﷺ کے بارے میں کہا گیا مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۲۶۲،۲۶۳)

جواب: یوسف علیہ السلام نے تو نہ کہا تھا کہ میرے بعد کوئی رسول نہیں جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی رسول نہیں، اگر تمہارا معنی لے لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ قرآن تمہیں سمجھ آیا معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کو سمجھ نہیں آیا تھا۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ملی ہی نہیں تو اعتراض کیسا؟ اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی احادیث متواتر ہیں، کوئی عالم اس کا منکر نہیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے انبیاء میں ہیں نہ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد پیدا ہوئے اور نہ ان کو نبوت نبی کریم ﷺ کے بعد ملی اس لئے ان کی آمد کا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کے تابع ہو کر آئیں گے نہ اپنی اتباع کی دعوت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۱۳] وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا (الجن :۷) پہلی امتیں بھی ختم نبوت کا عقیدہ رکھتی تھیں اور یہ عقیدہ درست نہ تھا (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص۲۶۴)

جواب: یا تو یہ معنی ہے کہ تم نے سمجھا کہ اللہ کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا یہ آخرت کا انکار ہونے کی وجہ سے غلط تھا، دوسری تفسیر یہ ہے کہ انہوں نے سمجھا تھا کہ اللہ کسی اور کو رسول نہ بنائے گا اور یہ عقیدہ ان کا اس لئے غلط تھا کہ انبیاء سابقین نے ختم نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ آخری نبی کے آنے کی بشارت دی تھی لیکن نبی کریم ﷺ نے تو ختم نبوت کا اعلان کر دیا اس لئے اب یہی عقیدہ حق ہے۔

[۱۴] وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ○ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِم مُّنذِرِينَ (الصافات:۷۱، ۷۲) جب قومیں گمراہ ہو جاتیں تو نبی آیا کرتے تھے اسی طرح اس امت میں (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص۲۶۴)

جواب: یہ امت اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں ہر زمانے میں ایک بڑی جماعت حق پر رہی ہے اور رہے گی نئے نبی کی ضرورت نہیں، جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو وہ جماعت ان کا استقبال کرے گی۔

[۱۵] وَإِن مِّن قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ط كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (58) (بنی اسرائیل:۵۸) اس میں بستیوں کی ہلاکت کا ذکر ہے اور ہلاک کرنے سے پہلے کسی رسول کو بھیجتے ہیں وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا (بنی اسرائیل :۱۵) (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص۲۶۵) (باقی اگلے صفحہ پر)

دیں گے اور نہ اپنی پہلی شریعت کو نافذ کریں گے بلکہ ان کی آمد اس بات کو اور پکا کر دے گی کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اس لئے کہ دجال کو مارنا کسی امتی کے بس میں نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اس کام کیلئے کسی اور کو نبی نہ بنائیں گے بلکہ انبیاء سابقین سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیج دیں گے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جواب: اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو بھیجا ان کی رسالت کا ہر طرف اعلان ہوگیا پوری دنیا میں اذان بلند ہو رہی ہے نماز ہو رہی ہے حجت پوری ہو چکی ہے کسی نئے نبی کی کیا ضرورت قادیانی نے نبی بن کر کیا حجت پوری کی نہ اس کو اذان ملی نہ نماز۔ پھر ہر بستی میں نبی کے ہونے کا تو کوئی بھی قائل نہیں، قادیانی کے بعد جن بستیوں میں عذاب آئے سیلاب یا زلزلہ وہاں کونسا رسول گیا۔

[۱۶] الیومَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِینَکُمْ (المائدۃ:۳) اگر اسلام کسی کو نبوت کے منصب تک نہیں لے جاتا تو ماننا پڑے گا کہ یہ دین ناقص ہے (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص۲۶۶)

جواب: تیرے کامل نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے اللہ نے اس کو مکمل بھی فرمایا اور نبی ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان بھی فرمایا، جانتا ہے کن کو ناقص کہہ رہا ہے اللہ کے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جو نبی الانبیاء ہیں امام الانبیاء ہیں، صحابہ کرام کو منصب نبوت تو نہ ملا لیکن اللہ نے ان کو کمالات نبوت عطا فرمائے تھے

اچھا چل بتا قادیانی کو تو ناقص مانتا ہے یا کامل اگر ناقص مانتا ہے تو اس کو چھوڑ دے اور اگر کامل مانتا ہے تو بتا اس کی فرماں برداری سے اس کے کتنے پیروکار مرزا قادیانی بن گئے؟

[۱۷] وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران:۸۱) نبی ﷺ سے آنے والے کی اتباع کا معاذ اللہ عہد لیا گیا (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص۲۶۷)

جواب: بالکل جھوٹ ہے جب آپ کے بعد کسی نبی نے آنا ہی نہ تھا تو عہد لینے کا کیا معنیٰ؟ دوسرے انبیاء سے آپ کی فرماں برداری عہد لیا گیا، آپ سے دوسروں کی اطاعت کا عہد نہیں لیا گیا، آپ رسول مطلق ہیں یعنی سب سے بڑے رسول ہیں نبی الانبیاء ہیں۔

نوٹ: عبدالرحمٰن خادم جیسے مرزائیوں نے اپنی کتابوں میں اسماء الرجال پر بھی بحث کی ہے یہ مرتد ہیں ان کو احادیث کے صحیح یا ضعیف کہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔اس لئے ان کے اس عمل سے قطعاً مرعوب نہ ہوں

درس نمبر ۹ : آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے صحیح معنی

سوال: تفسیر درمنثور میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "قُولُوْا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ" "تم نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین کہو مگر یہ نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں"۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔

جواب: چونکہ احادیث متواترہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے ان کا نزول نبی کریم ﷺ کے بعد ہوگا حضرت عائشہؓ کا منشا یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد نزول مسیح کا اعتقاد بھی رکھو۔چنانچہ تفسیر درمنثور میں اس کے ساتھ ہی یہ روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ایک شخص نے یوں درود شریف پڑھا صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ کہنا کافی ہے کیونکہ ہمیں بتایا جاتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو اگر وہ تشریف لائیں تو نبی ﷺ سے پہلے بھی ہوں گے بعد میں بھی (دیکھئے تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۶۱۸ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۹ ص ۱۱۰]

تنبیہ : کوئی صحابی نہ تو نبوت کا مدعی تھا اور نہ کسی نے مسیلمہ کذاب یا اسود عنسی یا کسی اور جھوٹے کو نبی مانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے یہ بات کہی کہ اس انداز سے "لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ" نہ کہا جائے جس سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی آمد کا انکار ہو جائے۔اور جب مسلمانوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا عقیدہ بھی معروف ہو گیا تو "لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ" اس عقیدہ کے ساتھ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہ ہوگا۔اسلئے اس کے

بولنے میں کوئی کراہت نہیں۔قادیانی بے ایمان دونوں عقیدوں میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کرتے ہیں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی آمد کا انکار کرتے ہیں اور ایک جھوٹے شخص کو نبی مانتے ہیں ان کو صحابہ کرامؓ کے اقوال پیش کرنے کا کیا حق ہے؟

درس نمبر۱۰ : بعض اکابر کی عبارات سے استدلال کا جواب

ایک اہم اصول:

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مرزائیوں نے بزرگوں کی کوئی عبارت پیش کی تو حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑی قیمتی اصول ذکر کر کے مرزائیوں کو بالکل ساکت کر دیا آپ نے فرمایا:

نمبر۱ بزرگوں کی باتوں کو نبیوں کی باتوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا بڑے سے بڑے بزرگ کی بات بھی خدانہ کرے اس میں غلطی کا امکان ہوتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام تو غلطی سے پاک ہوتے ہیں ان میں غلطی تسلیم کرنا منصب نبوت کی توہین کے برابر ہے۔

نمبر۲: کسی بزرگ کا کوئی شخص خواب بیان کرتا ہے یا اس کا کوئی جذب کی حالت کا قول جو شریعت کے خلاف ہو تو بحیثیت مفتی کے فتوی دیتا ہوں تمام مکاتب فکر اس مسئلہ میں میرے ساتھ ہیں کہ اگر کسی بزرگ کا قول شریعت کے خلاف ہو تو اس کی دو صورتیں ہوں گی اگر تو وہ مغلوب الحال یا کیفیت جذب میں بے اختیار خلاف شرع بات کہہ دیں تو ہو معذور ہیں یا جان کر کہا اگر جان کر خلاف شرع کہا تو ہم اس پر کفر کا فتوی لگائیں گے اب مرزا ناصر ہی بتائیں کہ مرزا صاحب معذور تھے یا کافر تھے معذور تھے تو نبی نہیں ہو سکتے اور اگر کافر تھے تو پھر مسئلہ ہی حل ہو گیا

مولانا شاہ احمد نورانی: حضرت مفتی صاحب کی بات کی میں تائید کرتا ہوں کہ شرعی مسئلہ یہی ہے کہ جو خلاف شرع بات کرے وہ معذور نہ ہو تو کافر ہو گا (پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ ص ۱۰۵)

اب ذیل میں اکابر کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں:

۱) ملاعلی قاریؒ نے لکھا ہے اَلْمَعْنٰی اَنَّهٗ لَا یَاْتِیْ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ یَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ یَكُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ (موضوعات کبیر ص ۵۹) ''یعنی خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو''۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ غیر شرعی نبی آسکتے ہیں اور قادیانی کا دعویٰ بھی ہے کہ وہ غیر شرعی نبی ہے۔

جواب: قادیانیوں کو حضرت ملاعلی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے خوشی کس چیز کی؟ ان کے فتویٰ کی رو سے قادیانی پکا کافر ہے کیونکہ انہوں نے لکھا دَعْوَی النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِیِّنَا ﷺ كُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے (شرح الفقہ الاکبر ص ۲۰۱ طبع کانپور بحوالہ ختم نبوت کتاب وسنت کی روشنی میں ص ۲۷) قادیانی جب تھا ہی کافر تو نہ مہدی ہوا نہ مجدد نہ نبی نہ مسیح۔ مرزائی لوگ ایسی عبارتیں پیش کرنے سے پہلے قادیانی کو اور اس کے ماننے والوں کو مومن تو ثابت کردیں۔

ملاعلی قاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ بالفرض اگر نبی ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیمؒ نبی ہوجاتے یا حضرت عمرؓ کو نبوت مل جاتی تو وہ نبی علیہ السلام کے تابع ہوتے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو باوجود نبی ہونے کے رسول اللہ ﷺ کے تابع ہوں گے (مگر ان دو حضرات کو نبوت نہ ملنی تھی نہ ملی معراج کی رات جب سب انبیاء کرام نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی ان میں عیسیٰ علیہ السلام تو تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا نبی کریم ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تو وہاں نہ تھے) حضرت ملاعلی قاریؒ نے یہ تو نہ کہا کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوا بھی ہے اور نہ یہ کہا کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی ہوگا، اور نہ یہ کہا کہ اگر کوئی شخص نبوت یا دعویٰ کرے اس پر ایمان لے آنا۔ اس لئے قادیانیوں کو کوئی حق نہیں کہ ایسی عبارات پیش کریں۔

۲) امام شعرانیؒ فرماتے ہیں اِنَّ مُطْلَقَ النُّبُوَّةِ لَمْ تَرْتَفِعْ وَاِنَّمَا ارْتَفَعَتْ نُبُوَّةُ التَّشْرِیْعِ (الیواقیت والجواہر) مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں بعد آنحضرت ﷺ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں صاحب شرع جدید کا آنا البتہ ممتنع ہے (دافع الوسواس فی اثر ابن عباس ص ۱۶

بحوالہ احمدیت پر اعتراضات کے جوابات ص ۱۱)

جواب: دونوں عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ نبی کریم ﷺ کے تابع ہو کر آئیں گے اس لئے ان کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ ان حضرات کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی شخص ایسی عبارات سے اپنے جھوٹے دعویٰ نبوت کا ثابت کرے گا ورنہ تطبیق کیلئے یہی کہتے کہ عیسیٰ علیہ السلام پہلے انبیاء میں سے ہیں اس لئے ان کی آمد ارشادِ نبوی ''لَانَبِیَّ بَعْدِیْ'' کے خلاف نہیں ہے۔ ان حضرات نے نہ تو نبی ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانا ہے اور نہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نبی کی آمد کے قائل ہیں اس لئے قادیانیوں کا ان سے استدلال ظلم عظیم ہے۔

۳) حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں اِنَّ النُّبُوَّةَ تَتَجَزّٰی وَجُزْءٌ مِنْهَا بَاقٍ بَعْدَ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ (مسوی شرح الموطاج ۲ص ۲۱۶ طبع دہلی) کہ نبوت قابل انقسام ہے اور اس کا ایک حصہ خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد باقی ہے (احمدیت پر اعتراضات کے جوابات ص ۱۰)

جواب: یہ تو ہماری دلیل ہے کہ نبوت باقی نہ رہی اس کا جز باقی ہے اس لئے اگر کوئی شخص ہمارے سامنے نبوت کا دعویٰ کر کے اپنی اتباع کی دعوت دے جیسا کہ قادیانی نے کیا تو اس کا دعویٰ نبوت ہی اس کے جھوٹا ہونے کی بڑی دلیل ہے کسی اور دلیل کی احتیاج نہیں ٹھیک ہے کہ نبوۃ کا ایک جز باقی ہے مگر ایک جز پر کل کا اطلاق تو نہیں ہو سکتا ''پیاز'' شریف ''بریانی'' کا جز ہے مگر کوئی عقلمند پیاز کا نام بریانی نہیں رکھتا اچھے خواب نبوت کے ۴۶ حصوں سے ایک حصہ ہے (موطا امام مالک طبع مجتبائی ص ۳۷۸) مگر ایسا تو نہیں ہے کہ جس کسی کو بھی کوئی اچھا خواب آجائے وہ نبی ہو جائے۔

درس ۱۱ : عقیدۂ ختم نبوت شکوک وشبہات سے بالا ہے

قادیانیو ! یاد رکھو ختم نبوت کا عقیدہ ایسا نہیں جس میں کسی ایسے حوالے کی وجہ سے شک کر لیا جائے بلکہ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ اگر بالفرض کوئی بڑا عالم، مفتی اور مجتہد کہہ دے کہ نبی ﷺ

کے بعد (سوائے عیسی علیہ السلام) کوئی نبی آئے گا یا یہ کہہ دے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی غیر مستقل نبی آئے گا تو وہ کہنے والا الحکیم نور دین اور محمد احسن امروہی کی طرح کافر ہو جائے گا، ایسی چند عبارات پیش کرنے سے کیا حاصل؟ جرات ہے تو ''دروسِ ختم نبوت'' اور ''آیات ختم نبوت'' کے تمام دلائل کا جواب دو۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　　یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مقدمہ بہاولپور میں اسلام کے وکیل علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ تھے مرزائی وکیل ایک دفعہ کہنے لگا کہ فلاں بزرگ مرزا غلام احمد کو کافر نہیں کہتے آپ نے فرمایا نہ کہتے ہوں گے اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اس نے اس بات کی تکرار کی دراصل بات یہ تھی کہ اس بزرگ سے نواب بہاولپور کا روحانی تعلق تھا مرزائی وکیل چاہتا تھا کہ شاہ صاحب کوئی سخت بات کہیں جس سے مقدمہ پر کوئی اثر پڑے شاہ صاحبؒ سمجھ گئے تھے اس لئے نرمی سے کہتے رہے کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ جب اس نے تکرار کی تو شاہ صاحبؒ جلال میں آ گئے اور تن کر فرمایا اللہ کی جہنم بہت وسیع ہے اس میں (اس بزرگ کا نام لے کر کہا) وہ بھی جا سکتا ہے فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ مرزائی حیران دیکھتا رہ گیا۔ (واقعات و کرامات اکابر علماء دیوبند ص ۲۱۵۔ از ثناء اللہ سعد)

درس نمبر ۱۲: منکرین ختم نبوت کے لطائف

ایک شخص نے اپنا نام ''لا'' رکھ لیا اور نبوت کا دعویدار بن کر اسی حدیث کو اپنی نبوت کا گواہ بنا لیا اور کہنے لگا کہ اصل عبارتِ حدیث یوں ہے ''لَا نَبِیٌّ بَعْدِیْ'' حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ میرے بعد ''لا'' نامی شخص نبی ہوگا (کذا فی فتح الباری)

ایک عورت نبوت کا دعوی کر بیٹھی اور کہنے لگی کہ حدیث تو یوں ہے ''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' نہ کہ ''لَا نَبِیَّةَ بَعْدِیْ'' یعنی مرد کے نبی ہونے کا انکار ہے عورت کی نبوت کا انکار نہیں (فتح الباری شرح بخاری از ختم نبوت کامل ص ۲۳۵) ان لطیفوں کی وجہ سے ان مدعیان نبوت کا کفر بڑھ

جاتا ہے کیونکہ ان میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ استہزاء پایا جاتا ہے اور یہ منافقین کی عادت ہے(التوبۃ:۶۵)اور منافقوں کا ٹھکانہ دوزخ میں سب سے نیچے ہے(النساء:۱۴۵)

سوال: قادیانیوں کے حال کے مطابق کچھ مثالیں ذکر کریں۔

جواب: کسی نے بھوکے سے پوچھا دو اور دو کتنے؟ کہنے لگا چار روٹیاں۔ پنجابی میں کہتے ہیں بلی کو چھچھڑوں کے خواب۔ اسی طرح قادیانیوں کو جہاں ایسی مجمل سی عبارت ملے اس کو اپنے فائدے میں سمجھ لیتے ہیں۔

چار آدمی گھوڑوں پر سوار دہلی کی طرف جارہے تھے ایک آدمی گدھے پر پیچھے جارہا تھا کسی نے شاہسواروں سے پوچھا آپ کہاں جارہے ہو پیچھے جو گدھے پر سوار تھا فوراً بولا کہنے لگا ہم پانچوں شاہسوار دہلی جارہے ہیں۔ اسی طرح جہاں حضرات انبیاء کرام کا ذکر آتا ہے یہ ساتھ شامل ہونے کی کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ کہتا کہ سب انبیاء کے نام مجھے دے دیئے گئے اس لئے سب انبیاء کے فضائل اپنے فضائل بناتا ہے انبیاء کے حق میں اترنے والی آیات کو اپنے لئے بتاتا ہے (دیکھئے براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۲)۔

درس نمبر ۱۳ : حضرت نانوتویؒ کی عبارات کا صحیح مطلب

۱۴) مرزائی کہتے ہیں کہ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نبی ﷺ کے بعد نئے نبی کے آنے کا جائز مانتے تھے مولانا نے تحذیر الناس ص ۲۸ میں لکھا ہے۔ ’’بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا ‘‘(بحوالہ احمدیت پر اعتراضات کے جوابات ص ۱۰)

جواب: اس عاجز نے حضرت نانوتویؒ کی خدمات ختم نبوت پر مستقل کتابیں لکھیں جن میں یہ ثابت کیا کہ اس عقیدے کی جتنی خدمت مولانا نانوتویؒ نے کی کسی عالم نے نہ کی آپ کا کمال یہ ہے کہ ہندوؤں اور عیسائیوں میں جا کر عقیدۂ ختم نبوت کا اعلان کیا اور وہ لوگ رد نہ کر سکے، ہندو

نے کہا مسلمان خانہ کعبہ کی عبادت کرتے ہیں حضرت نے اس کا مفصل جواب دیا اور اس کے اندر نبی کریم ﷺ کی نبوت اور ختم نبوت کو ثابت کیا استقبال قبلہ کا حکم تو سب ہی لکھتے ہیں مگر اس سے ختم نبوت کو ثابت کرنا حضرت نانوتویؒ کا کمال ہے، پادری نے کہا نیند سے وضو کیوں ٹوٹتا ہے حضرت نے اس کا جواب دیا اور ضمن میں انبیاء کرام کی نیند کا ذکر کیا کہ ان کو غفلت نہیں ہوتی پھر ساتھ ہی ختم نبوت کو بھی ثابت کر دیا، پھر حضرت یہ خدمات اس کتاب کے بعد ہیں جس کا مرزائی حوالہ دیتے ہیں اگر حضرت منکر ختم نبوت ہوتے تو اول تو ان جگہوں میں ختم نبوت کا اعلان نہ کرتے علاوہ اس کے وہ مخالفین اس کتاب کی وجہ سے اعتراض کرتے لیکن ان کو کوئی جرات نہ ہوئی حضرت نے اپنے بیانات میں یہ ثابت کیا کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت اعلیٰ آپ عقل وفہم میں سب سے برتر ہیں آپ اخلاق میں سب سے آگے ہیں آپ کی پیشگوئیاں سب سے زیادہ ہیں۔ ان مضامین کیلئے دیکھئے ہماری کتابیں: اسلامی عقائد، آیات ختم نبوت، خدمات ختم نبوت۔

اعتراض کرنے والے پوری عبارت نہیں پڑھتے:

حضرت کی جن عبارتوں کو مرزائی پیش کرتے ہیں وہ نامکمل ہیں اور کبھی ایک لفظ کی کمی سے سچا جملہ جھوٹا ہو جاتا ہے ارشاد باری ہے: ''وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اور '' لَاعِبِيْــــــنَ'' کو چھوڑ دے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں زمین آسمان کا خالق نہیں ہوں (سورۃ الدخان آیت نمبر ۲۷) جبکہ پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے: ''اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے کھیل کیلئے پیدا نہیں کیا'' دیکھا آپ نے ایک لفظ کے حذف کرنے سے دونوں عبارتوں میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا۔

پوری عبارت صدق اور نامکمل کذب۔ پوری عبارت ایمان اور نامکمل عبارت کفر ہے

تحذیر الناس صفحہ ۱۴، اور صفحہ ۲۸ کی عبارات کی وضاحت:

تحذیر الناس کی پوری عبارتیں ہم نے کتاب آیات ختم نبوت اور خدمات ختم نبوت میں لکھ دی ہیں اور ان کی بقدر ضرورت وضاحت وہاں کر دی ہے۔ تحذیر الناس کی تین عبارتوں کو یہ

لوگ پیش کرتے ہیں یہاں ان عبارات کی مختصر سی وضاحت پر اکتفا کرتا ہوں۔تحذیر الناس صفحہ ۱۴ نیز صفحہ ۲۸ کی عبارات میں خاتمیت سے مراد افضلیت ہے ان عبارات میں نبی کریم ﷺ کی افضلیت سمجھاتے ہوئے یہ بات کہی ہے کہ اگر بالفرض نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے تو آپ کے مرتبہ کو نہ پا سکے گا۔مگر یاد رہے کہ سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے اور کوئی نبی آپ کے بعد نہ آئے گا تو حضرت نانوتویؒ کا مقصد آپ ﷺ کی شان کو سمجھانا ہے۔ رہا یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے یا نہیں تو حضرت اس کتاب میں بھی اور دوسری کتابوں میں بھی یہ لکھتے ہیں کہ آپ کے بعد جو شخص کسی نبی کی آمد کو مانے وہ کافر ہے(مناظرہ عجیبہ ص۱۴۴)

حضرت کی تیسری عبارت تحذیر الناس صفحہ ۳ میں ہے اس کے بارے میں ایک اہم بات یہ یاد رکھیں کہ اس میں لفظ معنی سے مراد علت ہے،اس عبارت سے حضرت نانوتویؒ کا مقصد یہ ہے کہ عام مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اس لئے خاتم النبیین (یعنی سب نبیوں کے ختم کرنے والے) ہیں کہ آپ آخر میں آئے جبکہ آپ خاتم النبیین (یعنی سب نبیوں کے ختم کرنے والے) اس لئے ہیں کہ آپ سب سے اعلیٰ ہیں حضرت اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی اور مفہوم میرے ہاں بھی آخری نبی ہے فرق صرف یہ ہے کہ میں نے اس کے ساتھ اس کی وجہ بتا دی ہے۔(از مناظرہ عجیبہ ص۱۳۲)

<u>دوسرے مکتب فکر کے علماء کی تائیدات:</u>

بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے مولانا احمد سعید کاظمی نے بھی لکھا کہ مولانا نانوتویؒ نے نبی ﷺ کو آخری نبی بھی مانا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کے مدعی کو کافر اور کاذب بھی کہا(از مقالات کاظمی ج۲ص۲۵۱ مزید وضاحت کیلئے دیکھئے آیات ختم نبوۃ ۵۵۶، ۵۵۷) مفتی احمد یار خان بریلوی نے حضرت نانوتویؒ کے مضمون کو درست مان کر اسے اپنے الفاظ میں یوں لکھا ہے:یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ حضور علیہ السلام کی موجودگی میں تمام پیغمبروں کے دین کیوں منسوخ کر دیئے گئے؟ دنیا کا قاعدہ ہے کہ <u>ہر چیز اپنی اصل پر پہنچ کر ٹھہر جاتی ہے</u> بلکہ

اپنے آپ کو اس اصل میں گم کر دیتی ہے رات بھر ستارے جگمگاتے ہیں مگر جہاں سورج چمکا سب چھپ گئے کیونکہ سب تاروں میں سورج ہی کا تو نور تھا تمام دریا سمندر کی طرف بھاگے جاتے ہیں کیونکہ ہر دریا سمندر سے بنا ہے سمندر سے بادل آیا پہاڑوں پر بارش بن کر یا برف بن کر گرا اس سے دریا بنا دریا اپنی اصل کی طرف بھاگا ایسا بھاگا کہ جس پُل نے، درخت، کسی عمارت نے اس کو روکنا چاہا اس کو بھی گرا دیا مگر جہاں سمندر کے قریب پہنچا شور بھی جاتا رہا، روانی میں کمی ہوگئی اور جب سمندر سے ملا تو اس طرح فنا اور گم ہوگیا کہ گویا تھا ہی نہیں اور زبان حال سے کہا کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی　　تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اسی طرح تمام انبیاء کرام تارے ہیں حضور آفتاب حضور کو قرآن میں فرمایا گیا سِرَاجًا مُّنِیْرًا یا تمام انبیاء کرام دریا ہیں حضور علیہ السلام ان دریاؤں کے سمندر تمام نبوتیں ادھر ہی چلی آرہی ہیں فرعونی ہامانی نمرودی ہزار ہا طاقتیں سامنے آئیں ان کو پاش پاش کر دیا مگر سمندر نبوت کو پاکر سب نے اپنے آپ کو اس میں گم کر دیا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

یہ انبیاء ومرسلین تارے ہیں تم مہر مبیں　　سب جگمگائے رات بھر، چمکے جو تم کوئی نہیں

(شان حبیب الرحمٰن ص ۴۲،۴۳) نیز لکھتے ہیں۔: معلوم ہوا کہ سارے پیغمبر علیہم السلام حضور علیہ السلام کے امتی ہیں اور حضور علیہ السلام نَبِیُّ الْاَنْبِیَاء (شان حبیب الرحمٰن ص ۴۳) اور حضرت نانوتویؒ لکھتے ہیں کہ غرض جیسے آپ ﷺ نبی الامۃ ہیں ایسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں (تحذیر ص ۴) یاد رہے کہ نبی الانبیاء کے مفہوم کو حضرت نانوتویؒ نے بالذات کے لفظ سے بھی تعبیر کیا ہے۔

نبی الانبیاء ہونے کا معنی:

حضرت کا یہ جملہ : جیسے آپ نبی الامۃ ہیں ویسے نبی الانبیاء بھی ہیں

پوری تحذیر الناس کا خلاصہ اور مرکزی نکتہ ہے حضرتؒ کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱) دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کے نبی تھے مگر نبی ﷺ کی نسبت امتی جبکہ نبی ﷺ

اپنی امت کے بھی نبی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی تھے۔

۲) دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے مطاع مگر نبی ﷺ کے مطیع جبکہ آپ ﷺ امت کے لئے بھی مطاع اور انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے بھی مطاع تھے چنانچہ نبی کریم ﷺ جیسے امت کو نمازیں پڑھاتے تھے معراج کی رات سب انبیاء علیہم السلام کو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی چونکہ مقتدی کو امام کی اطاعت کرنی ہوتی ہے اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام نے اس رات آپ کی اطاعت کر کے امتی ہونے کا اظہار کر دیا۔

۳) دیگر انبیاء کرام علیہم السلام ایک وقت میں ایک سے زیادہ بھی ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں حضرت لوط علیہ السلام تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں حضرت ہارون علیہ السلام تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے مگر نبی کریم ﷺ تنہا نبی تھے آپ کے ہوتے ہوئے تو کیا بعد میں بھی کوئی اور نبی نہ ہوا۔

۴) اگر بالفرض آپ ﷺ پہلے انبیاء کے زمانے میں ہوتے تو وہ آپ کی اطاعت کرتے کیونکہ آپ ان کے نبی ہوتے اور نبی کی اطاعت ضروری ہوتی ہے۔ ارشاد باری ہے: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورۃ النساء:۶۴) ''اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا اس لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے''۔

۵) یہ کہ اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں کوئی اور نبی آتا تو اس کو آپ ﷺ کی فرمانبرداری کرنا پڑتی وہ آپ کی اتباع کرتا آپ کا امتی ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا تھا کہ اگر تمہاری موجودگی میں محمد ﷺ تشریف لائیں تو تم کو ان کی پیروی کرنی ہوگی (تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۲۵۲ تا ۲۵۴)۔

<u>تحذیر الناس کے بارے میں التماس:</u>

کچھ لوگ تحذیر الناس کی وجہ سے حضرت نانوتویؒ کو بدنام کرتے ہیں یہ بھی کہتے ہیں

کہ ۱۹۷۴ء میں تحریک کے دوران قادیانیوں نے اسمبلی میں تحذیر الناس کی عبارت پیش کی تھی جب کوئی شخص ایسی بات کرے تو اسے کہو کیا تو مرزائی ہے؟ ۱۹۷۴ء کی تحریک علماءِ دیوبند کی قیادت میں چلی اور مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار پائے تجھے اب کیا تشویش ہے؟ کیا تو چاہتا ہے کہ وہ تحریک کامیاب نہ ہوتی؟۔تو لاہوری مرزائی ہے یا قادیانی مرزائی ہے؟ تمہارے خلیفہ کا کیا حال ہے؟ ''آیات ختم نبوت'' کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے؟ اگر وہ کہے میں مرزائی نہیں ہوں تو اسے کہو کہ مرزائی اس عبارت کو پیش کرتے ہیں تو قادیانیوں کی طرفداری کیوں کرتا ہے؟ مرزائیوں کو خوش کیوں کرتا ہے؟ کتاب ''آیات ختم نبوت'' وغیرہ میں ان عبارتوں کے مفہوم کو واضح کر دیا گیا تو کیوں نہیں دیکھتا؟

ٹھیک ہے کچھ حضرات نے تحذیر الناس کی بعض عبارات پر تنقید کی تھی ،لیکن جب تحقیق کے بعد ثابت ہو گیا کہ حضرت نانوتویؒ کی یہ مکمل عبارات ہرگز عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف نہیں بلکہ اس عقیدہ کو مزید پکا کرتی ہیں ،تو یوں کیوں نہ کہہ دیا جائے کہ ان حضرات کو تسامح ہو گیا ہوگا، تا کہ مرزائیوں کو پتہ چل جائے کہ نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ ایسا عقیدہ ہے جس کے بارے میں ان فرقوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

<u>خادم گجراتی مرزائی کا مغالطہ</u>: وہ کہتا ہے:

پھر یہ بات بھی غور کرنے کے لائق ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب فرماتے ہیں'' کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا'' ہم موجودہ دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ بھی یہی الفاظ کہنے کیلئے تیار ہیں اور کیا آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے یقیناً نہیں (مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۲۸۷) اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مولانا نانوتویؒ کا کلام نہیں بلکہ ان کے کلام کا جز ہے جملہ نہیں بلکہ جملے کا حصہ ہے،مولانا نانوتویؒ کی پوری عبارت لاؤ میں ابھی اپنے قلم سے لکھوں گا۔تفصیل کیلئے دیکھئے آیات ختم نبوت ص ۵۲۹،۵۳۰

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ آمین

﴿سوالات﴾

س: اس باب کا خلاصہ تحریر کریں۔

س: قادیانیوں کے اعتراضات کو کس طرح لیا جائے؟

س: کیا کوئی مسلمان عالم عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف لکھ سکتا ہے؟

س: خالی جگہ پر کریں:

جس نے ختم......کا انکار کیا وہ حکیم..........یا محمد علی......تو بن سکتا ہے مسلمانوں کا عالم نہیں رہ سکتا، کسی عالم دین کی عبارت کا مطلب ہم عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہرگز نہیں لیں گے

س: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے کلام سے ثابت کریں کہ مرزائیوں کے اعتراض کی بنیاد نصوص نہیں ان کی کافرانہ سوچ ہے؟

س: نبی کریم ﷺ کی سچی پیشگوئیوں کی اور قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیوں کی کچھ مثالیں دیں نیز یہ کہ قادیانی جھوٹی پیشگوئیوں کا کیسے دفاع کرتا؟ اور اس کا جواب کیا ہے؟

س: بعض لوگ قادیانیوں کے اخلاق کی تعریف کرتے ہیں اس کا کیا حل ہے؟

س: قادیانی کی بداخلاقی کی کچھ مثالیں دیں نیز قادیانی کی کتاب نسیم دعوت سے وہ قول نقل کریں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کی اور وہ کسی عیسائی کے جواب میں بھی نہیں

س: ثابت کریں کہ مسلمان عقل کو دین کے تابع کرتا ہے جبکہ کافر دین کو اپنی عقل اور اپنی خواہشات کے تابع۔ نیز سرسید اور حضرت نانوتویؒ کا واقعہ لکھیں۔

س: نبوت رحمت ہے اس امت سے کیوں منقطع ہوگئی؟

س: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ، فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ ان آیات سے مرزائیوں نے کس طرح دھوکہ کھایا؟ اس کا ٹھوس جواب ذکر کریں اور یہ ثابت کریں کہ یہ آیات نبی کریم ﷺ کی صداقت اور ختم نبوت کی

دلیل ہیں جبکہ مرزائی اس کو نبی ﷺ کے کذب کی دلیل بنارہے ہیں۔

س: قادیانی کی شہرت کی مثال دیں۔

س: مرزا کی سیرت سے قادیانی کیسے دلیل دیتے ہیں؟اوراس کا جواب کیا ہے؟

س: علماء لدھیانہؒ علامہ کشمیریؒ اور حضرت بنوریؒ کا کردار قادیانیوں پر حجت ہے وہ کیسے؟

س: قادیانی نے قرآن کے معجزہ ہونے کا انکار کیسے کیا؟

س: اس کتاب میں قادیانیوں کو دیئے ہوئے کچھ چیلنج ذکر کریں۔

س: سورۃ بقرۃ، سورۃ احزاب اور سورۃ الحج سے قادیانیوں کے استدلالات اور ان کے جوابات ذکر کریں۔

س: دو معنی سے خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ کا کونسا معنی درست ہے؟[۱] آپ کی مہر سے نبوت ملتی ہے،
[۲] آپ کی آمد سے نبیوں کی آمد پر مہر لگ گئی اب کوئی نیا نبی نہیں آئیگا

س: قرآن پاک سے ایسی آیات ذکر کریں جن میں فعل مضارع حال اور ماضی کیلئے ہے مستقبل کیلئے نہیں۔

س: قادیانی شیخ چلی سے زیادہ بیوقوف کیسے؟

س: مرزائی کہتے ہیں کہ قادیانی سچا تھا اس نے مباہلہ کا چیلنج دیا اس کا کیا جواب ہے؟

س: ارشادفرمایا: فَأُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ الأية اس سے قادیانی کیسے دلیل بناتے ہیں؟ اس کا رد کریں اور یہ ثابت کریں کہ یہ لوگ نبی ﷺ کیلئے اس کو پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔

س: مَسْجِدِيْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ سے استدلال قادیانی اور اس کا جواب ذکر کریں

س: سورۃ المومن سورۃ الجن اور سورۃ الصافات کی آیات سے استدلال اور جواب ذکر کریں

س: دین کے مکمل ہونے سے بے ایمان نے اجراء نبوت پر کیسے دلیل نکالی اور اس کا جواب کیا ہے؟

س: بزرگوں کی عبارات کے بارے میں مفتی محمودؒ کا ذکر کردہ اصول پیش کریں۔

س: یہ ثابت کریں کہ مرزائیوں کو اسماء الرجال پر بحث کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

س: قادیانیوں کو صحابہ کرامؓ کے اقوال پیش کرنے کا حق کیوں نہیں؟

س: ملا علی قاریؒ اور شاہ ولی اللہؒ کے کلام سے قادیانی کیسے استدلال کرتے ہیں؟ اور اس کا جواب کیا ہے؟

س: علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی ایمانی غیرت کا ایک واقعہ پیش کریں۔

س: منکرین ختم نبوۃ کے لطائف اور قادیانیوں کے حال کے موافق کچھ مثالیں ذکر کریں۔

س: مجاہدین ختم نبوت میں حضرت نانوتویؒ کے کچھ امتیازات ذکر کریں

س: مخالفین حضرتؒ کی عبارات سے کیا کرتے ہیں؟ پھر ان عبارات کا صحیح مطلب لکھیں

س: یہ ثابت کریں کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ کی کمی سے کلام صدق سے کذب اور ایمان سے کفر بن جاتا ہے۔

س: تحذیر الناس صفحہ ۱۴ نیز صفحہ ۲۸ میں خاتمیت سے کیا مراد ہے؟ اور صفحہ ۳ میں معنی سے کیا مراد ہے؟

س: حضرت نانوتویؒ کے کلام سے منکر ختم نبوت کا کافر ہونا ثابت کریں۔

س: تحذیر الناس کی تائید میں دوسرے مکتب فکر کے علماء کی کچھ عبارات پیش کریں۔

س: نبی کریم ﷺ کے نبی الانبیاء ہونے کا مطلب تحریر کریں۔

س: بریلوی حضرات اگر تحذیر الناس کو پیش کریں تو ہم ان کو کیسے مطمئن کریں۔

س: خادم مرزائی نے کہا کہ مولانا نانوتویؒ کے جو الفاظ ہیں موجودہ دیوبندی علماء ان کو لکھنے کیلئے تیار نہیں اس لئے کہ جو عقیدہ مولانا نانوتویؒ کا ہے وہ موجودہ دیوبندیوں کا نہیں۔ اس میں اس کے جو چکر چلایا نیز اس کا کیا حل ہے؟

☆☆☆☆☆☆☆

﴾مدینہ منورہ کی تڑپ از مولانا محمد قاسم نانوتویؒ﴿

☆) امیدیں لاکھوں ہیں مگر بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار (قصائد قاسمی ص۹ شعر ۱۲۹)

☆) جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مجھے مدینہ کے مرغ و مار (قصائد قاسمی ص۹ شعر ۱۳۰)

☆) اڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضہ کے گرد نثار (قصائد قاسمی ص۹ شعر ۱۳۲)

☆) ولے یہ رتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا
کہ جائے کوچہ اطہر میں تیرے بن کے غبار
مگر نسیم مدینہ ہے گرد باد بنا (۱)
کشاں کشاں مجھے لے جا جہاں ہے تیرا مزار (قصائد قاسمی ص۹ شعر ۱۳۳، ۱۳۴)

☆) رہے نہ منصب شیخ المشائخی کی طلب
نہ جی کو بھائے یہ دنیا کا کچھ بناؤ سنگار
ہوا اشارہ میں دو ٹکڑے جوں قمر کا جگر (۲)
کوئی اشارہ ہمارے بھی دل کے ہو جا پار (قصائد قاسمی ص۹ شعر ۱۴۳ تا ۱۴۴)

☆) الٰہی اس پہ اور اس کی تمام آل پہ بھیج
وہ رحمتیں کہ عدد کر سکے نہ ان کو شمار (قصائد قاسمی ص۹ شعر ۱۵۱)

---

۱) یعنی زندگی بھر ختم نبوت کا ادنیٰ خادم رہوں مرنے کے بعد قبر مدینہ میں بنے اور جسم جب مٹی بن جائے تو ہوا اس کو اڑا کر آپ کے روضہ کے گرد زیارت کیلئے آنے والوں کے قدموں کے نیچے بکھیر دے (۲) یعنی مجھے نہ مرتبے کی طلب نہ دنیا کے مال کی جیسے آپ کے ایک اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اسی طرح ہمارے دل پہ ایسا اثر ہو کہ آپ کی محبت سما جائے۔ آمین یارب العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (فاطر:۳۲)

يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهُ، يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ، وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ، وَتَأْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ رواه البيهقي (مشکوۃ ج ۱ ص ۸۲ طبع بیروت)

باب نمبر ۹

اکابر کی خدمات

اور

ہماری ذمہ داریاں

﴿باب نمبر ۹ کا خلاصہ﴾

تندرست رہنے کیلئے اچھی غذا کے ساتھ ساتھ فاسد اور مضر چیزوں سے بچنا بھی ضروری ہے اچھی غذا کھانے کے بعد تھوڑا سا زہر بھی چاٹ لیا جائے تو یقیناً نقصان ہوگا۔ عربی کا مقولہ ہے : اَلْوِقَایَةُ خَیْرٌ مِنَ الْعِلَاجِ " دوا سے پرہیز بہتر ہے"۔ کسی بھی حکومت کی فرماں برداری کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس حکومت کے باغیوں سے کنارہ کشی کی جائے ورنہ انسان اس حکومت کا باغی مانا جائے گا تو جس طرح سچ کی تصدیق ضروری اسی طرح جھوٹ کی تکذیب کے بغیر گزارا نہیں۔ اگر کہا جائے کہ صحیح جواب کے سامنے صحیح کا نشان اور غلط جواب کے سامنے × لگائیں تو جو طالب علم دونوں کے سامنے صحیح کا نشان لگا دے وہ بھی ناکام اور جو دونوں کے سامنے × لگائے وہ بھی ناکام، کامیاب وہ ہے جو صحیح کے سامنے صحیح کا نشان اور غلط کے سامنے × لگائے۔

اس ساری تمہید کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح سچے نبی پر ایمان ضروری ہے نبوت کے جھوٹے دعویدار کی تکذیب بھی ضروری ہے اس کے بغیر انسان مومن نہیں ہوسکتا۔ کوئی وزیر اعظم جعلی وزیر کو برداشت نہیں کرتا تو خدا کا سچا نبی کسی جھوٹے نبی کو کس طرح برداشت کرتا، وہ نبی جو ہر قسم کے گناہوں پر دوزخ سے ڈرائے جھوٹے مدعی نبوت کو وہ کس طرح برداشت کرے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے جس طرح اپنی نبوت کا اعلان کیا کہ جب سے اعلان کیا کبھی اس سے رجوع تو کیا ذہول تک نہ کیا اذان میں اعلان کروایا خطوط میں کیا اور آپ کو جو نبی نہ مانے اس کو دوزخی بتایا اسی طرح آپ نے جھوٹے دعویداروں سے ڈرایا، ان سے کامل بیزاری اور شدید نفرت کا اظہار کیا۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم منکرین ختم نبوت سے بالکل دِلی تعلق نہ رکھیں، ہر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق اس مشن میں اپنی خدمات پیش کرے، صرف تحریک تحفظ عقیدۂ ختم نبوت والوں کی ذمہ داری نہیں آخر ہم نے بھی تو جان اللہ کو دینی ہے شفاعت کی اُن کو ضرورت ہے تو ہمارا بھی تو اس کے بغیر گزارا نہیں کیا ہم صرف دنیا کیلئے پیدا کئے گئے ہیں؟

درس نمبرا : اکابر کی محنتوں کا اجمالی تذکرہ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگی اس چیز سے معمور ہے کہ انہوں نے ہمیشہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو یاد رکھا آپ کی محبت میں تڑپتے رہے، آپ کے بعد انہوں نے کسی مدعی نبوت کو برداشت نہ کیا نبی ﷺ نے مسیلمہ کذاب کی سفیروں کو قتل نہ کیا تھا وجہ یہ بتائی تھی کہ تم سفیر ہو حضرت ابن مسعودؓ نے ایک کو بعد میں دیکھا کہا تو وہی ہے؟ اس نے کہا ہاں، فرمایا کیا تو مسیلمہ کو نبی مانتا ہے؟ اس نے کہا ہاں فرمایا اب تو تو قاصد نہیں، فوراً اس کے قتل کا حکم دیا (مسند ابی یعلی موصلی ج ۵ ص ۱۰۶، ۱۱۵) نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں اس کو بڑی قربانی نہ فرمایا تھا بلکہ یوں جیسے پھونک ماری اور وہ اُڑ گئے (بخاری ج ۲ ص ۶۲۸)

امت مسلمہ کے سب علماء اتقیاء اولیاء زندگی بھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا دم بھرتے رہے،، ان حضرات نے آپ کے بعد نبوت کے کسی دعویدار کو تسلیم کرنا تو کجا اس کی طرف التفات کرنا بھی برداشت نہیں کیا، ان کے زمانے میں نبوت کا کوئی دعویدار نہ ہوتا تو ختم نبوت کا عقیدہ ظاہر کرتے اور کوئی دعویدار ہوتا تو اس کو برملا کافر کہتے۔

ہر دور کے مسلمان بالخصوص علم وعمل میں قیادت کرنے والے امام ومؤذن، مصنف فقیہ محدث مفسر مفتی قاضی اور حاکم جو بھی شریعت کو نافذ کرتے یا رواج دیتے تھے سب خدام ختم نبوت تھے اور ہیں ان کی گھروں کی بچیاں بھی سب اس عقیدے کو مانتی تھیں۔ قادیانیو! تم کسی ایک کو بھی اس عقیدے سے محروم نہیں دکھا سکتے۔

آپ کہیں اتنا بڑا دعوی کیسے کر دیا؟ تو جواب یہ ہے کہ اگر کسی نبی کی آمد کا انتظار ہوتو نہ دین پر پختگی ہو، نہ اس کے اعلان واظہار میں اور نہ اس کی نشر واشاعت میں۔ صرف یہی دیکھ لیں کہ وراثت کی آیات کے آخر میں بتایا کہ جو عمل نہ کرے دوزخ جائے اب اگر انسان یہ مانے کہ اور نبی آئے گا تو کہے گا کہ اس سے پوچھ کر عمل کریں گے ہوسکتا ہے وہ کچھ چھوٹ دے دے۔

درس نمبر۲ : امام ابوحنیفہؒ اور حضرت نانوتویؒ کی خدمات

امام ابوحنیفہؒ کا فتوی مشہور ہے کہ جو شخص کسی مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرے تو وہ بھی کافر ہے کیونکہ اس نے عقیدۂ ختم نبوت میں شک کرلیا۔ یادرہے کہ مرزا قادیانی حنفیوں کو مائل کرنے کیلئے کبھی ائمہ کی تعریف بھی کردیتا تھا ایک مرتبہ کہنے لگا: میں توان چاروں اماموں کو اسلام کیلئے ایک چار دیواری سمجھتا ہوں جس کی وجہ سے وہ منتشر اور پراگندہ ہونے سے بچ گئے......اس کالڑکا کہتا ہے: حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں تو سارے اماموں کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے مگر امام ابوحنیفہ صاحب کو خصوصیت کے ساتھ علم ومعرفت میں بڑھا ہوا سمجھتے تھے اوران کے قوت استدلال کی بہت تعریف فرماتے تھے (سیرۃ المہدی ج۲ص ۴۸) میں کہتا ہوں پھر بے ایمان نے دعوی نبوت کیوں کردیا؟

بہت علماء اس اعتبار سے نمایاں ہیں کہ انہوں نے ختم نبوت کے منکر اور مدعی نبوت کے منکر کا فتوی صراحۃً دیا اور اپنی کتابوں میں اس پر اجماع نقل کیا جیسے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حضرت نانوتویؒ کی خدمات کا تعارف:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کی تقریباً تمام تحریروں اور مطبوعہ تقریروں میں توحید خداوندی کے ساتھ ساتھ شان رسالت اور ختم نبوت کا اعلان واظہار پایا جاتا ہے بلکہ حضرت نانوتویؒ کی خوبی یہ ہے کہ اس زمانے میں ۱۸۷۶ء کو ایک مذہبی میلہ لگا جس میں عیسائی ہندو اور مسلمانوں کو اپنے اپنے مذہب کی نمائندگی کی دعوت دی گئی اس میں ایسے پادری اور پنڈت آئے جو کسی کو گنتی میں نہ لاتے تھے اور موضوع یہ تھا کہ اپنے اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کریں۔ علاقے کے مسلمانوں کو فکر لگی انہوں نے حضرت نانوتویؒ کو اس میں شرکت کی دعوت دی آپ قرض لے کر اپنے خرچ پر گئے اس میں جا کر ایسا بیان کیا کہ دوسرے دیکھتے ہی رہ گئے اس میں آپ نے توحید، رسالت اور ختم نبوت کا ایسا اعلان کیا کہ ہندو اور عیسائی اعتراض نہ کرسکے گویا

آپ ان سب کو ختم نبوت کا عقیدہ منوا کر تشریف لائے۔

اگلے سال ۱۸۷۷ء کو انہوں نے انداز بدلا علاوہ ازیں ایک اور ذہین پادری کو لائے اور یہ سوچا کہ اب تو ہم مسلمانوں سے گذشتہ سال کی شکست کا بدلہ لیں گے، انداز یہ اختیار کیا کہ عین موقع پر کچھ سوال ایک پرچے پر لکھے ہوئے دیئے، کہنے لگے پہلے ان کا جواب ہو پھر اور بات ہوگی سوال بنانے والے ہندو تھے وہ اپنے مذہب کے مطابق جلد جواب دیتے عیسائی تو بوکھلا گئے ہر عالم کے بس کی بات نہ تھی کہ ان کا جواب دے مگر خدا کا شیر نانوتوی گرجتا ہے اور کہتا ہے کہ چاہیئے تو یہ کہ آپ لوگ پہلے جواب دیں کیونکہ آپ کا دین پہلے ہے لیکن اگر تم جواب نہیں دیتے تو میں حاضر ہوں میں جواب دیتا ہوں جس کو اعتراض کرنا ہو آئے آپ نے آگے بڑھ کر جواب دیا اور کسی نے اعتراض کیا تو فوراً سے پہلے آ کر اس کو خاموش کر دیا دونوں سال آپ جیت گئے اور یہ شور مچ گیا کہ مسلمان بازی لے گئے۔

حضرت نانوتویؒ کے زمانے میں نہ قادیانی کا فتنہ تھا اور نہ خود کو مسلمان کہنے والا کوئی ختم نبوت کا منکر، یہ فتنہ آپ کے وفات کے چند سال بعد شروع ہوا حضرت کے زمانے میں یہ فتنہ ہوتا تو خدا جانے آپ کیا کچھ کر جاتے اس لئے میں کہتا ہوں کہ حضرت نانوتویؒ عقیدۂ ختم نبوت کے عاشق و مبلغ ہی نہیں مجدد و امام بھی تھے بلکہ ہندوستان میں تحریک ختم نبوت کے بانی مبانی بھی۔

درس نمبر۳ : علماءِ لدھیانہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمات

حضرت نانوتویؒ کی وفات ۱۲۹۷ھ میں ہوئی اور قادیانی کے کفریات کا اظہار سب سے پہلے حضرت نانوتویؒ کی وفات کے چار سال بعد ۱۳۰۱ھ میں ہوا، اس وقت علماءِ لدھیانہ نے سب سے پہلے قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کیا علماء لدھیانہ کے عقائد و نظریات اکابر علماءِ دیوبند والے ہی تھے جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی اپنے کفریہ دعووں کی بنیاد اپنے الہامات بتاتا تھا خدا کی شان کہ اس پر فتویٰ کفر کی ابتدا بھی الہام سے ہوئی۔

<u>قادیانی پر فتوی کفر الہامی ہے:</u>

مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی نے پہلے مجدد ہونے کا دعوی کیا ''براہین احمدیہ'' نامی کتاب میں اپنی انتہائی مدح سرائی کے ساتھ ہی الحاد وزندقہ کے جراثیم پھیلانے شروع کئے،۱۳۰۱ھ میں قادیانی لدھیانہ گیا وہاں اپنی مجددیت کا نغمہ چھیڑ دیا کچھ علماء نے اس کی تائید کر کے امداد پر کمر باندھی ایک جلسہ میں کچھ حضرات اکٹھے تھے،اس میں منشی احمد جان مولوی شاہ دین اور مولوی عبد القادر[۱] صاحبان نے بیان کیا کہ کل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لدھیانہ تشریف لائیں گے اور ان کی مدح وستائش میں سخت مبالغہ کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص ان پر ایمان لائے گا وہ گویا اول المسلمین ہوگا، یہ سن کر ایک اور عالم دین مولوی عبد اللہ کھڑے ہوئے اور کہا گو کہ اہل مجلس پر میرا بیان شاق گزرے گا لیکن اس وقت جو بات حق تعالیٰ نے میرے دل میں القاء فرمائی ہے اس کے ظاہر کئے بغیر میری طبیعت کا اضطراب دور نہیں ہوسکتا بات یہ ہے کہ:

''مرزائے قادیاں جس کو تم اس درجہ بڑھا چڑھا رہے ہو وہ انتہا درجہ کا ملحد اور زندیق شخص ہے'' منشی احمد جان بولے کہ میرا ایسا ہی خیال تھا کہ کسی نہ کسی مولوی صاحب یا صوفی صاحب کے دل میں مرزا صاحب کی طرف سے ضرور حسد پیدا ہوگا۔

جلسہ برخاست ہونے کے بعد مولوی عبد اللہ کے بھائی مولوی محمد صاحب نے جو مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی سابق صدر مجلس احرار اسلام لاہور کے جد امجد یعنی دادا صاحب اور مولوی

---

۱) جن علماء نے قادیانی کو کافر کہا ان کے والد کا نام بھی عبد القادر ہے مگر یہ عبد القادر وہ نہیں ہیں کیونکہ کتاب ''الدلیل القوی'' کو مولانا سہارنپوریؒ اور حضرت نانوتویؒ کی زندگی میں ۱۲۹۵ھ میں مولانا محمد بن مولانا عبد القادر لدھیانویؒ نے طبع کروائی اس میں مولانا عبد القادر کے ساتھ مرحوم لکھا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ ۱۲۹۵ھ یا اس سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔

زکریا صاحب(۱) کے والد تھے اپنے بھائی مولوی عبداللہ سے کہا کہ جب تک کوئی قطعی دلیل موجود نہ ہو کسی شخص کے خلاف زبان طعن نہ کھولنی چاہیے مولوی عبداللہ مرحوم نے فرمایا کہ میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا لیکن آخر الامر خدائے برتر نے اس موقع پر یہ الفاظ میرے منہ سے نکلوادیئے اور میں یقین کرتا ہوں کہ یہ الہام خداوندی ہے۔

مولوی عبداللہ اس دن بہت مغموم رہے بلکہ رات کو کھانا بھی نہ کھایا مولوی صاحب نے اس رات قادیانی کے متعلق دو متقی آدمیوں استخارہ کرایا اور خود بھی استخارہ پڑھ کر سوگئے [استخارہ کی تفصیلات رئیس قادیاں ج ۲ص ۲ میں دیکھئے] استخارہ کے بعد ان کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص اسلامی پیرائے میں مسلمانوں کو گمراہ کررہا ہے، دنیا جمع کرنے کے درپے ہے دین کی طرف التفات نہیں ہے...... پھر ان حضرات نے قادیانی کی کتاب براہین کا مطالعہ کیا تو اس میں کلمات کفریہ کی فراوانی پائی اس کے بعد شہر میں اعلان کردیا کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ زندیق خارج از اسلام ہیاور فتوے چھپوا کر گردونواح کے شہروں میں روانہ کئے کہ یہ شخص مرتد ہے آئندہ کوئی شخص اس کی کتاب نہ خریدے (از رئیس قادیاں ج ۲ص ۱ تا ۳)

درس نمبر ۴ : اکابر علماء دیوبند کی احتیاط کے ساتھ فتوی کی موافقت

یہ فتوی مختلف علاقوں کے علماء کے پاس گیا تو اکثر نے اس کی مخالفت کی کیونکہ ''براہین احمدیہ'' کے الہامات [یعنی کفریہ عبارات] اُن کی نظر سے نہ گزرے تھے اور جنہوں نے سرسری مطالعہ کیا انہوں نے مناسب تاویل کرلی......اس فتوی کی مخالفت کرنے والوں میں حضرت

---

۱) اس عاجز نے دورۂ حدیث سے پہلے ساری تعلیم مدرسہ اشرف المدارس فیصل آباد میں حاصل کی اس کے مہتمم مولانا یحیی لدھیانویؒ تھے جو مولانا زکریا لدھیانویؒ کے بیٹے اور مولانا حبیب الرحمٰنؒ سابق صدر مجلس احرار کے بھائی تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں دیوبند میں ۱۱ سال پڑھا ہوں، موصوف حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد اور قاری محمد طیبؒ صاحب کے ساتھی تھے۔

گنگوہیؒ بھی تھے آپ نے کہا کہ براہین احمدیہ کے بعض اقوال میں خلجان پیدا ہوتا ہے اس کی مناسب تاویل کرلی جائے ......اور دائرہ اسلام سے نہ نکالا جائے۔

علماء لدھیانہ کو تعجب ہوا مولانا عبدالعزیز صاحب نے جمعہ میں اس کا جواب دے دیا تھا علماء لدھیانہ نے حضرت گنگوہی کے مکتوب کا تحریری جواب لکھا(۱) کہ اس موقعہ پر علماء کا توقف کرنا عوام کو گمراہی میں ڈالنا ہے عوام تاویل کو نہیں جانتے پھر مرزا کے حالات کی آپ کو اطلاع نہیں ہے۔اور حدیث اَلْکَفُّ عَمَّنْ قَالَ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ظاہری معنی گو آپ کے کلام کے مؤید ہیں لیکن وہ معنی کسی محدث نے مراد نہیں لئے ورنہ جو غیر مسلم توحید خداوندی کے تو قائل لیکن

---

۱) یادرہے کہ علماء لدھیانہ کا مسلک علماء دیوبند والا ہی تھا اس کے چند شواہد درج ذیل ہیں

[۱] انہوں نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کی کتاب ''الدلیل القوی علی ترك القراء ة للمقتدی'' طبع کروائی اور مولانا احمد علیؒ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے اساتذہ سے ہیں۔

[۲] الدلیل القوی کے آخر میں محمد حسین بٹالوی کے استاد مولوی نذیر حسین دہلوی کو چیلنج دیا ہوا ہے جو اس کی دلیل ہے کہ یہ حضرت حنفی تھے غیر مقلد نہ تھے،[یہ بھی یادرہے قادیانی پر فتوی کفر، محمد حسین بٹالوی غیر مقلد سے اختلاف کی وجہ سے نہیں بلکہ قادیانی کی اپنی عبارات کی وجہ سے تھا]الدلیل القوی ص ۵٦ میں چھپے ہوئے چیلنج کے الفاظ یوں ہیں:

اشتہار

اگر مولوی نذیر حسین صاحب بنگالی دہلوی جو بانی مبانی فرقہ جدیدہ واستاذ مولوی محمد حسین صاحب لاہوری وغیرہ کے ہیں مولوی محمد ومولوی عبداللہ ومولوی عبدالعزیز پسران مولوی عبدالقادر مرحوم لودیانوی کو مسائل اختلافیہ میں ساکت کردے تو ایک ہزار روپیہ للہ فقراء پر تقسیم کردیا جاوے گا۔

[۳] علماء لدھیانہ حضرات علماء دیوبند کی طرح عالم الغیب اور حاضر ناظر صرف اللہ کو مانتے ہیں جیسا کہ اوپر خط کشیدہ عبارت میں گزرا۔

[۴] نظریات ایک جیسا ہونے کی بنا پر تو یہ حضرات حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں گئے مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی اختلاف کیا تھا اس کے پاس نہیں گئے۔

آنحضرت ﷺ کی نبوت کے انکاری ہیں کافر نہ ہوئے اسی طرح جومدعیان اسلام انبیاء اور اولیاء اللہ کو عالم الغیب اور حاضر وناظر یقین کرتے ہیں کافر نہ ہوئے......اور اسلام تو ایسی شے ہے جو ذرا سی بات کا انکار کرنے سے باقی نہیں رہتا جو شخص الہام اور مجددیت کے پردہ میں برملا انبیاء کرام سے بڑھ کر دعوی کر رہا ہے اور صدہا آیات قطعیات کو اس ضمن میں پس پشت ڈال رہا ہے وہ کیوں کافر نہ ہو.........قادیانی کے بہت سے الہامات ایسے ہیں جو تاویل کو قبول نہیں کرتے مثلاً: وَالسَّمَاءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِيْ خَلَقْتُ لَكَ لَيْلًا وَّنَهَارًا ......(اور آسمان تیرے ساتھ ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے میں نے تیرے لئے رات اور دن کو پیدا کیا)......براہین جلد سوم کے دوسرے ورق کا مطالعہ کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص نے آیات قطعیات سے انکار کیا ہے......آیت وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ آنحضرت ﷺ کے حق میں محکم ہے تو قادیانی اس آیت کا کیونکر مصداق ہوسکتا ہے اگر ایسی نصوص قطعیہ کو بزور تاویل کلیہ ٹھہرایا جائے تو حضور سرور کون ومکان علیہ التحیۃ والسلام کی خاتمیت تو درکنار آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ثبوت دینا بھی اہل اسلام کو حعذر بلکہ محال ہو جائے گا.........اگر صاحب براہین آنحضرت ﷺ کو آیات قرآنی کا مصداق ٹھہراتا تو قابل اعتراض نہ تھا لیکن یہ شخص تو ہر آیت کے ترجمہ میں بالذات اپنے آپ کو ان کا مصداق ٹھہراتا ہے۔مرزا کا یہ دعوی : اَلْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِيْ پیغمبروں کے دعوی سے بڑھ کر ہے، اس مضمون کی کوئی آیۃ کسی پیغمبر کی شان میں نازل نہیں ہوئی ۔جو شخص اہل قبلہ ہو کر ضروریات دین سے انکار کرے یا دوسرے کلمات کفریہ زبان پر لائے اس کی تضلیل وتکفیر سے اعراض کرنا اور اس کو مسلمان قرار دینا بڑی غلطی ہے (از رئیس قادیاں ج ۲ ص ۶ تا ۸)

علماء لدھیانہ کی دار العلوم دیوبند میں آمد اور فتوی کی موافقت:

حضرت گنگوہیؒ کے مکتوب ملنے کے کچھ دن بعد دار العلوم دیوبند میں دستار بندی کا جلسہ تھا لدھیانہ سے کچھ علماء کرام دیوبند پہنچے وہاں حضرت گنگوہی اور مولانا یعقوب نانوتویؒ سے

اس موضوع پر گفتگو ہوئی، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ نے حضرت گنگوہیؒ سے کہا کہ آپ ہمارے دلائل کا جواب تو دے دیجئے مولانا دلاوریؒ فرماتے ہیں: مگر یہ مطالبہ بے جا تھا کیونکہ مولانا گنگوہیؒ نے خدانخواستہ کسی نفسانی غرض کی بنا پر فتوی تکفیر کی مخالفت نہیں کی تھی بلکہ اصل یہ ہے کہ قادیانی صاحب اس وقت تک اپنے پورے رنگ میں ظاہر نہیں ہوا تھا اس لئے حاملین شریعت اس کے من گھڑت الہاموں کی تاویل کر کے ان کو کفر سے بچانا چاہتے تھے۔

مولانا یعقوب نانوتویؒ [جو مسلم شریف میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے شاگرد تھے] نے فرمایا کہ میں غلام احمد کو ایک آزاد خیال لامذہب جانتا ہوں اور چونکہ آپ قریب الوطن ہونے کی وجہ سے اُس شخص کے تمام حالات سے بخوبی واقف ہیں اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا (۱) اس کے علاوہ آپ نے اس شخص کی کتاب براہین احمدیہ پڑھی ہے اور میں نے اور مولانا رشید احمد صاحب نے اس کا مطالعہ نہیں کیا۔

بہر حال حضرت گنگوہی ۔نے فرمایا: مولانا محمد یعقوب ہم سب میں بڑے ہیں جو کچھ یہ فرمائیں گے مجھے بسر و چشم قبول ہوگا...... دو تین دن کے بعد مولانا محمد یعقوبؒ نے ایک فتوی اپنے ہاتھ سے لکھ کر بذریعہ ڈاک لدھیانہ بھیجدیا جس کا مضمون یہ تھا کہ یہ شخص میری دانست میں لامذہب معلوم ہوتا ہے اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں...... اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت اور علاقہ نہیں رکھتے۔

اس کے بعد شاہ عبدالرحیم سہانپوریؒ سے علماء لدھیانہ کی ملاقات ہوئی شاہ صاحبؒ نے

---

۱) حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا جو کچھ مولانا یعقوب صاحب فرمائیں مجھے منظور ہے اور مولانا یعقوبؒ نے قادیانی کو لامذہب آزاد خیال کہا نیز ان حضرات سے کہا کہ میں تم کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا کیونکہ تم قریب رہتے ہو تم نے اس کی کتاب دیکھی ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ اکابر علماء دیوبند نے علماء لدھیانہ کے فتوی کی تائید کردی اس لئے وہ خوش ہو کر دیوبند سے گئے

فرمایا کہ میں نے قادیانی کے متعلق استخارہ کیا تھا میں نے دیکھا کہ یہ شخص بھینسے پر اس طرح سوار ہے کہ منہ دم کی طرف ہے جب غور سے دیکھا تو اس کے گلے میں زنار نظر آتا ہے جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے اس کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا کہ جو علماء اس کی تردید میں اب متردد ہیں کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی اسے خارج از اسلام قرار دیں گے، چنانچہ مولانا شاہ عبدالرحیم کی پیشینگوئی حرف بحرف پوری ہوئی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور تمام دوسرے اکابر امت جو قادیانی کی تکفیر سے پہلوتہی کرتے اور لوگوں کو اس سے منع کرتے تھے آئندہ چل کر اس کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دینے لگے (از رئیس قادیاں ص ۹،۱۰)

درس نمبر ۵ : قادیانی کا حضرت گنگوہیؒ پر لعنت کرنا

جب مولانا گنگوہیؒ پر قادیانی کفر وزندقہ کا حال پوری طرح منکشف ہو گیا تو انہوں نے بھی دوسرے علماء امت کی طرح انہیں مرتد اور خارج از اسلام قرار دیا تو قادیانی نے ان کو گالیاں نکالیں اور لعنت ڈالی، مولانا محمد رفیق دلاوریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی نے حضرت مولانا رشید احمدؒ جیسی پاکباز ہستی کو معاذ اللہ ملعون کہہ کر اپنی زبان درازی کا جو ہدف بنایا تو اس کی سزا خود خدائے قہار وشدید العقاب کی طرف سے ملے گی لیکن جیسا کہ اہل حق کا شیوہ ہے حضرت مولانا مرحوم نے قادیانیوں گالیوں کا جواب خاموشی کے سوا کچھ نہ دیا۔

علماء حق کی عظمت شان:

از مولانا رشید احمد محدثؒ تو ان جلیل القدر علماء باعمل میں سے تھے جن کے متعلق حضرت سید موجودات ﷺ نے فرمایا ہے کہ عالم کیلئے آسمانوں اور زمین کے باشندے یعنی فرشتے اور جن وانس یہاں تک کہ پانی کے اندر مچھلی بھی مغفرت مانگتی ہے، اور عبادت گزار (غیر عالم) آدمی پر عالم کی ویسی ہی فضیلت ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر، عالم انبیاء کے

وارث ہیں انبیاء نے علم کے سوا کوئی وراثت نہیں چھوڑی (احمد ترمذی ابوداود ابن ماجہ دارمی) اور فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ آدمی پر ہو۔ عالم پر اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور اس کے ملائکہ اور آسمان اور زمین کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹی بھی اپنے سوراخ میں اور مچھلی پانی کے اندر ایسے شخص کے حق میں دعا گو ہے جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے (ترمذی، ابوداود، دارمی) اس تصریح کے بعد ہر شخص بسہولت اندازہ کرسکتا ہے کہ قادیانی ملہم کی لعنت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ پر پڑی یا خود قادیانی دشنام گو پر؟ (رئیس قادیاں ج۲ص ۳۷، ۳۸)

درس نمبر۶: مرزا قادیانی کا مباہلہ سے فرار

مولوی محمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو اہل حدیث کے مقتدا تھے انہوں نے مرزا قادیانی کی تائید وحمایت کا بیڑا اٹھایا اور اپنے ماہوار رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں ہماری مخالفت اور قادیانی کی تائید کرتے رہے گویا انہوں نے مرزائی کلمات کفریہ کو معاذ اللہ ''اشاعۃ السنۃ'' قرار دیا، مولوی محمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے ایک بڑا فائدہ ہوا کہ اکثر اہل علم کو قادیانی کے کلمات کفریہ معلوم ہوگے اور ہر طرف سے ہمارے فتوائے تکفیر کی تائید کی میں صدائیں بلند ہونے لگیں۔

یہاں تک کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے قادیانی کے متعلق ایک استفتاء علماء حرمین کی خدمت میں روانہ کیا ان دِنوں مولانا رحمت اللہ مہاجر جو مکہ مکرمہ میں قیام فرما تھے مولانا رحمت اللہ نے براہین احمدیہ اور رسالہ اشاعۃ السنۃ کے فائل کا نبظر امعان مطالعہ فرما کر قادیانی کے کفر کا فتوی طیار کیا جس میں لکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے دوسرے علماء نے بھی اسی مضمون کے مطابق اپنی اپنی رائے ظاہر کی ...... مکہ معظمہ کے مفتی اعظم نے فتوی میں لکھا کہ جو شخص قادیانی کے دعوے کی تصدیق کرے یا اس کی متابعت کرے وہ

بھی مدعی نبوت کی طرح کافر ہے اور اہل اسلام سے ان کا رشتہ نکاح و بیاہ صحیح نہیں (رئیس قادیاں ج۲ص۱۰،۱۱)

حرمین شریفین کا فتوی آنے کے چند روز بعد قادیانی نے صلح کا پیغام بھیجا کہ پادری لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب علماءِ اسلام تمہاری تکفیر کے فتوے شائع کرر ہے ہیں تو ہم کو تمہارا اسلام کی طرف دعوت دینا سخت ناروا ہے۔

مولوی عبداللہؒ صاحب نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ اگر مصالحت منظور ہے تو جمعہ کے دن جامع مسجد میں تمام مسلمانوں کے سامنے اپنے کلمات کفریہ سے تائب ہو جاؤ اور اگر ایسا منظور نہیں ہے تو ہم سے گفتگو کر کے ہم کو ساکت کر و اور اگر گفتگو بھی منظور نہیں تو ہم سے مباہلہ کرلو مرزا غلام احمد نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اور لدھیانہ سے قادیاں کا راستہ لیا (ایضاً ج۲ص۱۲)

اس سے ثابت ہو گیا کہ مباہلہ میں پہل کرنے والے ہمارے اکابر ہیں قادیانی ان کے مقابلہ میں نہیں آیا، پھر سالہا سال کے بعد کہیں قادیانی نے مباہلہ کی بات چھیڑی پھر اُس نے مباہلے سے توبہ کرلی تھی (رد قادنیت کے زریں اصول ص۲۵۵) عبدالرحمٰن خادم پاکٹ بک ص۳۷۹ میں کس طرح کہتا ہے کہ قادیانی نے مباہلہ کا چیلنج دیا کوئی اس کے مقابلہ میں نہیں آیا۔ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ سالہا سال چیلنج دیتے رہے مرزائی مقابلہ میں نہ آئے اور ان شاء اللہ کبھی نہ آئیں گے۔

درس نمبر ۷ : علماءِ لدھیانہ نے کافر کیوں کہا؟

کبھی ایسا ہوتا کہ ایک جملہ اگر مومن بولے تو سچا مانا جاتا ہے، وہی جملہ کافر بولے تو جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ مومن اپنے عقیدے کے مطابق اس کا معنی لے گا جبکہ کافر اپنے عقیدے کے مطابق۔ مثال کے طور پر ایک جملہ ہے ''مجھے اس دوائی نے فائدہ دیا'' اگر کافر بولے تو کفر ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ دوائی نے خود فائدہ دیا اس دوائی کی خاصیت یہ ہے کہ اس بیماری میں لازماً فائدہ دیتی ہے جبکہ مومن یہی جملہ بولے تو درست ہے اس کا معنی ہے اللہ نے اس کو میرے لئے فائدے مند بنادیا۔

کسی شخص پر فتویٰ لگانے کیلئے یہ جاننا ضروری ہوتا ہے کہ کہنے والا کون ہے اس کا عقیدہ کیسا ہے؟ کس پس منظر میں اس نے یہ بات کہی ہے۔ جن علماء نے قادیانی کی عبارات کی تاویل کی ان کے سامنے ایک تو پوری عبارتیں نہ تھیں انہوں نے گہری نظر سے کتاب کو نہ دیکھا تھا، علماء لدھیانہ کی زبان سے الہام سے ایک بات نکل گئی، اُن کو فکر ہوا کہ یہ بات سچی ہے تو اس کو عام کریں ورنہ اس سے رجوع کرلیں اس لئے انہوں نے قادیانی کی کتاب کو گہری نظر سے دیکھا، علاوہ ازیں دوسرے حضرات قادیانی کے حالات اور اس کے کردار سے واقف نہ تھے لدھیانہ چونکہ قادیاں سے قریب تھا ایک علاقے کی خبریں دوسرے علاقے میں آتی جاتی رہتی تھیں اس لئے ان کو قادیانی کے حالات کا بخوبی علم تھا، اسی لئے تو انہوں نے حضرت گنگوہیؒ سے کہا تھا کہ مرزا کے حالات کی آپ کو اطلاع نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کا اس وقت دعویٰ یہ تھا کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے اور یہ جتنے الہامات ہیں وہ اس کے مجدد اور اعلیٰ درجہ کے ولی ہونے کی وجہ سے ہیں۔ وہ بھی علماء تھے اولیاء کو پہچانتے تھے انہوں نے دیکھا کہ اس کے کام کاج اولیاء والے تو نہیں ہیں یہ تو عملی زندگی میں عام مسلمان سے بھی گیا گزرا ہے، پھر جو لوگ اس کے قریب ہوتے ہیں اکابر سے کٹ جاتے ہیں یہ کیسا ولی ہے جو اکابر سے کاٹ رہا ہے اس لئے انہوں نے تحقیق کی نظر سے اس کی عبارتوں کو دیکھا۔

اس کا ذاتی کردار ٹھیک نہیں، ہندؤوں سے اس کی دوستی ہے، کتاب کو بہت گراں قیمت پر بیچتا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مقصد دین کی اشاعت نہیں مال وزر کو جمع کرنا ہے، بیوی سے اچھا سلوک نہیں [اُس وقت قادیانی کی ایک ہی بیوی تھی]، خاندانی طور پر انگریز کا وفادار ہے، ہمسائے تنگ، رشتے دار تنگ، اپنی تعریفیں کرتا ہوا نہیں تھکتا، انبیاء کی آیات اپنے لئے بنا رہا ہے

پھر تو دیگر انبیاء کرام کی نبوت ہی ثابت نہ ہوگی۔اور انبیاء کرام کی نبوت کا منکر پکا کافر ہے۔

درس نمبر۸: براہین احمدیہ سے چند خطرناک عبارات کا ذکر

۱) قادیانی کہتا ہے کہ میں نے دس برس پہلے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا دونوں نے ایک ہی جگہ ایک برتن سے کھانا کھایا اور ایسے بے تکلف اور با محبت جیسے دو حقیقی بھائی اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہیں وہاں ایک اور بزرگ کے ہاتھ کاغذ میں امت محمدیہ کے خاص افراد کے نام لکھے ہیں انہوں نے وہ کاغذ پڑھنا شروع کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کو امت محمدیہ کے ان مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہوں اس میں عبارت تعریفی تمام ایسی جو خالص خدائے تعالیٰ کی طرف سے تھی آخر میں اس عاجز کا نام آیا جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی : هُوَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيْدِيْ وَتَفْرِيْدِيْ فَكَادَ اَنْ يُعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ "یعنی وہ مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید وتفرید سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جائے گا" یہ اخیر فقرہ فَكَادَ اَنْ يُعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ اسی وقت بطور الہام بھی القاء ہوا (از براہین احمدیہ ج ۳ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۲۸۱ حاشیہ در حاشیہ)

ایک آوارہ قسم کا بدکردار آدمی ایسے خواب اور ایسے الہام بتا کر لوگوں کو کھینچے تو علاقے کے علماء کو فکر تو ہونی چاہئے کہ کہیں کل کو یہ شخص کوئی فتنہ نہ کھڑا کر دے۔

۲) قادیانی کہتا ہے: خدا نے ہم کو خواب میں ایک راجہ کے مرنے کی خبر دی ایک ہندو کو بتائی جب وہ خواب پورا ہوا تو وہ ہندو صاحب بہت ہی متعجب ہوئے کہ ایسا صاف اور کھلا ہوا علم غیب کا کیونکر معلوم ہوگیا (از براہین احمدیہ ج ۳ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۲۸۴ حاشیہ در حاشیہ)

ایک تو قادیانی اس خواب کو اسلام کی حقانیت کیلئے پیش کرتا ہے۔ کیونکہ کتاب کا موضوع اسلام کی حقانیت ہے کیا اسلام کو اس کے خوابوں کی ضرورت تھی کیا اس میں اسلام کی توہین نہیں؟ پھر اس میں اپنے لئے علم غیب کا دعوی ہے اگر چہ ہندو کے الفاظ میں ہے مگر قادیانی

نے اس کی تردید نہ کی بلکہ دوسری جگہ اپنے لئے علم غیب کو مانا ہے (دیکھئے ایک غلطی کا ازالہ ص ۴، ۵ در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰، ۲۱۱) اور علماء لدھیانہ تو غیر اللہ کیلئے علم غیب ماننے کو کفر کہتے ہیں وہ اس کو کیسے برداشت کرتے؟۔

۳) قادیانی کہتا ہے: پس جبکہ بہر صورت ثابت ہے کہ خضر کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے علم یقینی اور قطعی دیا گیا تھا تو پھر کیوں کوئی شخص مسلمان کہلا کر اور قرآن شریف پر ایمان لا کر اِس بات سے منکر رہے کہ کوئی فرد بشر امت محمدیہ میں سے باطنی کمالات میں خضر کی مانند نہیں ہوسکتا؟ بلاشبہ ہوسکتا ہے بلکہ خدائے حی قیوم اس بات پر قادر ہے کہ امت مرحومہ محمدیہ کے افرادِ خاصہ کو اس سے بھی بہتر و زیادہ تر باطنی نعمتیں عطا فرمادے (براہین ج ۳ در روحانی خزائن ج ا ص ۲۹۵ حاشیہ)

بیشک اللہ قادر ہے مگر قادیانی کا مقصد قدرت خداوندی کو بیان کرنا نہیں بلکہ خود کو حضرت خضر علیہ السلام کی مانند بلکہ ان سے بہتر بتاتا ہے حالانکہ حضر علیہ السلام کو بعض علماء نے نبی لکھا ہے اور امت کا کوئی فرد نبی کے برابر نہیں ہوسکتا مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ لکھتے ہیں راجح قول یہ ہے کہ وہ نبی تھے...... کسی ولی کیلئے جائز نہیں کہ وہ الہام کے ذریعہ کسی شخص کو قتل کرڈالے اس لئے کہ الہام میں مغالطہ کا امکان ہے الخ (قصص القرآن ج ا ص ۵۴۴، ۵۴۵) اور جو شخص شروع میں ایسی باتیں کرے گا بعد میں کیا گل کھلائے گا؟

۴) قادیانی کہتا ہے: ذاتی قابلیت بھی کہ جو الہام پانے کیلئے ضروری شرط ہے ہر فرد بنی آدم میں نہیں پائی جاتی اور اگر کسی میں ذاتی قابلیت پائی جائے تو وہ اب بھی بذریعہ الہام اپنے ما یحتاج میں خدائے تعالیٰ سے اطلاع پاسکتا ہے اور خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں چھوڑتا، خدا کی نظر عمیق ہر ایک انسان کی استعداد کے گہراؤ تک پہنچی ہوئی ہے وہ صاحب استعداد کو اپنی استعداد ظاہر کرنے سے کبھی محروم نہیں رکھتا اور ایسا کبھی نہیں ہوتا ہے کہ ایک شخص خدا کے علم میں استعداد معرفت اور ولایت یا نبوت اور رسالت کی رکھتا ہو اور پھر بعض حوادث ارضی کے باعث سے یا جنگلی پیدائش ہونے کی وجہ سے وہ اسی حالت میں مرجائے اور خدا اس کو اُس مرتبۂ اقصیٰ تک نہ

پہنچادے جس تک پہنچنے کیلئے اس کو استعداد دے گئی تھی (براہین درر خ ج ۱ص ۴۴۰تا ۴۴۴)

اس عبارت میں قادیانی لوگوں کا اپنے دعوی نبوت کے قبول کرنے کیلئے تیار کر رہا ہے کیونکہ اس نے اپنے الہامات لکھ کر یہ بتادیا کہ اس میں الہام کی قابلیت ہے اس لئے جس چیز کی اس کو ضرورت ہو اللہ تعالیٰ اس کو بتائے گا۔ امورِ شریعت کی بھی تو انسان کو ضرورت ہے اس میں اشارہ ہے کہ قادیانی کو اللہ سے براہِ راست ہدایات ملتی ہیں اس کو علماء اور مشائخ سے استفادہ کر کے دین حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔

۵) قادیانی کہتا ہے: حضرت عیسی علیہ السلام سے یہود نے معجزہ مانگا نہ دکھایا اس کا مطلب ہے کہ اس وقت تک مسیح سے کوئی معجزہ ظہور میں نہ آیا تھا تب ہی اس نے کسی گذشتہ معجزہ کا حوالہ نہیں دیا (از براہین ج ۳ درروحانی خزائن ج ۱ص ۵۵۱ حاشیہ در حاشیہ) اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تکلم فی المہد کا انکار ہے۔

۶) قادیانی کہتا ہے: اب چند کشوف اور الہامات نو وارده بغرض افادۂ طالبین حق لکھے جاتے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ وقتاً فو قتاً اگر خدا نے چاہا تو جو کچھ مواہب لدنیہ سے اس احقر پر ظاہر کیا جائے گا وہ اس کتاب میں درج ہوتا رہے گا الا ماشاء اللہ (براہین ج ۳ درروحانی خزائن ج ۱ص ۵۵۵ حاشیہ در حاشیہ) علمی تحقیقات کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اپنے کشوف والہامات کے گن گاتا ہے ایسا شخص کو بروقت نہ روکا جائے تو کسی طرح بھی فتنہ بن سکتا ہے۔

۷) مرزا نے اپنے الہامات کو صداقت اسلام کی دلیل بتایا چنانچہ کہتا ہے: اور ایک باعث ان کشوف والہامات کی تحریر پر اور پھر غیر مذہب والوں کی شہادتوں سے اس کے ثابت کرنے پر یہ بھی ہے کہ تا ہمیشہ کیلئے ایک قوی حجت مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے...... پس جب یہ زمانہ گزر جائے گا اور ایک نئی دنیا نقاب پوشیدگی سے اپنا چہرہ دکھائے گی اور ان باتوں کی صداقت کو جو اس کتاب میں درج ہے بچشم خود دیکھے گی تو اُن کی تقویت ایمان کے لئے یہ پیشین گوئیاں بہت فائدہ دیں گی (براہین ج ۳ درروحانی خزائن ج ۱ص ۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ) کیا قرآن وحدیث کے

احکام یا اُن میں پائی جانے والی پیشین گوئیاں اسلام کی صداقت کیلئے کافی نہیں کیا سلف صالحین کی علمی خدمات کافی نہیں کیا ایسی عبارتوں سے پتہ نہیں چلتا کہ یہ شخص دنیا کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے۔اس کے نزدیک اسلام وہ دین ہے جو اس کی پیشگوئیوں سے ثابت ہو۔ایسے شخص کے الحاد میں کیا شبہ کیا جا سکتا ہے؟

۸) براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۵۹ تا ۵۷۰ حاشیہ در حاشیہ میں اپنی پیشگوئیوں کو ذکر کیا اور ان کے پورا ہونے کو اسلام کی صداقت کی دلیل بنایا حالانکہ جسے اپنے انجام کی خبر نہیں اُس کی پیشگوئیوں سے اسلام کی حقانیت کیسے ثابت ہوگی؟ مرزا قادیانی تو اسلام سے پھر گیا کیا اسلام سچا دین نہ رہا بیشک اسلام سچا تھا اور سچا رہے گا۔ایسے شخص کا اپنی پیشگوئیوں کو اسلام کی حقانیت کی دلیل بنانا اسلام دشمنی ہے۔

۹) اپنا کشف بتایا: میں عیسیٰ کے ساتھ ہوں (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۷۳ حاشیہ در حاشیہ) اس میں خود کو عیسیٰ قرار دیا ہے۔اور غیر نبی اپنے آپ کو نبی کہے تو کافر ہوگا۔

درس نمبر ۹: قادیانی ان الہامات میں معذور نہ تھا

قادیانی نے براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۷۷ تا ص ۶۲۶ کے حواشی میں اپنے الہامات ذکر کئے ہیں جن میں آیات کے معانی میں واضح تحریفات کی ہیں اور اپنے دعووں کیلئے راہ ہموار کی کہ اگر لوگ ان کا انکار کریں تو تاویل کر کے جان چھڑاؤ،اور اگر وہ قائل ہو جاتے ہیں تو پھر اگلے دعوے کر دو۔محمد حسین بٹالوی وغیرہ نے ان کی کھل کر تائید کی جس کی وجہ سے غیر مقلدین قادیانی کو بزرگ سمجھ کر اس کے جال میں پھنسنے لگے ۱۸۹۱ء میں جب قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کر کے خود مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو بٹالوی صاحب مخالف ہوئے (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰۷) اب قادیانی کہنے لگا یہ میری چال میں پھنس گئے (اربعین در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۶۹)

فوٹوسٹیٹ بر صفحہ ۴۹۲، ۵۴۹

سوال: ہوسکتا ہے کہ قادیانی کو واقعی ایسے الہامات ہوئے ہوں پھر تو وہ معذور ہوگا۔

جواب: اگر اس کو ایسا الہام ہوا تو اس کو شریعت پر پیش کرے اگر شریعت کے موافق ہے تو قبول کرے ورنہ رد کر دے جب ذمہ دار علماءِ کرام حتی کہ حرمین شریفین کے مفتیان کرام نے کفر کا فتوی لگایا تو اس کو فوری رجوع کرنا ضروری تھا۔ ایسے الہام کی پیروی انسان کو کفر سے نہیں بچا سکتی۔

سوال: مرزا قادیانی کو مُراق بھی تھا کیا وہ اس کی وجہ سے معذور نہیں؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ اُس وقت تک قادیانی کو دورے نہیں پڑتے تھے دورے پڑے اس کو بشیر اول کی وفات کے بعد ۱۸۸۸ء میں (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۶، ج ۲ ص ۱۵۱) اور براہین کے یہ حصے اس نے ۱۸۸۴ء میں دوسرے نکاح سے پہلے لکھے تھے (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۱۵۱)

دوسری بات یہ ہے کہ جب اس کو دورے پڑنے لگے تو اس کو کبھی کبھی دورے پڑتے تھے ایسا پاگل تو نہیں تھا جس کو اپنی کبھی ہوش ہی نہ ہو، تیسری بات یہ ہے کہ اس کے ماننے والے تو سارے ایسے نہ تھے۔ اس لئے ان کیلئے ایسی عبارات کو ماننا کسی طرح روا نہیں ہے۔

درس نمبر ۱۰ : براہین احمدیہ سے کچھ اور کفریہ عبارات

ذیل میں براہین احمدیہ کے حاشیہ در حاشیہ سے کچھ عبارتیں دی جاتی ہیں بعض تو صراحۃً کفر ہیں بعض میں تاویل ہوسکتی ہے لیکن دوسری عبارتوں کے ہوتے ہوئے ان کی تاویل بے فائدہ ہے۔

☆ بُوْرِکْتَ یَا اَحْمَدُ وَکَانَ مَا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ حَقًّا فِیْکَ اے احمد تو مبارک کیا گیا اور خدا نے جو تجھ میں برکت رکھی ہے وہ حقانی طور پر رکھی ہے (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۷۹) قادیانی کا نام تو غلام احمد تھا، خود کو احمد کہہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ''اسمہ احمد'' کو کھینچنے کیلئے راہ ہموار کر رہا ہے (دیکھئے ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) چونکہ اس کی نیت اس عمل سے کفر کی ہے اس لئے یہ عمل بھی کفر بنے گا۔ ☆ اِنِّیْ رَاضٍ مِنْكَ اِنِّیْ

فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۴۹۳، ۵۱۷

رَافِعُكَ ، اَلْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِیْ میں تجھ سے راضی ہوں میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے وہ میرے ساتھ ہیں (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ص ۵۷۹) سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الم نشرح میں اللہ نے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے رضا مندی اور رفع ذکر کے وعدے فرمائے قادیانی ان کو اپنے کی طرف نسبت کررہا ہے تا کہ کل کو ان سورتوں کے مضامین کا خود کو مصداق قرار دے سکے، تیسرے جملے میں اس نے الوہیت کا دعویٰ کیا وہ کہتا ہے کہ آسمان وزمین جیسے اللہ کے فرماں بردار ہیں [ارشاد باری ہے: فَالَتَا اَتَیْنَا طَائِعِیْنَ فصلت:۱۱] ویسے ہی میرے ہیں گویا وہ خدائی میں شرکت کا مدعی ہے۔

☆ اَنْتَ وَجِیْهٌ فِیْ حَضْرَتِیْ، اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِیْ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے اختیار کیا (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ص ۵۸۱) وجیہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا (آل عمران: ۴۵) اور دوسرا جملہ: اِخْتَرْتُكَ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے (طٰہٰ:۱۳) قادیانی نے دونوں کو اپنے لئے کرلیا تا کہ کل کو دونوں آیتوں کا مصداق خود کو بنا کر مریدوں سے منوا سکے۔☆ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا میری توحید وتفرید سو وہ وقت آگیا جو تیری مدد کی جائے اور تجھ کو لوگوں میں معروف ومشہور کیا جائے (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ص ۵۸۱) کیا اس میں وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے مفہوم کو ادا نہیں کیا گیا، اس طرح قادیانی خود کو نبی ﷺ کے مقابل لا رہا ہے۔ ☆ یَنْقَطِعُ آبَاؤُكَ وَیُبْدَأُ مِنْكَ ......تیرے آباء کا نام اور ذکر منقطع ہوجائے گا یعنی بطور مستقل ان کا نام نہ رہے گا اور خدا تجھ سے ابتدا شرف ومجد کرے گا (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ص ۵۸۲) مطلب یہ ہے کہ دین تجھ سے شروع ہوگا، ساری امت معاذ اللہ گمراہ ہوچکی ہے۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی (بخاری ج ۱ص ۱۶) ☆ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَتْرُكَكَ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ اور خدا ایسا نہیں کہ تجھے چھوڑ دے جب تک کہ وہ خبیث اور طیب

میں صریح فرق نہ کرلے (براہین ج ۴ درروحانی خزائن ج ا ص ۵۸۳، ۵۸۴) قادیانی نے حق کا معیار اپنی ذات کو بنایا اس لئے اس عبارت میں وہ اپنے ماننے والوں کو طیب اور اپنے منکروں کو خبیث کہہ رہا ہے۔☆ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ جب مدد اور فتح الٰہی آئے گی اور تیرے رب کی بات پوری ہوجائے گی تو کفار اس خطاب کے لائق ٹھہریں گے کہ یہ وہی بات ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے (براہین ج ۴ درروحانی خزائن ج ا ص ۵۸۴، ۵۸۵) قرآن پاک کے مختلف مقامات کے جملوں قادیانی اپنی ذات کیلئے لے کر واضح تحریف کا مرتکب ہو رہا ہے۔ پھر کل کو اگر اس کو ذرا کامیابی ہوگئی تو کہے گا دیکھو مجھے تو پہلے ہی یہ الہام ہوا تھا۔ ارے پیشگوئیوں کے صدق کذب کی بات بعد میں پہلے اپنے آپ سے کفر کا ازالہ کر

☆ اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ یعنی میں نے اپنی طرف سے خلیفہ کرنے کا ارادہ کیا سو میں نے آدم کو پیدا کیا میں زمین پر کرنے والا ہوں یہ اختصاری کلمہ ہے یعنی اس کو قائم کرنے والا ہوں اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو ارشاد و ہدایت کیلئے بین اللہ و بین الخلق واسطہ ہو...... اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابو البشر ہیں مراد نہیں بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قائم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد ڈالی جائے گویا وہ روحانی زندگی کی رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے...... پھر اس کے بعد اس روحانی آدم کا مرتبہ بیان فرمایا اور کہا دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ا ص ۵۸۵، ۵۸۶) سورۃ النجم میں جبریل کے حق میں جو آیات ہیں ان کو اپنے لئے کر کے تحریف کر رہا ہے، نیز خود کو آدم کہہ رہا ہے مطلب یہ بتاتا ہے کہ اس سے روحانی سلسلہ کی بنیاد پڑے گی اس کا مطلب بھی یہ ہوا کہ ساری امت معاذ اللہ گمراہ ہوگئی یہ اپنی وحی سے ہدایت لائے گا ایسے مضامین کے کفریہ ہونے میں کیا شک؟

☆ یَا آدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ، یَامَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ یَا

اَحْمَدُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ نَفَخْتُ فِيْكَ مِنْ لَدُنِّی رُوْحَ الصِّدْقِ اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تیرے اندر پھونک دی ہے اس آیت میں بھی روحانی آدم کا وجہ تسمیہ بیان کیا گیا یعنی جیسا کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش بلاتوسط اسباب ہے ایسا ہی روحانی آدم میں بلاتوسط اسباب ظاہر یہ نفخ روح حقیقی طور پر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے اور پھر بطور تبعیت اور وراثت کے بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کو یہ نعمت عطا کی جاتی ہے (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ا ص ۵۹۰، ۵۹۱)

آدم، مریم اور احمد جیسے بابرکت نام اپنے ساتھ خاص کر رہا ہے کیا پہلے جن ہستیوں کے یہ نام ہیں وہ اللہ کے ہاں معاذ اللہ مقبول نہ رہے جو ان کے نام تجھے دیئے گئے پھر پہلا جملہ قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ہے قادیانی اس کو اپنے لئے کہہ کر حضرت آدم علیہ السلام کا منکر ہو رہا ہے، اس طرح جن آیات ''آدم، مریم، احمد'' نام ہوں کل کو قادیانی کہے یہ میرے بارے میں ہیں، اس طرح اپنے مریدوں سے کفر پر کفر کروائے گا۔ ایسے ظالم کو اول مرحلہ ہی میں لگام دینا ضروری تھا۔

☆ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَدَّ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَه' جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور خدا تعالیٰ کی راہ کے مزاحم ہوئے ان کا ایک مرد فارسی نے رد لکھا ہے (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ا ص ۵۹۱) مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا کے کفر کے مقابل صرف یہ قادیانی کھڑا ہے اس کا دوسرا مطلب یہ نکلتا ہے کہ جو شخص قادیانی سے اختلاف رکھے گا وہ کافر ہوگا ☆ پھر اس کے بعد فرمایا: وَلَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَه' اگر ایمان ثریا سے لٹکتا ہوتا یعنی زمین سے بالکل اٹھ جاتا تب بھی شخص مقدم الذکر اس کو پالیتا (ص ۵۹۲) مراد رجل فارس یعنی مرزا کی اپنی ذات ہے مطلب یہ ہے اس کے سوا کوئی مومن نہیں ساری امت کو اس نے گمراہ سمجھ لیا اور جو شخص ساری امت کو گمراہ کہے کیا اس اکیلے کو گمراہ کہہ کر

سب کو بچالینا بہتر نہ ہوگا؟

☆ اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ [مشرکین کے بارے میں۔راقم] وَاِنْ یَّرَوْا آیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ [مشرکین کے بارے میں۔راقم] وَاسْتَیْقَنَتْھَا اَنْفُسُھُمْ [آل فرعون کے بارے میں۔راقم] وَقَالُوْا وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ [قیامت کے بارے میں۔راقم] فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ [نبی ﷺ کے بارے میں۔راقم] وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ [قرآن کی شان کے بارے میں۔راقم] کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں جو جواب دینے پر قادر ہیں عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائے گی اور پیٹھ پھیر لیں گے اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے حالانکہ ان کے دل ان نشانوں پر یقین کر گئے ہیں اور دلوں میں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں اور یہ خدا کی رحمت ہے کہ تو ان پر نرم ہوا اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اگر چہ قرآنی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پہاڑ جنبش میں آجاتے، یہ آیات ان بعض لوگوں کے حق میں بطور الہام القا ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی نکل آویں اور بدرجہ یقین کامل پہنچ کر پھر منکر رہیں (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۲، ۵۹۳) [قادیانی نے ان سب کو اپنے اور اپنے مخالفین یا اپنے ماننے والوں کے ساتھ خاص کرلیا اور یہ ایسی تحریف ہے جس کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں]

☆ پھر اس کے بعد فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ [اس میں سورۃ القدر کی آیت میں تحریف کی ہے۔راقم] وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ [قرآن کے بارے میں ہے۔راقم] صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا یعنی ہم ان نشانوں اور عجائبات کو نیز اس الہام پراز معارف وحقائق کو قادیاں کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا یہ آخری

فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم ﷺ اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں[اس کے بعد قادیانی آیت هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ سے بھی اپنی طرف ہی اشارہ نکالتا ہے (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) دیکھا آپ نے کہ قادیانی قرآن پاک میں لفظی تحریف بھی کرتا ہے اور معنوی بھی گویا وہ خود نبی بن گیا اور اس کا کلام قرآن کریم ہو گیا ایسے شخص کو کافر نہ کہا جائے تو کافر کون ہوگا؟

☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی توہین کر کے کہتا ہے کہ مجھے ایک کتاب دی گئی جس میں حضرت علیؓ تفسیر ہے اس کے بعد یہ الہام ہوا اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ [الزخرف:۴۳]، فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ تو سیدھی راہ پر ہے پس جو حکم کیا جاتا ہے اس کو کھول کر سنا اور جاہلوں سے کنارہ کر (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۹) پہلی آیت نبی کریم ﷺ کے بارے میں ہے قادیانی اس کو اپنے لئے لیتا ہے، دوسری میں ہے وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ [الحجر:۹۴] ہے قادیانی نے اس میں لفظی تبدیلی بھی کی اور معنوی بھی۔

☆ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطَانُ ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے امت محمدیہ میں کئی اولیاء کامل بھیجے پر شیطان نے ان کی توابع کی راہ کو بگاڑ دیا (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۰) اس میں نبی کریم ﷺ کو خطاب کر کے پہلے انبیاء اور ان کی امتوں کا حال ذکر کیا گیا قادیانی نے اس میں ایک تحریف تو یہ کی کہ نبی کریم ﷺ کی جگہ خود کو مخاطب بنایا دوسرا امم سابقہ کی جگہ اس امت کے کامل اولیاء مراد لئے، مقصد یہ ہے کہ اب ہدایت کا حصول صرف قادیانی سے ہوگا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

☆ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ آج تو میرے نزدیک بامرتبہ اور امین ہے (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۰) یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے مصر کے بادشاہ نے ان کو یہ بات کہی تھی قادیانی نے اپنے لئے اس کو بنا لیا۔

☆ یَحْمَدُكَ اللّٰهُ وَیَمْشِیْ اِلَیْكَ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے

(براہین ج ۴ درروحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۰) قادیانی کو اپنی تعریفوں کا اتنا شوق تھا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی معاذ اللہ اپنے تعریف کرنے والوں میں بتایا، پھر اللہ کی طرف مشی کی نسبت کردی۔ٹھیک ہے کہ حدیث پاک میں اللہ کی طرف ایسی نسبت ہے مگر اس کو متشابہات سے مانا جاتا ہے، دوسروں کو تو زیب نہیں دیتا کہ اپنے طور پر متشابہات بنائیں۔

☆ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات کے وقت سیر کرایا یعنی ضلالت اور گمراہی کے زمانہ میں جو رات کے مشابہ ہے مقامات معرفت اور یقین تک لدنی طور سے پہنچایا (براہین ج ۴ درروحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۰) اس میں نبی کریم ﷺ کے معراج پر جانے کا ذکر ہے لیکن قادیانی نے ایک تو مفہوم میں تبدیلی کی دوسرے اس کو بھی اپنی ذات کے ساتھ خاص کیا۔

☆ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا اور تھے تم ایک گڑھے کے کنارے پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا (براہین ج ۴ درروحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۱) آیت کریمہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں ہے قادیانی نے ایک تو یہ تحریف کی کہ اس کو اپنی ذات کیلئے لیا دوسرے اس سے مِنَ النَّارِ کم کردیا۔ (دیکھئے سورۃ آل عمران: ۱۰۳)

☆ وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کیلئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے (براہین ج ۴ درروحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۱) اس مقام پر قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر کیا جس کی وجہ سے کچھ حضرات نے اس کی عبارتوں میں تاویل کی اور کہنے لگے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا قائل ہے لیکن حقیقت یہ تھی کہ یہاں بھی وہ اپنے دعووں سے باز نہیں آتا تھا اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ قادیانی اس عبارت کے لکھنے میں مخلص نہ تھا چنانچہ خط کشیدہ عبارت میں اپنا مرتبہ ظاہر کرنے کیلئے لکھتا ہے: **یعنی اس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اتمام حجت کرے گا اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے**

(براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۲)

☆ بُشْرٰی لَکَ یَا اَحْمَدِیْ اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ غَرَسْتُ کَرَامَتَکَ بِیَدِیْ
خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ قادیانی کی اوقات کیا اور الہامات کیسے؟ اگر ایسا الہام ہو جائے تو انسان کو فوراً استغفار کرنا چاہئے۔ کہ شیطان کی اتنی جرات ہوگئی کہ ایسے طریقے سے گمراہ کرنے لگا۔ لیکن قادیانی تو خود شیطان تھا اسے استغفار کی توفیق کہاں سے؟

☆ قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ
مومنوں سے کہہ دے کہ اپنی نگاہیں غیر محرموں سے بند رکھیں (براہین ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۲) یہاں تو قادیانی نے بطور الہام قرآن پاک کی آیت کا حصہ لکھا لیکن جب مریدوں نے اس کو برداشت کرلیا تو اسی کو وحی کہہ دیا چنانچہ دوسری جگہ لکھتا ہے: میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ الہام قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی (اربعین نمبر ۴ در

---

۱) اس کتاب سے کچھ اور الہامات درج ذیل ہیں:

حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ...... لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ...... قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ...... اِنِّیْ نَاصِرُکَ اِنِّیْ حَافِظُکَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا، جَعَلَ لَہُ الْحَاسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ فَالنَّارُ مَوْعِدُھُمْ...... اَنْتَ فِیْھِمْ بِمَنْزِلَۃِ مُوْسٰی وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ...... درود شریف، وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَا اٰمَنَ السُّفَھَاءُ، قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ الخ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ...... وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا...... یَا اِبْرَاھِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا...... اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرٌ لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُسَیْطِرٍ...... وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلّٰی الخ (براہین احمدیہ ج ۴ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۵ تا ۶۱۰

روحانی خزائن ج۱۷ص۴۳۵،۴۳۶) اس لئے جن حضرات نے اسی وقت اس پر بریک لگائی انہوں نے امت پر بڑا احسان کیا۔قادیانی نے کہا اس میں نہی بھی ہے حالانکہ صرف امر ہے۔☆ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اور جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو میں قریب ہوں۔وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ اور میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا سب لوگوں کیلئے رحمت کا ساماں پیش کروں (براہین ج۴،رخ ج۱ص۶۰۳)[دونوں میں خطاب نبی کریم ﷺ کو ہے جبکہ قادیانی نے یہ تاثر دیا جیسے اس کو خطاب ہے]حضرت نانوتویؒ مباحثوں میں رورو کر دعائیں کرتے ہیں کہ کہیں ہماری وجہ سے دین بدنام نہ ہو اور متکبر قادیانی نے اپنے الہامات کو دین کی صداقت کی علامت بتایا،ایمان اتنا کمزور ہے کہ ایک دفعہ کہا کہ اگر آتھم کے بارے میں پیشگوئی غلط ہو جائے تو میں عیسائی ہو جاؤں گا (رئیس قادیاں ج۲ص۱۵۴،از حجۃ الاسلام در روحانی خزائن ج۶ص۴۸)

درس نمبر۱۱ : مولانا محمد حسین بٹالوی کا موقف اور اس کے نقصانات

مولانا بٹالوی مرزا غلام احمد قادیانی کے بچپن کے رفیق اور ہم مکتب تھے دہلی سے حدیث پڑھ کر لاہور آ گئے ان کے مشورے سے کچھ وقت مرزا قادیانی نے لاہور میں گزارا اور پادریوں اور پنڈتوں سے چھیڑ چھاڑ کر کے شہرت حاصل کی۔قادیانی نے پہلے مجدد ہونے کا دعوی کیا اور براہین احمدیہ لکھی تو مولانا محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں اس کو مشہور کیا اور اس کے بارے میں بڑے اچھے تاثرات دیئے جن کو مرزائیوں نے سیرۃ المہدی ج۱ص۲۶۵،روحانی خزائن ج۱ص۲ میں نقل کیا،سالہا سال اس کے کفریات کی تاویل کر کے اس کی طرفداری کرتے رہے۔لیکن جب قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور اپنے مسیح ہونے کا دعوی کیا تو محمد حسین بٹالوی مخالف ہو گئے اور کہنے لگے میں نے اس کو چڑھایا ہے میں ہی اس کو گراؤں گا (رئیس قادیاں ج۲ص۱۳۱سیرۃ المہدی ج۲ص۲۴۹) پھر انہوں نے اپنے گناہ کے تدارک

کے طور پر ایک استفتاء بنایا اور ہندوستان بھر کے علماء سے قادیانی کے کفر وارتداد پر فتاوی حاصل کیئے (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰۷، رئیس قادیاں ج ۲ ص ۵۵) قادیانی لکھتا ہے: میرے دعوی مسیح موعود کو سن کر اور اس بات سے اطلاع پا کر کہ میں اُن کے اس مہدی کے آنے سے منکر ہوں جس کی نسبت بہت سے وحشیانہ قصے انہوں نے بنا رکھے ہیں اور زمین پر خون کی ندیاں بہانے والا اس کو مانا گیا ہے ان مولویوں میں سے ایک شخص محمد حسین نامی نے جو ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنۃ اور ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور ہے میرے پر ایک کفر کا فتوی لکھا اور بہت سے مولویوں کے اس پر دستخط کرائے اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا (کشف الغطاء در روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۱۹۶)

مولانا بٹالوی صاحب کی طرفداری کے نقصانات: **فوٹو سٹیٹ بر صفحہ ۵۳۲، ۵۴۸**

مولانا بٹالوی کی طرفداری کا ایک نقصان تو یہ ہوا کہ بہت سے غیر مقلدین قادیانی کے مرید بن گئے فتوی کفر کے بعد بھی وہ واپس نہ ہوئے دوسرا نقصان یہ ہوا کہ قادیانی اپنی کتابوں بار بار براہین احمدیہ میں دیئے ہوئے الہام دہرا کر کہتا ہے کہ میرے دعووں کی بنیاد تو یہی الہام ہیں اگر یہ غلط تھے تو یہ لوگ اوقت کیوں نہ بولے؟ لیکن قادیانی کو پتہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اس لئے یہ امت ساری گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو سکتی الحمد للہ جونہی قادیانی کی کفریات پر مشتمل کتاب منظر عام پر آئی علماءِ لدھیانہ نے قادیانی کو کافر کہہ کر فرض کفایہ ادا کر دیا۔ اس لئے قادیانی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملا کہ میں غلط تھا تو مجھے کسی نے روکا کیوں نہیں؟ بلکہ مرزا قادیانی مانتا تھا کہ کچھ لوگوں نے میری شروع سے مخالفت کی چنانچہ قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے:

غرض براہین احمدیہ میں حضرت عیسی کی دوبارہ آمد کا ذکر ایک نادان کو اس وقت دھوکا دے سکتا تھا جبکہ براہین میں میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا مگر وہ ذکر تو ایسا صاف تھا کہ لدھیانہ کے مولویوں محمد اور عبد العزیز اور عبد اللہ نے اُسی زمانہ میں اعتراض کیا تھا کہ یہ شخص اپنا نام عیسی رکھتا ہے اور عیسی کی نسبت جس قدر پیشگوئیاں ہیں وہ سب اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور اس کا جواب مولوی محمد حسین نے اپنے ریویو میں دیا تھا کہ یہ اعتراض فضول ہے کیونکہ اسی

براہین میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا اقرار بھی تو موجود ہے (نزول المسیح در روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۵) دوسری جگہ قادیانی کہتا ہے: فوٹوسٹیٹ برصفحہ ۵۸۶،۵۴۷

اب دیکھو کہ اس الہام میں نیک بندوں کی یہ علامت رکھی ہے کہ میرے اوپر درود بھیجیں گے اور مولوی محمد حسین سے پوچھو کہ اگر یہ اعتراض کی جگہ تھی تو کیوں اس نے ریویو کے لکھنے کے وقت اعتراض نہ کیا بلکہ اُس الہام میں تو اس اعتراض سے سخت تر اعتراض ہوسکتا تھا اور وہ یہ کہ داعی الی اللہ اور سراج منیر یہ دو نام اور دو خطاب خاص آنحضرت ﷺ کو قرآن شریف میں دیئے گئے ہیں پھر وہی خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے کیا یہ اعتراض درود بھیجنے سے کم ہوسکتے تھے جن کا مولوی صاحب نے ریویو لکھا اور جا بجا قبول کیا کہ یہ الہامات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں بلکہ اس کے استاد میاں نذیر حسین دہلوی نے چند گواہوں کے روبرو براہین احمدیہ کی نسبت جس میں یہ الہامات تھے حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ جب سے اسلام میں سلسلہ تالیف وتصنیف شروع ہوا ہے براہین کی مانند افاضہ اور فضل اور خوبی میں کوئی ایسی تالیف نہیں ہوئی اور ان کی غرض اس قدر تعریف سے براہین احمدیہ کے الہامات اور اس کی پیشگوئیاں تھیں جن سے اسلام کے مخالفوں پر حجت پوری ہوتی تھی ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء نے بجز معدودے چند ان الہامات کو خدا تعالیٰ کی طرف سمجھ لیا تھا (اربعین نمبر ۲ در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۱)

اب دیکھو کہ یہ وہ الہامات براہین احمدیہ ہیں جن کا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو لکھا تھا......اور یہ الہامات اگر میری طرف سے اُس موقعہ پر ظاہر ہوتے جبکہ علماء مخالف ہوگئے تھے تو وہ لوگ ہزارہا اعتراض کرتے لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جبکہ یہ علماء میرے موافق تھے یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کرچکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کردیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا

مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کرلیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔(اربعین نمبر۲ در روحانی خزائن ج ۱۷ص ۳۶۸،۳۶۹) [علماء تو قادیانی کو کافر کہہ کر نکل گئے مگر قادیانی خود پھنسا جو اپنے کفریات کے ساتھ جہنم رسید ہوا]

مناظرہ کی آسانی:

مرزا نے دعوی مسیحیت کے بعد علماءِ لدھیانہ [مولانا عبدالعزیز صاحبؒ، مولانا عبداللہ صاحبؒ اور مولانا محمد صاحبؒ (۱) اور تینوں بیٹے ہیں مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے] کو مناظرہ کا چیلنج دیا علماء لدھیانہ نے کہا ہم تو تجھے ۱۳۰۱ھ میں کافر کہہ چکے ہیں پہلے اپنے ایمان کو ثابت کر پھر اگلی بات کریں گے۔اس نے حکیم نوردین کو بلا کر مشورہ کیا حکیم نوردین نے کہا ان سے مت الجھ یہ تجھے مسلمان نہیں مانتے ثالث کے پاس تیرے کفر کے بارے میں حرمین شریفین کا فتوی جائے گا وہ تجھے کافر کہے گا ہماری ساری محنت ضائع ہو جائے گی ہاں بحث کرنی ہے تو محمد حسین بٹالوی سے کر جو تجھے مسلمان تو مانتا ہے(رئیس قادیاں ج۱ص ۲۸ تا ۳۰) قادیانی کی بات چیت مولانا بٹالوی سے ہوئی جیت تو نہ سکا (ایضاً ص۳۱) مگر ہمارے لئے آسانی اسی میں کہ ختم نبوت کے چند عام فہم دلائل یاد رکھیں اور قادیانی سے کہیں اپنا ایمان ثابت کروا پنے عقیدے کی وضاحت کرو۔ ہمیں مرزائیوں کے کفریات سے آگاہی ہونی چاہیے۔دلچسپی پیدا کرنے کیلئے قادیانی کے جھوٹ یا پیشگویوں سے کچھ بتادینا چاہیے ان کے بیان کو اصل مقصد نہ بناؤ۔

---

۱) ان ایام میں ترک تقلید کا مسلک ہندوستان میں نیا نیا رائج ہوا تھا مقلدوں اور غیر مقلدوں کے تعلقات میں بہت کشیدگی پائی جاتی تھی (رئیس قادیاں ج۱ص ۸۵،۸۶) جن تین علماء کا نام لے قادیانی نے ان کو مناظرہ کی دعوت دی تھی اور انہوں نے چیلنج قبول کیا تھا خدا کی شان دیکھئے کہ الدلیل القوی علی ترك القراءة للمقتدی کے آخر میں انہیں تین بھائیوں (مولوی محمد، مولوی عبداللہ، مولوی عبدالعزیز رَحِمَهُمُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً) نے ۱۲۹۵ھ میں غیر مقلدین کو چیلنج دیا ہوا تھا۔

نوٹ فوٹو سٹیٹ برصفحہ ۶۳۰، ۶۳۱

درس نمبر۱۲ : مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اوران کے رفقاء کی خدمات

مدینہ منورہ کے علماء نے ایک مرتبہ علماء دیوبند کے نظریات معلوم کرنے کیلئے کچھ سوالات بھیجے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے عربی میں ان کے جوابات لکھے جو" المھند علی المفند " کے نام سے شائع ہوئے۔ان کی تصدیق کرنے والوں میں حضرت شیخ مولانا محمود حسنؒ، مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا احمد حسن امروہیؒ، مولانا حبیب الرحمٰن دیوبندیؒ، مولانا محمد احمد صاحبؒ بن مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ حکیم محمد مسعود صاحبؒ بن حضرت گنگوہیؒ اور مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔

اس رسالہ میں جابجا نبی کریم ﷺ کی شان اور عقیدۂ ختم نبوت کا اظہار پایا جاتا ہے،ہم صرف چند عبارات کے اردو ترجمہ پر اکتفا کریں گے ایک مقام پر فرماتے ہیں:

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ ہے کہ ہمارے سردار وآقا اور پیارے شفیع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے...... جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اس لئے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا (المھند ص۳۹) نیز فرماتے ہیں:

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں،اللہ تعالیٰ سے قرب ومنزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہوسکتا،آپ سردار ہیں جملہ انبیاء ورسل کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین وایمان (المھند ص۳۸) ایک جگہ لکھتے ہیں:

ہم زبان سے کہتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں (المھند ص۴۴) یہ بھی فرماتے ہیں : ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں (المھند ص۲۸)

مرزا قادیانی کے بارے میں یہ حضرات فرماتے ہیں کہ جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعوی کیا اور عیسی مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتوی دیا (المھند ص ۷۲)

نوٹ: قادیانی کے بارے میں حضرت گنگوہیؒ حضرت سہارنپویؒ حضرت شیخ الہندؒ، حضرت تھانویؒ اور مفتی عزیز الرحمٰنؒ کے فتاوی مولانا محمد رفیق دلاوریؒ نے بھی نقل کئے ہیں (دیکھئے رئیس قادیاں ج ۲ ص ۵۶ نیز ص ۶۰)

درس نمبر ۱۲ : امام العصر علامہ کشمیریؒ کی خدمات

گذشتہ صفحات میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی خدمات کا کچھ تعارف گزرا۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ حضرت نانوتویؒ کے جانشین شیخ الہند محمود حسنؒ کے خاص تلامذہ سے تھے سالہا سال دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الہندؒ کی جگہ حدیث شریف کا درس دیا، اپنے اکابر کی طرح علامہ انور شاہ صاحبؒ کو بھی عقیدۂ ختم نبوت سے بہت شغف تھا۔

حضرتؒ نے اس فتنہ کے خلاف کتابیں لکھیں [جن میں ''اِکْفَارُ الْمُلْحِدِیْن'' امت مسلمہ کیلئے ایک عظیم راہنما کتاب ہے] علماء کو اس کے لئے تیار کیا، علامہ اقبالؒ کے شبہات کو دور کر کے اس کام کیلئے ان کو آمادہ کیا،، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت کا خطاب دے کر اُن کی بیعت کی پھر آپ کی اقتدا میں ۵۰۰ جید علماء نے شاہ صاحب کی بیعت کی، مرزائیوں کے ساتھ گفتگو کرنے کیلئے مناظرین تیار کئے، ۱۳۴۳ھ میں بڑے بڑے علماء کی معیت میں پنجاب کا دورہ کیا اور جابجا مرزائیوں کو چیلنج دیا، قادیاں کے اندر کئی مرتبہ جلسے کئے، ایک مرتبہ حضرت کو پتہ چلا کہ دہلی میں مرزائیوں نے جلسے کئے کسی نے جواب نہ دیا تو آپ کو بڑا ہی دکھ ہوا، ایک مرتبہ فیروز پور میں مرزائیوں کے ساتھ ایک مناظرہ طے پایا، مرزائیوں نے شرائط میں عیاری کی، علماء کرام بڑے پریشان ہوئے، حضرتؒ کو اطلاع بھیجی تو دوسرے دن عین موقع پر حضرت انور شاہ

صاحب" مولانا شبیر احمد عثمانی" کے ساتھ تشریف لائے فرمایا مرزائیوں سے کہہ دو ہم مناظرے کیلئے تیار ہیں ہماری کوئی شرط نہیں، وہاں کے بیانات سے بہت سے مرزائیوں کے شبہات ختم ہوئے اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے (از بیس بڑے مسلمان ص۳۹۲ تا ۳۹۶)

مقدمہ بہاولپور کا ذکر:

ریاست بہاولپور کی ایک مسلمان خاتون نے عدالت میں دعوی دائر کیا کہ اس کا شوہر مرزائیت قبول کر کے اسلام سے خارج ہو گیا اس لئے اس کا نکاح باقی نہیں رہا یہ صرف ایک خاتون کی آبرو کا معاملہ نہ تھا بلکہ اس مسئلہ کا تعلق اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے تھا اور خود سرور دو عالم ﷺ کی عزت و ناموس کا سوال در پیش تھا اس لئے اس مقدمہ کو بے پناہ شہرت و اہمیت حاصل ہوئی۔ نواب آف بہاولپور نے مقدمہ ایک جج کے حوالے کر کے شرعی فیصلہ کرنے کا حکم صادر کیا قادیان کی پوری قوت حرکت میں آگئی اور مسلمانوں نے بھی ملک کے چوٹی کے علماء کو بیانات کے لئے مدعو کیا علامۃ العصر سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیوبند میں جب پہلی پیشی کی اطلاع ملی تو آپ بہت کمزور تھے مرض بڑی شدت پر تھا اور موسم سخت گرم تھا مدرسہ دیوبند کے بڑے بڑے علماء نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ اس کمزوری اور تکلیف میں سفر نہ فرمائیں ہم میں سے جن کو آپ حکم دیں ہم اس خدمت کیلئے تیار ہیں مگر آپ نہ مانے خود بہاولپور پہنچے جب واپس گئے تو ان علماء سے فرمایا آپ ناراض نہ ہونا کہ میں نے آپ کی بات نہیں مانی میں خود اس لئے گیا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ قیامت کے دن میری شفاعت سے انکار نہ فرما دیں کہ میری عزت کا سوال تھا تو نے خود سفر کیوں نہ کیا۔

بہاولپور کی ایک مجلس میں فرمایا تھا کہ شاید یہ بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ پیغمبر ﷺ کا جانبدار ہو کر بہاولپور آیا تھا۔ آپ کے عشق رسالت کا اس سے اندازہ کریں کہ آپ نے انتہائی کمزوری اور نقاہت کے باوجود جناب رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت اور اس ضمن میں پیش آنے والے مسائل پر کئی دن مسلسل پانچ پانچ گھنٹے عدالت میں بیان دے کر علم و عرفان کے دریا

بھاگے اور مرزائیوں کو ہر مسئلہ میں لاجواب کیا آپ کے بیانات نے مقدمہ کی کایا پلٹ دی۔

تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی وصیت:

علامہ کشمیریؒ نے وفات سے کچھ دن پہلے خدام کو فرمایا کہ میری چارپائی اٹھا کر مدرسہ لے چلو وہاں پہنچ کر آپ نے سب علماء کو جمع کیا اور فرمایا میں بہت کمزور ہوں اٹھ نہیں سکتا ایک بات کہنے آیا ہوں جس کسی کو حضور ﷺ کی شفاعت کی آرزو ہو وہ آپ کی عزت وحرمت کی حفاظت کرے اور فتنہ مرزائیت کے مٹانے اور اس سے مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کرتا رہے۔

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ اگر مقدمہ بہاولپور کے فیصلہ سے پہلے میری زندگی پوری ہو جائے تو میری قبر پر فیصلہ سنا دیا جائے ۱۹۳۳ء میں آپ کا وصال ہوا اور ۱۹۳۵ء میں جج صاحب نے اس تاریخی مقدمہ کا فیصلہ کیا جس میں مدعا علیہ کے ارتداد کی تاریخ سے نکاح کو منسوخ اور مرزائیوں کو کافر قرار دیا۔

حضرت مولانا محمد صادق مرحوم بہاولپور سے دیوبند گئے اور حضرت کی وصیت کے مطابق مزار پر حاضر ہو کر جج صاحب کا فیصلہ بلند آواز سے آپ کو سنایا (بارگاہِ رسالت اور بزرگان دیوبند ص ۲۶ تا ۱۲۸ از مولانا عبداللہ صاحب مہتمم مدرسہ دارالھدیٰ بھکر)

حضرتؒ کی نظر میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت:

مولانا محمد انوریؒ فرماتے ہیں کہ علامہ انور شاہ صاحبؒ بہاولپور شہر میں جامع مسجد ودیگر مقامات پر قادیانیت کے خلاف تقریر کرنے کیلئے علماء کو بھیجتے رہتے تھے دو دفعہ احقر کو بھی بھیجا بہاولپور جامع مسجد میں جمعہ کے بیان میں فرمایا:

”حضرات میں نے ڈابھیل جانے کیلئے سامان سفر باندھ لیا تھا کہ یکایک مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ کا خط دیوبند موصول ہوا کہ شہادت دینے کیلئے بہاولپور آیئے چنانچہ اس عاجز نے ڈابھیل کا سفر ملتوی کیا ارو بہاولپور کا سفر کیا یہ خیال کیا کہ ہمارا نامہ اعمال تو سیاہ ہے ہی شاید یہی بات میری نجات کا باعث ہو جائے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا جانب دار ہو کر بہاولپور آیا تھا“۔

اس پر تمام مسجد میں چیخ وپکار پڑ گئی لوگ دھاڑیں مار مار کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے خود حضرت پر ایک عجیب کیفیت و وجد طاری تھا ایک مولوی صاحب نے اختتام وعظ پر فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب کی شان ایسی اور آپ ایسے بزرگ ہیں وغیرہ حضرت فوراً کھڑے ہوئے اور فرمایا:

حضرات! ان صاحب نے غلط کہا ہے،ہم ایسے نہیں بلکہ ہمیں تو یہ بات یقین کے درجہ کو پہنچ گئی کہ ہم سے گلی کا کتا بھی اچھا ہے ہم اس سے گئے گزرے ہیں یعنی وہ اپنی گلی اور محلے کا حق نمک خوب ادا کرتا ہے مگر ہمارے ہوتے ہوئے لوگ ناموس پیغمبر پر حملہ کرتے ہیں (واقعات وکرامات اکابر علماء دیوبند ۲۱۰، ۲۱۱ من جانب ثناء اللہ سعد بحوالہ انوار انوری)

درس نمبر ۱۳: مجلس تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی خدمات

علامہ کشمیریؒ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو تحفظ ختم نبوت کے مشن پر لگا دیا عطاء اللہ شاہ صاحبؒ اکابر کی بہت قدر کرتے اور اکابر علماء اور مشائخ ان کی بہت قدر کیا کرتے تھے، حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت تھانویؒ بڑی بے تکلفی سے ملے اور ان کو ۳۰ روپے ہدیہ پیش کیا (بیس بڑے مسلمان ص ۸۶۵) نیز حضرت تھانویؒ نے ۲۵ روپے دے کر ۲۵ سال کیلئے احرار کی رکنیت حاصل کی کہ اگر اس عرصہ میں فوت ہو گیا تو ختم نبوت کے رضا کاروں میں میرا بھی شمار ہوگا اور اسی دوران حضرت تھانویؒ کی وفات ہوگئی (تحفظ ختم نبوت اہمیت اور فضیلت از محمد متین خالد ص ۱۳۴)

تقسیم ملک کے بعد حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ملتان کی مسجد سراجاں میں اپنے رفقاء کا ایک اجلاس بلایا اور سیاسیات سے الگ ہو کر عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت پر کمر بستہ ہو گئے ملک بھر کے دورے کئے اور ناموس رسول ﷺ کے تحفظ کے لئے مسلمانوں کو بیدار کیا جس کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے بے شمار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور ہزاروں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت

کیں اسی زمانہ کی بات ہے کہ حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ تعالیٰ مدینہ طیبہ گئے وہاں خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی حضور اقدس ﷺ نے ان کو حضرت امیر شریعت کے نام سلام اور اپنے کام میں لگے رہنے کا پیغام دیا تھا (بارگاہ رسالت اور بزرگان دیوبند ص ۲۶ تا ۲۸، از مولانا عبداللہ صاحب مہتمم مدرسہ دارالھدیٰ بھکر)

۱۹۵۳ء کی تحریک میں حکومت نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کردیا، ہزاروں علماء کو گرفتار کیا۔ جس کی وجہ سے تحریک دب گئی تو کہنے والوں نے کہا اس تحریک کا کیا فائدہ؟ اتنے مسلمانوں کو شہید کروانے کا کون ذمہ دار؟ کئی لوگ پیچھے ہٹ گئے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا اس کا جواب دِہ میں ہوں میں نے لوگوں میں یہ جذبہ بھرا تھا قیامت کے دن میں کہوں گا اے اللہ کے رسول یہ آپ کی ختم نبوت کی خاطر شہید ہوگئے ان کو یمامہ کے شہداء کی صف میں کھڑا کروا دیجئے امید ہے آپ میری درخواست قبول کریں گے۔ (تحفظ ختم نبوت اہمیت اور فضیلت از محمد متین خالد ص ۱۴۱) استاذ محترم امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر بھی اس تحریک میں گرفتار ہوئے وہاں انہوں نے اپنی کتاب ''صرف ایک اسلام'' بھی لکھی مولانا چنیوٹیؒ بھی اس تحریک میں گرفتار ہوئے آپ کو اذان سے منع کیا گیا تو آپ نے گولیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے برملا اذان کہی۔

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے بعد مولانا محمد علی جالندھری اس تحریک کے امیر ہوئے ان کے بعد مولانا لال حسین اخترؒ ان کے بعد مولانا یوسف بنوریؒ کو امیر اور مولانا خان محمدؒ کندیاں شریف والوں کو نائب امیر چنا گیا مولانا بنوریؒ کی وفات کے بعد مولانا خان محمدؒ جماعت کے امیر بنے، آج کل اس جماعت کے امیر کہروڑ پکا والے مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم ہیں۔

مولانا ظفر فیاض صاحب مدظلہ سے سنا کہ حضرت صوفی عبدالحمید سواتیؒ کی وفات کے بعد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ایک بیٹے تعزیت کیلئے تشریف لائے انہوں نے بتایا کہ عطاء اللہ شاہ صاحبؒ بیمار ہوئے تو حضرت بنوریؒ عیادت کیلئے کراچی سے ملتان حاضر ہوئے تعارف کروایا

کہ یوسف بنوری ہوں لیکن شاہ صاحبؒ خاموشی سے دیکھتے رہے تو حضرت بنوریؒ نے پھر کہا کہ میں یوسف بنوری ہوں کراچی سے آیا تو شاہ صاحبؒ نے فرمایا تو انور شاہ ہے، حضرت بنوری علامہ انور شاہ صاحبؒ کے ممتاز شاگردوں سے تھے، تحفظ ختم نبوت میں بھی اللہ نے ان کو علامہ کشمیریؒ کا جانشین بنادیا۔ مولانا بنوریؒ کی امارت کے زمانہ میں ۱۹۷۴ء کی تحریک چلی جب مرزائیوں نے چناب نگر کے ریلوے اسٹیشن پر ملتان نشتر کالج کے مسلمان طلبہ کو تشدد کر کے زخمی کردیا، علامہ بنوری اپنا کفن لے کر نکلے اور پورے ملک کا طوفانی دورہ کیا، اس وقت حضرت مفتی محمودؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ قومی اسمبلی کے رکن تھے ان کی کوششوں سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اس کام میں پاکستان کے اٹارنی جنرل جناب یحیٰی بختیار نے بھی نہایت شاندار کردار ادا کیا۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ)

درس نمبر ۱۴ : چند عبرت ناک واقعات

۱) ایک انگریز کمشنر نے فارسی زبان سیکھنے کیلئے ایک مولوی صاحب کو گھر پر رکھا وہ مولوی صاحب مغرب کی نماز اونچی قراءت کے ساتھ کمشنر کے گھر ہی پڑھ لیتے کمشنر کی ایک لڑکی بہت سمجھدار اور عقلمند تھی وہ قراءت سن کر قرآن پاک کے اسلوب سے بہت متاثر ہوئی پھر ان کی نماز کو دیکھا ایک ایک کام بہت اچھا لگا سوچا کہ اِن کے پیغمبر کتنے اچھے ہوں گے کئی دن تک لڑکی قرآن سنتی رہی پھر والد سے درخواست کی کہ مجھے بھی ان سے فارسی پڑھنے کی اجازت ہو، والد مان گیا لڑکی نے فارسی شروع کی کچھ دنوں کے بعد استاد سے کہا مجھے اپنے پیغمبر کی سیرت کی کتابیں دو، استاد نے لاکر دے دیں لڑکی نے بڑی عقیدت سے اُن کا مطالعہ کیا دل میں ایمان بیٹھ گیا استاد سے کہا مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کرلو۔

استاد نے حالات کے پیش نظر کہا میں تجھے کلمہ پڑھاؤں تو مجھے اور آپ دونوں کو خطرہ ہے آپ کا کلمہ پڑھ لینا کافی ہے آپ خود کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجائیں گی لڑکی خاموش ہوگئی اور دل

سے مسلمان ہوگئی پھر اس نے قرآن پڑھنا شروع کیا رات کو اپنے کمرے میں عبادت کرتی تھی ایک دن بیمار ہوئی استاد آئے کمرے میں بلا کر کہنے لگی مجھے لگتا ہے میں جلد فوت ہو جاؤں گی میرے والدین کو میرے مسلمان ہونے کا پتہ نہیں وہ مجھے عیسائیوں کے قبرستان دفنائیں گے آپ مجھے نکال کر مسلمانوں کے ساتھ دفنا دینا استاد نے وعدہ کر لیا دوسرے دن لڑکی فوت ہوگئی استاد بھی دفناتے وقت ساتھ گیا قبر کی جگہ اچھی طرح دیکھ لی۔

مولوی صاحب رات کو چار آدمی ساتھ لے کر قبرستان میں داخل ہوئے خطرہ بڑا تھا لیکن ہمت کر کے قبر کو کھولا تابوت سے لاش کو نکالا تو اس میں کسی اور کی لاش تھی ایک نے کہا یہ تو فلاں شہر کے مرزائی کی لاش ہے دوبارہ دفنا دیا بڑے حیران پریشان گھروں کو گئے خواب میں وہ لڑکی آئی کہنے لگی اللہ نے بڑی عزت دی مجھے مدینہ منورہ پہنچا دیا وہاں ایک تاجر جس کا دل ہندوستان کو چاہتا تھا جنۃ البقیع سے اس کی لاش کو ہندوستان پہنچا دیا مجھے اس کی قبر میں پہنچا دیا اس تاجر کو اس مرزائی کی قبر میں رکھا گیا اُس مرزائی کا دل انگلستان جانے کو چاہتا تھا یہ عیسائیوں سے رغبت رکھتا تھا اُس کو میری قبر میں پہنچا دیا گیا۔ (از تحفظ ختم نبوت اہمیت اور فضیلت محمد متین خالد ص۳۲۴ تا ۳۲۴)

۲) حضرت تھانویؒ نے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ مکہ میں ایک دیندار آدمی مر گیا اس کو مکہ کے قبرستان میں دفنا دیا گیا ایک مرتبہ بارش سے قبر کھل گئی دیکھا وہاں ایک لڑکی کی لاش ہے یورپ کے ایک حاجی نے کہا میں اس کو پہچانتا ہوں یہ ایک عیسائی کی لڑکی ہے جو میرے ہاتھ مسلمان ہوگئی تھی گھر والوں کو پتہ نہیں وہاں مر گئی انہوں نے اس کو عیسائیوں کے قبرستان دفنایا تھا بڑی پریشانی ہوئی، مکہ سے کچھ لوگ گئے وہاں جا کر اس کی قبر کو کھودا تو مکہ کے اس دیندار کی لاش اس میں پائی واپس آ کر تحقیق کی تو بیوی نے بتایا کہ جب اس پر غسل فرض ہوتا تھا تو کہا کرتا تھا کہ اس بارے میں عیسائیوں کا مذہب اچھا ہے ان کے ہاں غسل جنابت نہیں ہے وہ شخص عیسائیوں کے ایک مسئلہ کو اچھا سمجھتا تھا اللہ نے اس کا عیسائیوں کے ساتھ حشر کر دیا۔

<u>اپنے ایمان کی قدر کرو:</u>

اس لئے دین کے بارے میں شرح صدر ضروری ہے ہمیں اللہ نے مسلمان بنایا اس پر اللہ تعالیٰ کا دل وجان سے شکریہ ادا کرو، گناہ ہو جائے تو توبہ کرو، کافروں کی تعریفیں نہ کرو، کسی مسلمان کو بالخصوص علماء کو قطعاً حقیر نہ سمجھو۔ آج لوگ غیر ملکوں کو ترستے ہیں کہہ دیتے ہیں مسلمانوں سے کافر اچھے، ہمارے ملک میں کیا رکھا ہے، بعض کہہ دیتے ہیں مسلمانوں سے مرزائی اچھے اس کا یہ مطلب ہوا کہ اسلام سے کفر اچھا سوچ کر بات کیا کرو۔ خود کو حقیر جانو اپنے ایمان کو تو حقیر نہ سمجھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کافروں کو اچھا کہنے کی سزا میں کہنے والے کا حشر انہیں کافروں کے ساتھ کر دیا جائے، اللہ تعالیٰ مہربان بھی بہت ہیں اور غیرت مند بھی سب سے زیادہ ہیں۔ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہماری بخشش فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

<u>درس نمبر ۱۵ : کورس کے شرکاء کو الوداعیہ</u>

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ تمہارے پاس دین سیکھنے کیلئے آئیں گے فَاِذَا اَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا تو جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان سے اچھا سلوک کرنا (رواہ الترمذی مشکوۃ ج ا ص ۵۷ حدیث نمبر ۲۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص علم دین سیکھنے کیلئے کسی کے پاس جائے تو سکھانے والے کی ذمہ داری ہے کہ اُس کا خیال رکھیں۔

آپ نے ایک اعلیٰ مقصد کی خاطر ہمیں وقت عنایت فرمایا ہمیں آپ کی خدمت کا حکم تھا آپ کے ہمارے اوپر جو حقوق ہیں ہم وہ پورے ادا نہ کر سکے اس پر تہِ دل سے معذرت خواہ ہوں، امید ہے کہ آپ اس عاجز کو معاف فرمادیں گے۔

باقی دین کا سلسلہ اسی طرح اللہ نے چلایا ہے یہ ضروری نہیں کہ استاد شاگرد سے اعلیٰ ہو یہ تو اللہ ہی جانتا ہے بس اس کا ایک نظام ہے جیسے بچے کی کامیابی والد کی خدمت میں ہے اگرچہ

والد اپنے باپ کا نافرمان ہو۔اسی طرح طلبہ کی کامیابی اساتذہ کی عزت اوران کی خدمت میں ہے۔استاد علم نہیں دے سکتا وہ تو کوشش کرتا ہے، علم اللہ ہی دیتا ہے استاد کو وہ ذریعہ بنا دیتا ہے۔ آپ سے ایک گذارش یہ ہے کہ اپنے اکابر سے جڑے رہیں اور اس مشن کو آگے پھیلائیں مرزائیوں اور بہائیوں جیسے مرتد اپنے دین کی طرف دعوت دیتے نہیں شرماتے ہم سچے ہیں ہمیں کیا ڈر؟

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَثَلُ عِلْمٍ لَا يُنْتَفَعُ بِهٖ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ (رواہ احمد والدارمی مشکوۃ ج ا ص ۹۲ حدیث نمبر ۲۸۰) ''جس علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے وہ اس خزانے کی طرح ہے جس سے اللہ کے راستے میں خرچ نہ کیا جائے''۔ اس علم سے جو اللہ نے آپ کو دیا فائدہ حاصل کرنے کی ایک شکل یہ بھی تو ہے کہ اس کو دوسروں تک پہنچایا جائے۔

یہ نہ خیال کرنا کہ تحفظ ختم نبوت پر کام کرنا تو صرف تحریک تحفظ ختم نبوت والوں کی یا مولویوں کی ذمہ داری ہے، بلکہ ہر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق خود کو اس کا ذمہ دار سمجھے۔ اساتذہ اپنے طلبہ کا ذہن بنائیں، ڈاکٹر اپنے مریضوں کو سمجھائے دکاندار کو موقع ملے تو گاہک کو اس عقیدہ کی اہمیت سے آگاہ کرے۔اور ایک گزارش یہ ہے کہ اس عاجز کو اور اس کے متعلقین کو جو اس نیک کام میں کسی بھی طرح اس کے معاون ہیں اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِماً وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ عَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

☆☆☆☆☆☆☆

﴿سوالات﴾

س: باب نمبر ۹ کا خلاصہ تحریر کریں۔

س: اکابر کی محنتوں کا اجمالی تذکرہ کریں اور مسیلمہ کذاب کے سفیر کا واقعہ لکھیں۔

س: امام ابوحنیفہؒ اور حضرت نانوتویؒ کی عقیدۂ ختم نبوت کیلئے خدمات پیش کریں۔

س: علماء لدھیانہ کے قادیانی کو کافر کہنے کا واقعہ لکھیں نیز یہ بتائیں کہ قادیانی کے الہام کے جواب میں فتوی کی ابتداء الہام سے کیسے ہوئی؟

س: اکابر علماء دیوبند نے کسی طرح احتیاط کے ساتھ اس فتوی تکفیر کی موافقت کی؟

س: اس کو شواہد کے ساتھ ثابت کریں کہ علماء لدھیانہ کا وہی مسلک تھا جو علماء دیوبند کا ہے۔

س: مولانا یعقوب نانوتویؒ نے قادیانی کے بارے میں کیا تاثرات دیئے تھے؟

س: کتاب ''رئیس قادیاں'' کے مصنفؒ نے حضرت گنگوہیؒ سے عقیدت کا اظہار کیسے کیا؟

س: مباہلہ میں پہل کرنے والے کون تھے؟ اور بھاگنے والا کون تھا؟

س: علماء لدھیانہ نے قادیانی کو کافر کیوں کہا؟

س: ''اس دوائی نے مجھے فائدہ دیا'' اس کے صحیح اور غلط دو معنی کونسے ہیں؟

س: براہین احمدیہ سے چند خطرناک عبارات ذکر کریں

س: حضرت نانوتویؒ نے انتہائی عاجزی کے ساتھ مناظرہ میں خود کو بھنگی کی طرح کہہ کر بات شروع کی [مباحثہ شاہجہانپور ص ۱۸] قادیانی نے کیا کیا؟

س: قادیانی نے اپنے کشوف والہامات کو صداقت اسلام کی دلیل بنایا کیا یہ درست تھا؟

س: قادیانی کا کشف: ''میں عیسیٰ کے ساتھ ہوں'' اِس کا اُس کے ہاں کیا مطلب تھا؟

س: قادیانی اپنے الہامات میں معذور تھا یا نہیں اور کیوں؟

س: براہین سے کچھ اور کفریہ عبارات نقل کریں۔

س: قادیانی کو مراق بھی تھا پھر وہ معذور کیوں نہیں؟

س: یہ عبارات براہین احمدیہ میں کہاں واقع ہیں اور یہ کفریہ کیوں ہیں؟

بُورِکْتَ یَا اَحْمَدُ، اِنِّیْ رَافِعُكَ، اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِیْ، یَنْقَطِعُ آبَاؤُكَ وَیُبْدَأُ مِنْكَ، لَوْ كَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ ، سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا

س: مولانا بٹالوی نے نرم موقف کیوں اختیار کیا تھا؟ اور اس کے کیا نقصانات ہوئے؟

س: ان واقعات سے کیسے ثابت ہوا کہ امت مسلمہ گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوسکتی؟

س: مناظرہ کی آسانی علماء لدھیانہ کے موقف سے ہے یا مولانا بٹالوی کے موقف سے؟

س: یہ ثابت کریں کہ لدھیانہ کے جن تین بھائیوں کے بارے میں قادیانی کہتا ہے کہ انہوں نے مجھے شروع میں کافر کہا اور قادیانی ان کے ساتھ مناظرہ اور مباہلہ کرنے سے بھاگتا رہا ان تینوں بھائیوں نے اس سے پہلے غیر مقلدین کو مناظرے کا چیلنج دیا تھا۔

س: مولانا سہارنپوریؒ، حضرت شیخ الہندؒ اور ان کے رفقاء کی خدمات کا ذکر کریں۔

س: علامہ کشمیریؒ کون تھے، ان کی خدمات کا مختصر تعارف کرائیں نیز یہ کہ مقدمہ بہاولپور پر اُن کی آمد کے کیا اثرات ہوئے؟

س: حضرت کشمیری کی نظر میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت نیز حضرت کی وصیت ذکر کریں۔

س: ۱۹۵۳ء نیز ۱۹۷۴ء کی تحریکوں میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات ذکر کریں۔

س: ۱۹۵۳ء کی تحریک میں شہید ہونے والوں کا کون ذمہ دار ہے؟ اس کے جواب میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے کیا فرمایا تھا؟

س: دین کی محبت کی بارے میں چند عبرت ناک واقعات لکھیں۔

س: کورس کرنے والوں کی کچھ ذمہ داریاں ذکر کریں۔

اس مشن کو پھیلانے کے بارے میں اپنی اپنی رائے سے نوازیں۔ واللہ الموفق

☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ط إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَـٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (سورة بنی اسرائیل : ۳٦)

باب نمبر ۱۰

اہم کتابوں کے حوالہ جات کے عکس

﴿اس باب کی ضرورت﴾

عام آدمی کو قادیانیت کے بارے میں علماءِ اسلام کے فتاوی کافی ہیں۔ علماءِ کرام کو قادیانیوں کے حوالہ جات کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ بسا اوقات مرزائی ایسی عبارتوں کا انکار کر دیتے ہیں، کبھی کہتے ہیں قادیانی نے دعوی نبوت نہیں کیا، کبھی کہتے ہیں کہ اس نے حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین نہیں کی، کبھی کہتے ہیں اس کا کوئی کام بیوقوفوں والا نہیں تھا۔

ایسے لوگوں پر اتمام حجت کیلئے قادیانیوں کی اصل کتابوں کے ٹائیٹل اور ان کے کچھ حوالہ جات کے عکس دیئے جاتے ہیں۔ ضمنی طور پر درج ذیل کتابیں بھی ہوں گی ''بہاء اللہ وعصر جدید''، ''رئیس قادیاں''، ''ائمہ تلبیس''، ''پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ''، ''الدلیل القوی'' پہلی تین کتابوں کا صرف ٹائیٹل دکھایا جائے گا اور چوتھی کے ٹائیٹل کے ساتھ آخری صفحہ بھی ہوگا۔

<u>چند ضروری باتیں:</u>

۱) یہ نہ سمجھا جائے کہ مرزائیوں کی یہی عبارتیں قابل اعتراض ہیں، بلکہ اور بھی بڑی خرافات ہیں ہم نے نمونہ دکھایا ہے لہذا یہ مطلب نہیں کہ روحانی خزائن کی جن جلدوں کے حوالے نہیں دیئے ان کے مضامین درست ہیں اور نہ یہ کہ دی ہوئی عبارات کے علاوہ سب درست ہیں۔ بلکہ اختصار کے پیش نظر کتاب میں دیئے ہوئے بعض حوالہ جات کے عکس بھی نہیں دیئے۔

۲) ہم نے کتاب میں بسا اوقات قادیانی کے مضمون کو اپنے الفاظ میں مختصر بیان کیا ہے اس لئے الفاظ کے اختلاف سے نہ گھبرانا مفہوم ان شاءاللہ وہی ہوگا۔

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا — غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

۳) ہر کتاب کے حوالہ جات یکجا کئے گئے ہیں اس طرح کہ پہلے ٹائیٹل ہے پھر حوالہ جات

۴) قادیانی کی کتابوں کے حوالہ جات روحانی خزائن سے لئے ہیں اس لئے حوالوں کے ساتھ کتاب کے ٹائیٹل کے بجائے روحانی خزائن کی جلد کا ٹائیٹل دیا گیا ہے۔

۵) کچھ حوالے قادیانی کے الہامات کے مجموعہ ''تذکرہ'' سے لئے ہیں۔

۶) قادیانی کی ۱۲ صفحات کی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' پوری رکھ دی گئی ہے اس میں قادیانی نے کھل کر بہت سے کفریات کا ارتکاب کیا ہوا ہے، نیز اپنی بہت سی اصطلاحات کا استعمال کیا ہے جن کا تعارف اوران پر رد باب نمبر۵ میں گزر چکا ہے، علاوہ ازیں یہ کتاب لاہوری مرزائیوں کے خلاف بھی حجت ہے۔ جو کہتے ہیں کہ قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

۷) کتاب ''دروس ختم نبوت'' کے صفحات مسلسل رکھے ہیں ہر حوالے کے عکس کے نیچے ساتھ دروس کا متعلقہ صفحہ دیا اور دروس کے صفحات کے ساتھ حوالہ کے عکس کا صفحہ لکھ دیا ہے۔

۸) ''تذکرہ'' کے بعد سب سے پہلے ''سیرۃ المہدی'' کے حوالہ جات ہیں کیونکہ ختم نبوت کے مبلغ کے پاس قادیانیوں کی کتابوں میں سے اس کتاب کا ہونا کافی ہے اس کتاب میں قادیانی کے حالات بھی ہیں اس کے دعوے بھی اس کی تاریخ بھی اور اس کی خرافات بھی۔

۹) ''سیرۃ المہدی'' حصہ دوم کے صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۵ [جو اس کتاب کے صفحہ ۴۶۲ تا صفحہ ۴۶۷ میں ہیں] نہایت اہم ہیں ان میں مرزا قادیانی کے ضروری واقعات سن وار دیئے گئے ہیں قادیانیت کے خلاف کام کرنے والوں کو یہ صفحات گویا حفظ ہونے چاہئیں صفحہ ۱۵۳ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنی جماعت کا نام ''احمدی'' سنہ ۱۹۰۰ء میں رکھا ہے۔ اور ص ۱۵۵ میں مرزا بشیر احمد نے لاہوری اور قادیانی دونوں گروپوں کیلئے احمدی کا لفظ استعمال کیا ہے۔

۱۰) حوالہ میں مطلوبہ عبارات کو ہم نے بریکٹ کے ساتھ نشان زد کیا ہے اگر عبارت دو صفحوں میں ہو تو پہلے صفحہ میں نیچے سے دوسرے میں اوپر سے بریکٹ کو کھولا ہے اور اگر تین صفحات میں ہو تو درمیان والے صفحہ میں اوپر نیچے دونوں طرف سے بریکٹ کھلی رکھی گئی ہے۔

۱۱) ہوسکتا ہے کہ کسی عبارت سے شبہ ہو کہ قادیانی کی یہ بات سچی ہوگئی مثلاً اس نے کہا کہ میری شہرت ہوگی۔ اور شہرت ہوگئی۔ ان باتوں کی وجہ سے قطعاً پریشان نہ ہوں اپنے عقیدے کو بچائیں مجھے ایک ساتھی نے یہ بات کہی میں نے کہا شیطان جس کے مردود ہونے سے دوزخ میں

جانے تک کا قرآن میں ذکر ہے مگر مردود ہونے کے بعد اس نے جو پیشگوئیاں کیں اور ان کو الہام بھی نہیں کہا مثلاً یہ کہ اکثر لوگ اللہ کا شکر نہ کریں گے (الاعراف: ۱۷) لوگ جانوروں کے کان کاٹیں گے (النساء: ۱۱۹) بتاؤ یہ باتیں پوری ہوئیں یا نہیں، ان باتوں کا قرآن میں ذکر ہے کوئی کچی خبر بھی نہیں نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کی کوئی خبر سچی ہو جائے اس کو ایسا ہی مان لیں۔

۱۲) اگر قادیانی کی کوئی عبارت شریعت کے مطابق ہو معتقد نہ ہونا اس لئے کہ وہ ان کے خلاف حجت ہے جیسا کہ ہم دروس کے صفحہ ۵۲ میں لکھ چکے ہیں۔

۱۳) حوالہ جات کی ترتیب اور ٹائٹل کے صفحات حسب ذیل ہیں:

[۱] ''تذکرہ'' بر صفحہ ۳۹۵ [۲] ''سیرۃ المہدی'' حصہ اول بر صفحہ ۴۰۱
[۳] ''سیرۃ المہدی'' حصہ دوم بر صفحہ ۴۴۷ [۴] ''سیرۃ المہدی'' حصہ سوم بر صفحہ ۴۶۸
[۵] روحانی خزائن ا بر صفحہ ۴۸۹ [۶] روحانی خزائن ۳ بر صفحہ ۵۰۰
[۷] روحانی خزائن ۵ بر صفحہ ۵۱۸ [۸] روحانی خزائن ۱۱ بر صفحہ ۵۲۱
[۹] روحانی خزائن ۱۳ بر صفحہ ۵۲۷ [۱۰] روحانی خزائن ۱۴ بر صفحہ ۵۳۰
[۱۱] روحانی خزائن ۱۵ بر صفحہ ۵۳۴ [۱۲] روحانی خزائن ۱۶ بر صفحہ ۵۳۸
[۱۳] روحانی خزائن ۱۷ بر صفحہ ۵۴۳ [۱۴] روحانی خزائن ۱۸ بر صفحہ ۵۵۶

☆ایک غلطی کا ازالہ بر صفحہ ۵۵۷☆

[۱۵] روحانی خزائن ۱۹ بر صفحہ ۵۷۷ [۱۶] روحانی خزائن ۲۰ بر صفحہ ۵۹۰
[۱۷] روحانی خزائن ۲۱ بر صفحہ ۶۰۲ [۱۸] روحانی خزائن ۲۲ بر صفحہ ۶۱۱
[۱۹] روحانی خزائن ۲۳ بر صفحہ ۶۱۷ [۲۰] مکمل تبلیغی پاکٹ بک بر صفحہ ۶۲۰
[۲۱] الحق المبین بر صفحہ ۶۲۶ [۲۲] الدلیل القوی بر صفحہ ۶۳۰
[۲۳] بہاء اللہ و عصر جدید بر صفحہ ۶۳۲ [۲۴] پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ بر صفحہ ۶۳۳
[۲۵] ائمہ تلبیس بر صفحہ ۳۳۴ [۲۶] رئیس قادیاں بر صفحہ ۳۳۵

تَذْكِرَة

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

تَذْكِرَہ

یعنی

وحی مقدس

و

رؤیا و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تاریخ نزول	وحی مقدس و متعلقات وحی
زمانہ تحصیلِ علم	(1)[1] وَرَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَّ اَنَا غُلَامٌ حَدِيْثُ السِّنِّ كَاَنِّيْ فِيْ بَيْتٍ لَطِيْفٍ نَظِيْفٍ يُذْكَرُ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقُلْتُ اَيُّهَا النَّاسُ اَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَاَشَارُوْا اِلٰى حُجْرَةٍ. فَدَخَلْتُ مَعَ الدَّاخِلِيْنَ. فَبَشَّ بِيْ حِيْنَ وَافَيْتُهٗ. وَحَيَّانِيْ بِاَحْسَنِ مَا حَيَّيْتُهٗ. وَمَا اَنْسٰى حُسْنَهٗ وَجَمَالَهٗ وَمَلَاحَتَهٗ وَتَحَنُّنَهٗ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا شَغَفَنِيْ حُبًّا وَّ

[1] (ترجمہ از مرتب) اور اوائل ایامِ جوانی میں ایک رات میں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں۔ جو نہایت پاک اور صاف ہے، اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے

197 اگست ۱۸۸۸ء — "اللہ جل شانہٗ نے مجھے خبر دی ہے کہ

يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ صُلَحَاءُ الْعَرَبِ وَ اَبْدَالُ الشَّامِ۔ وَ تُصَلِّيْ عَلَيْكَ الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ۔ وَ يَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ[1]

(از مکتوب حضرت اقدسؑ مورخہ اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

198 ۱۸۸۸ء — "بارہا غوث اور قطب وقت میرے پر مکشوف کئے گئے، جو میری عظمت مرتبت پر ایمان لائے ہیں، اور لائیں گے۔"

(از مکتوب حضرت اقدسؑ مورخہ اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

199 ۱۸۸۸ء — "اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے۔"

(مکتوب حضرت اقدسؑ مورخہ اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

200 ۱۸۸۸ء — "یہ بات کھلی کھلی الہام الٰہی نے ظاہر کر دی کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے۔ وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا۔ بلکہ اُس کی موت ان سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوگی۔ جنہوں نے محض للہ اُس کی موت سے غم کیا۔ اور اِس ابتلاء کی برداشت کر گئے۔ کہ جو اُس کی موت سے ظہور میں آیا۔" (سبز اشتہار صفحہ ۱۶، ۱۷ حاشیہ)

201 ۱۸۸۸ء — "اِس موت[2] کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ۔ وَقَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ۔ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى

---

[1] (ترجمہ از مرتب) تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔

[2] یعنی بشیر اوّل کی موت۔ (مرتب)

برائے صفحہ ۲۹۸

۴۵۸ | ۱۸۹۹ء جون | " پھر اس[۱] کے بعد الہام ہوا۔

کَفٰی ھٰذَا[۲]

(خط مولوی عبدالکریم صاحب مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۲ مورخہ ۳۰۔جون ۱۸۹۹ء صفحہ ۲)

۱۸۹۹ء ۱۴ جون | "میرے گھر میں جو ایامِ اُمید تھے۔ ۱۴ جون کو اوّل دردِ زہ کے وقت ہولناک حالت پیدا ہوگئی۔ یعنی بدن تمام سرد ہوگیا۔ اور ضعف کمال کو پہنچا۔ اور غشی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اس وقت مَیں نے خیال کیا کہ شاید اب اس وقت یہ عاجزہ اس فانی دُنیا کو الوداع کہتی ہے۔ بچوں کی سخت دردناک حالت تھی۔ اور دُوسرے گھر میں رہنے والی عورتیں اور ان کی والدہ تمام مُردہ کی طرح اور نیم جان تھے۔ کیونکہ ردّی علامتیں یکدفعہ پیدا ہوگئی تھیں۔ اس حالت میں اُن کا آخری دم خیال کر کے اور پھر خدا کی قدرت کو مظہر العجائب یقین کر کے اُن کی صحت کے لئے مَیں نے دُعا کی۔ یکدفعہ حالت بدل گئی اور الہام ہوا۔

" تَحْوِیْلُ الْمَوْتِ

یعنی ہم نے مَوت کو ٹال دیا۔ اور دُوسرے وقت پر ڈال دیا۔ اور بدن پھر گرم ہوگیا۔ اور حواس قائم ہوگئے۔ اور لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔" (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۲۶ مکتوب بنام سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی و تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۲ و ۳ صفحہ ۱۱۶ بابت فروری و مارچ ۱۹۰۸ء)

۴۵۹ | ۱۸۹۹ء ۲۵ جون | "مَیں نے دُو روز ہُوئے یا کم و بیش آپ[۳] کو خواب میں دیکھا تھا۔"

(مکتوب مورخہ ۲۷ جون ۱۸۹۹ء مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۲۷)

۴۶۰ | ۱۸۹۹ء | "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری

---

[۱] یعنی الہام اِنِّی اَشْفَقْتُ مِنَ اللّٰہِ وَاُصِیْبُہٗ کے بعد۔ (مرتب)

[۲] (ترجمہ از مرتب) یہ کافی ہے۔

[۳] یعنی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی۔ (مرتب)

برائے صفحہ ۔ ۵

[بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"]

(از خط حضرت اقدسؑ بنام بابو الٰہی بخش صاحب ۱۶۔جون ۱۸۹۹ء۔ دیکھو تبلیغ رسالت جلد نہم صؔ۲۷)

۴۶۱ رؤیا۔ حضرت اقدس کیا دیکھتے ہیں، کہ آگ اور دھوآں ہے۔ اور چنگاریاں ۲۷۔جون ۱۸۹۹ء
اڑکر آپ کی طرف آتی ہیں۔ مگر ضرر نہیں دیتیں۔ اس حال میں آپ یہ پڑھ رہے ہیں۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ۔ اِنَّ رَبِّیْ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ"[1]

(منقول از خط مولانا عبد الکریم مورخہ ۲۱ ؍جون ۱۸۹۹ء۔ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۲ ؍جون ۱۸۹۹ء صؔ)

۴۶۲ ۳۰۔جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا۔ ۳۰ ؍جون ۱۸۹۹ء

پہلے بیہوشی پھر غشی پھر موت

ساتھ ہی اس کے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے۔ جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا۔ اور الحکم ۳۰ ؍جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔

پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑھے خاں اسسٹنٹ سرجن ایک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اوّل بیہوش رہے۔ پھر یکدفعہ غشی طاری ہو گئی۔ پھر اس ناپائدار دنیا سے کوچ کیا۔ اور اُن کی موت اور اس الہام میں صرف بیس بائیس دن کا فرق تھا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴)

برائے صفحہ ۵۷

[1] (ترجمہ از مرتب) اے حیّ اے قیوم! میں تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ یقیناً میرا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔

کہتے ہیں۔ یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔“

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۰۲۰ — مارچ ۱۹۰۶ء

”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔“ (مکتوب بنام ڈاکٹر عبد الحکیم مُرتد)

۱۰۲۰ — ۳؍اپریل ۱۹۰۶ء

(۱) ”هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ (۲) اِنَّ اللّٰهَ قَدْ مَنَّ عَلَيْنَا۔“[۱]

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۰۲۰ — ۳؍اپریل ۱۹۰۶ء

”کل خواب میں مولوی عبد الکریم صاحب کو دیکھا۔ کہ ایک بڑے کمرے میں پھر رہے ہیں۔ میں نے کہا آؤ۔ مصافحہ کرلیں۔ پھر مصافحہ کیا۔ اور میں اُنہیں کہتا ہوں۔ دعا کرو۔ دشمنوں پر خدا مجھے غلبہ دے۔ اور پھر آج دیکھا۔ کہ ایک کمرے میں پھرتے ہیں۔ بہت جوش میں اور سخت ناراض ہیں۔ کہ وہ میرا نام لے کر کہتے ہیں۔ کہ کیوں لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور کیوں نہیں مانتے اور بڑے جوش اور غضب سے کہہ رہے ہیں۔“

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۰۲۱ — ۷؍اپریل ۱۹۰۶ء

”يَأْتِيْكَ الْفَرَجُ۔“[۲]

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۰ — ۸؍اپریل ۱۹۰۶ء

(۱) ”رَبِّ اَرِنِيْ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ۔[۳] (۲) يُرِيْكُمُ اللّٰهُ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ۔

[۱] (ترجمہ از مرتب) اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ اُسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ (۲) بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔

[۲] (ترجمہ) تیرے پاس خوشی اور کشائش آئے گی۔

[۳] (ترجمہ) خدایا مجھے زلزلہ دکھا۔ جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونہ قیامت ہے۔ (۲) خدا تعالیٰ تمہیں وہ زلزلہ دکھائے گا۔ جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونہ قیامت ہوگا۔

برائے صفحہ ۲۹۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون

الحمد للہ

سیرت المہدی علیہ السلام

حصہ اول

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالیٰ

حسب فرمائش

مولانا المکرم معظم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل اول مدرس مدرسہ احمدیہ۔ قادیان

محمد فخر الدین احمدی (ملتانی) مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان دارالامان کو شائع کرنیکا فخر حاصل ہے

۱۹۲۳ء

قیمت فی جلد عہ مجلد عبر

II

لاہوری نے آپکی چھاتی میں پستان کے پاس انجکشن یعنی دوائی کی پچکاری
کی۔ جس سے وہ جگہ کچھ اُبھر آئی۔ مگر کچھ افاقہ محسوس نہ ہؤا۔ بلکہ بعض لوگوں نے
بُرا منایا۔ کہ اس حالت میں آپ کو کیوں یہ تکلیف دی گئی ہے تھوڑی دیر
تک غرغرہ کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ہر آن سانسوں کے درمیان کا وقفہ
لمبا ہوتا گیا۔ حتّٰی کہ آپ نے ایک لمبا سانس لیا اور آپ کی روح رفیق اعلیٰ
کی طرف پرواز کر گئی۔ اللّٰھم صلّ علیہ وعلٰی مطاعہ محمّد و
بارك وسلّم۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج
کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی۔ اور
حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا ذکر آیا۔ تو والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ حضرت مسیح
موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اسکے بعد تھوڑی دیر
تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے۔ اور آپ آرام سے لیٹ کر سو
گئے۔ اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی
اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے
اسکے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا۔ تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں
اُٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں
آپکے پاؤں دبانے کے لیے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب
نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا۔ نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپکو
ایک اور دست آیا۔ مگر اب اسقدر ضعف تھا۔ کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔
اسلیئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ
ہوئے اور پھر اُٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو
گیا تھا اسکے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ
قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے۔ تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت
کے بل چارپائی پر گر گئے۔ اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت

دِگرگوں ہوگئی۔ اس پر مَیں نے گھبرا کر کہا "اسد یہ کیا ہونے لگا ہے" تو آپ نے فرمایا "یہ وہی ہے جو مَیں کہا کرتا تھا"۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پُوچھا۔ کیا آپ سمجھ گئی تھیں۔ کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء ہے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ 'ہاں'۔ والدہ صاحبہ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جب حالت خراب ہُوئی اور ضعف بہت ہوگیا۔ تو مَیں نے کہا کیا مولوی صاحب (حضرت مولوی نورالدین صاحب) کو بُلا لیں؟ آپ نے فرمایا! بلا لو نیز فرمایا۔ محمود کو جگا لو۔ پھر مَیں نے پُوچھا محمد علی خان یعنی نواب صاحب کو بلا لوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ مجھے یاد نہیں کہ حضرت صاحب نے اس کا کچھ جواب دیا یا نہیں اور دیا تو کیا دیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ مرض موت میں آنحضرت صلعم کو بھی سخت کرب تھا۔ اور نہایت درجہ بے چینی اور گھبراہٹ اور تکلیف کی حالت تھی اور ہم نے دیکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا بھی بوقت وفات قریباً ایسا ہی حال تھا۔ یہ بات ناواقف لوگوں کے لئے موجب تعجب ہوگی۔ کیونکہ دُوسری طرف وہ یہ سُنتے اور دیکھتے ہیں کہ صوفیاء اور اولیاء کی وفات نہایت اطمینان اور سکون کی حالت میں ہوتی ہے سو دراصل بات یہ ہے۔ کہ نبی جب فوت ہونے لگتا ہے۔ تو اپنی امت کے متعلق اپنی تمام ذمہ واریاں اسکے سامنے ہوتی ہیں۔ اور ان کے مستقبل کا فکر مزید برآں اسکے دامنگیر ہوتا ہے۔ تمام دنیا سے بڑھ کر اس بات کو نبی جانتا اور سمجھتا ہے کہ موت ایک دروازہ ہے جس سے گزر کر انسان نے خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ پس موت کی آمد جہاں اس لحاظ سے اس کو مسرور کرتی ہے۔ کہ وصالِ محبوب کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔ وہاں اسکی عظیم الشان ذمہ داریوں کا احساس اور اپنی اُمت کے متعلق آئندہ کا فکر اسکو غیر معمولی کرب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ مگر صوفیاء اور اولیاء ان فکروں سے آزاد ہوتے ہیں۔ ان پر صرف اِن کے نفس کا بار ہوتا ہے مگر نبیوں پر ہزاروں

معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کے لئے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے۔ پھر میں نے چھ ماہ لگاتار روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ میں روزہ رکھتا ہوں۔ صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تھا۔ تو میں کسی حاجتمند کو دیدیتا تھا۔ اور شام کا خود کھا لیتا تھا۔ میں نے حضرت والدہ صاحبہ سے پوچھا۔ کہ آخر عمر میں بھی آپ نفلی روزے رکھتے تھے یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ آخر عمر میں بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے۔ خصوصاً شوال کے چھ روزے التزام کے ساتھ رکھتے تھے۔ اور جب کبھی آپ کو کسی خاص کام کے متعلق دُعا کرنا ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھتے تھے ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے (خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب البریہ میں حضرت صاحب نے روزوں کا زمانہ آٹھ نو ماہ بیان کیا ہے)

۱۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول (ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہو گیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اُتھو آیا اور پھر اسکے بعد طبیعت خراب ہو گئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اسکے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کیلئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے۔ کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے مخلص خادم تھے۔ اب فوت ہو چکے ہیں) نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ میں سمجھ گئی۔ کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہو گی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا۔ کہ کچھ خراب ہو گئی ہے۔ میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی۔ تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ میں جب پاس گئی تو

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔لیکن اب افاقہ ہے۔میں نماز پڑھا رہا تھا۔کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اُٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دَورے پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا۔دَورہ میں کیا ہوتا تھا۔والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔خصوصاً گردن کے پٹھے۔اور سر میں چکر ہوتا تھا۔اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔شروع شروع میں یہ دَورے بہت سخت ہوتے تھے۔پھر اسکے بعد کچھ تو دَوروں کی ایسی سختی نہیں رہی۔اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دَورے ہوا کرتے تھے۔خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دَوروں کے بعد چھوڑ دی۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مسیحیت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت مسیح موعود کے دَوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔اس سے وُہ بیماری مراد نہیں ہے۔جو علم طب کی رُو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں دَورانِ سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۶۹ میں تشریح کی جا چکی ہے۔حضرت مسیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رو سے دَورانِ سر کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔بلکہ دَورانِ سر کی بیماری کے لئے انگریزی میں غالباً وڈیگو

آپکے ساتھ رہی اور شروع سے ہی اپنے آپ کو بیعت میں سمجھا اور اپنے لئے باقاعدہ الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ابتدائی بیعت کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیحیت اور مہدویت کا دعوےٰ نہ تھا۔ بلکہ عام مجددانہ طریق پر آپ بیعت لیتے تھے۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پُوچھا کہ حضرت مولوی صاحب کے علاوہ اور کس کس نے پہلے دن بیعت کی تھی؟ والدہ صاحبہ نے میاں عبداللہ صاحب سنوری اور شیخ حامد علی صاحب کا نام لیا۔

(۲۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ مسیحیت شایع کرنے لگے تو اس وقت آپ قادیان میں تھے۔ آپ نے اسکے متعلق ابتدائی رسالے یہیں لکھے۔ پھر آپ لدھیانہ تشریف لے گئے اور وہاں سے دعوےٰ شایع کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ دعوےٰ شایع کرنے سے پہلے آپ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ کہ ایسی بات کا اعلان کرنے لگا ہوں جس سے ملک میں مخالفت کا بہت شور پیدا ہوگا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ اس اعلان پر بعض ابتدائی بیعت کرنیوالونکو بھی ٹھوکر لگ گئی۔

(۲۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں میر حامد شاہ صاحب کے مکان پر تھے۔ اور سو رہے تھے۔ مَیں نے آپکی زبان پر ایک فقرہ جاری ہوتے سُنا۔ مَیں نے سمجھا کہ الہام ہوا ہے پھر آپ بیدار ہو گئے۔ تو مَیں نے کہا۔ کہ آپ کو یہ الہام ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تم کو کیسے معلوم ہوا؟ مَیں نے کہا مجھے آواز سُنائی دی تھی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ الہام کے وقت آپکی کیا حالت ہوتی تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور ماتھے پر پسینہ آجاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مکان کے چھوٹے

چنانچہ حضرت صاحب نے تمہارے تایا صاحب کی تمام جائداد مرزا سلطان احمد کے نام کرادی۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ حضرت صاحب نے متبنّٰی کی صورت کس طرح منظور فرمالی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ یہ تو یونہی ایک بات تھی۔ ورنہ وفات کے بعد متبنّٰی کیسا۔ مطلب تو یہ تھا کہ تمہاری تائی کی خوشی کے لئے حضرت نے تمہارے تایا کی جائداد مرزا سلطان احمد کے نام داخل خارج کرادی۔ اور اپنے نام نہیں کرائی۔ کیونکہ اس وقت کے حالات کے ماتحت ویسے بھی مرزا سلطان احمد کو آپ کی جائداد سے نصف حصہ جانا تھا۔ اور باقی نصف مرزا فضل احمد کو۔ پس آپ نے سمجھ لیا۔ کہ گویا آپ نے اپنی زندگی میں ہی مرزا سلطان احمد کا حصہ الگ کردیا۔

(۴۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب مرزا فضل احمد فوت ہوا۔ تو اسکے کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب نے مجھے فرمایا۔ کہ تمہاری اولاد کے ساتھ جائداد کا حصہ بٹانے والا ایک فضل احمد ہی تھا۔ سو وہ بیچارہ بھی گزر گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ہمارے دادا صاحب کے دو لڑکے تھے ایک حضرت صاحب جن کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ دوسرے ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب جو حضرت صاحب سے بڑے تھے۔ ہمارے دادا نے قادیان کی زمین میں دو گاؤں آباد کرکے انکو اپنے دونوں بیٹوں کے نام موسوم کیا تھا۔ چنانچہ ایک کا نام قادر آباد رکھا۔ اور دوسرے کا احمد آباد۔ احمد آباد بعد میں کسی طرح ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور صرف قادر آباد رہ گیا۔ چنانچہ قادر آباد حضرت صاحب کی اولاد میں تقسیم ہوا اور اسی میں مرزا سلطان احمد صاحب کا حصہ آیا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ اب قریباً چالیس سال کے عرصہ کے بعد احمد آباد جو ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل کر غیر خاندان میں جا چکا تھا۔ واپس ہمارے پاس آگیا ہے۔ اور اب وہ کلیتہً صرف ہم تین بھائیوں کے پاس ہے۔ یعنی مرزا سلطان احمد صاحب کا اس میں حصہ نہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ قادر آباد قادیان سے مشرق کی جانب واقع ہے۔ اور احمد آباد جانب شمال ہے۔

(۴۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے (جو خاکسار کے حقیقی ماموں ہیں) کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں دعویٰ مسیحیت شائع کیا۔ تو میں ان دنوں چھوٹا بچہ تھا اور

شاید تیسری جماعت میں پڑھتا تھا۔ مجھے اس دعوے سے کچھ اطلاع نہیں تھی۔ایک دن میں مدرسہ گیا تو بعض لڑکوں نے مجھے کہا کہ وہ جو قادیان کے مرزا صاحب تمہارے گھر میں ہیں۔انہوں نے دعوے کیا ہے کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو گئے ہیں اور یہ کہ آنے والے مسیح وُہ خود ہیں۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں نے ان کی تردید کی کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔حضرت عیسیٰ تو زندہ ہیں اور آسمان سے نازل ہونگے۔ خیر جب میں گھر آیا۔ تو حضرت صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ میں نے سُنا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ آپ مسیح ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ کہ میرا یہ سوال سُنکر حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ اُٹھے اور کمرے کے اندر الماری سے ایک نسخہ کتاب فتح اسلام (جو آپ کی جدید تصنیف تھی) لاکر مجھے دیدیا اور فرمایا اسے پڑھو۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے۔ کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے۔ کہ آپ نے ایک چھوٹے بچے کے معمولی سوال پر اس قدر سنجیدگی سے توجہ فرمائی۔ ورنہ یونہی کوئی بات کہکر ٹال دیتے ۔

(۴۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ میں حدیث میں یہ پڑھتا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بال صحابہ برکت کے لئے رکھتے تھے اس خیال سے میں نے ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور مجھے اپنے کچھ بال عنایت فرمادیں۔ چنانچہ جب آپ نے حجامت کرائی۔ تو مجھے اپنے بال بھجوا دیئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے پاس بھی حضرت صاحب کے کچھ بال رکھے ہیں۔

(۴۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایکدفعہ جب مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اول) قادیان سے باہر گئے ہوئے تھے میں مغرب کی نماز میں آیا تو دیکھا۔ کہ آگے حضرت مسیح موعودؑ خود نماز پڑھا رہے تھے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب نے چھوٹی چھوٹی دو سورتیں پڑھیں۔ مگر سوز و درد سے لوگوں کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ جب آپ نے نماز ختم کرائی۔ تو میں آگے ہوا مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا قاضی صاحب میں نے آپ کو بہت تلاش کیا۔ مگر آپ کو نہیں پایا۔ مجھے

اور میں نے بہت استغفار پڑھا۔ یہ قصہ سنا کر میں نے خواجہ صاحب سے کہا کہ خواجہ صاحب! آپ کی عزت بھی کہیں اسی طریق کی نہ ہو۔ چنانچہ میں آپ کو سناتا ہوں کہ رسول للہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آتا ہے کہ آپ کمزور ایمان والوں اور منافقوں کی بہت خاطر تواضع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے کچھ مال تقسیم کیا۔ مگر ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا جسکے متعلق سعدؓ بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ وہ میرے خیال میں مومن تھا۔ اور ان لوگوں کی نسبت زیادہ حقدار تھا۔ جن کو آپ نے مال دیا چنانچہ سعدؓ نے اسکی طرف آپ کو توجہ دلائی۔ مگر آپ خاموش رہے۔ پھر تو[illegible] لائی۔ مگر آپ پھر خاموش رہے۔ سعدؓ نے پھر تیسری دفعہ توجہ دلائی۔ اس پر آپ نے فرمایا سعدؓ تو ہم سے جھگڑا کرتا ہے۔ خدا کی قسم بات یہ ہے کہ بعض وقت میں کسی کو کچھ دیتا ہوں۔ حالانکہ غیر اس کا مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ مگر میں اسے اسلئے دیتا ہوں کہ کہیں وہ منہ کے بل آگ میں نہ جا پڑے۔ یعنی تالیف قلب کے طور پر دیتا ہوں۔ کہ کہیں اسے ابتلاء نہ آجاوے قاضی صاحب نے بیان کیا کہ جسکے ایمان کی حالت مطمئن ہو اسے ظاہری عزت اور خاطر مدارات کی ضرورت نہیں ہوتی اسکے ساتھ اور طریق پر معاملہ ہوتا ہے۔

۱۱۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین کی سخت بے رغبتی تھی اور انکا انکی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اسلئے حضرت مسیح موعودؑ نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے اسلئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں کرونگا تو میں گنہگار ہونگا۔ اسلئے اب دو باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیئے جاؤنگا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں

برائے صفحہ ۱۰۰

بڑھاپے میں کیا طلاق لونگی۔ بس مجھے خرچ ملتا ہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتّٰی کہ محمدی بیگم کا سوال اُٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کرکے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ رہیں۔ تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دیدی خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا۔ جو آپ نے ۲ رمئی ۱۸۹۱ء کو شایع کیا تھا اور جسکی سُرخی تھی "اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالفِ دین" اس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اگر مرزا سلطان احمد اور ان کی والدہ اس امر میں مخالفانہ کوشش سے الگ نہ ہوگئے۔ تو پھر آپ کی طرف سے مرزا سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہونگے اور ان کی والدہ کو آپ کی طرف سے طلاق ہوگی والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ فضل احمد نے اس وقت اپنے آپ کو عاق ہونے سے بچا لیا۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ مرزا سلطان احمد کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی۔ میں انہیں دیکھنے کے لئے گئی۔ واپس آکر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ کہ پھجے کی ماں بیمار ہے۔ اور یہ تکلیف ہے۔ آپ خاموش رہے۔ میں نے دوسری دفعہ کہا تو فرمایا میں تمہیں دو گولیاں دیتا ہوں۔ یہ دے آؤ۔ مگر اپنی طرف سے دینا میرا نام نہ لینا۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں ایسے طریق پر کہ حضرت صاحب کا نام درمیان میں نہ آئے اپنی طرف سے کبھی کچھ مدد کر دیا کروں سو میں کر دیا کرتی تھی۔

(۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہیگا اور اس کا بیٹا جو اب موجود ہے۔ وہ نامرد ہے۔ گویا اس کی اولاد آگے نہیں چلیگی

مرزا رشید احمد کے پاس محفوظ ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۴۲)
کو یُوں تو الہامات کا سلسلہ بہت پہلے سے شروع ہو چکا تھا۔ لیکن وُہ الہام جس میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاحِ خلق کے لیئے صریح طور پر مامور کیا گیا۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ جب کہ آپ براہین احمدیہ حصہ سوم تصنیف فرما رہے تھے۔ (دیکھو براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۳۸) لیکن اسوقت آپ نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا۔ بلکہ اسکے لیئے مزید حکم تک توقف کیا۔ چنانچہ جب فرمانِ الٰہی نازل ہوا تو آپ نے بیعت کے لیئے دسمبر ۱۸۸۸ء میں اعلان فرمایا اور بذریعہ اشتہار لوگوں کو دعوت دی اور شروع ۱۸۸۹ء میں بیعت لینا شروع فرما دی۔ لیکن اسوقت تک بھی آپکو صرف مجدد و مامور ہونیکا دعویٰ تھا اور گو شروع دعوائے ماموریت سے ہی آپ کے الہامات میں آپکے مسیح موعود ہونیکی طرف صریح اشارات تھی لیکن قدرتِ الٰہی کہ ایک مدت تک آپنے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ نہیں کیا بلکہ صرف یہ فرماتے رہے۔ کہ مجھے اصلاحِ خلق کے لیئے مسیح ناصری کے رنگ میں قائم کیا گیا ہے۔ اور مجھے مسیح سے مماثلت ہے اسکے بعد شروع ۱۸۹۱ء میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کی موت کے عقیدہ کا اعلان فرمایا اور یہ دعوٰے فرمایا۔ کہ جس مسیح کا اس اُمت کیلیئے وعدہ تھا وہ مَیں ہوں۔ آپ کی عام مخالفت کا اصل سلسلہ اسی دعویٰ سے شروع ہوتا ہے۔ آپ کے نبی اور رسول ہونے کے متعلق بھی ابتدائی الہامات میں صریح اشارے پائے جاتے ہیں۔ مگر اس دعوی سے بھی مشیت ایزدی نے آپکو روکے رکھا۔ حتّٰی کہ بیسویں صدی کا ظہور ہو گیا۔ تب جا کر آپ نے اپنے متعلق نبی اور رسول کے الفاظ صراحتاً استعمال فرمانے شروع کئے۔ اور خاص طور پر مثیلِ کرشن علیہ السلام ہونے کا دعوٰے تو آپ نے اسکے بھی بہت بعد یعنی ۱۹۰۴ء میں شایع کیا۔ اور یہ سب کچھ خدائی تصرف کے ماتحت ہوا۔ آپ کا اس میں ذرہ دخل نہیں تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی میں بھی یہی

برائے صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶

جدی جائداد کا کچھ حصہ واپس حاصل کیا اور قادیان واپس آگئے اس کے بعد دادا صاحب اور اُن کے چھوٹے بھائی مرزا غلام محی الدین صاحب نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ماتحت کئی فوجی خدمات انجام دیں۔ چنانچہ یہ سب باتیں کتاب پنجاب چیفس مصنفہ سرلیپل گریفن میں مفصل درج ہیں۔ سکھ حکومت کے اختتام پر پھر ملک میں بدامنی پھیلی اور ہمارے خاندان کو پھر مصائب کا سامنا ہوا چنانچہ ہمارے دادا صاحب اور ان کے بھائی مرزا غلام محی الدین صاحب کے قلعہ بسراواں میں قید کیے جانے کا واقعہ غالباً اسی زمانہ کا ہے اسکے بعد انگریز آئے تو انہوں نے ہماری خاندانی جاگیر ضبط کرلی۔ اور صرف سات سَو روپیہ سالانہ کی ایک اعزازی پنشن نقدی کی صورت میں مقرر کردی جو ہمارے دادا صاحب کی وفات پر صرف ایک سَو اسی رہ گئی اور پھر تایا صاحب کے بعد بالکل بند ہوگئی۔ علاوہ ازیں ان تغیرات عظیمہ یعنے سکھوں کے آخر عہد کی بدامنی اور پھر سلطنت کی تبدیلی کے نتیجہ میں قادیان اور اس کے گردونواح کے متعلق ہمارے حقوق مالکانہ کے بارے میں بھی کئی سوال اور تنازعات پیدا ہوگئے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بعض دیہات کے متعلق ہمارے حقوق بالکل تلف ہوگئے۔ اور صرف قادیان اور چند ملحقہ دیہات کے متعلق دادا صاحب نے زر کثیر صرف کرکے کچھ حقوق واپس لیئے سُنا گیا ہے کہ مقدمات سے پہلے دادا صاحب نے تمام رشتہ داروں سے کہا۔ کہ میں مقدمہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم نے ساتھ شامل ہونا ہے۔ تو ہو جاؤ۔ لیکن چونکہ کامیابی کی امید کم تھی۔ اسلئے سب نے انکار کیا۔ اور کہا کہ آپ ہی مقدمہ کریں اور اگر کچھ ملتا ہے۔ تو آپ ہی لےلیں لیکن جب کچھ حقوق مل گئے۔ تو دادا صاحب کے مختار کی سادگی سے تمام رشتہ داروں کا نام خانۂ ملکیت میں درج ہوگیا۔ مگر قبضہ صرف دادا صاحب کا رہا اور باقیوں کو صرف آمد سے کچھ حصہ مل جاتا تھا۔ ہمارے خاندان کا ۱۸۶۵ء کے قریب کا شجرہ درج ذیل ہے:۔

برائے صفحہ ۹۷، ۱۲۲

حصہ پر خود قابض ہو گئے۔ مرزا غلام حسین کی چونکہ نسل نہیں چلی اسلیئے ان کا حصہ پسران مرزا غلام مرتضٰے صاحب و پسران مرزا غلام محی الدین کو آگیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس وقت مرزا تصدق جیلانی اور مرزا قاسم بیگ کی تمام شاخ معدوم ہو چکی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مرزا غلام حیدر کی بھی شاخ معدوم ہے۔ ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا امام الدین اور مرزا کمال الدین بھی لاولد فوت ہوئے۔ ہاں مرزا نظام الدین کا ایک لڑکا مرزا گل محمد موجود ہے۔ مگر وہ احمدی ہو کر حضرت صاحب کی روحانی اولاد میں داخل ہو چکا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ینقطع اٰبائك و یبدأ منك اور یہ الہام اس وقت کا ہے۔ جب آپکے شجرہ خاندانی کی یہ تمام شاخیں سرسبز تھیں۔

۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایکدفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی۔ تو وہ آپکو پھسلا کر اور دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لیگیا اور ادھر اُدھر پھراتا رہا پھر جب اُسنے سارا روپیہ اُڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعودؑ اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں۔ تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ۔ جسپر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔ امرتسر پہنچکر قادیان آنے کے واسطے یکہ کرایہ پر لیا۔ اس موقعہ پر قادیان سے ایک اور آدمی بھی آپ کے لینے کے لیئے امرتسر پہنچ گیا۔ اس آدمی نے کہا یکہ جلدی چلاؤ کیونکہ ان کی حالت بہت نازک تھی پھر تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ بہت ہی نازک حالت تھی جلدی کرو کہیں فوت نہ ہو گئی ہوں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں اسی

وقت سمجھ گیا۔ کہ دراصل والدہ فوت ہو چکی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو وہ شخص ایسے الفاظ نہ بولتا۔ چنانچہ قادیان پہنچے تو پتہ لگا کہ واقعی وُہ فوت ہو چکی تھیں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اُسنے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(اس روایت سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سیالکوٹ میں ملازم ہونا اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ سے مرزا امام الدین نے دادا صاحب کی پنشن کا روپیہ دھوکا دے کر اُڑا لیا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں تصریح کی ہے۔ آپ کی ملازمت اختیار کرنے کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ کے والد صاحب ملازمت کے لیئے زور دیتے رہتے تھے۔ ورنہ آپکی اپنی رائے ملازمت کے خلاف تھی۔ اسی طرح ملازمت چھوڑ دینے کی بھی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اپنے والد صاحب کو ملازمت ترک کر دینے کی اجازت کے لئے لکھتے رہتے تھے۔ لیکن دادا صاحب ترک ملازمت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مگر بالآخر جب دادی صاحبہ بیمار ہوئیں۔ تو دادا صاحب نے اجازت بھجوا دی۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔)

(۵۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے۔ اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے

جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ اور خاکسار سے حضرت خلیفہ ثانی نے ایکدفعہ بیان کیا تھا۔ کہ مجھے بھی حضرت مسیح موعودؑ نے علم طب کے پڑھنے کے متعلق تاکید فرمائی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ باوجود اس بات کے کہ علم طب ہمارے خاندان کی خصوصیت رہا ہے۔ ہماری خاندان میں سے کبھی کسی نے اس علم کو اپنے روزگار کا ذریعہ نہیں بنایا۔ اور نہ ہی علاج کے بدلے میں کسی سے کبھی کچھ معاوضہ لیا۔

۱۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیارپور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے۔ اور چاقو نہیں ملتا تھا۔ تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں۔ تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا۔ کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ میں نہ سمجھ سکی۔ کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے۔ کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچے کا عرف سندھی رکھدیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپکی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ سے پکار لیتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ سندھی غالباً دسوندھی یا دسبندھی سے بگڑا ہوا ہے۔ جو ایسے بچے کو کہتے ہیں۔ جس پر کسی منت کے نتیجہ میں دس دفعہ کوئی چیز باندھی جاوے۔ اور بعض دفعہ منت کوئی نہیں ہوتی بلکہ یونہی پیار سے عورتیں اپنے کسی بچے پر یہ رسم ادا کرکے اسے سندھی پکارنے لگجاتی ہیں۔

(اس روایت میں جو یہ ذکر آتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ بچپن میں کبھی کبھی شکار کی ہوئی چڑیا کو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے اسکے متعلق یہ بات قابل ذکر

(۵۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعودؑ کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد۔ حضرت صاحب ابھی گویا بچہ ہی تھے۔ کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تھے۔ اور ہماری والدہ صاحبہ سے حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل اولاد ہوئی۔ عصمت جو ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئی اور ۱۸۹۱ء میں فوت ہوگئی۔ بشیر اول جو ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۸۸ء میں فوت ہوگیا۔ حضرت خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد جو ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ شوکت جو ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئی اور ۱۸۹۲ء میں فوت ہوگئی۔ [illegible] احمد جو ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوا۔ مرزا شریف احمد جو ۱۸۹۵ء میں پیدا [illegible] ۱۸۹۷ء میں [illegible] مبارک احمد جو ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۹۰۷ء میں فوت ہوگیا۔ امۃ النصیر جو ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئی اور ۱۹۰۳ء میں ہی فوت ہوگئی۔ امۃ الحفیظ بیگم جو ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئیں۔ سوائے امۃ الحفیظ بیگم کے جو حضرت صاحب کی وفات کے وقت صرف تین سال کی تھیں باقی سب بچوں کی حضرت صاحب نے اپنی زندگی میں شادی کر دی تھی۔

(۶۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب تم بچے تھے۔ اور شاید دوسری جماعت میں ہوگے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود رفع حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو تم اس وقت ایک چارپائی پر الٹی سیدھی چھلانگیں مار رہے اور قلابازیاں کھا رہے تھے۔ آپ نے دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا دیکھو یہ کیا کر رہا ہے۔ پھر فرمایا اسے ایم۔ اے کرانا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ فقرہ روزمرہ کی زبان میں بے ساختہ نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کریں۔ تو اس میں دو تین پیشگوئیاں ہیں۔

(۶۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ ہمیشہ رات کو سوتے ہوئے

تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تاکہ ان کا شک دُور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلئے دُور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے

(۶۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں مَیں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رُومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں اِزار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی ✦

(۶۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتّٰی کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپکے پاس آ کر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ دُنیا میں یہی حال ہے سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیئے

رہتے تو اسی مکان میں تھے مگر میں نے آپ کو نہیں دیکھا اور والدہ صاحبہ نے مجھے وہ کمرہ دکھایا جس میں ان دنوں میں حضرت صاحب رہتے تھے۔ آجکل وہ کمرہ مرزا سلطان احمد صاحب کے قبضہ میں ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب ابتداء سے ہی گوشہ نشین تھے۔ اسلیئے والدہ صاحبہ کو دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا ہوگا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کب کی بات ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا مجھے تاریخ تو یاد نہیں مگر یہ یاد ہے کہ جب ہم یہاں قادیان آئے تھے۔ تو ان دنوں میں تمہارے دادا کی وفات کی ایک سالہ رسم ادا ہوئی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس حساب سے وہ زمانہ ۱۸۷۵ء کا بنتا ہے اسوقت والدہ صاحبہ کی عمر نو دس سال کی ہوگی اور حضرت صاحب کی عمر ستائیس سال سے [illegible] عرض کرتا ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] جو حضرت والدہ صاحبہ کے موجودہ باورچی خانہ کے صحن کے ساتھ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان سے ملحق ہے)

19 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میری شادی سے پہلے حضرت صاحب کو معلوم ہوا تھا۔ کہ آپ کی دوسری شادی دلّی میں ہوگی چنانچہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس اس کا ذکر کیا۔ تو چونکہ اسوقت اس کے پاس تمام اہلحدیث لڑکیوں کی فہرست رہتی تھی۔ اور میر صاحب بھی اہلحدیث تھے اور اس سے بہت میل ملاقات رکھتے تھے اسلیئے اس نے حضرت صاحب کے پاس میر صاحب کا نام لیا۔ آپ نے میر صاحب کو لکھا۔ شروع میں میر صاحب نے اس تجویز کو بوجہ تفاوت عمر ناپسند کیا۔ مگر آخر رضامند ہو گئے۔ اور پھر حضرت صاحب مجھے بیاہنے دلّی گئے۔ آپکے ساتھ شیخ حامد علی اور لالہ ملاوامل بھی تھے نکاح مولوی نذیر حسین نے پڑھا تھا۔ یہ ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ بروز پیر کی بات ہے اسوقت میری عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ حضرت صاحب نے نکاح کے بعد مولوی نذیر حسین

کو پانچ روپے اور ایک مصلّٰے نذر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس وقت حضرت مسیح موعود کی عمر پچاس سال کے قریب ہوگی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے تایا میرے نکاح سے ڈیڑھ دو سال پہلے فوت ہو چکے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ تایا صاحب ۱۸۸۳ء میں فوت ہوئے تھے۔ جو کہ تصنیف براہین کا آخری زمانہ تھا۔ اور والدہ صاحبہ کی شادی نومبر ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی اور مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا ہے کہ پہلے شادی کا دن اتوار مقرر ہوا تھا۔ مگر حضرت صاحب نے کہہ کر پیر کروا دیا تھا ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ حضرت مسیح موعود کا زمانہ عجیب تھا۔ قادیان میں دو دن گرمی نہیں پڑتی تھی کہ تیسرے دن بارش ہو جاتی تھی۔ جب گرمی پڑتی اور ہم حضرت صاحب سے کہتے کہ حضور بہت گرمی ہے۔ تو دوسرے دن بارش ہو جاتی تھی۔ نیز مولوی سید سرور شاہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس زمانہ میں فصلوں کے متعلق بھی کبھی شکایت نہیں ہوئی خاکسار نے گھر آ کر والدہ صاحبہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ حضرت صاحب جب فرماتے تھے۔ کہ آج بہت گرمی ہے۔ تو عموماً اسی دن یا دوسرے دن بارش ہو جاتی تھی اور آپ کے بعد تو مہینوں آگ برستی ہے اور بارش نہیں ہوتی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں قادیان میں کبھی نماز استسقا نہیں پڑھی گئی اور آپ کے بعد کئی دفعہ پڑھی گئی ہے۔ (اس روایت کے متعلق یہ بات قابل نوٹ ہے کہ میرا یہ خیال کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کبھی استسقا کی نماز نہیں پڑھی گئی۔ درست نہیں نکلا۔ دیکھو حصہ دوم روایت نمبر ۴۱۵ مگر یہ خیال کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان میں بالعموم زیادہ دنوں تک مسلسل شدت کی گرمی نہیں پڑتی تھی۔ بہرحال درست ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ ایک عام عادت تھی۔ کہ صبح کے وقت باہر سیر کو تشریف لے جایا کرتے تھے

عموماً جراب بھی پہنے رہتے تھے۔ بلکہ سردیوں میں دو دو جوڑے اوپر تلے پہن لیتے تھے۔
پاؤں میں آپ ہمیشہ دیسی جوتا پہنتے تھے۔ نیز بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے
کہ جب سے حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے اس وقت سے آپ نے سردی
گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرما دیا تھا۔ ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی۔
اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیئے تو پھر آخر
تک یہی استعمال فرماتے رہے۔ اور جب سے شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی ثم لاہور کی
احمدی ہوئے وہ آپ کے لئے کپڑوں کے جوڑے بنوا کر باقاعدہ لاتے تھے اور حضرت صاحب
کی عادت تھی کہ جیسا کپڑا کوئی لے آئے پہن لیتے تھے۔ ایکدفعہ کوئی شخص آپ کے لئے
گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپکو پتہ نہیں لگتا تھا کئی
دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ
ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپکی سہولت
کیواسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اسکے
آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے اسلئے آپ نے اسے اتار دیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت
صاحب نے بعض اوقات انگریزی طرز کی قمیص کے کفوں کے متعلق بھی اسی قسم کی ناپسندیدگی
کے الفاظ فرمائے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ صاحب موصوف آپکے لئے انگریزی طرز
کی گرم قمیص بنوا کر لایا کرتے تھے۔ آپ انہیں استعمال تو فرماتے تھے۔ مگر انگریزی طرز کی کفوں کو
پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ اول تو کفوں کے بٹن لگانے سے آپ گھبراتے تھے دوسرے بٹنوں
کے کھولنے اور بند کرنے کا التزام آپ کے لئے مشکل تھا۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ یہ کیا
کان سے لٹکے رہتے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لباس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا عام
اصول یہ تھا کہ جس قسم کا کپڑا مل جاتا تھا پہن لیتے تھے۔ مگر عموماً انگریزی طریق لباس کو پسند
نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ اول تو اسے اپنے لئے سادگی کے خلاف سمجھتے تھے دوسرے آپ
ایسے لباس سے جو اعضاء کو جکڑا ہوا رکھے بہت گھبراتے تھے۔ گھر میں آپکے لئے صرف ململ کے
کرتے اور پگڑیاں تیار ہوتی تھیں۔ باقی سب کپڑے عموماً ہدیۃً آپ کو آ جاتے تھے۔ شیخ

خوابیں شروع ہو گئی تھیں۔ جب آپ لاہور تشریف لے گئے تو وہاں زیادہ کثرت سے ایسے الہام ہونے شروع ہوئے اس وجہ سے اور کچھ ویسے بھی میں نے گھبرا کر ایک دن حضرت صاحب سے کہا کہ چلو اب قادیان واپس چلیں حضرت صاحب نے فرمایا کہ اب تو جب ہمیں خدا لے جائیگا تب ہی جائینگے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بھی حضرت صاحب کی صداقت کی ایک دلیل ہے کہ باوجود اسکے کہ آپ کو اس کثرت سے اپنی وفات کے متعلق الہامات ہوتے تھے۔ اور وفات کے قریب تو کثرت کا یہ حال تھا کہ گویا موت بالکل سر پر کھڑی ہے آپ اپنے کام میں اسی تندہی سے لگے رہے بلکہ زیادہ ذوق و شوق اور محنت سے کام شروع کر دیا چنانچہ جسوقت آپ کی وفات ہوئی ان دنوں میں بھی آپ رسالہ پیغام صلح کی تصنیف میں مصروف تھے۔ اور تقاریر کا سلسلہ بھی برابر جاری تھا کوئی اور ہوتا تو قرب موت کی خبر سے اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ جاتے۔ اور کوئی مفتری ہوتا تو یہ وقت اسکے راز کے طشت از بام ہونے کا وقت تھا ✦

(۹۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ۲۵ رمئی ۱۹۰۸ء کو عصر کی نماز کے بعد یعنی اپنی وفات سے صرف چند گھنٹے پیشتر حضور نے لاہور میں خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر جہاں نماز ہوا کرتی تھی ایک بڑی پُر جوش تقریر فرمائی جسکی وجہ یہ تھی کہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی طرف سے ایک شخص مباحثہ کا چیلنج لیکر آپ کے پاس آیا تھا۔ آپ نے مباحثہ کی شرائط کے لیے مولوی محمد احسن صاحب کو مقرر فرمایا اور پھر اس شخص کے جواب میں ایک نہایت زبردست تقریر فرمائی۔ اور جس طرح جوش کیوقت آپکا چہرہ سُرخ ہو جایا کرتا تھا اسی طرح اسوقت بھی یہی حال تھا۔ اس تقریر کے بعض فقرے اب تک میرے کانوں میں گونجتے ہیں۔ فرمایا تم عیسیٰ کو مرنے دو۔ کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے۔ نیز فرمایا۔ اب ہم تو اپنا کام ختم کر چکے ہیں ✦

(۹۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حاجی عبدالمجید صاحب لدھیانوی نے کہ ایک دفعہ حضور لدھیانہ میں تھے۔ میرے مکان میں ایک نیم کا درخت تھا چونکہ برسات کا موسم تھا۔ اسکے پتے بڑے خوشنما طور پر سبز تھے۔ حضور نے مجھے فرمایا۔ حاجی صاحب اس

آپ کے خلاف ایک کتاب لکھی مگر جلد ہی اس جہان سے گزر گیا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف فتح اسلام کے حاشیہ میں اس سفر کا مکمل ذکر کیا ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ غالباً یہ ۱۸۸۵ء کی بات ہے کہ ایک دفعہ ماہ جیٹھ یعنی مئی جون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں نماز فجر پڑھ کر اسکے ساتھ والے غسل خانہ میں جو تازہ پلستر ہونے کی وجہ سے ٹھنڈا تھا ایک چارپائی پر جو وہاں پڑی رہتی تھی جا لیٹے۔ چارپائی پر بستر اور تکیہ وغیرہ کوئی نہ تھا۔ حضرت کا سر قبلہ کی طرف اور منہ شمال کی طرف تھا۔ ایک کہنی آپ نے سر کے نیچے بطور تکیہ کے رکھ لی اور دوسری اسی صورت میں سر کے اوپر ڈھانک لی۔ میں پاؤں دبانے بیٹھ گیا۔ وہ رمضان کا مہینہ تھا اور ستائیس تاریخ تھی۔ اور جمعہ کا دن تھا۔ اس لیئے میں دل میں بہت مسرور تھا کہ میرے لیئے ایسے مبارک موقعے جمع ہیں۔ یعنی حضرت صاحب جیسے مبارک انسان کی خدمت کر رہا ہوں۔ وقت فجر کا ہے۔ جو مبارک وقت ہے مہینہ رمضان کا ہے جو مبارک مہینہ ہے۔ تاریخ ستائیس اور جمعہ کا دن ہے اور گذشتہ شب شب قدر تھی۔ کیونکہ میں نے حضرت صاحب سے سُنا ہوا تھا کہ جب رمضان کی ستائیس تاریخ اور جمعہ مل جاویں۔ تو وہ رات یقیناً شبقدر ہوتی ہے۔ میں انہی باتوں کا خیال کر کے دل میں مسرور ہو رہا تھا۔ کہ حضرت صاحب کا بدن یکلخت کانپا اور اسکے بعد حضور نے آہستہ سے اپنے اوپر کی کہنی ذرا ہٹا کر میری طرف دیکھا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ اسکے بعد آپ نے پھر اسی طرح اپنی کہنی رکھ لی۔ میں دباتے دباتے حضرت صاحب کی پنڈلی پر آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ حضور کے پاؤں پر ٹخنے کے نیچے ایک اٹن یعنی سخت سی جگہ تھی۔ اسپر سُرخی کا ایک قطرہ پڑا تھا۔ جو ابھی تازہ گرے ہونے کی وجہ سے بستہ تھا۔ میں نے اسے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی لگا کر دیکھا کہ کیا ہے۔ اسپر وہ قطرہ ٹخنے پر بھی پھیل گیا اور میری انگلی پر بھی لگ گیا۔ پھر میں نے

ہے۔ مگر حضرت صاحب کے چہرہ پر بالکل اطمینان تھا چنانچہ ہم سب قادیان چلے آئے بعد میں ہم نے سنا کہ مجسٹریٹ نے سرٹیفکٹ پر بڑی جرح کی اور بہت تلملایا اور ڈاکٹر کو شہادت کے لیئے بلایا مگر اس انگریز ڈاکٹر نے کہا کہ میرا سرٹیفکٹ بالکل درست ہے۔ میں اپنے فن کا ماہر ہوں اس پر میرے فن کی رو سے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا اور میرا سرٹیفکٹ تمام اعلیٰ عدالتوں تک چلتا ہے۔ مجسٹریٹ بڑبڑاتا رہا مگر کچھ پیش نہ گئی۔ پھر اسی دفعہ میں اس کا گورداسپور سے تبادلہ ہو گیا۔ اور نیز کسی ظاہرا نامعلوم وجہ سے اس کا تنزل بھی ہو گیا۔ یعنی وہ ای۔ اے۔ سی سے منصف کر دیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غالباً اس مجسٹریٹ کا نام چندو لال تھا اور وہ تاریخ جس پر اس موقعہ پر حضرت صاحب نے پیش ہونا تھا۔ غالباً ۱۶ فروری ۱۹۰۴ء تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ کہ حضور حدیث میں آتا ہے۔ کہ سب نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ہاں میں ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا۔ وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اسنے کہا کہ میں ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ بس شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اسکی بکریاں چرانی پڑیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام توضیح مرام شایع ہوئیں۔ تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اسنے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کیئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اسنے کہا اگر کوئی نبوت کا دعوے کرے۔ تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھینگے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے۔ تو بہرحال اسکی بات کو قبول کرینگے۔ میرا یہ جواب سنکر وہ بولا۔

وہ مولوی صاحب آپ قابو نہ ہی آئے۔ یہ قصہ سنا کر حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں۔ اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو پھر بھی مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے۔ تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے۔ وہی حق ہوگا۔ اور ہم سمجھ لیں گے۔ کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہونگے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہو جائے۔ تو پھر اسکے کسی دعوے میں چون و چرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے۔ (مگر ویسے حضرت مولوی صاحب نے جو کچھ فرمایا۔ وہ صرف ایک اصولی رنگ کی بات تھی۔ ورنہ ہمارا ایمان ہے۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم ہے۔ کہ قرآنی شریعت آخری شریعت ہے۔ پس حضرت مولوی صاحب کے یہ الفاظ اسی رنگ کے سمجھے جائیں گے جس رنگ میں اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین)

(۱۱۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ پسر موعود کی پیشگوئی کے بعد حضرت صاحب ہم کو بھی کبھی کہا کرتے تھے۔ کہ دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ ہم کو جلد وہ موعود لڑکا عطا کرے۔ ان دنوں میں حضرت کے گھر امیدواری تھی۔ ایک دن بارش ہوئی۔ تو میں نے مسجد مبارک کے اوپر صحن میں جا کر بڑی دُعا کی۔ کیونکہ میں نے حضرت صاحب سے سُنا تھا۔ کہ اگر بارش میں دُعا کی جاوے۔ تو زیادہ قبول ہوتی ہے۔ پھر مجھے دُعا کرتے کرتے خیال آیا کہ باہر جنگل میں جا کر دعا کروں۔ کیونکہ میں نے حضرت صاحب سے یہ بھی سُنا ہوا تھا۔ کہ باہر جنگل کی دعا بھی زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ اور میں نے غنیمت سمجھا کہ یہ دو قبولیت کے موقعے میرے لیئے میسر ہیں۔ چنانچہ میں قادیان سے مشرق کی طرف چلا گیا۔ اور باہر جنگل میں بارش کے اندر بڑی دیر تک سجدہ میں دُعا کرتا رہا۔ گو یا وہ قریباً سارا دن میرا بارش میں

یں ھل من مبارز پکار رہا تھا۔ خلاصہ یہ کہ براہین احمدیہ کی تصنیف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملک کے علم دوست اور مذہبی امور میں دلچسپی رکھنے والے طبقہ میں ایک بہت نمایاں حیثیت دیدی تھی اور خاص معتقدین کا ایک گروہ بھی قائم ہو گیا تھا۔ اور قادیان کا گمنام گاؤں جو ریل اور سڑک سے دور پردۂ پوشیدگی کے نیچے مستور تھا اب گاہے گاہے بیرونی مہمانوں کا منظر بننے لگا تھا۔ اور مخالفین اسلام بھی اپنے مُنہ کی پھونکوں سے اس نُور کو بجھانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ براہین کی اشاعت کے بعد حضرت مسیح موعود نے بیس ہزار اُردو اور انگریزی اشتہاروں کے ذریعہ دُنیا کے تمام ممالک میں اپنی ماموریت کا اعلان فرمایا۔ اسکے بعد جب شروع ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود نے خدائی حکم کے ماتحت ہوشیارپور جاکر وہاں چالیس دن خلوت کی اور ذکر خدا میں مشغول رہے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے آپ کو ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دی۔ جسنے اپنے مسیحی نفس سے مصلح عالم بن کر دنیا کے چاروں کونوں میں شہرت پانی تھی۔ یہ الہام اسقدر جلال اور شان وشوکت کے ساتھ ہوا۔ کہ جب حضور نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس کا اعلان فرمایا تو اسکی وجہ سے ملک میں ایک شور برپا ہو گیا اور لوگ نہایت شوق کے ساتھ اس پسر موعود کی راہ دیکھنے لگے اور سب نے اپنے اپنے خیال کے مطابق اس پسر موعود کے متعلق امیدیں جمالیں۔ بعض نے اس پسر موعود کو مہدی معہود سمجھا جس کا اسلام میں وعدہ دیا گیا تھا۔ اور جس نے دُنیا میں مبعوث ہو کر اسلام کے دشمنوں کو نابود اور مسلمانوں کو ہر میدان میں غالب کرنا تھا۔ بعض نے اور اسی قسم کی امیدیں قائم کیں اور بعض تماشائی کے طور پر پیشگوئی کے جلال اور شان وشوکت کو دیکھ کر ہی حیرت میں پڑ گئے تھے اور بغیر کوئی امید قائم کئے اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ غیر مذاہب والوں کو بھی اس خبر نے چونکا دیا تھا۔ غرض اس وحی الٰہی کی اشاعت رجوع عام کا باعث ہوئی۔ ان دنوں حضور کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ مگر اللہ نے

... ... میں ابتلا رکھے ہوتے ہیں۔ سو قدرت خدا کہ چند ماہ کے بعد یعنی مئی ۱۸۸۶ء میں بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکی تھی۔ اس پر خوش اعتقادوں میں مایوسی اور بد اعتقادوں ... میں ہنسی اور استہزاء کی ایک ایسی لہر اٹھی کہ جس نے ملک میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا۔ اس وقت تک بیعت کا سلسلہ تو تھا ہی نہیں کہ مریدین الگ نظر آتے۔ بس عام لوگوں میں چہ میگوئی ہو رہی تھی۔ کہ یہ کیا ہوا۔ کوئی کچھ کہتا تھا۔ کوئی کچھ۔ حضور نے بذریعہ اشتہار اور خطوط اعلان فرمایا کہ وحی الٰہی میں یہ نہیں بتایا گیا تھا۔ کہ اس وقت جو بچہ کی امیدواری ہے تو یہی وہ پسر موعود ہوگا۔ اور اس طرح لوگوں کی تسلی کی کوشش کی چنانچہ اس پر اکثر لوگ سنبھل گئے اور پیشگوئی کے ظہور کے منتظر رہے۔ کچھ عرصہ بعد یعنی اگست ۱۸۸۷ء میں حضرت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ اس لڑکے کی پیدائش پر بڑی خوشی منائی گئی۔ اور کئی لوگ جو متزلزل ہو گئے تھے۔ پھر سنبھل گئے۔ اور لوگوں نے سمجھا۔ کہ یہی وہ موعود لڑکا ہے۔ اور خود حضرت صاحب کو بھی یہی خیال تھا۔ مگر آپ نے اسکے متعلق کبھی قطعی یقین ظاہر نہیں کیا۔ مگر یہ ضرور فرماتے رہے کہ قرائن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ لڑکا ہے واللہ اعلم۔ غرض بشیر اول کی پیدائش رجوع عام کا باعث ہوئی۔ مگر قدرت خدا کہ ایک سال کے بعد یہ لڑکا اچانک فوت ہو گیا۔ بس پھر کیا تھا۔ ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہوا۔ اور سخت زلزلہ آیا حتیٰ کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری کا خیال ہے کہ ایسا زلزلہ عامۃ الناس کیلئے نہ اس سے قبل کبھی آیا تھا نہ اسکے بعد آیا۔ گویا وہ دعوائے مسیحیت پر جو زلزلہ آیا تھا۔ اسے بھی عامۃ الناس کے لیئے اس سے کم قرار دیتے ہیں۔ مگر بہرحال یہ یقینی بات ہے کہ اس واقعہ پر ملک میں ایک سخت شور اٹھا اور کئی خوش اعتقادوں کو ایسا دھکا لگا کہ وہ پھر نہ سنبھل سکے۔ مگر تعجب ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اس واقعہ کے بعد بھی خوش اعتقاد رہا۔ حضرت صاحب نے لوگوں کو سنبھالنے کے لیئے اشتہارات اور خطوط کی بھرمار کر دی اور لوگوں کو سمجھایا کہ میں نے کبھی یہ یقین ظاہر نہیں کیا تھا کہ یہی وہ لڑکا ہے ہاں یہ میں نے کہا تھا کہ چونکہ خاص اس لڑکے کے متعلق بھی مجھے بہت سے الہام ہوئے ہیں۔ جن میں اس کی بڑی ذاتی

موجود ہیں ان کا مقدمہ اور حواشی وغیرہ سب دورانِ اشاعت کے زمانہ کے ہیں۔ اور اس میں اصل ابتدائی تصنیف کا حصہ بہت ہی تھوڑا آیا ہے۔ یعنی صرف چند صفحات سے زیادہ نہیں اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ تین سو دلائل جو آپ نے لکھے تھے ان میں سے مطبوعہ براہین احمدیہ میں صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی ہے اور وہ بھی نامکمل طور پر۔ ان چار حصوں کے طبع ہونے کے بعد اگلے حصص کی اشاعت خدائی تصرف کے ماتحت رک گئی۔ اور سُنا جاتا ہے۔ کہ بعد میں اس ابتدائی تصنیف کے مسودے بھی کسی وجہ سے جلکر تلف ہوگئے۔ حضرت مسیح موعود نے براہین حصہ چہارم کے آخر میں جو اشتہار "ہم اور ہماری کتاب" کے عنوان کے نیچے دیا ہے اس میں آپ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ ابتداء میں جب براہین احمدیہ تصنیف کی گئی تو اور صورت تھی۔ مگر بعد میں یعنی دورانِ اشاعت میں جب حواشی وغیرہ لکھے جارہے تھے۔ اور کتاب طبع ہوکر شایع ہورہی تھی۔ صورت بدل گئی یعنی جناب باری تعالیٰ کی طرف سے آپ کو خلعت ماموریت عطا ہوا اور ایک اور عالم سے آپکو اطلاع دی گئی۔ اسپر آپ نے اپنے پہلے ارادوں کو ترک کردیا اور سمجھ لیا۔ کہ اب معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس طرح چاہیگا۔ آپ سے خدمتِ دین کا کام لیگا۔ چنانچہ یہ جو اسکے بعد اسّی کے قریب کتابیں اور سینکڑوں اشتہارات اور تقریریں آپ کی طرف سے خدمتِ دین کے راستہ میں شایع ہوئیں اور اب آپ کی وفات کے بعد بھی جو خدمتِ دین آپ کے متبعین کیطرف سے ہورہی ہے یہ سب اسی کا نتیجہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کی جتنی صداقت ان تین سو دلائل سے ثابت ہوتی۔ جو آپ نے براہین احمدیہ میں تحریر فرمائے تھے۔ اس سے کہیں بڑھ کر محض آپکے وجود سے ہوئی۔ جس کا ظہور بعد میں مہدویت اور مسیحیت کے رنگ میں ہوا۔ گویا قطع نظر ان عظیم الشان تحریرات کے جو بعد میں خداوند تعالیٰ نے آپکے ہاتھ سے شایع کروائیں محض آپ کا وجود باجود ہی ان تین سو دلائل سے بڑھکر صداقت اسلام پر روشنی ڈالنے والا ہے۔ کیونکہ یہ تین سو دلائل تو بہرحال

خاکسار عرض کرتا ہے کہ نادان لوگ بعض اوقات ایسی باتوں سے خدائی قدرت نمائیوں کے متعلق شکوک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ خدائی باتوں میں خدائی جلوے ہوتے ہیں جو خدا کے چہرہ کو ظاہر کرنے والے ہوتے ہیں لیکن انسان خواہ اپنے علم سے کیا کچھ بنالے۔ مگر پھر بھی حالات کا مطالعہ کرنے والوں کو انسانی کاموں میں انسان سے بڑھ کر کوئی چہرہ نظر نہیں آسکتا۔ چنانچہ بعض اوقات ایک ہی بات ہوتی ہے مگر جب وُہ خدا کی طرف سے آتی ہے تو اور شان رکھتی ہے اور انسان کیطرف سے آتی ہے تو اور شان رکھتی ہے۔ اسی مثال میں ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ کس طرح خدائی قدرت نمائی کے سامنے انسانی طلسم پر پانی پھر گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ شخص بھی حضرت موسےٰ کے زمانہ کے شعبدہ بازوں کی طرح کوئی شعبدہ دکھاتا ہوگا۔ مگر حضرت مسیح موعود پر اس معاملہ میں خدا کا فضل حضرت موسیٰ سے بڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں تو انسانی طلسم کو مٹانے کے لیئے حضرت موسیٰ کو کچھ دکھانا پڑا اور یہاں صرف دکھانے کا نام لینے پر ہی طلسم پاش پاش ہو گیا اور دشمن کو سامنے آنیکی جرأت ہی نہ ہوئی فالحمدللہ علی ذالک ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے حافظ روشن علی صاحب نے کہ جب منارۃ المسیح کے بننے کی تیاری ہوئی تو قادیان کے لوگوں نے افسرانِ گورنمنٹ کے پاس شکایتیں کیں کہ اس منارہ کے بننے سے ہمارے مکانوں کی پردہ دری ہوگی چنانچہ گورنمنٹ کیطرف سے ایک ڈپٹی قادیان آیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسجد مبارک کے ساتھ والے حجرہ میں ملا۔ اس وقت قادیان کے بعض لوگ جو شکایت کرنے والے تھے وہ بھی اسکے ساتھ تھے حضرت صاحب سے ڈپٹی کی باتیں ہوتی رہیں اور اسی گفتگو میں حضرت صاحب نے ڈپٹی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ بڈھامل بیٹھا ہے۔ آپ اس سے پُوچھ لیں۔ کہ بچپن سے لے کر آجتک کیا کبھی ایسا ہوا ہے۔ کہ اسے فائدہ پہنچانے کا مجھے کوئی موقعہ ملا ہو اور میں نے فائدہ پہنچانے میں کوئی کمی کی ہو اور پھر اسی سے پوچھیں۔ کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے تکلیف دینے کا اسے کوئی موقعہ ملا ہو۔ تو اس نے مجھے تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر چھوڑی ہو۔ حافظ صاحب نے بیان کیا۔ کہ میں اسوقت بڈھامل

کرتا ہے کہ لالہ بھیم سین صاحب کی کامیابی کے متعلق بھی حضرت صاحب نے خواب دیکھا تھا۔ کہ جتنے لوگوں نے امتحان دیا ہے ان میں سے صرف لالہ بھیم سین صاحب پاس ہوئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۱۷۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے اپنی کتاب حیاۃ النبی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ملازمت سیالکوٹ کے متعلق مولوی سیّد میر حسن صاحب سیالکوٹی کی ایک تحریر نقل کی ہے۔ جو میں مولوی صاحب موصوف سے براہِ راست تحریری روایت لے کر درج ذیل کرتا ہوں۔ مولوی صاحب موصوف سید میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی کے چچا ہیں۔ اور سیالکوٹ کے ایک بڑے مشہور مولوی ہیں۔ مولوی صاحب مذہباً احمدی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبع نہیں بلکہ سرسید مرحوم کے خیالات کے دلدادہ ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"حضرت مرزا صاحب ۱۸۶۴ء میں بتقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے اور قیام فرمایا۔ چونکہ آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول و لغو سے مجتنب اور محترز تھے۔ اسواسطے عام لوگوں کی ملاقات جو اکثر تضیع اوقات کا باعث ہوتی تھی۔ آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ لالہ بھیم سین صاحب وکیل جن کے نانا ڈپٹی مٹھن لال صاحب بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھے۔ انکے بڑے رفیق تھے۔ اور چونکہ بٹالہ میں مرزا صاحب اور لالہ صاحب آپس میں تعارف رکھتے تھے۔ اسلئے سیالکوٹ میں بھی ان سے اتحاد کامل رہا پس سب سے کامل دوست مرزا صاحب کے اگر اس شہر میں تھے۔ تو لالہ صاحب ہی تھے اور چونکہ لالہ صاحب سلیم طبع اور لیاقت زبان فارسی اور ذہن رسا رکھتے تھے اس سبب سے بھی مرزا صاحب کو علم دوست ہونے کے باعث ان سے بہت محبت تھی۔ مرزا صاحب کی علمی لیاقت سے کچہری والے آگاہ نہ تھے۔ مگر چونکہ اسی سال کے اوائل گرما میں ایک عرب نوجوان محمد صالح نام شہر میں وارد ہوئے اور ان پر جاسوسی کا شبہ ہوا۔ تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے (جن کا نام پرکسن تھا۔ اور پھر وہ آخر میں کمشنر راولپنڈی کی کمشنری کے ہوگئے تھے) محمد صالح کو اپنے محکمہ میں بغرض تفتیش حالات طلب کیا۔ ترجمان کی ضرورت تھی۔ مرزا صاحب چونکہ عربی میں کامل استعداد رکھتے تھے۔ اور عربی زبان میں تحریر و تقریر کو بلی

پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پوچھا۔ تو پادری صاحب نے جواب دیا۔ کہ میں مرزا صاحب سے ملاقات کرنیکو آیا تھا۔ چونکہ میں وطن جانے والا ہوں اسواسطے ان سے آخری ملاقات کرونگا۔ چنانچہ جہاں مرزا صاحب بیٹھے تھے وہیں چلے گئے اور فرش پہ بیٹھے رہے اور ملاقات کرکے چلے گئے۔

چونکہ مرزا صاحب پادریوں کے ساتھ مباحثہ کو بہت پسند کرتے تھے اسواسطے مرزا شکستہ تخلص نے جو بعد ازاں موحد تخلص کیا کرتے تھے اور مراد بیگ نام جالندھر کے رہنے والے تھے۔ مرزا صاحب کو کہا۔ کہ سید احمد خان صاحب نے تورات انجیل کی تفسیر لکھی ہے آپ ان سے خط و کتابت کریں اس معاملہ میں آپ کو بہت مدد ملیگی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سر سید کو عربی میں خط لکھا۔

کچہری کے منشیوں سے شیخ الہ داد صاحب مرحوم سابق محافظ دفتر سے بہت اُنس تھا اور نہایت پکی اور سچی محبت تھی۔ شہر کے بزرگوں سے ایک مولوی صاحب محبوب عالم نام سے جو عزلت گزین اور بڑے عابد اور پارسا اور نقشبندی طریق کے صوفی تھے مرزا صاحب کو دلی محبت تھی۔

چونکہ جس بیٹھک میں مرزا صاحب حکیم منصب علی کے جو اس زمانہ میں وثیقہ نویس تھے رہتے تھے۔ اور وہ سر بازار تھی۔ اور اس دوکان کے بہت قریب تھی۔ جس میں حکیم حسام الدین صاحب مرحوم سامان دواسازی اور دوا فروشی اور مطب رکھتے تھے اس سبب سے حکیم صاحب اور مرزا صاحب میں تعارف ہوگیا۔ چنانچہ حکیم صاحب نے مرزا صاحب سے قانونچہ اور موجز کا بھی کچھ حصہ پڑھا۔

چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اسواسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی طیاری شروع کردی۔ اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے۔ وہ دنیوی اشغال کے لیئے بنائے نہیں گئے تھے۔ سچ ہے۔ ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

برائے صفحہ ۲۰۴، ۲۵۸

(**دوسرے**۔ مولوی میر حسن صاحب نے لکھا ہے۔ کہ زمانہ قیام سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عربی میں کامل استعداد تھی اور آپ عربی میں تحریر و تقریر کرسکتے تھے۔ یہ ریمارک جس رنگ میں مولویصاحب نے کیا ہے۔ درست ہے۔ مگر یہ ایک نسبتی ریمارک ہے۔ جس سے صرف یہ مراد ہے کہ اسوقت سیالکوٹ کے ایک خاص حلقہ میں حضرت صاحب کی عربی استعداد دوسروں کی نسبت اچھی تھی۔ اور آپ ایک حد تک عربی میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کرسکتے تھے۔ لیکن ویسے حقیقۃً دیکھا جائے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکتسابی تعلیم عام مروجہ حد سے ہرگز متجاوز نہیں تھی۔ اور وہ بھی اس حد تک محدود تھی۔ جو اسوقت قادیان میں گھر پر استاد رکھنے سے میسر آسکتی تھی۔ کیونکہ آپ نے کسب علم کیلئے کبھی کسی بڑے مرکز یا شہر کا سفر اختیار نہیں کیا)

تیسرے مولوی میر حسن صاحب نے لکھا ہے۔ کہ حضرت صاحب نے سرسید کی تفسیر دیکھی۔ مگر پسند نہیں فرمایا۔ اسکی یہ وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سرسید مرحوم کو ایک لحاظ سے قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور انہیں قوم کا ہمدرد اور بہی خواہ سمجھتے تھے۔ لیکن سرسید کے مذہبی خیالات کے آپ سخت مخالف تھے۔ کیونکہ مذہبی معاملات میں سرسید کی یہ پالیسی تھی کہ نئے علوم اور نئی روشنی سے مرعوب ہوکر انکے مناسب حال اسلامی مسائل کی تاویل کردیتے تھے۔ چنانچہ یہ سلسلہ اتنا وسیع ہوا کہ کئی بنیادی اسلامی عقاید مثلاً دعا وحی والہام خوارق معجزات ملائک وغیرہ کے گویا ایک طرح منکر ہی ہوگئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سرسید کی یہ حالت دیکھکر انہیں اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں نہایت دردمندانہ طریق پر مخاطب کرکے ان کی اس سخت ضرر رساں پالیسی پر متنبہ فرمایا ہے۔

نیز۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول بھی اوائل میں سرسید کے خیالات اور طریق سے بہت متاثر تھے۔ مگر حضرت صاحب کی صحبت سے یہ اثر آہستہ آہستہ دھلتا گیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور بھی ابتداء میں سرسید

یعنی مبارک ہے وہ شخص جو اب میری موجودگی میں ایمان لاتا ہے کیونکہ وہ میری صحبت میں آکر صحابہ کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ جو عرفان اور تقوے کی مے صحابہ کرام کو ملی تھی۔ وہی میرے صحابہ کو بھی دی گئی ہے۔ پھر ایک اور موقعہ پر جب عبدالحکیم خاں مرتد نے آپکی جماعت پر کچھ اعتراضات کئے تو آپ نے اسکے جواب میں تحریر فرمایا کہ:۔ "آپ کہتے ہیں کہ صرف ایک حکیم مولوی نورالدین صاحب اس جماعت میں عملی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دوسرے ایسے ہیں اور ایسے ہیں میں نہیں جانتا کہ آپ اس افترا کا کیا خدا تعالےٰ کو جواب دینگے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں۔ اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کیوقت اسقدر روتے ہیں کہ انکے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزار ہا بیعت کنندوں میں اسقدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو انکی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزار ہا درجہ انکو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنی فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو۔ تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ میری جماعت نے جسقدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزار ہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج انکو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہو جاؤ۔ تو وہ دست بردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی میں ہمیشہ انکو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور انکی نیکیاں انکو نہیں سناتا۔ مگر دل میں خوش ہوں"۔

اسی طرح بعض اور موقعوں پر بھی آپ نے اپنی جماعت کی بہت تعریف کی ہے۔ لیکن بعض نادان اس میں شک کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ صحابہ کرام میں تو ہمیں سب کچھ نظر آتا ہے مگر یہاں بہت کم گویا مقابلتہً کچھ بھی نہیں۔ اس دھوکے کا ازالہ یہ ہے کہ بعض ایسی باتیں ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت کی حقیقی قدر پہچاننے کے رستہ میں روک ہو رہی ہیں۔ مگر صحابہ

بعث ماننا پڑا جو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے وقت میں ہزار ششم میں ہوگا*
پھر حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۶۷ پر فرماتے ہیں:-
"واخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنے آنحضرت کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے۔ جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اسکی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم و تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا۔ کہ وہ آنحضرت صلعم کا بروز ہوگا۔ اسلیئے اسکے اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائینگے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالےٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں۔ وہ اپنے رنگ میں ادا کرینگے*

پس جب خداوند عالمیان جو عالم الکل ہے اور جس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں حضرت مسیح موعود کی جماعت کو آنحضرت صلعم کے صحابہ میں داخل کرتا ہے اور انکی تعریف فرماتا ہے تو زید و بکر کو اس میں چہ میگوئی کرنیکا کیا حق ہے اللہ یعلم وانتم لا تعلمون -

تیرھویں وجہ یہ ہے جسے لوگ عموماً نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جماعت کی ترقی کے لیئے ایک خاص طریق مقرر کر رکھا ہے اور قرآن شریف سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کی ترقی آہستہ آہستہ مقدر ہے جیسا کہ فرمایا کزرع اخرج شطأہ الخ یعنے حضرت مسیح موعود کی جماعت کی ترقی اس پودے کی طرح مقدر ہے جو شروع شروع میں زمین سے اپنی کمزور کمزور پتیاں نکالتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اپنی کتاب اعجاز المسیح صفحہ ۱۲۳ پر تحریر فرماتے ہیں:-

" فاشار موسٰی بقولہ اشداء علے الکفار الی صحابۃ ادرکوا صحبۃ نبینا المختار واشار عیسٰے بقولہ کزرع اخرج شطاءہ الی قوم اخرین منھم وامامھم المسیح بل ذکر اسمہ احمد بالتصریح ۔ یعنی موسٰے علیہ السلام نے اشداء علے الکفار کے الفاظ کہکر صحابہ کیطرف اشارہ کیا۔ جنہوں نے ہمارے آنحضرت صلعم کی صحبت پائی اور عیسٰے علیہ السلام نے اپنے قول کزرع اخرج شطأہ سے اس قوم کی

کہ میں پھر نو گاؤں میں چلا جاؤں اور بڑی بیقراری سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔
جلدی نہیں کرنی چاہیئے اپنے وقت پر یہ خودبخود ہو جائیگا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان
کرتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ بعد میرا تبادلہ غوث گڑھ میں ہو گیا۔ جہاں میرا اتنا دل
لگا کہ نو گاؤں کی خواہش دل سے نکل گئی۔ اور میں نے حضرت کے فرمان
کی یہ تاویل کر لی کہ چونکہ غوث گڑھ بھی مسلمانوں کا گاؤں ہے اور اسمیں مسجد
ہے۔ اور یہاں میرا دل بھی خوب لگ گیا ہے اس لیئے حضرت کے فرمان کے یہی معنی
ہونگے۔ جو پورے ہو گئے۔ مگر کچھ عرصہ بعد نو گاؤں کا حلقہ خالی ہوا۔ اور تحصیلدار نے
میری ترقی کی سفارش کی اور لکھا کہ ترقی کی یہ صورت ہے کہ مجھے علاوہ غوث گڑھ کے
نو گاؤں کا حلقہ بھی جو وہ بھی ۵ سالانہ کا تھا۔ دیدیا جاوے۔ اور دونوں حلقوں
کی تنخواہ یعنی ماہانہ مجھے دی جاوے۔ یہ سفارش مہاراج سے منظور ہو گئی اور
اس طرح میرے پاس غوث گڑھ اور نو گاؤں دونوں حلقے آگئے۔ اور ترقی بھی
ہو گئی۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص اقتداری
فعل تھا۔ ورنہ نو گاؤں غوث گڑھ سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور درمیان
میں کئی غیر حلقے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ غوث گڑھ کا تمام گاؤں میاں عبداللہ
صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہو چکا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ تمام دیہات ریاست
پٹیالہ میں واقع ہیں۔

(۱۶۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے
کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب
اسکو رومال میں باندھکر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے۔ اور جب وقت
دیکھنا ہوتا تھا۔ تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گنکر وقت کا پتہ لگاتے
تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے۔ اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت
نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر
اسطرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

کیونکہ اسکی اصل غرض اظہار قدرت تھی اور وہ غرض پوری ہو گئی ۔ ہاں اگر حالات بدل جانے کے باوجود پیشگوئی پہلی صورت میں ہی ظاہر ہوتی تو پھر بیشک پیشگوئی غلط جاتی کیونکہ اظہار قدرت الٰہی جو اصل مقصود تھا وقوع میں نہ آتا۔

آتھم کی پیشگوئی بھی اظہار قدرت الٰہی کے لئے تھی نہ کہ اظہار علم کے لئے جیسا کہ پیشگوئی کے حالات اور پیشگوئی کے الفاظ سے ظاہر ہے خصوصاً یہ الفاظ کہ "بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ کرے"۔ کیونکہ اگر اظہار علم مقصود ہوتا۔ تو اس میں کوئی شرط وغیرہ نہیں ہو سکتی تھی۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ یہ پیشگوئی اظہار قدرت کے لئے تھی تو پھر ماننا پڑیگا کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ کیونکہ اظہار قدرت ہو گیا۔ کما حق اور آتھم کی پیشگوئی تو عام اظہار قدرت والی پیشگوئیوں میں بھی ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ پیشگوئی ایک مرکب پیشگوئی ہے۔ جسکا مفہوم یہ ہے کہ اگر آتھم حق کیطرف رجوع کریگا تو پندرہ ماہ میں نہیں مریگا۔ اور اگر رجوع نہ کریگا۔ تو پندرہ ماہ کے اندر اندر ہاویہ میں گرایا جاویگا۔ پس بوجہ مرکب پیشگوئی ہونے کے یہ پیشگوئی عام پیشگوئیوں سے اپنی شان میں رفیع ہے کیونکہ جو اظہار قدرت کی شان مرکب یعنے ایک سے زیادہ پہلو والی پیشگوئیوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ مفرد پیشگوئیوں میں نہیں ہوتی۔ جسکی آنکھیں ہوں دیکھے۔

(۱۷۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا امرتسر میں آتھم کے ساتھ مباحثہ ہوا تو دوران مباحثہ میں ایک دن عیسائیوں نے خفیہ طور پر ایک اندھا اور ایک بہرا اور ایک لنگڑا مباحثہ کی جگہ میں لا کر ایک طرف بٹھا دیئے اور پھر اپنی تقریر میں حضرت صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ مسیح ہونیکا دعوٰے کرتے ہیں لیجئے۔ یہ اندھے اور بہرے اور لنگڑے آدمی موجود ہیں مسیح کی طرح انکو ہاتھ لگا کر اچھا کر دیجئے۔ میر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم سب حیران تھے۔ کہ دیکھئے اب حضرت صاحب اسکا کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر جب حضرت صاحب نے اپنا جواب لکھوانا شروع کیا تو فرمایا۔ کہ میں تو اس بات کو نہیں مانتا کہ مسیح اس طرح ہاتھ لگا کر اندھوں اور بہروں اور لنگڑوں کو اچھا کر دیتا تھا۔ اسلئے مجھ پر یہ مطالبہ کوئی

تھی اُسدن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا ۔

(۴۴۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کیساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اُسپر بھی وہی جواب دیا وہ اسوقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں۔ کہ جاؤ پھر راکھ کر روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈالکر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سُنا کر کہا کہ جسوقت اُس عورت نے مجھے یہ بات سُنائی تھی۔ اسوقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے ۔

(۴۴۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علیخان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دُعا کے لیئے اُس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اُسوقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دُعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اُسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے ؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے۔ خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ وُہ چھڑی مُدت سے آپکے ہاتھ میں رہتی تھی۔ مگر محویت کا یہ عالم تھا۔ کہ کبھی اُسکی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ کہ پہچان سکیں۔ خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ اسی طرح ایک دفعہ میں قادیان آیا۔ اسوقت حضرت صاحب مسجد کی سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر کسی افغان کو رخصت کر رہے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ آپ اُس وقت خوش نہ تھے۔ کیونکہ وہ شخص افغانستان میں جا کر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ خیر میں جا کر حضور سے ملا۔ اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ کسی (۲۸۸
کام کے متعلق میر صاحب یعنی میر ناصر نواب صاحب کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کا اختلاف ہو گیا۔
میر صاحب نے ناراض ہو کر اندر حضرت صاحب کو جا اطلاع دی۔ مولوی محمد علی صاحب کو اس کی
اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ ہم لوگ یہاں حضور کی خاطر آئے ہیں کہ حضور
کی خدمت میں رہ کر کوئی خدمتِ دین کا موقعہ مل سکے۔ لیکن اگر حضور تک ہماری شکایتیں اس
طرح پہنچیں گی۔ تو حضور بھی انسان ہیں۔ ممکن ہے کسی وقت حضور کے دل میں ہماری طرف سے
کوئی بات پیدا ہو تو اس صورت میں ہمیں بجائے قادیان آنیکا فائدہ ہونیکے اُلٹا نقصان ہو
جائے گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب نے مجھ سے کچھ کہا تو تھا۔ مگر میں اسوقت اپنے فکروں
میں اتنا محو تھا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میر صاحب نے کیا کہا اور
کیا نہیں کہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چند دن سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہوا
ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے۔ بس ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے
سامنے رہتا ہے۔ میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے
تو اسوقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ وہ شخص سمجھتا ہوگا۔ کہ میں اُس
کی بات سن رہا ہوں۔ مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں۔ جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی
خیال میرے ساتھ ہوتا ہے۔ غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ
پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے
آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاوے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے
اور اُس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند
ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا
ہدایت پائے اور خدا کا منشا پورا ہو۔ پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی۔ تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ
بھی پالیا اور اسکو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل
غرض پوری نہ ہوئی۔ تو گویا ہمارا سارا کام رائیگان گیا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل و براہین کی فتح کے
تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت

کو بھی اِن دنوں میں خارش کی تکلیف ہوگئی تھی ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ کا نام نصرت جہاں بیگم (۲۶۳)
ہے اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ان کا مہر میر صاحب کی تجویز پر گیارہ سو روپیہ مقرر ہوا تھا خاکسار
عرض کرتا ہے کہ ہماری نانا جان صاحب کا نام میر ناصر نواب ہے ۔ میر صاحب خواجہ میر درد صاحب کے خاندان سے ہیں اور پنجاب کے محکمہ نہر میں ملازم تھے ۔ اور قریباً عرصہ پچیس سال سے پنشن پر ہیں ۔ شروع شروع
میں میر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کچھ مخالفت کی تھی ۔ لیکن جلد ہی تائب ہو کر بیعت میں شامل ہوگئے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ پٹیالہ میں (۲۶۴)
خلیفہ محمد حسین صاحب وزیر پٹیالہ کے مصاحبوں اور ملاقاتیوں میں ایک مولوی عبد العزیز صاحب
ہوتے تھے ۔ جو کوم ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے ۔ اُن کا ایک دوست تھا ۔ جو بڑا امیر کبیر اور صاحب
جائداد تھا ۔ اور لاکھوں روپے کا مالک تھا مگر اُسکے کوئی لڑکا نہ تھا ۔ جو اُس کا وارث ہوتا اُسنے
مولوی عبد العزیز صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب سے میرے لیئے دُعا کرواؤ کہ میرے لڑکا ہو جاوے
مولوی عبد العزیز نے مجھے بُلا کر کہا کہ ہم تمہیں کرایہ دیتے ہیں ۔ تم قادیان جاؤ اور مرزا صاحب سے
اس بارہ میں خاص طور پر دُعا کے لیئے کہو ۔ چنانچہ میں قادیان آیا اور حضرت صاحب سے سارا ماجرا
عرض کر کے دُعا کیلئے کہا ۔ آپ نے اسکے جواب میں ایک تقریر فرمائی ۔ جس میں دُعا کا فلسفہ بیان
کیا اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دُعا کے لیئے ہاتھ اُٹھا دینے سے دُعا نہیں ہوتی بلکہ اسکے لیئے ایک خاص
قلبی کیفیت کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے جب آدمی کسی کے لیئے دُعا کرتا ہے تو اسکے لیئے ان دو باتوں میں
سے ایک کا ہونا ضروری ہوتا ہے ۔ یا تو اس شخص کیساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اُسکی
خاطر دل میں ایک خاص درد اور گداز پیدا ہو جائے ۔ جو دُعا کے لیئے ضروری ہے اور یا اس شخص نے
کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو کہ جس سے دل سے اُسکے لیئے دعا نکلے ۔ مگر یہاں نہ تو ہم اس شخص کو جانتے ہیں ۔ اور نہ اُس نے
کوئی دینی خدمت کی ہے ۔ کہ اس کے لئے ہمارا دل پگھلے ۔ پس آپ جا کر اُسے یہ کہیں ۔ کہ وہ اسلام کی خدمت کے لئے
ایک لاکھ روپیہ دے یا دینے کا وعدہ کرے ۔ پھر ہم اس کیلئے دعا کرینگے ۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں ۔ کہ پھر اللہ اسے
ضرور لڑکا دیدیگا ۔ میاں عبد اللہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے جا کر یہی جواب دیدیا ۔ مگر وہ خاموش ہو گیا ۔ اور آخر وہ شخص
لا ولد ہی مر گیا اور اسکی جائداد اسکے دور نزدیک کے رشتہ داروں میں کئی جھگڑوں اور مقدموں کے بعد تقسیم ہو گئی ۔

کو قبول کر لونگا۔ اور اَور بھی بہت سی لوگ حق کو قبول کر لینگے۔ اور حضرت صاحب نے یہ بھی کہا۔ کہ یہ بھی اُسے کہنا کہ جھوٹے کو اُسکے گھر تک پہنچانا چاہیئے۔ یہ ایک بڑا نادر موقعہ ہے مرزا صاحب نے بڑا شور مچا رکھا ہے۔ آپ اگر ان کو شکست دیدینگے اور ان سے انعام حاصل کر لینگے۔ تو یہ ایک عیسائیت کی نمایاں فتح ہوگی۔ اور پھر کوئی مُسلمان سامنے نہیں بول سکیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں۔ جسوقت حضرت صاحب نے یہ مجھ سے فرمایا۔ اسوقت شام کا وقت تھا۔ اور بارش ہو رہی تھی اور سردیوں کے دن تھے اسلیئے میاں حامد علی نے مجھے روکا۔ کہ صبح چلے جانا۔ مگر مَیں نے کہا۔ کہ جب حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ تو خواہ کچھ ہو۔ میں تو ابھی جاؤنگا۔ چنانچہ میں اُسیوقت پیدل روانہ ہوگیا اور قریباً رات کے دس گیارہ بجے بارش سے تر بتر اور سردی سے کانپتا ہوا بٹالہ پہنچا۔ اور اُسی وقت پادری مذکور کی کوٹھی پر گیا۔ وہاں پادری کے خانسامہ نے میری بڑی خاطر کی۔ اور مجھے سونے کے لئے جگہ دی۔ اور کھانا دیا۔ اور بہت آرام پہنچایا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ صبح پادری صاحب سے ملاقات کراؤنگا۔ چنانچہ صبح ہی اُس نے مجھے پادری سے ملایا۔ اسوقت پادری کے پاس اس کی میم بھی بیٹھی تھی۔ میں نے اسی طریق پر جس طرح حضرت صاحب نے مجھے سمجھایا تھا۔ اس سے گفتگو کی۔ مگر اس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ ہم ان باتوں میں نہیں آتے میں نے اسے بہت غیرت دلائی اور عیسائیت کی فتح ہوجانیکی صورت میں اپنے آپ کو حق کے قبول کرنے کیلئے تیار ظاہر کیا۔ مگر وہ انکار ہی کرتا چلا گیا۔ آخر میں مایوس ہوکر قادیان آگیا۔ اور حضرت صاحب سے سارا قصہ عرض کر دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ واقعہ غالباً سلسلۂ بیعت سے پہلے کا ہے۔

۲۷۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے۔ کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتوٰے دریافت کیا۔ کہ میری ایک بہن کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا۔ پھر وہ مرگئی۔ اور مجھے اسکا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالٰے نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جوابدیا۔ کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کیخدمت

میں خرچ ہو سکتا ہے۔ اور پھر مثال دیکر بیان کیا۔ کہ اگر کسی شخص پر کوئی سگِ دیوانہ حملہ کرے۔ اور اسکے پاس اسوقت کوئی چیز اپنے دفاع کے لئے نہ ہو۔ نہ سوٹی نہ پتھر وغیرہ۔ صرف چند نجاست میں پڑے ہوئے پیسے اسکے قریب ہوں۔ تو کیا وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے ان پیسوں کو اٹھا کر اس کتے کو نہ دے مار یگا۔ اور اسوجہ سے رُک جاویگا۔ کہ یہ پیسے ایک نجاست کی نالی میں پڑے ہوئے ہیں ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح اس زمانہ میں جو اسلام کی حالت ہے اسے مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ اس روپیہ کو خدمت اسلام میں لگایا جا سکتا ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس زمانے میں جب کی یہ بات ہے۔ آجکل والے انگریزی پیسے زیادہ رائج نہ تھے۔ بلکہ موٹے موٹے بھدے سے پیسے چلتے تھے۔ جنکو منصوری پیسے کہتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں خدمتِ اسلام کے لئے بعض شرائط کے ماتحت سودی روپیہ کے خرچ کئے جانے کا فتوے بھی حضرت صاحب نے اسی اصول پر دیا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ فتوے وقتی ہیں۔ اور خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہیں۔ ومن اعتدٰی فقد ظلم وحارب اللہ۔

(۲۷۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔

(۲۷۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے۔ کہ سؤر سے مسلمانوں کو سخت نفرت ہے جو طبیعت کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ انسان اگر چاہے۔ تو تمام منہیات سے ایسی ہی نفرت کر سکتا ہے اور اُسے ایسی ہی نفرت کرنی چاہئے۔

(۲۷۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ آتھم کے مباحثہ میں میں بھی موجود تھا۔ جب حضرت صاحب نے اپنے آخری مضمون میں یہ بیان کیا۔ کہ آتھم صاحب نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں آنحضرت صلعم کو (نعوذ باللہ) دجال

بعد دیت کا بیان کرتے ہوئے یہ باتیں بھی سلسلہ کلام میں بیان ہو گئی ہیں جسکی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے ۔کہ حضرت صاحب کو اپنے مسیح موعود ہونے کے متعلق الہامات تو شروع سے ہی ہو رہے تھے ۔صرف ان کی تشریح اب ہوئی تھی۔

۲۷۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود نے دعوئے مسیحیت اور وفات مسیح ناصری کے عقیدے کا اعلان کیا ۔تو ملک میں ایک سخت طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا ۔اس سے پہلے بھی گو مسلمانوں کے ایک طبقہ میں آپ کی مخالفت تھی ۔لیکن اول تو وہ بہت محدود تھی ۔دوسرے وہ ایسی شدید اور پُر جوش نہ تھی ۔لیکن اس دعوئے کے بعد تو گویا ساری اسلامی دنیا میں ایک جوش عظیم پیدا ہو گیا ۔اور حضرت مسیح موعود کو اول لدھیانہ میں پھر دہلی میں اور پھر لاہور میں پُر زور مباحثات کرنے پڑے ۔مگر جب مولویوں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود اس طرح مولویوں کے رُعب میں آنیوالے نہیں ۔اور لوگوں پر آپ کی باتوں کا اثر ہوتا جاتا ہے ۔تو سب سے پہلے مولوی محمد حسین بٹالوی نے ایک استفتاء تیار کیا ۔اور اس میں حضرت مسیح موعود کے متعلق علماء سے فتوئے کفر کا طالب ہوا ۔چنانچہ سب سے پہلے اس نے اپنے استاد مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے فتویٰ کفر حاصل کیا ۔چونکہ مولوی نذیر حسین تمام ہندوستان میں مشہور و معروف مولوی تھے ۔اور اہل حدیث کے تو گویا امام تھے ۔اور شیخ الکل کہلاتے تھے ۔ان کے فتوئے دینے سے اور پھر مولوی محمد حسین صاحب جیسا مشہور مولوی مستفتی تھا ۔باقی اکثر مولویوں نے بڑے جوش و خروش سے اس کفر نامے پر اپنی مہریں ثبت کرنی شروع کیں اور قریباً دو سو مولویوں کی مہر تصدیق سے یہ فتوئے ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا ۔اور اس طرح وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ مسیح موعود پر کفر کا فتوئے لگایا جائیگا ۔

۲۸۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔خاکسار عرض کرتا ہے ۔کہ حضرت مسیح موعود کے عالم شباب کے زمانہ قیام سیالکوٹ کے متعلق شیخ یعقوب علی صاحب تراب عرفانی کی تصنیف حیاۃ النبی سے مولوی میر حسن صاحب سیالکوٹی کی روایت دوسری جلد یعنی نمبر ۱۵۰ پر) درج کیجا چکی ہے اس روایت کے متعلق میں نے مولوی صاحب موصوف کو سیالکوٹ خط لکھا تھا ۔مولوی صاحب نے اسکی تصدیق کی ۔اور مجھے اپنی طرف سے اسکی روایت کی اجازت دی ۔اسکے علاوہ میری درخواست پر مولوی صاحب موصوف نے انہی ایام کے بعض مزید حالات بھی لکھکر مجھے ارسال کئے ہیں ۔جو میں درج ذیل کرتا ہوں ۔مولوی صاحب لکھتے ہیں :-

برائے صفحہ ۱۶۶، ۳۲۱

مولوی محمد علی صاحب یہاں ڈھاب میں کنارے پر نہانے لگے۔ مگر پاؤں پھسل گیا۔ اور وہ گہرے پانی میں چلے گئے۔ اور پھر لگے ڈوبنے۔ کیونکہ تیرنا آتا نہیں تھا۔ کئی لوگ بچانے کیلئے پانی میں کود ے۔ مگر جب کوئی شخص مولوی صاحب کے پاس جاتا تھا۔ تو وہ اُسے ایسا پکڑتے تھے۔ کہ وہ خود بھی ڈوبنے لگتا تھا۔ اس طرح مولوی صاحب نے کئی غوطے کہائے۔ آخر شاید قاضی امیر حسین صاحب نے پانی میں غوطے لگا لگا کر پیچھے سے انکو کنارے کی طرف دھکیلا۔ تب وہ باہر آئے۔ جب مولوی صاحب حضرت صاحب سے اس واقعہ کے بعد ملے۔ تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ مولوی صاحب آپ گھڑے کے پانی سے ہی نہا لیا کریں۔ ڈھاب کیطرف نہ جائیں۔ پھر فرمایا۔ کہ میں بچپن میں اتنا تیرتا تھا۔ کہ ایک وقت میں ساری قادیان کے ارد گرد تیر جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ برسات کے موسم میں قادیان کے ارد گرد اتنا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ کہ سارا گاؤں ایک جزیرہ بن جاتا ہے۔

۲۸۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ جاننے کیلئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے گھر والوں کے ساتھ کیسا معاملہ تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور کی تصنیف سیرت المسیح موعود کے مندرجہ ذیل فقرات ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

"عرصہ قریب پندرہ برس کا گذرتا ہے۔ جبکہ حضرت صاحب نے بار دیگر خدا تعالےٰ کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اُٹھایا ہے۔ اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا۔ کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ وہ ٹھنڈا دل اور بہشتی قلب قابل غور ہے۔ جسے اتنی مدت میں کسی قسم کے رنج اور تنغص عیش کی آگ کی آنچ تک نہ چھوئی ہو۔ اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں۔ جو عوام الناس سے ہیں۔ اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں۔ بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور گرد و پیش کے عام عُرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں۔ اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ:۔

"مرزا بیوی دی گل بڑی مندا اے"

مگر پھر بھی وُہ ایک ایک کرکے ماندہ ہو کر بیٹھتے جاتے تھے۔ لیکن یہ خدا کا بندہ اپنے آقا کی خدمت میں نہ تھکتا تھا۔ اور نہ ماندہ ہوتا تھا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اپنی کتاب سیرت مسیح موعودؑ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نے دیکھا ہے کہ حضرت اقدس نازک سے نازک مضمون لکھ رہے ہیں یہاں تک کہ عربی زبان میں بے مثل فصیح کتابیں لکھ رہے ہیں۔ اور پاس ہنگامۂ قیامت برپا ہے بے تمیز بچے اور سادہ عورتیں جھگڑ رہی ہیں۔ چیخ رہی ہیں۔ چلا رہی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض آپس میں دست و گریبان ہو رہی ہیں۔ اور پوری زنانہ کرتوتیں کر رہی ہیں۔ مگر حضرت صاحبؑ یُوں لکھے جا رہے ہیں۔ اور کام میں یُوں مستغرق ہیں۔ کہ گویا خلوت میں بیٹھے ہیں یہ ساری لانظیر اور عظیم الشان عربی، اُردو۔ فارسی کی تصانیف ایسے ہی مکانوں میں لکھی ہیں میں نے ایک دفعہ پُوچھا۔ اتنے شور میں حضور کو لکھنے میں یا سوچنے میں ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی؟ مُسکرا کر فرمایا "میں سُنتا ہی نہیں تشویش کیا ہو۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ:۔

"ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ جن دنوں حضرت صاحبؑ تبلیغ (یعنی آئینہ کمالاتِ اسلام کا عربی حصہ) لکھا کرتے تھے۔ مولوی نورالدین صاحب تشریف لائے حضرت صاحبؑ نے ایک بڑا دو ورقہ مضمون لکھا۔ اور اس کی فصاحت و بلاغتِ خداداد پر حضرت صاحبؑ کو ناز تھا اور وُہ فارسی ترجمہ کے لیئے مُجھے دینا تھا۔ مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر سیر کو چل دیئے مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی۔ واپسی پر کہ ہنوز راستہ ہی میں تھے۔ مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دے دیا۔ کہ وُہ پڑھکر عاجز راقم کو دے دیں مولوی صاحب کے ہاتھ سے وُہ مضمون گر گیا۔ واپس ڈیرہ میں آ گئے۔ اور بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب معمولاً اندر چلے گئے میں نے کسی سے کہا۔ کہ آج حضرت صاحبؑ نے مضمون نہیں بھیجا۔ اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور ابھی مجھے ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولویصاحب کو دیکھتا ہوں۔ تو رنگ فق ہو رہا ہے۔ ......
حضرت صاحب کو خبر ہوئی تو معمولی ہشاش بشاش چہرہ۔ تبسم زیرِ لب تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔ مُجھے افسوس ہے۔ کہ

جاتی تھیں اسلئے جلدی میں ان کی توجہ اسطرف نہ گئی۔ کہ السلام علیکم بھی لکھنا چاہیئے حضرت صاحب نے جب اندر سے اس کا جواب بھیجا۔ تو اس کے شروع میں لکھا۔ کہ آپ کو السلام علیکم لکھنا چاہیئے تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بظاہر یہ ایک معمولی سی بات نظر آتی ہے مگر اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ کو اپنی جماعت کی تعلیم و تادیب کا کتنا خیال تھا۔ اور نظرِ غور سے دیکھیں تو یہ بات معمولی بھی نہیں بلکہ کیونکہ یہ ایک مسلّم سچائی ہے۔ کہ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں ادب اور احترام اور آداب کا خیال نہ رکھا جاوے تو پھر آہستہ آہستہ بڑی باتوں تک اس کا اثر پہنچتا ہے اور دل پر ایک زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ملاقات کے وقت السلام علیکم کہنا اور خط لکھتے ہوئے السلام علیکم لکھنا شریعت کا حکم بھی ہے۔

نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ دستور تھا۔ کہ آپ اپنے تمام خطوط میں بسم اللہ اور السلام علیکم لکھتے تھے۔ اور خط کے نیچے دستخط کر کے تاریخ بھی ڈالتے تھے۔ میں نے کوئی خط آپؑ کا بغیر بسم اللہ اور سلام اور تاریخ کے نہیں دیکھا۔ اور آپ کو سلام لکھنے کی اتنی عادت تھی کہ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ آپ ایک دفعہ کسی ہندو مخالف کو خط لکھنے لگے۔ تو خود بخود السلام علیکم لکھا گیا۔ جسے آپ نے کاٹ دیا۔ لیکن پھر لکھنے لگے۔ تو پھر سلام لکھا گیا۔ چنانچہ آپؑ نے دوسری دفعہ اُسے پھر کاٹا۔ لیکن جب آپ تیسری دفعہ لکھنے لگے۔ تو پھر ہاتھ اُسی طرح چل گیا۔ آخر آپ نے ایک اور کاغذ لے کر ٹھہر ٹھہر کر خط لکھا۔ یہ واقعہ مجھے یقینی طور پر یاد نہیں۔ کہ کس کے ساتھ ہوا تھا۔ لیکن میں نے کہیں ایسا دیکھا ضرور ہے اور غالب خیال پڑتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو دیکھا تھا۔ واللہ اعلم

(۴۰۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ جب میں شروع شروع میں قادیان آیا تھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز کے وقت پہلی صف میں دوسرے مقتدیوں کے ساتھ مل کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ لیکن پھر بعض باتیں ایسی ہوئیں۔ کہ آپ نے اندر حجرہ میں امام کے ساتھ کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ اور جب حجرہ گرا کر تمام مسجد ایک کی گئی۔ تو پھر بھی آپ بدستور امام کے ساتھ ہی کھڑے ہوتے رہے (خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اوائل میں مسجد مبارک بہت چھوٹی ہوتی تھی اور لمبی قلمدان کی صورت میں تھی جسکے غربی حصہ میں ایک چھوٹا سا حجرہ تھا۔ جو مسجد کا حصہ ہی تھا لیکن درمیانی دیوار کی وجہ سے علیحدہ صورت میں تھا۔ امام اس حجرہ کے اندر کھڑا ہوتا تھا۔ اور مقتدی پیچھے بڑے حصہ میں ہوتے تھے۔ بعد میں جب مسجد کی توسیع کی گئی تو اس غربی حجرہ کی دیوار اُڑا کر اُسے مسجد کے ساتھ ایک کر دیا گیا)

اور کمال کا مجھے نمونہ دکھاؤ۔ اور نمونہ بھی ایسا نمونہ ہو کہ اس سے زیادہ تمہاری طاقت میں نہ ہو۔ گویا اپنے انتہائی کمال کا نمونہ ہمارے سامنے پیش کرو۔ اور پھر اس بادشاہ نے ایک دوسرے اعلیٰ درجہ کے کاریگر سے کہا کہ تم بھی اپنے کمال کا اعلیٰ ترین نمونہ بنا کر پیش کرو۔ اور ان دونوں کے درمیان اس بادشاہ نے ایک حجاب حائل کر دیا۔ کاریگر نمبر اول نے ایک دیوار بنائی۔ اور اس کو نقش و نگار سے اتنا آراستہ کیا۔ کہ بس حد کر دی۔ اور اعلیٰ ترین انسانی کمال کا نمونہ تیار کیا۔ اور دوسرے کاریگر نے ایک دیوار بنائی۔ مگر اس کے اوپر کوئی نقش و نگار نہیں کئے لیکن اس کو ایسا صاف کیا۔ اور چمکایا کہ ایک مصفا شیشے سے بھی اپنے صیقل میں وہ بڑھ گئی۔ پھر بادشاہ نے پہلے کاریگر سے کہا۔ کہ اپنا نمونہ پیش کرو۔ چنانچہ اس نے وہ نقش و نگار سے مزین دیوار پیش کی۔ اور سب دیکھنے والے اُسے دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ پھر بادشاہ نے دوسرے کاریگر سے کہا۔ کہ اب تم اپنے کمال کا نمونہ پیش کرو۔ اس نے عرض کیا۔ کہ حضور یہ حجاب درمیان سے اُٹھا دیا جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے اُسے اُٹھوا دیا۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ بعینہ اسی قسم کی دیوار جو پہلے کاریگر نے تیار کی تھی۔ دوسری طرف بھی کھڑی ہے۔ کیونکہ درمیانی حجاب اُٹھ جانے سے اس دیوار کے سب نقش و نگار بغیر کسی فرق کے اس دوسری دیوار پر ظاہر ہو گئے۔

میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے۔ کہ جب حضرت صاحب نے مجھے یہ بات سُنائی۔ تو میں سمجھا۔ کہ شاید کسی بادشاہ کا ذکر ہوگا۔ اور میں نے اسکے متعلق کوئی زیادہ خیال نہ کیا۔ لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ نے ظلی نبوت کا دعوے کیا۔ تو تب میں سمجھا۔ کہ یہ تو آپ نے اپنی ہی مثال سمجھائی تھی۔ چنانچہ میں نے ظلی نبوت کا مسئلہ یہی مثال دیکر غوث گڑھ والوں کو سمجھایا اور وہ اچھی طرح سمجھ گئے۔ پھر جب لاہوریوں کی طرف سے مسئلہ نبوت میں اختلاف ہوا۔ تو اسوقت غوث گڑھ کی جماعت کو کوئی تشویش پیدا نہ ہوئی اور انہوں نے کہا کہ یہ بات تو آپ نے ہم کو پہلے سے سمجھائی ہوئی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ واقعی حضرت مسیح موعودؑ کا کمال اسی میں ہے کہ آپ نے اپنے لوحِ قلب کو ایسا صیقل کیا۔ کہ اسنے سرور کائنات کے نقش و نگار کی پوری پوری تصویر اُتار لی۔ اور لاریب جو کوئی بھی اپنے دل کو پاک و صاف کریگا۔ وہ اپنی استعداد کے مطابق آپکے نقش و نگار حاصل کریگا۔ محمد رسول اللہ صلعم (فداہ نفسی) بخیل نہیں ہیں۔ بلکہ بخیل ہم میں ہے۔ جو آپکی اتباع کو کمال تک نہیں پہنچاتے۔

اللّٰہم صل علیہ وعلیٰ آلہٖ وعلیٰ اصحابہٖ وعلیٰ عبدک المسیح الموعود وبارک وسلم وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین۔

تمام شد

براے صفحہ ۲۲۰

﴿مرزا صاحب اپنے دعاوی میں دھوکا خوردہ تھے﴾

مرزا بشیر احمد نے لندن کے ایک اخبار کے بارے میں لکھا کہ اس نے مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد لکھا کہ مرزا صاحب اپنے دعاوی میں دھوکا خوردہ تھے [یعنی ان کو دھوکہ لگا ہوا تھا۔راقم] دھوکا دینے والے ہرگز نہ تھے (سیرۃ المہدی ج اص ۲۸۲)

اگر یہ سچ ہے تو اس کی مثال ایسے ہے کہ کسی بیوقوف کو بچے تنگ کرر ہے تھے اس نے بچوں کو دور کرنے کیلئے کہا کہ فلاں سخی شیرینی بانٹ رہا ہے بچے یہ سن کر اس سخی کے دروازے کی طرف بھاگے تو یہ بیوقوف بھی ان کے پیچھے بھاگنے لگا، لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ تو کیوں جارہا ہے؟ تو نے تو جھوٹ بول کر بچوں کو بھیجا ہے تجھے تو معلوم ہے کہ وہاں کوئی شیرینی نہیں مل رہی تو وہ بیوقوف کہنے لگا کہ میں نے یہ سوچا کہ اتنے بچے جو جارہے ہیں تو کچھ تو مل ہی رہا ہوگا۔

مرزا صاحب کا بھی ایسا ہی حال تھا جب اس نے دعووں کا سلسلہ شروع کیا تو اس کو امید نہ تھی کہ اس سے اندھی عقیدت رکھنے والا بھی کوئی نکلے گا لیکن جب کچھ لوگ اس کے جال میں پھنس گئے اور اس کے ہر دعوے کی تصدیق کرنے لگے اس سے طفیل سے دعائیں کرنے لگے (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۳۹) اس کے خاص ۳۱۳ مریدوں میں اپنا نام درج کرانے لگے (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۱۲۸) قادیانی نے کہا کہ میرے پاس بیٹھنے والوں میں کچھ لوگ پیٹھ دیئے بیٹھے ہیں تو ایک مرید انتہائی فکر سے پوچھتا ہے کہ کیا میں تو ان میں نہیں ہوں (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۸۲) جب مرید اس طرح ہاں میں ہاں ملانے لگے تو قادیانی نے اس بیوقوف کی طرح سمجھا کہ میں واقعی کچھ ہوں۔

جھوٹی تعریفیں بہت کچھ کروادیتی ہیں کہتے ہیں کہ ملا نصر الدین نے فروخت کرنے کیلئے دلال کو گھوڑا دیا اس نے لوگوں کے سامنے اس گھوڑے کی جو تعریفیں کیں تو ملا صاحب اتنے خوش ہوئے کہ دلال کو قیمت دے کر اپنا گھوڑا ہی خرید لیا۔اللہ تعالیٰ ایسی بدفہمی سے بچائے آمین۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

سِیْرَتُ المَہْدِیْ

(حصہ دوم)

تالیفِ لطیف حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

مینجر بُک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان دارالامان

نے

ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء میں شائع کیا

اسلامیہ سٹیم پریس ریلوے روڈ لاہور میں باہتمام محمد حمید الزمان منیجر کے چھپا

فلسفی کو سر حق پنہاں است — از حواس انبیار بیگانہ است

(۳۰۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا اسلئے حضرت صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جب کوئی چوٹ وغیرہ اچانک لگتی تھی تو جلدی جلدی توبہ توبہ کے الفاظ منہ سے فرمانے لگ جاتے تھے۔ دراصل جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ عموماً کسی قانون شکنی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ خواہ وہ قانون شریعت ہو یا قانون نیچر یعنے قانونِ قضا و قدر یا کوئی اور قانون۔ پس ایک صحیح الفطرت آدمی کا یہی کام ہونا چاہئے کہ وہ ہر قسم کی تکلیف کے وقت توبہ کی طرف رجوع کرے۔ اور یہی مفہوم انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کا ہے جس کی کہ قرآن شریف تعلیم دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چونکہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کئے تھے۔ اسلئے بجائے چوزہ کی گردن کے اپنی انگلی پر چھری پھیر لی۔ اور یہ نتیجہ تھا اس بات کا کہ آپ قانون ذبح کے عملی پہلو سے واقف نہ تھے۔ واللہ اعلم۔

(۳۰۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پیر ... نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ چند احباب نے حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ یہ جو مشہور ہے کہ آنحضرت صلعم پر بادل کا سایہ رہتا تھا۔ یہ کیا بات ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہر وقت تو بادل کا سایہ رہنا ثابت نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی کافر کافر نہ رہتا۔ سب لوگ فوراً یقین لے آتے کیونکہ ایسا معجزہ دیکھ کر کون انکار کر سکتا تھا۔ دراصل سنت اللہ کے مطابق معجزہ تو وہ ہوتا ہے کہ جس میں ایک پہلو خفاء کا بھی ہو اور فرمایا کہ ہر وقت بادل کا سایہ رہنا تو موجب تکلیف بھی ہے۔ علاوہ ازیں اگر ہر وقت بادل کا سایہ رہتا تو کیوں گرمی کے وقت حضرت ابوبکرؓ آپ پر چادر تان کر سایہ کرتے اور ہجرت کے سفر میں آپ کے لئے کیوں سایہ دار جگہ تلاش کرتے؟ ہاں کسی خاص وقت کسی حکمت کے ماتحت آپ کے سر پر بادل نے آکر سایہ کیا ہو تو تعجب نہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہوا تھا

پر اس قدر نامناسب زور دیا ہے اور اتنا مبالغہ سے کام لیا ہے کہ شریعت کی اصل روح سے وہ باتیں باہر ہوگئی ہیں۔ اب اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ نماز میں دو نمازیوں کے درمیان یونہی فالتو جگہ نہیں پڑی رہنی چاہیئے بلکہ نمازیوں کو مل کر کھڑا ہونا چاہیئے تاکہ اوّل تو بے فائدہ جگہ ضائع نہ جاوے۔ دوسرے بے ترتیبی واقع نہ ہو تیسرے بڑے آدمیوں کو یہ بہانہ نہ ملے کہ وہ بڑائی کی وجہ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے ذرا ہٹ کر الگ کھڑے ہو سکیں وغیرہ ذالک۔ مگر اس پر اہلحدیث نے اتنا زور دیا اور اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مضحکہ خیز بات بن گئی۔ اب گویا ایک اہل حدیث کی نماز ہو نہیں سکتی جب تک وہ اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور پاؤں سے پاؤں رگڑاتے ہوئے نماز ادا نہ کرے حالانکہ اس قدر قرب بجائے مفید ہونے کے نماز میں خواہ مخواہ پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(۴۴۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی آگئے۔ اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب کو جوش آگیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہوگئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ (یعنے اے مومنو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھکر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔

(۴۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں غلام نبی صاحب سیٹھی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ میں قادیان میں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالات اسلام تصنیف فرما رہے تھے۔ حضرت صاحب نے جماعت کے ساتھ مشورہ فرمایا کہ علماء اور گدی نشینوں کو کھلی تبلیغ

واسطے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے جنت میں جگہ دے۔ آپ نے فرمایا کہ جنت میں تو کوئی بوڑھی عورت نہیں جائیگی۔ وہ بیچاری بہت گھبرائی مگر آپ نے جلد ہی یہ کہکر اس کی تسلی کی کہ بات یہ ہے کہ جنت میں سب لوگ جوان بناکر داخل کئے جاویںگے۔ غرض جائز اور مناسب مزاح شان نبوت کے منافی نہیں بلکہ زندہ دلی کی علامت ہے اور مجھ سے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت بامذاق طبیعت رکھتے تھے اور بعض اوقات تو خود ابتداءً مزاح کے طور پر کلام فرماتے تھے۔

(۳۴۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہمارے گھر میں ایک خادمہ عورت رہتی تھی جس کا نام مہرو تھا۔ وہ بیچاری ایک گاؤں کی رہنے والی تھی اور ان الفاظ کو نہ سمجھتی تھی جو ذرا زیادہ ترقی یافتہ تمدن میں مستعمل ہوتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اسے فرمایا کہ ایک خلال لاؤ۔ وہ جھٹ گئی اور ایک پتھر کا اوریہ کوٹنے والا کھرل اُٹھا لائی جسے دیکھ کر حضرت صاحب بہت ہنسے اور ہماری والدہ صاحبہ سے ہنستے ہوئے فرمایا کہ دیکھو میں نے اس سے خلال مانگا تھا اور یہ کیا لے آئی ہے۔ اسی عورت کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ میاں غلام محمد کاتب امرت سری نے دروازہ پر دستک دی اور کہا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو کہ کاتب آیا ہے۔ یہ پیغام لیکر وہ حضرت صاحب کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ حضور قاتل دروازے پر کھڑا ہے اور بلاتا ہے۔ حضرت صاحب بہت ہنسے۔

(۳۴۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں عبداللہ صاحب سنوری نے مجھ سے بیان کیا کہ شروع شروع میں حافظ حامد علی صاحب مرحوم حضرت صاحب کو مہندی لگایا کرتے تھے۔ بعض اوقات میں بھی حاضر ہوتا تھا تو حضرت صاحب کمال سادگی کے ساتھ میرے ساتھ گفتگو فرمانے لگ جاتے تھے جس کا اثر یہ ہوتا تھا کہ بات چیت کی وجہ سے چہرہ میں کچھ حرکت پیدا ہوتی تھی اور مہندی گرنے لگ جاتی تھی۔ اس پر بعض اوقات حافظ حامد علی صاحب مرحوم عرض کرتے تھے کہ حضور ذرا دیر بات چیت نہ کریں مہندی ٹھہرتی نہیں ہے۔ میں لگا کر باندھ لوں تو پھر گفتگو فرمائیں۔ حضرت صاحب تھوڑی دیر خاموش رہکر پھر کسی خیال کے آنے پر گفتگو فرمانے لگ جاتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعد میں کچھ عرصہ میاں عبداللہ نائی اور آخری زمانہ میں میاں عبدالرحیم نائی حضرت صاحب کو مہندی لگاتے تھے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب میاں عبداللہ صاحب نے یہ روایت بیان کی تو حضرت صاحب

روحانیت اور اسی کو جذب و اثر قرار دینے لگے اور ولایت کا ایک نہایت غلط معیار ان کے اندر قائم ہوگیا۔ حالانکہ علم توجہ دنیا کے علموں میں سے ایک علم ہے جسے مذہب کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہیں ہے بلکہ ہر شخص اپنی محنت اور استعداد کے مطابق اسے کم وبیش حاصل کرسکتا ہے گویا جس طرح ایک رونے والے بچے کو ماں اپنے آرام کے لئے افیم کی چاٹ لگا دیتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ وہ بچہ افیم کو ہی اپنی غذا سمجھنے لگ جاتا ہے اور اسکے ملنے پر تسکین و راحت پاتا ہے اور اسکے بغیر روتا اور چلاتا اور تکلیف محسوس کرتا ہے اسی طرح مسلمانوں کا حال ہوا یعنے علم توجہ کے نتیجہ میں جو ایک خمار اور سرور کی حالت عموماً معمول کے اندر پیدا ہو جاتی ہے اسی کو وہ اپنی روحانی غذا سمجھنے لگ گئے اور اصل خوراک کو جوان کی روح کا حصہ بن سکتی اور اس کی بقا کا موجب ہو بھلا دیا فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۳۵۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کا اعلان فرمایا تو اس سے اسلامی دنیا میں ایک خطرناک شور بر پا ہوگیا اور چند سال تک یہ طوفان بے تمیزی ترقی کرتا گیا اور مخالفت کی آگ زیادہ تیز ہوتی گئی اور نہ صرف مسلمان بلکہ آریہ اور عیسائی بھی یکجان ہو کر آپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپکے خلاف اس قدر زہر اگلا گیا اور اس قدر بدزبانی سے کام لیا گیا کہ خدا کی پناہ۔ اور عملی طور پر بھی ایذا رسانی اور تکلیف دہی کے شرمناک طریق اختیار کئے گئے اور لوگوں کو آپ کی طرف سے بدظن کرنے کے لئے طرح طرح کے الزامات آپ کے خلاف لگائے گئے اور آپ کو کافر، مرتد، دجال، بے دین، دہریہ، دشمن اسلام، دشمن رسول، ٹھگ باز، دوکاندار وغیرہ وغیرہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ ان حالات میں آپ نے جن الفاظ میں علیحدگی میں بیٹھے ہوئے اپنے رب کو مخاطب کیا وہ میں درج ذیل کرتا ہوں۔ یہ ایک نظم ہے جو آپ کی زبان سے جاری ہوئی اور جس میں آپ کی قلبی کیفیات کا کچھ تھوڑا اظہار ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

اے قدیر و خالق ارض و سما ۔۔۔ اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر ۔۔۔ اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پر فسق و شر ۔۔۔ گر تو دیدستی کہ ہستم بد گہر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخر زمانہ میں اکثر دفعہ احباب آپ کے لئے نیا کرتہ بنوا لاتے تھے اور اسے بطور نذر پیش کر کے تبرک کے طور پر حضور کا اترا ہوا کرتہ مانگ لیتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ کسی نے میرے ہاتھ ایک نیا کرتہ بھجوا کر پرانے اترے ہوئے کرتے کی درخواست کی۔ گھر میں تلاش سے معلوم ہوا کہ اسوقت کوئی اترا ہوا بے دھلا کرتہ موجود نہیں تھا۔ جس پر آپ نے اپنا مستعمل کرتہ دھوبی کے ہاں کا دُھلا ہوا دیئے جانے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو دھوبی کے ہاں کا دُھلا ہوا کرتہ ہے اور وہ شخص تبرک کے طور پر میلا کرتہ لے جانا چاہتا ہے۔ حضور ہنس کر فرمانے لگے کہ وہ بھی کیا برکت ہے جو دھوبی کے ہاں دھلنے سے جاتی رہے۔ چنانچہ وہ کرتہ اس شخص کو دیدیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ شخص غالباً یہ تو جانتا ہوگا کہ دھوبی کے ہاں دُھلنے سے برکت جاتی نہیں رہتی لیکن محبت کا یہی تقاضا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مقدس محبوب کا اُترا ہوا میلا بے دھلا کپڑا اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے اور اسی طبعی خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھر میں پہلے میلے کپڑے کی تلاش کی گئی۔ لیکن جب وہ نہ ملا تو دُھلا ہوا کرتہ دیدیا گیا۔

(۳۷۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کیطرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا۔ اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اسوقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔

(۳۷۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات سے قبل سالہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا۔ چنانچہ حضور اسی مرض میں فوت ہوئے۔ بارہا دیکھا کہ حضور کو دست آنے کے بعد ایسا ضعف ہوتا تھا کہ حضور فوراً دودھ کا گلاس منگوا کر پیتے تھے۔

جس طرح کا چاہے کھانا کھائے۔

(۴۰۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بیان فرماتے تھے کہ میں حضرت صاحب کے مکان کے اوپر کے حصہ میں رہتا ہوں بعض دفعہ حضرت صاحب کے گھر کی عورتوں کو آپس میں یہ باتیں کرتے سنا ہے کہ حضرت صاحب کی تو آنکھیں ہی نہیں ہیں۔ ان کے سامنے سے کوئی عورت کسی طرح سے بھی گذر جاوے ان کو پتہ نہیں لگتا۔ یہ وہ ایسے موقعہ پر کہا کرتی ہیں کہ جب کوئی عورت حضرت صاحب کے سامنے سے گذرتی ہوئی خاص طور پر گھونگھٹ یا پردہ کا اہتمام کرنے لگتی ہے۔ اور ان کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی آنکھیں ہر وقت نیچی اور نیم بند رہتی ہیں اور وہ اپنے کام میں بالکل منہمک رہتے ہیں ان کے سامنے سے جاتے ہوئے کسی خاص پردہ کی ضرورت نہیں۔ نیز مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں اور ادھر ادھر آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی آپ کو عادت نہ تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سیر میں جاتے ہوئے آپ کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں فرماتے تھے حالانکہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ جا رہا ہوتا تھا۔ اور پھر کسی کے جتلانے پر آپ کو پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔

(۴۰۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب معہ چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی۔ اور آپ نے اسکے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔

(۴۰۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں پر غالب آنے کا مادہ رکھدیا ہے۔ پس خواہ انسان اپنی بداعمالیوں سے کیسا ہی گندہ ہو گیا ہو وہ جب بھی نیکی کی طرف مائل ہونا چاہے گا اس کی نیک فطرت اسکے گناہوں پر غالب آجائیگی اور اس کی مثال اس طرح پر سمجھایا کرتے تھے کہ جیسے پانی کے اندر یہ طبعی خاصہ ہے کہ وہ آگ کو بجھاتا ہے پس خواہ پانی خود کتنا بھی گرم ہو جاوے حتی کہ وہ جلانے میں آگ کی طرح ہو جاوے لیکن پھر بھی

بہت معمر آدمی تھا مجھ سے بیان کرتا تھا کہ میں مرزا صاحب (یعنی حضرت صاحب) سے بیس سال بڑا ہوں اور بڑے مرزا صاحب (یعنے حضرت صاحب کے والد صاحب) کے پاس میرا بہت آنا جانا رہتا تھا میرے سامنے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی بڑا افسر یا رئیس بڑے مرزا صاحب سے ملنے کے لئے آتا تھا تو باتوں باتوں میں ان سے پوچھتا تھا کہ مرزا صاحب! آپ کے بڑے لڑکے (یعنی مرزا غلام قادر) کے ساتھ تو ملاقات ہوتی رہتی ہے لیکن آپ کے چھوٹے بیٹے کو کبھی نہیں دیکھا۔ وہ جواب دیتے تھے کہ ہاں میرا ایک چھوٹا لڑکا بھی ہے لیکن وہ تو الگ ہی رہتا ہے۔ اور لڑکیوں کی طرح شرم کرتا ہے اور شرم کی وجہ سے کسی سے ملاقات نہیں کرتا۔ پھر وہ کسی کو بھیجکر مرزا صاحب (یعنے حضرت مسیح موعود) کو بلواتے تھے۔ مرزا صاحب آنکھیں نیچے کئے ہوئے آتے اور اپنے والد سے کچھ فاصلہ پر سلام کرکے بیٹھ جاتے۔ بڑے مرزا صاحب ہنستے ہوئے فرماتے کہ لو اب تو آپ نے اس دلہن کو دیکھ لیا ہے۔ اور پیر صاحب نے لکھا ہے کہ وہی سکھ جاٹ ایک دفعہ قادیان آیا۔ اس وقت ہم بہت سے آدمی گول کمرے میں کھانا کھا رہے تھے۔ اسنے پوچھا کہ مرزا جی کہاں ہیں؟ ہمنے کہا اندر ہیں اور چونکہ اسوقت آپ کے باہر تشریف لانے کا وقت نہیں ہے اسلئے ہم بلا بھی نہیں سکتے کیونکہ آپ کام میں مشغول ہونگے۔ جب وہ تشریف لائینگے مل لینا۔ مگر اسنے خود ہی بیدھڑک آواز دیدی کہ مرزا جی ذرا باہر آؤ۔ حضرت اقدس برہنہ سر اسکی آواز سُنکر باہر تشریف لے آئے اور اسے دیکھکر مسکراتے ہوئے فرمایا سردار صاحب اچھے ہو۔ خوش ہو۔ بہت دنوں کے بعد ملے۔ اسنے کہا ہاں میں خوش ہوں مگر بڑھاپے نے ستا رکھا ہے۔ چلنا پھرنا بھی دشوار ہے۔ پھر زمینداری کے کام سے فرصت کم ملتی ہے۔ مرزا جی آپ کو وہ پہلی باتیں بھی یاد ہیں۔ بڑے مرزا صاحب کہا کرتے تھے کہ میرا یہ بیٹا مسیتڑ ہے۔ نہ نوکری کرتا ہے نہ کماتا ہے۔ اور پھر وہ آپ کو ہنسکر کہتے تھے کہ چلو تمہیں کسی مسجد میں مُلا کروا دیتا ہوں۔ دس من دانے تو گھر میں کھانے کو آجایا کریں گے۔ پھر آپ کو وہ بھی یاد ہے کہ بڑے مرزا صاحب مجھے بھیجکر آپ کو اپنے پاس بلا بھیجتے تھے اور آپ کو بڑے افسوس کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ افسوس میرا یہ لڑکا دنیا کی ترقی سے محروم رہا جاتا ہے۔ آج وہ زندہ ہوتے تو یہ چہل پہل دیکھتے کہ کس طرح ان کا وہی مسیتڑ لڑکا بادشاہ بنا بیٹھا ہے اور بڑے بڑے لوگ دُور دور سے آکر اسکے در کی غلامی کرتے ہیں۔ حضرت اقدس اس کی ان باتوں کو سُنکر مسکراتے جاتے تھے۔ اور ہم

اصحاب حضرت کے پاس بیٹھے تھے۔ میں بھی مجلس کے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا۔ اسوقت شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور چشمہ معرفت کے لئے سکھ مذہب کے متعلق بعض حوالجات حضور کے سامنے پیش کر رہے تھے اور حضور کبھی کبھی ان کے متعلق گفتگو فرماتے تھے اور بعض دفعہ ہنستے بھی تھے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضور کے بائیں طرف بیٹھے تھے۔ میں جب آکر بیٹھا تو مجھے کچھ وقت تک یہ شبہ رہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کون ہیں۔ کیونکہ میں حضرت مولوی صاحب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان پوری طرح یہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ہیں یا وہ۔ لیکن پھر گفتگو کے سلسلہ میں مجھے سمجھ آگئی جب حوالجات کے متعلق گفتگو بند ہوئی تو میں بیعت کی خواہش ظاہر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف آگے بڑھنے لگا۔ جس پر سید احمد نور صاحب کابلی نے کسی قدر بلند آواز سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے اسے رستہ دیدیا جاوے میں دل میں حیران ہوا کہ مسلمان ہونے کے کیا معنے ہیں۔ لیکن پھر ساتھ ہی خیال آیا کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہونا مسلمان ہونا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ چنانچہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہو گیا۔ اسوقت میرے ساتھ ایک اور شخص نے بھی بیعت کی تھی۔ بیعت کے بعد دعا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب نے نماز کرائی اور حضرت مسیح موعود نے پہلی صف سے آگے حضرت مولوی صاحب کے ساتھ جانب شمال حضرت مولوی صاحب کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز فریضہ ادا کر کے ہی اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری ایام میں ہمیشہ امام کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور آپ کے وصال کے بعد حضرت خلیفہ اول ہمیشہ مصلے پر آپ والی جگہ کو چھوڑ کر بائیں جانب کھڑے ہوا کرتے تھے اور کبھی ایک دفعہ بھی آپ مصلے کے وسط میں یا دائیں جانب کھڑے نہیں ہوئے اور اب حضرت خلیفہ ثانی کا بھی یہی طریق ہے۔ اور ایسا غالباً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احترام کے خیال سے کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴۲۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب کسی سفر پر تشریف لے جانے لگتے تھے تو عموماً مجھے فرما دیتے تھے کہ

اس زمانہ میں چونکہ مجھے ہوشیار اور فکرمند ہوکر سونا پڑتا تھا تاکہ ایسا نہ ہو حضرت صاحب مجھے کوئی آواز دیں اور میں جاگنے میں دیر کردوں اسلئے اس وقت سے میری نیند بہت ہلکی ہوگئی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر کبھی مجھے آواز دیتے تھے اور میری آنکھ نہ کھلتی تھی تو حضور آہستہ سے اُٹھ کر میری چارپائی پر آکر بیٹھ جاتے تھے اور میرے بدن پر اپنا دست مبارک رکھ دیتے تھے جس سے میں جاگ پڑتا تھا اور سب سے پہلے حضور وقت دریافت فرماتے تھے اور حضور کو جو الہام ہوتا تھا حضور مجھے جگا کر نوٹ کروا دیتے تھے۔ چنانچہ ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ حضور نے مجھے الہام لکھنے کے لئے جگایا مگر اسوقت اتفاق سے میرے پاس کوئی قلم نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے ایک کوئلہ کا ٹکڑا لیکر اس سے الہام لکھا لیکن اسوقت کے بعد سے میں باقاعدہ پنسل یا فونٹین پن اپنے پاس رکھنے لگ گیا۔

(۴۲۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عموماً صبح کے وقت سیر کے لئے تشریف لیجایا کرتے تھے اور عموماً بہت سے اصحاب حضور کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان کے بعض طالب علم بھی حضور کے ساتھ جانے کے شوق میں کسی بہانہ وغیرہ سے اپنے کلاس روم سے نکل کر حضور کے ساتھ ہو لیتے تھے۔ اساتذہ کو پتہ لگتا تھا تو تعلیم کے حرج کا خیال کر کے بعض اوقات ایسے طلبہ کو بلا اجازت چلے جانے پر سزا وغیرہ بھی دیتے تھے مگر بچوں کو کچھ ایسا شوق تھا کہ وہ عموماً موقعہ لگا کر نکل ہی جاتے تھے۔

(۴۲۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کسی وجہ سے اپنی بیوی مرحومہ پر کچھ خفا ہوا جس پر میری بیوی نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بڑی بیوی کے پاس جاکر میری ناراضگی کا ذکر کیا۔ اور حضرت مولوی صاحب کی بیوی نے مولوی صاحب سے ذکر کر دیا۔ اسکے بعد میں جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے ملا تو انہوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ”مفتی صاحب آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں ملکہ کا راج ہے“ بس اسکے سوا اور کچھ نہیں کہا۔ مگر میں ان کا مطلب سمجھ گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے یہ الفاظ عجیب معنی خیز ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو ان دنوں میں برطانیہ کے تخت پر ملکہ وکٹوریا متمکن تھیں اور دوسری طرف حضرت مولوی صاحب کا اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خانگی معاملات میں حضرت ام المؤمنین کی بات بہت مانتے ہیں

برائے صفحہ ۱۰۰

اور گویا گھر میں حضرت ام المومنین ہی کی حکومت ہے۔ اور اس اشارہ سے مولوی صاحب کا مقصد یہ تھا کہ مفتی صاحب کو اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرتے ہوئے محتاط رہنا چاہئے۔

(۴۳۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کے ساتھ بہت بے تکلف رہتے تھے جس کے نتیجہ میں خدام بھی حضور کے ساتھ ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بے تکلفی سے بات کر لیتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ میں لاہور سے حضور کی ملاقات کے لئے آیا اور وہ سردیوں کے دن تھے اور میرے پاس اوڑھنے کے لئے رضائی وغیرہ نہیں تھی۔ میں نے حضرت کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ حضور رات کو سردی لگنے کا اندیشہ ہے حضور مہربانی کر کے کوئی کپڑا عنائت فرماویں۔ حضرت صاحب نے ایک ہلکی رضائی اور ایک دُھسا ارسال فرمائے اور ساتھ ہی پیغام بھیجا کہ رضائی محمود کی ہے اور دُھسا میرا ہے۔ آپ ان میں سے جو پسند کریں رکھ لیں اور چاہیں تو دونوں رکھ لیں۔ میں نے رضائی رکھ لی اور دھسا واپس بھیج دیا۔ نیز مفتی صاحب نے بیان کیا کہ جب میں قادیان سے واپس لاہور جایا کرتا تھا تو حضور اندر سے میرے لئے ساتھ لیجانے کے واسطے کھانا بھجوایا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ جب میں شام کے قریب قادیان سے آنے لگا تو حضرت صاحب نے اندر سے میرے واسطے کھانا منگایا۔ جو خادم کھانا لایا وہ یونہی کھلا کھانا لے آیا حضرت صاحب نے اس سے فرمایا کہ مفتی صاحب یہ کھانا کس طرح ساتھ لے جائیں گے کوئی رومال بھی تو ساتھ لانا تھا جس میں کھانا باندھ دیا جاتا۔ اچھا میں کچھ انتظام کرتا ہوں اور پھر آپ نے اپنے سر کی پگڑی کا ایک کنارہ کاٹ کر اس میں کھانا باندھ دیا۔ ایک دفعہ سفر جہلم کے دوران میں جبکہ حضور کو کثرت پیشاب کی شکایت تھی حضور نے مجھ سے فرمایا کہ مفتی صاحب! مجھے پیشاب کثرت کے ساتھ آتا ہے کوئی برتن لائیں جس میں میں رات کو پیشاب کر لیا کروں۔ میں نے تلاش کر کے ایک مٹی کا لوٹا لا دیا۔ جب صبح ہوئی تو میں لوٹا اٹھانے لگا تا کہ پیشاب گرا دوں مگر حضرت صاحب نے مجھے روکا اور کہا کہ نہیں آپ نہ اٹھائیں میں خود گرا دوں گا اور باوجود میرے اصرار کے ساتھ عرض کرنے کے آپ نے نہ مانا اور خود ہی لوٹا اٹھا کر مناسب جگہ پیشاب کو گرا دیا لیکن اسکے بعد جب پھر یہ موقع آیا تو میں نے بڑے اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ میں گراؤں گا جس پر حضرت صاحب نے میری عرض کو قبول کر لیا۔ نیز مفتی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ مجھے دو گھڑیاں عنایت فرمائیں اور کہا کہ یہ ایک عرصہ سے ہمارے پاس رکھی ہوئی ہیں اور کچھ بگڑی ہوئی ہیں۔ آپ انہیں ٹھیک کرا لیں اور خود ہی رکھیں

آگاہ نہ کر دیا۔

جسم اور قد آپکا جسم دُبلا نہ تھا۔ نہ آپ بہت موٹے تھے۔ البتہ آپ دوہرے جسم کے تھے۔ قد متوسط تھا۔ اگرچہ ناپا نہیں گیا مگر اندازاً پانچ فٹ آٹھ انچ کے قریب ہوگا۔ کندھے اور چھاتی کشادہ اور آخر عمر تک سیدھے رہے نہ کمر جھکی نہ کندھے تمام جسم کے اعضاء میں تناسب تھا۔ یہ نہیں کہ ہاتھ بے حد لمبے ہوں یا ٹانگیں یا پیٹ اندازہ سے زیادہ نکلا ہوا ہو غرض کسی قسم کی بدصورتی آپ کے جسم میں نہ تھی۔ جلد آپکی متوسط درجہ کی تھی نہ سخت نہ کھُردری اور نہ ایسی ملائم جیسی عورتوں کی ہوتی ہے۔ آپکا جسم پلپلا اور نرم نہ تھا بلکہ مضبوط اور جوانی کی سی سختی لئے ہوئے۔ آخر عمر میں آپ کی کھال کہیں سے بھی نہیں لٹکی نہ آپ کے جسم پر جھُریاں پڑیں۔

آپ کا رنگ ؎ رنگم چو گندم است وبمو فرق بین ست
زاں ساں کہ آمدست در اخبار سرورم

آپ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ یعنی اس میں ایک نورانیت اور سُرخی جھلک مارتی تھی۔ اور یہ چمک جو آپ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی کبھی کسی صدمہ، رنج، ابتلا، مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ اور ہمیشہ چہرہ مبارک کُندن کی طرح دمکتا رہتا تھا کسی مصیبت اور تکلیف نے اس چمک کو دور نہیں کیا۔ علاوہ اس چمک اور نور کے آپکے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اسکے چہرہ پر یہ بشاشت اور خوشی اور فتح اور طمانیت قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ نیک ظاہر کسی بدباطن کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا۔ اور ایمان کا نور بدکار کے چہرہ پر درخشندہ نہیں ہو سکتا۔ آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں۔ بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں۔ ہر طرف سے اُداسی کے آثار ظاہر ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں۔ مگر یہ خدا کا شیر گھر سے نکلتا ہے ہنستا ہوا اور جماعت کے سربرآوردوں کو مسجد میں بلاتا ہے مُسکراتا ہوا۔ ادھر حاضرین کے دل بیٹھے جاتے

ہیں۔ ادھر وہ کہہ رہا ہے کہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ اطلع اللہ علیٰ ھمہ وغمہ۔ مجھے الہام ہوا۔ اسنے حق کی طرف رجوع کیا حق نے اس کی طرف رجوع کیا۔ کسی نے اس کی بات مانی نہ مانی اسنے اپنی شادی اور سننے والوں نے اسکے چہرہ کو دیکھ کر یقین کیا کہ یہ سچا ہے۔ ہم کو غم کھا رہا ہے اور یہ بے فکر اور بے غم مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہا ہے۔ اس طرح کہ گویا حق تعالیٰ نے آتھم کے معاملہ کا فیصلہ اسی کے اپنے ہاتھ میں دیدیا۔ اور پھر اسنے آتھم کا رجوع اور بیقراری دیکھ کر خود اپنی طرف سے مہلت دیدی اور اب اس طرح خوش ہے جس طرح ایک دشمن کو مغلوب کر کے ایک پہلوان محض اپنی دریادلی سے خود ہی اسے چھوڑ دیتا ہے کہ جاؤ ہم تم پر رحم کرتے ہیں۔ ہم مرے کو مارنا اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔

لیکھرام کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ مخبروں نے فوراً اتہام لگانے شروع کئے۔ پولیس میں تلاشی کی درخواست کی گئی۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس یکایک تلاشی کے لئے آموجود ہوئے۔ لوگ الگ کر دیئے گئے اندر کے باہر باہر کے اندر نہیں جا سکتے۔ مخالفین کا یہ زور کہ ایک حرف بھی تحریر کا مشتبہ نکلے تو پکڑ لیں مگر آپ کا یہ عالم کہ وہی خوشی اور مسرت چہرہ پر ہے اور خود پولیس افسروں کو لیجا لیجا کر اپنے بستے اور کتابیں تحریریں اور خطوط اور کوٹھریاں اور مکان دکھا رہے ہیں۔ کچھ خطوط انھوں نے مشکوک سمجھ کر اپنے قبضہ میں بھی کر لئے ہیں مگر یہاں وہی چہرہ ہے اور وہی مسکراہٹ۔ گویا نہ صرف بیگناہی بلکہ ایک فتح مبین اور اتمام حجت کا موقعہ نزدیک آتا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے باہر جو لوگ بیٹھے ہیں ان کے چہروں کو دیکھو وہ ہر ایک کنسٹبل کو باہر نکلتے اور اندر جاتے دیکھ دیکھ کر سہمے جاتے ہیں۔ ان کا رنگ فق ہے ان کو یہ معلوم نہیں کہ اندر تو وہ جس کی آبرو کا انہیں فکر ہے خود افسروں کو بلا بلا کر اپنے بستے اور اپنی تحریریں دکھلا رہا ہے اور اسکے چہرے پر ایک مسکراہٹ ایسی ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب حقیقت پیش گوئی کی پورے طور پر کھلے گی اور میرا دامن ہر طرح کی آلائش اور سازش سے پاک ثابت ہوگا۔

غرض یہی حالت تمام مقدمات۔ ابتلاؤں مصائب اور مباحثات میں رہی اور یہ وہ اطمینان قلب کا اعلیٰ اور اکمل نمونہ تھا جسے دیکھ کر بہت سی سعید روحیں ایمان لے آئی تھیں۔

آپ کے بال آپکے سر کے بال نہائت باریک سیدھے چکنے چمکدار اور نرم تھے۔ اور مہندی

کپڑے بنتے تھے اور استعمال ہوتے تھے۔ اوسیطرح ساتھ ساتھ خرچ بھی ہوتے جاتے تھے یعنی ہر وقت تبرک مانگنے والے طلب کرتے رہتے تھے بعض دفعہ تو یہ نوبت پہنچ جاتی کہ آپ ایک کپڑا بطور تبرک کے عطا فرماتے تو دوسرا بنوا کر اس وقت پہننا پڑتا۔ اور بعض سمجھدار اس طرح بھی کرتے تھے کہ مثلاً ایک کپڑا اپنا بھیج دیا اور ساتھ عرض کر دیا کہ حضور ایک اپنا اترا ہوا تبرک مرحمت فرما دیں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب آپ کے لباس کی ساخت سنئے۔ عموماً یہ کپڑے آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ کرتہ یا قمیض۔ پائجامہ۔ صدری۔ کوٹ۔ عمامہ۔ اسکے علاوہ رومال بھی ضرور رکھتے تھے اور جاڑوں میں جرابیں۔ آپ کے سب کپڑوں میں خصوصیت یہ تھی کہ وہ بہت کھلے کھلے ہوتے تھے۔ اور اگرچہ شیخ صاحب مذکور کے آوردہ کوٹ انگریزی طرز کے ہوتے مگر وہ بہت کشادہ اور لمبے یعنی گھٹنوں سے نیچے ہوتے تھے۔ اور جبّے اور چوغہ بھی جو آپ پہنتے تھے تو وہ بھی ایسے لمبے کہ بعض تو ان میں سے ٹخنے تک پہنچتے تھے۔ اسی طرح کرتے اور صدریاں بھی کشادہ ہوتی تھیں۔

بنیان آپ کبھی نہ پہنتے تھے بلکہ اس کی تنگی سے گھبراتے تھے۔ گرم قمیض جو پہنتے تھے ان کا اکثر اوپر کا بٹن کھلا رکھتے تھے۔ اسی طرح صدری اور کوٹ کا اور قمیص کے کفوں میں اگر بٹن ہوں تو وہ بھی ہمیشہ کھلے رہتے تھے آپکا طرز عمل "ما انا من المتکلفین" کے ماتحت تھا کہ کسی مصنوعی جکڑ بندی میں جو شرعاً غیر ضروری ہے پابند رہنا آپ کے مزاج کے خلاف تھا اور نہ آپ کو کبھی پرواہ تھی کہ لباس عمدہ ہے یا برش کیا ہوا ہے یا بٹن سب درست لگے ہوئے ہیں یا نہیں۔ صرف لباس کی اصلی غرض مطلوب تھی۔ بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے کاج میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔ آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے مشن کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محو تھے کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی۔ آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے۔ اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی۔ اسلئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔ البتہ گرمیوں میں نیچے کرتہ ململ کا رہتا تھا۔ بجائے گرم کرتے کے پاجامہ آپ کا معروف شرعی وضع کا ہوتا تھا (پہلے غرارہ یعنی ڈھیلا مردانہ پاجامہ بھی پہنا کرتے تھے۔ مگر آخر عمر میں ترک کر دیا تھا) مگر گھر میں گرمیوں میں کبھی کبھی دن کو اور حادثات کے وقت تہ بند باندھ کر

اسے جوزہ کی یخنی کچھ عرصہ تک مسلسل استعمال کرنے کیلئے بتائی اس پر پہلے تو اسنے بوجہ گوشت خور نہ ہونے کے اعتراض کیا مگر بالآخر اسنے مان لیا اور کچھ عرصہ تک اسکا استعمال کرتا رہا حتیٰ کہ اس کا بخار بالکل جاتا رہا۔ اس واقعہ کے ایک عرصہ بعد پھر ملاوامل ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا مرزا صاحب مجھے پھر کچھ حرارت محسوس ہونے لگی ہے۔ خوف ہے کہ پھر نہ اسی طرح بیمار ہو جاؤں اور اشارۃً یہ بھی ذکر کیا کہ پہلی دفعہ آپ نے جوزہ کی یخنی بتائی تھی۔ میںنے اس کی نبض دیکھی تو کچھ حرارت وغیرہ معلوم نہ ہوئی۔ اس پر میںنے خیال کیا کہ شائد وہ پھر جوزہ کا استعمال کرنا چاہتا ہے۔ مگر خود بخود استعمال کرنے سے حجاب کرتا ہے۔ اور بطور معالج کے میری اجازت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ میںنے اسے کہدیا کہ ہاں جوزہ کی یخنی بہت مفید ہے ضرور استعمال کرو۔"

(۴۶۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے مجھے ایک کاغذ کی تلاش کے لئے اپنے پُرانے بستے دیکھنے کے لئے دیئے۔ وہ کاغذ تو نہ ملا لیکن اس بستہ میں سے مجھے لالہ ملاوامل کے پُرانے خطوط دستیاب ہوئے جو اسنے طالب علمی کے زمانہ میں حضرت صاحب کے نام دینی مسائل کی دریافت کے متعلق لکھے تھے اور ایک جگہ حضرت صاحب کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ الہام ملا۔ ہر ترجمان دوہم سے احمد کی شان ہے۔ اسکا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ آجکل درثمین میں "اسکا" کی بجائے "جس کا" چھپا ہوا ہے۔ نیز ایک بستہ میں مجھے ایک پرچہ ملا جس پر حضور کا اپنا دستخطی یہ مضمون لکھا ہوا تھا کہ الذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالآخرۃ ھم یوقنون سے یہ مراد ہے کہ جو لوگ اس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر نازل کی گئی ہے اور اس وحی پر جو تجھ سے پہلے نازل ہوئی ہے اور اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ میں مسیح موعود پر نازل ہوگی۔"

(۴۶۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میںنے سنا ہے کہ ایک دفعہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ کیا کبھی حضور کو بھی ریا پیدا ہوتا ہے حضور نے فرمایا اگر آپ چارپایوں کے اندر کھڑے ہوں تو کیا آپ کو ریا پیدا ہوگا؟ پھر فرمایا ریا تو اپنی جنس میں ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ انبیاء اپنی روحانی کمال کیوجہ سے گویا دوسرے لوگوں کی جنس سے باہر ہوتے ہیں اور دنیا سے کٹ کر

یہ فرماتے ہیں کہ میں تو خدا کے سارے رسولوں کو مانتا ہوں۔ اللہ اللہ اللہ اللہ کیا شانِ دلربائی ہے۔

(۴۶۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

سنہ ۱۸۳۶ء یا سنہ ۱۸۳۷ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

سنہ ۱۸۴۲ء یا سنہ ۱۸۴۳ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب۔

سنہ ۱۸۴۶ء یا سنہ ۱۸۴۷ء۔ صرف و نحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

سنہ ۱۸۵۲ء یا سنہ ۱۸۵۳ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی شادی (غالباً)۔

سنہ ۱۸۵۳ء یا سنہ ۱۸۵۴ء۔ نحو و منطق و حکمت و دیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے۔

سنہ ۱۸۵۵ء یا سنہ ۱۸۵۶ء۔ ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً)۔

سنہ ۱۸۵۷ء یا سنہ ۱۸۵۸ء۔ ولادت مرزا فضل احمد (غالباً)۔

سنہ ۱۸۶۴ء یا سنہ ۱۸۶۵ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا میں آنحضرت صلعم کی زیارت اور اشارات ماموریت۔

سنہ ۱۸۶۴ء تا سنہ ۱۸۶۸ء۔ ایام ملازمت بمقام سیالکوٹ۔

سنہ ۱۸۶۸ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا انتقال۔

سنہ ۱۸۶۸ء یا سنہ ۱۸۶۹ء۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ بعض مسائل میں مباحثہ کی تیاری اور الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" جو غالباً سب سے پہلا الہام ہے۔

سنہ ۱۸۷۵ء یا سنہ ۱۸۷۶ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آٹھ یا نو ماہ تک لگاتار روزے رکھنا (غالباً)

سنہ ۱۸۷۶ء۔ تعمیر مسجد اقصیٰ۔ الہام الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا انتقال۔

سنہ ۱۸۷۷ء۔ اخبارات میں مضامین بھجوانے کا آغاز (غالباً) مقدمہ از جانب محکمہ ڈاکخانہ (غالباً) سفر سیالکوٹ۔

۱۸۷۸ء۔ انعامی مضمون رقمی مبلغ صد روپیہ بمقابلہ آریہ سماج ۔ تیاری تصنیف براہین احمدیہ (غالباً)

۱۸۷۹ء۔ ابتدا تصنیف براہین احمدیہ و اعلان طبع و اشاعت ۔

۱۸۸۰ء۔ اشاعت حصہ اوّل و حصہ دوئم براہین احمدیہ ۔

۱۸۸۲ء۔ اشاعت حصہ سوئم براہین احمدیہ و الہام ماموریت قل انی امرت و انا اوّل المؤمنین ۔

۱۸۸۳ء۔ وفات مرزا غلام قادر صاحب برادر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔

۱۸۸۴ء۔ اشاعت حصہ چہارم براہین احمدیہ ۔ اشتہار اعلان دعویٰ مجددیت و اشتہار دعوت برائے دکھانے نشان آسمانی۔ تعمیر مسجد مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کرتے پر چھینٹے پڑنے کا نشان ۔ نکاح حضرت ام المومنین بمقام دہلی ۔

۱۸۸۵ء۔ لیکھرام کا قادیان میں آنا ۔ قادیان کے آریوں کے ساتھ نشان آسمانی دکھانے کی قرارداد ۔

۱۸۸۶ء۔ چلہ ہوشیار پور ۔ الہام درباره مصلح موعود ۔ مناظرہ ماسٹر مرلی دھر بمقام ہوشیار پور ۔ ولادت عصمت ۔ تصنیف و اشاعت سرمہ چشم آریہ ۔

۱۸۸۷ء۔ تصنیف و اشاعت شحنۂ حق ۔ ولادت بشیر اوّل ۔

۱۸۸۸ء۔ پیشگوئی درباره مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری و نکاح محمدی بیگم ۔ وفات بشیر اوّل ۔ اشتہار اعلان بیعت ۔

۱۸۸۹ء۔ ولادت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ۔ بیعت اولیٰ بمقام لدھیانہ ۔ سفر علیگڑھ ۔

۱۸۹۰ء۔ تصنیف فتح اسلام و توضیح المرام ۔

۱۸۹۱ء۔ سفر لدھیانہ ۔ اشاعت فتح اسلام و توضیح المرام ۔ اعلان دعویٰ مسیحیت ۔ دعوت مباحثہ بنام مخالف علماء ۔ مناظرہ مولوی محمد حسین بٹالوی بمقام لدھیانہ (الحق لدھیانہ) سفر دہلی ۔ تیاری مناظرہ مولوی نذیر حسین دہلوی بمقام جامع مسجد دہلی ۔ مناظرہ مولوی محمد بشیر بھوپالوی بمقام دہلی ۔ (الحق دہلی) ، سفر پٹیالہ ۔ ولادت شوکت ۔ وفات عصمت ۔ تصنیف و اشاعت ازالہ اوہام ۔ اعلان دعویٰ مہدویت ۔ طلاق زوجہ اوّل ۔ فتویٰ کفر ۔ تصنیف و اشاعت آسمانی فیصلہ ۔ پہلا سالانہ جلسہ ۔

برائے صفحہ ۳۶۷

۱۸۹۲ء۔ سفر لاہور۔ مناظرہ مولوی عبدالحکیم کلانوری بمقام لاہور۔ سفر سیالکوٹ۔ سفر جالندھر وفات شوکت۔ تصنیف واشاعت نشان آسمانی۔ موت مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری۔ ابتدا تصنیف آئینہ کمالات اسلام۔

۱۸۹۳ء۔ بقیہ تصنیف واشاعت آئینہ کمالات اسلام۔ قادیان میں پریس کا قیام دعوت مباہلہ بنام مخالفین مخالفین کو آسمانی نشان دکھانے کی دعوت۔ لیکھرام کے متعلق پیشگوئی میعادی چھ سال۔ عربی میں مقابلہ کی دعوت۔ تصنیف واشاعت برکات الدعا۔ ولادت خاکسار مرزا بشیر احمد۔ تصنیف واشاعت حجۃ الاسلام وسچائی کا اظہار۔ مناظرہ آتھم بمقام امرتسر (پیشگوئی دربارہ آتھم (جنگ مقدس) مباہلہ عبدالحق غزنوی بمقام امرتسر۔ تصنیف واشاعت تحفہ بغداد و کرامات الصادقین وشہادۃ القرآن۔

۱۸۹۴ء۔ تصنیف واشاعت حمامۃ البشریٰ۔ نشان کسوف وخسوف تصنیف واشاعت نورالحق و اتمام الحجۃ وسر الخلافہ۔ پیشگوئی آتھم کی میعاد گذر جانے اور آتھم کے بوجہ رجوع الی الحق کے نہ مرنے پر مخالفین کا شور واستہزاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے جوابی اشتہارات۔ تصنیف واشاعت انوار الاسلام۔

۱۸۹۵ء۔ ولادت مرزا شریف احمد صاحب۔ تصنیف منن الرحمٰن اس تحقیق کے متعلق کہ عربی ام الالسنہ ہے۔ تصنیف واشاعت نور القرآن۔ سفر ڈیرہ بابا نانک۔ تصنیف واشاعت ست بچن۔ بابا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے کی تحقیق کا اعلان۔ مسیح ناصری علیہ السلام کی قبر واقع سری نگر کی تحقیق کا اعلان۔ تصنیف واشاعت آریہ دھرم۔

۱۸۹۶ء۔ تحریک تعطیل جمعہ۔ موت آتھم۔ ابتدا تصنیف انجام آتھم۔ تصنیف واشاعت اسلامی اصول کی فلاسفی۔ نشان جلسہ اعظم مذاہب لاہور۔

۱۸۹۷ء۔ اشاعت انجام آتھم۔ مخالف علماء کو نام لے لے کر مباہلہ کی دعوت۔ موت لیکھرام۔ ولادت مبارکہ بیگم۔ تلاشی مکانات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ تصنیف واشاعت استفتاء وسراج منیر و تحفہ قیصریہ و حجۃ اللہ و محمود کی آمین وسراج دین عیسائی کے سوالوں کا جواب۔ قادیان میں ترکی قونصل کی آمد۔ مقدمہ اقدام قتل منجانب پادری مارٹن کلارک۔ مقدمہ انکم ٹیکس کا اجرا

امرتسر۔ سفر ملتان برائے شہادت۔ میموریل بخدمت وائسرائے ہند برائے اصلاح مذہبی مناقشات۔ ابتدائی تصنیف کتاب البریہ۔ تجویز قیام مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

سن ۱۸۹۸ء۔ قیام مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ اشاعت کتاب البریہ۔ پنجاب میں طاعون کے پھیلنے کی پیشگوئی۔ الحکم کا اجرا قادیان سے۔ تصنیف فریاد درد۔ تصنیف و اشاعت ضرورۃ الامام۔ تصنیف نجم الہدیٰ۔ تصنیف و اشاعت راز حقیقت و کشف الغطاء۔ جماعت کے نام رشتہ ناطہ اور غیر احمدی کی امامت میں نماز پڑھنے کے متعلق احکام۔ تصنیف ایام الصلح

سن ۱۸۹۹ء۔ اشاعت ایام الصلح۔ مقدمہ ضمانت برائے حفاظت امن منجانب مولوی محمد حسین بٹالوی تصنیف و اشاعت حقیقۃ المہدی۔ تصنیف مسیح ہندوستان میں۔ ولادت مبارک احمد تصنیف و اشاعت ستارہ قیصرہ۔ جماعت میں عربی کی تعلیم کے لئے سلسلہ اسباق کا جاری کرنا۔ تصنیف تریاق القلوب۔

سن ۱۹۰۰ء۔ مسجد مبارک کے رستہ میں مخالفین کی طرف سے دیوار کا کھڑا کر دیا جانا۔ تصنیف تحفہ غزنویہ۔ خطبہ الہامیہ بر موقع عید الاضحی۔ بشپ آف لاہور کو مقابلہ کا چیلنج۔ تجویز عمارت منارۃ المسیح۔ فتوائے ممانعت جہاد۔ تصنیف و اشاعت رسالہ جہاد۔ تصنیف لجۃ النور۔ ابتداء تصنیف تحفہ گولڑویہ۔ تصنیف و اشاعت اربعین۔ جماعت کا نام احمدی رکھا جانا۔

سن ۱۹۰۱ء۔ بقیہ تصنیف تحفہ گولڑویہ۔ تصنیف خطبہ الہامیہ۔ تصنیف و اشاعت اعجاز المسیح۔ بشیر و شریف و مبارکہ کی آمین۔ مقدمہ دیوار و ہدم دیوار۔

سن ۱۹۰۲ء۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو و انگریزی کا اجراء۔ تصنیف و اشاعت دافع البلاء و الہدیٰ تصنیف نزول المسیح۔ اشاعت تحفہ گولڑویہ و تحفہ غزنویہ۔ و خطبہ الہامیہ و تریاق القلوب۔ البدر کا قادیان سے اجراء۔ نکاح خاکسار مرزا بشیر احمد۔ نکاح و شادی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔ تصنیف و اشاعت کشتی نوح و تحفۃ الندوہ۔ مناظرہ مابین مولوی سید سرور شاہ صاحب و مولوی ثناء اللہ امرتسری بمقام مُد ضلع امرتسر۔ تصنیف و اشاعت اعجاز احمدی و ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی۔ مولوی ثناء اللہ کا قادیان آنا۔

سن ۱۹۰۳ء۔ تصنیف و اشاعت مواہب الرحمٰن۔ سفر جہلم برائے مقدمہ مولوی کرم دین۔ تصنیف و اشاعت

نسیم دعوت و سناتن دھرم ۔ منارۃ المسیح کی بنیادی اینٹ کا رکھا جانا ۔ طاعون کا پنجاب میں زور اور بیعت کی کثرت کا آغاز ۔ ولادت امۃ النصیر ۔ مقدمہ مولوی کرم دین گورداسپور میں ۔ شہادت مولوی عبداللطیف صاحب شہید بمقام کابل ۔ تصنیف و اشاعت تذکرۃ الشہادتین و سیرۃ الابدال ۔ وفات امۃ النصیر ۔

سنہ ۱۹۰۴ء ۔ مقدمہ مولوی کرم دین گورداسپور ۔ سفر لاہور اور لیکچر لاہور ۔ سفر سیالکوٹ اور لیکچر سیالکوٹ ۔ اعلان دعوئے مثیل کرشن ۔ ولادت امۃ الحفیظ بیگم ۔ فیصلہ مقدمہ مولوی کرم دین ماتحت عدالت میں ۔

سنہ ۱۹۰۵ء ۔ مقدمہ مولوی کرم دین کا فیصلہ عدالت اپیل میں ۔ بڑا زلزلہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا باغ میں جاکر قیام کرنا ۔ تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم ۔ البدر کا بدر میں تبدیل ہونا ۔ وفات حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ۔ وفات مولوی برہان الدین صاحب جہلمی ۔ تجویز قیام مدرسہ احمدیہ قادیان ۔ سفر دہلی و قیام لدھیانہ و امرتسر و لیکچر بر رد مقامات ۔ الہامات قرب وصال ۔ تصنیف و اشاعت الوصیت ۔ تجویز قیام مقبرہ بہشتی ۔

سنہ ۱۹۰۶ء ۔ اشاعت ضمیمہ الوصیت ۔ ابتدا انتظام مقبرہ بہشتی ۔ قیام صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔ تصنیف و اشاعت چشمہ مسیحی ۔ تصنیف تجلیات الٰہیہ ۔ شادی خاکسار مرزا بشیر احمد ۔ ولادت ناصر احمد پسر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ۔ تشحیذ الاذہان کا اجراء ۔

سنہ ۱۹۰۷ء ۔ تصنیف و اشاعت قادیان کے آریہ اور ہم ۔ ہلاکت ارکین اخبار شبھ چنتک قادیان ۔ ہلاکت ڈوئی ۔ ہلاکت سعد اللہ لدھیانوی ۔ تصنیف و اشاعت حقیقۃ الوحی ۔ ولادت امۃ السلام دختر خاکسار مرزا بشیر احمد ۔ نکاح مبارک احمد ۔ وفات مبارک احمد ۔ توسیع مسجد مبارک ۔ نکاح مرزا شریف احمد صاحب ۔ نکاح مبارکہ بیگم ۔ جلسہ وچھو والی لاہور و مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔

سنہ ۱۹۰۸ء ۔ تصنیف و اشاعت چشمہ معرفت ۔ فنانشل کمشنر پنجاب کا قادیان آنا ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات ۔ سفر لاہور ۔ رؤسا کو تبلیغ بذریعہ تقریر ۔ تصنیف لیکچر پیغام صلح ۔ الہام درباره قرب وصال ۔ وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام بمقام لاہور ۔ قیام خلافت راشدہ

(۴۶۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب سیرۃ المہدی کا حصہ اوّل شائع ہوا تو اس پر ایک طویل تنقیدی مضمون ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرف سے پیغام صلح لاہور میں شائع ہوا تھا جس میں بعض اصولی اعتراض سیرۃ المہدی حصہ اوّل کے متعلق کئے گئے تھے اور بعض روایات پر تفصیلی جرح بھی کی گئی تھی۔ اس مضمون کا جواب میری طرف سے گذشتہ سال الفضل میں شائع ہوا جس میں ڈاکٹر صاحب موصوف کے جملہ اصولی اعتراضات کا جواب دیا گیا تھا اور بعض تفصیلی اعتراضات کا جواب بھی لکھا گیا تھا۔ لیکن پیشتر اسکے کہ میں ڈاکٹر صاحب کے سارے اعتراضات کا جواب ختم کرتا مجھے اس سلسلہ مضمون کو بعض ناگزیر وجوہات سے درمیان میں چھوڑنا پڑا۔ اب بعض دوستوں کی تحریک پر میں اسجگہ ڈاکٹر صاحب کے اصولی اعتراضات کا جواب درج کرتا ہوں اور تفصیلی اعتراضات کے متعلق صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کا جواب کچھ تو الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ کچھ سیرۃ المہدی کے موجودہ حصہ یعنی حصہ دوئم میں متفرق طور پر آگیا ہے اور کچھ اگر ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ پھر کسی موقعہ پر بیان کر دیا جائیگا۔

"کچھ عرصہ ہوا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات میں ایک کتاب سیرۃ المہدی حصہ اول شائع کی تھی۔ اس کتاب کی تصنیف کے وقت میرے دل میں جو نیت تھی اُسے صرف میں ہی جانتا ہوں یا مجھ سے بڑھ کر میرا خدا جانتا ہے جس سے کوئی بات بھی پوشیدہ نہیں۔ اور مجھے اسوقت یہ وہم و گمان تک نہ تھا کہ کوئی احمدی کہلانے والا شخص اس کتاب کو اس معاندانہ نظر سے دیکھیگا جس سے کہ بعض غیر مبایعین نے اسے دیکھا ہے۔ مگر اس سلسلہ مضامین نے جو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرف سے گذشتہ ایام میں پیغام صلح لاہور میں شائع ہوتا رہا ہے۔ میری امیدوں کو ایک سخت ناگوار صدمہ پہنچایا ہے۔ جرح و تنقید کا ہر شخص کو حق پہنچتا ہے۔ اور کوئی حق پسند اور منصف مزاج آدمی دوسرے کی ہمدردانہ اور معقول تنقید کو ناپسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ دراصل یہ ایک خوشی کا مقام ہوتا ہے۔ کیونکہ اس قسم کی بحثیں جو نیک نیتی کے ساتھ معقول طور پر کی جائیں۔ طرفین کے علاوہ عام لوگوں کی بھی تنویر کا موجب ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس طرح بہت سے مفید معلومات دنیا کے سامنے آجاتے ہیں۔ اور چونکہ طرفین کی نیتیں صاف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

۱۱۲۵

سیرت المہدی

حصہ سوم

(مرتبہ فرمودہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

خاکسار

ایڈیٹر محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دار الامان سے

شائع کیا

ایڈیشن اول   صفر ۱۳۵۸ھ   اپریل ۱۹۳۹ء

۴۷۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مَیں گھوڑی سے گر پڑا۔ اور میری داہنی کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس لئے یہ ہاتھ کمزور ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد مَیں قادیان میں حضور کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نے پُوچھا۔ شاہ صاحب آپ کا کیا حال ہے مَیں نے عرض کیا کہ کلائی کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے میرے ہاتھ کی انگلیاں کمزور ہو گئی ہیں اور اچھی طرح مٹھی بند نہیں ہوتی۔ حضور دعا فرمائیں کہ پنجہ ٹھیک ہو جاوے۔ مجھکو یقین تھا کہ اگر حضور نے دعا فرمائی۔ تو شفا بھی اپنا کام ضرور کرے گی۔ لیکن بلا تامل حضور نے فرمایا۔ کہ شاہ صاحب ہمارے مونڈھے پر بھی ضرب آئی تھی۔ جس کی وجہ سے اب تک وہ کمزور ہے۔ ساتھ ہی حضور نے مجھے اپنا شانہ ننگا کر کے دکھایا۔ اور فرمایا۔ کہ آپ بھی صبر کریں۔ پس اس وقت سے وہی ہاتھ کی کمزوری مجھکو بدستور ہے اور مَیں نے سمجھ لیا کہ اب یہ تقدیر ٹلنے والی نہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب اپنے اصحاب سے کس قدر بے تکلف تھے کہ فوراً اپنا شانہ ننگا کر کے دکھا دیا۔ تا کہ شاہ صاحب اسے دیکھکر تسلی پائیں۔

۴۸۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ بعض لوگ بیعت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ سے پوچھتے تھے۔ کہ یا حضرت! ہم کونسا وظیفہ پڑھا کریں۔ تو حضور فرماتے کہ الحمد للہ اور درود شریف اور استغفار اور دُعا پر مداومت اختیار کرو اور دعا اھدنا الصراط المستقیم کثرت سے پڑھا کرو۔

۴۸۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ مَیں نے خواب میں ایک مرتبہ دیکھا کہ سید عبدالقادرؒ صاحب جیلانی آئے ہیں اور آپ نے پانی گرم کرا کر مجھے غسل دیا ہے اور نئی پوشاک پہنائی ہے اور گول کمرہ کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ آؤ ہم اور تم برابر برابر کھڑے ہو کر قد ناپیں۔ پھر انہوں نے میرے بائیں طرف کھڑے ہو کر کندھے سے کندھا ملایا۔ تو اس وقت دونوں برابر برابر رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ اوائل زمانہ کا رؤیا ہو گا۔ کیونکہ بعد میں تو آپ کو وہ روحانی مرتبہ حاصل ہوا کہ امتِ محمدیہ میں آپ سب پر سبقت لے گئے۔ جیسا کہ آپ کا یہ الہام بھی ظاہر کرتا ہے۔ کہ "آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا" اور آپ نے صراحت کے ساتھ لکھا

۴۹۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ میں نے حضرت صاحب سے درخواست کی۔ کہ مجھے کسی جگہ نوکر کرا دیں۔ حضور نے فرمایا۔ ہمارے واقفوں میں سے ایک ڈپٹی کلکٹر نہر ہیں ان سے سفارش کر دینگے۔ مگر اس کے بعد میں خود ہی دوسری جگہ نوکر ہو گیا لیکن بالآخر نہر ہی کی طرف آگیا اور ۲۸ سال ملازمت کی۔

۴۹۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت میں داخل تھا کہ اپنے دوستوں سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ طبی معاملات میں حکیموں ڈاکٹروں سے۔ قانونی باتوں میں وکلاء سے۔ فقہی مسائل میں علماء سے۔ مکان کی تعمیر ہو تو اوورسیروں یا راجوں مستریوں سے۔ گھر کا معاملہ ہو تو اہل بیت سے۔ اردو زبان کے کسی لفظ کے متعلق کوئی بات ہو۔ تو ہماری والدہ صاحبہ اور میر صاحب مرحوم سے) غرض آپ کی عادت تھی کہ چھوٹی بڑی ہر بات میں ایک یا زیادہ اہل لوگوں کو بلا کر مشورہ اور تبادلہ خیال کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح بہت سے معاملات مجلس احباب میں بعد مشورہ طے پاتے تھے۔ غرض آپ حتی الوسع ہر معاملہ میں مشورہ لیا کرتے تھے۔ پھر جس بات پر انشراح ہو جاتا۔ اُسے قبول کر لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم بھی بہت کثرت سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ دراصل اسلامی نظام کی بنیاد ہی اوّلاً مشورہ اور بعدہٗ توکل پر ہے۔

۴۹۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضور علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مدد سے دیکھتا ہے۔

۴۹۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد جب باغ میں رہائش تھی۔ تو ایک دن حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ کہ آج ہم نے اپنی ساری جماعت کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پورا واقعہ یوں ہے کہ ان ایام میں آپ نے جب ایک دفعہ کسی احمدی کا جنازہ پڑھا تو اس میں بہت دیر تک دُعا فرماتے رہے اور پھر نماز کے بعد فرمایا کہ ہمیں علم نہیں کہ ہمیں اپنے دوستوں میں سے کس کس کے جنازہ میں شرکت کا موقعہ ملیگا۔ اس لئے آج میں نے اس

جنازہ میں سارے دوستوں کے لئے جنازہ کی دُعا مانگ لی ہے اور اپنی طرف سے سب کا جنازہ پڑھ دیا ہے

۴۹۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ پیر منظور محمد صاحب ان سے بیان کرتے تھے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے زلزلہ کے بعد باغ میں مقیم تھے۔ تو ایک دن آپ کو ایک الہام ہوا تھا۔ کہ "تین بڑے آدمیوں میں سے ایک کی موت"۔ یہ الہام کہیں چھپا نہیں پھر اس کے بعد ہی کچھ دن میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی بیمار ہو گئے۔ اور چند روز میں فوت ہو گئے۔

۴۹۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور قرآن مجید کا تذکرہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک بزرگ نے اپنی تمام جائیداد للہ تقسیم کر دی۔ اس پر کسی نے اس بزرگ سے کہا۔ کہ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر آپ اپنے بیٹے کے لئے بھی کچھ رکھ لیتے۔ تو اس بزرگ نے جواب دیا۔ کہ میں اپنے بیٹے کے لئے سورۃ واقعہ چھوڑتا ہوں۔ کیونکہ حدیث شریف میں فضائل قرآن میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص ہر روز سورۂ واقعہ ورد کے طور پر پڑھتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ فاقہ سے بچاتا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت صحیح ہے تو یہ ایک خاص قسم کی حالت سے متعلق ہو گی ورنہ عام حالات میں اسلامی تعلیم یہ ہے۔ کہ ورثا کا حق مقدم ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب ایک دفعہ حضرت سعد بن ابی وقاص بیمار ہوئے۔ تو انہوں نے اپنا سارا مال صدقہ کرنا چاہا۔ مگر آنحضرت صلعم نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا۔ کہ ورثاء کو بے سہارا نہیں چھوڑنا چاہئے۔

۴۹۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ غالباً دوسرا یا تیسرا سالانہ جلسہ تھا۔ کہ حضور ایک دن عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ اور آتے ہی فرمایا۔ کہ مولوی صاحب (غالباً حضرت خلیفہ اول ؓ ہیں۔ خاکسار مؤلف) میرے دل میں یہ آیات گذری ہیں۔ کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ اور یمنعون الماعون۔ پھر حضور نے ان آیات کی اس قدر تشریح فرمائی۔ کہ حاضرین نے متأثر ہو کر چیخیں مارنی شروع کر دیں۔ بعد ازاں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے سورۂ مریم کی قرأت سے نماز شروع کی۔ اور بحالت نماز بھی ویسا ہی رونے اور چیخنے کا شور پڑا ہوا تھا۔ جو بعد میں کم نظر آیا ہے۔ دوسرے روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریر میں فرمایا

عیدالاضحی کے موقعہ پر خطبہ الہامیہ پڑھا تھا۔ اس سال ۹ ذی الحج کو یعنی حج کے دن اعلان کرا دیا تھا۔ کہ آج ہم دعا کریں گے۔ لوگ اپنے نام رقعوں پر لکھکر بھیجدیں۔ چنانچہ قریباً تمام اصحاب الصفہ اور مہمانان نے اپنے نام لکھکر حضور کی خدمت میں پہونچا دیئے۔ اس کے بعد مَیں نے دیکھا۔ کہ خاص خاص موقعوں پر لوگ اس طرح ناموں کی فہرست بنا کر حضور کی خدمت میں دعا کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ بلکہ بعد میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب روزانہ ہی ایسی فہرست ڈاک کے خطوط میں سے منتخب کرکے اور نیز دیگر حاجتمندانِ دُعا کے نام لکھکر حضور کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب کی مراد اصحاب الصفہ سے وہ اصحاب ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض صحبت کی خاطر اپنے وطنوں کو چھوڑ کر قادیان میں ڈیرہ جما بیٹھے تھے۔ جیسا کہ حضور کے الہام میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

۵۱۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جب بعض مخلصین حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت ہو کر جانے لگتے۔ اور دعا کے لئے عرض کرتے۔ تو حضرت صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ آپ گاہ بگاہ خط کے ذریعہ سے یاددہانی کراتے رہیں۔ مَیں انشاء اللہ دُعا کرونگا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض دوستوں کی عادت تھی۔ کہ حضور کی خدمت میں دُعا کے لئے قریباً روزانہ لکھتے تھے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ لاہور کے ایک دوست کو کوئی کام درپیش تھا جس پر انہوں نے مسلسل کئی ماہ تک ہر روز بلاناغہ حضور کی خدمت میں دُعا کے لئے خط لکھا۔

۵۱۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ یعنی امّ المؤمنین اطال اللہ بقاءہا نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا۔ جس کا دماغ پر بھی اثر تھا۔ اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی۔ اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے۔ اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے مُرغا ذبح کرا کے سر پر باندھا۔ جس سے فائدہ ہوگیا۔ اس وقت باہمی سخت مخالفت تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ ابتدائی زمانہ کی بات ہوگی۔ ورنہ آخری زمانہ میں تو حضرت خلیفہ اوّل جو ایک ماہر طبیب تھے ہجرت کرکے قادیان آگئے تھے۔ یا ممکن ہے کہ کسی ایسے وقت کی بات ہو۔ جب حضرت خلیفہ اوّلؓ عارضی طور پر کسی سفر پر باہر گئے ہونگے۔ مگر بہرحال حضرت صاحب کے اعلیٰ اخلاق کا

کو ورانسان کی پیدائش کو بھی بشارت کے قابل خیال کرتا ہے۔ پھر اُس وقت اِس کے سوا سارا فلسفہ بھول جاتا ہوں۔ کہ خدا کے فضل کے ہاتھ کو کون روک سکتا ہے۔ اللّٰھمّ لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت۔

۱۲۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں نے بھائی محمود احمد صاحب ساکن ڈنگہ ضلع گجرات سے سُنا ہے کہ جن دنوں کرم دین والا مقدمہ گورداسپور میں دائر تھا حضور علیہ السلام حضرت اقدس مقدمہ کی تاریخوں پر قادیان سے علی الصبح روانہ ہوتے تھے اور نماز فجر راستہ میں ہی حضرت مولوی فضل الدین صاحب بھیروی کی امامت میں ادا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ بٹالہ کی نہر کے قریب نماز فجر کا جو وقت ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا۔ کہ نماز فجر کا وقت ہو گیا ہے یہیں نماز پڑھ لی جائے۔ اصحاب نے عرض کی کہ حضور حکیم مولوی فضل الدین صاحب آگے نکل گئے ہیں اور خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ساتھ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام خاموش ہو گئے اور خود ہی امامت فرمائی۔ پہلی رکعت فرض میں آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص تلاوت فرمائی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَیں فطرتاً اس قسم کی روایتوں کے لینے میں تامل کرتا ہوں جس میں اِس وقت کے ایک مخالف گروہ پر زد پڑتی ہے۔ مگر جب میرے پاس ایک روایت پہونچتی ہے اور مَیں اس میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔ اور نہ ہی راوی میں کوئی طعن پاتا ہوں تو اُس کے قبول کرنے پر مجبور ہوتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ شاید اس قسم کے واقعات خدائی تصرف کے ماتحت وقوع پذیر ہوئے ہوں واللہ اعلم۔

۵۲۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ غالباً ۱۹۰۶ء کا واقعہ ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مسجد مبارک میں سوال کیا۔ کہ حضور اگر غیر احمدی باجماعت نماز پڑھ رہے ہوں تو ہم اس وقت نماز کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم اپنی الگ پڑھ لو۔ اس نے کہا کہ حضور جب جماعت ہو رہی ہو۔ تو الگ نماز پڑھنی جائز نہیں۔ فرمایا۔ کہ اگر ان کی نماز باجماعت عنداللہ کوئی چیز ہوتی تو مَیں اپنی جماعت کو الگ پڑھنے کا حکم ہی کیوں دیتا۔ ان کی نماز اور جماعت جناب الٰہی کے حضور کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اس لئے تم اپنی نماز الگ پڑھو

برائے صفحہ ۲۲۴

حضرت صاحب سے اس بارہ میں بات کروں گا۔ چنانچہ والد صاحب حضرت صاحب سے ملے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ شیخ صاحب ہم نے آپ کے بیٹے کو یہاں رہنے کے لئے کہا ہے۔ کیونکہ میاں حامد علی کے والد نے بھی ان کو یہاں ہی چھوڑ دیا ہے۔ والد صاحب نے عرض کیا۔ کہ جناب جس مکان میں چھ سات چراغ جل رہے ہوں اگر وہاں سے ایک اٹھا لیا جائے۔ تو وہاں روشنی میں کوئی خاص کمی واقع نہ ہوگی اور جس گھر میں فقط ایک چراغ ہو۔ اور اس کو اٹھا دیا جائے تو بالکل اندھیرا ہو جائیگا۔ اس طرح میرے والد صاحب نے ہنس کر بات ٹال دی۔ کیونکہ میاں حامد علی کے پانچ چھ بھائی تھے۔ اور میں گھر میں والد کا ایک ہی بیٹا تھا۔ لیکن مجھکو اس بات پر سخت افسوس ہوا اور اب تک ہے۔ کہ والد صاحب نے حضرت کی بات کو قبول کیوں نہ کر لیا۔ اور مجھے اس موقعہ سے مستفید کیوں نہ ہونے دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ ۵۱۲
پیدائش اور عمر بوقت وفات کا سوال ایک عرصہ سے زیر غور چلا آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ حضور کی تاریخ پیدائش معین صورت میں محفوظ نہیں ہے۔ اور آپ کی عمر کا صحیح اندازہ معلوم نہیں (دیکھو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۳) کیونکہ آپ کی پیدائش سکھوں کی حکومت کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ جبکہ پیدائشوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض ایسے امور بیان فرمائے ہیں۔ جن سے ایک حد تک آپ کی عمر کی تعیین کی جاتی رہی ہے۔ ان اندازوں میں سے بعض اندازوں کے لحاظ سے آپ کی پیدائش کا سال ۱۸۴۰ء بنتا ہے اور بعض کے لحاظ سے ۱۸۳۱ء تک پہونچتا ہے۔ اور اسی لئے یہ سوال ابھی تک زیر بحث چلا آیا ہے۔ کہ صحیح تاریخ پیدائش کیا ہے؟

میں نے اس معاملہ میں کئی جہت سے غور کیا ہے اور اپنے اندازوں کو سیرۃ المہدی کے مختلف حصوں میں بیان کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ گو مجھے یہ خیال غالب رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کا سال ۱۸۳۶ء عیسوی یا اس کے قریب قریب ہے۔ مگر ابھی تک کوئی تاریخ معین نہیں کی جا سکی تھی لیکن اب بعض حوالے اور بعض روایات ایسی ملی ہیں۔ جن سے معین تاریخ کا پتہ لگ گیا ہے۔ جو بروز جمعہ ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ ہجری مطابق ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء عیسوی مطابق یکم پھاگن سمت ۱۸۹۱ بکرمی ہے اس تعیین کی وجوہ یہ ہیں۔

اور اس روز عجب تماشہ ہوگا۔ جیسا کہ غبارہ کاغذی جو آگ سے بھرا ہوا ہو۔ بلندی سے نیچے کی طرف اُترتا ہوا دکھائی دیوے۔ ایسا ہی ان کے خیال میں مسیح کا نزول ہوگا۔ اور بڑی شوکت سے نزول ہوگا۔ اور ہر طرف سے یہ آتا ہے وہ آتا ہے سُنا جاویگا۔ لیکن یہ خدا کی عادت نہیں۔ اگر ایسا عام نظارہ قدرت کا دکھلایا جاوے تو ایمان بالغیب نہیں رہتا۔

وہ آدمی سخت خطا پر ہیں۔ جنہوں نے ایسا سمجھا ہوا ہے کہ اب تک عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ قرآن بار بار مسیح کی وفات کا ذکر کرتا ہے۔ اور حدیث معراج نبوی کی جو صحیح بخاری میں پانچ جگہ موجود ہے اس کو مُردوں میں بتاتی ہے۔ پس وہ کس طرح سے زندہ ہے۔ لہٰذا اعتقاد حیات مسیح کا رکھنا قرآن اور حدیث کے برخلاف چلنا ہے اور نیز آیت کریمہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم سے بصراحت یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ نصاریٰ نے اپنے مذہب کو عیسےٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد خراب کیا ہے نہ کہ ان کی زندگی میں۔ بالغرض اگر عیسےٰ علیہ السّلام اب تک زندہ ہیں تو ہمیں لازم ہے کہ ہم اس بات کا بھی اقرار کریں کہ اس وقت تک نصاریٰ نے اپنے مذہب کو خراب نہیں کیا۔ اور بالکل صواب پر ہیں۔ ایسا خیال کفر صریح ہے۔ پس جو کوئی قرآن کی آیتوں پر ایمان رکھتا ہے اُسے ضروری ہے کہ وہ مسیح کی وفات پر بھی ایمان لائے۔ اور یہ بیان ہمارے ان دلائل میں سے بہت تھوڑا سا حصہ ہے۔ جن کو ہم نے اپنی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ جسے تفصیل دیکھنا منظور ہو وہ ہماری کتابوں میں تلاش کرے۔

القصہ ضرور تھا۔ کہ آخر زمانہ میں اسی اُمت سے ایک ایسا شخص نکلے کہ جس کا آنا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے آنے کے ساتھ مشابہ ہو۔ اور حدیث کسر صلیب جو صحیح بخاری میں موجود ہے بلند آواز سے کہہ رہی ہے کہ ایسے شخص کا آنا نصاریٰ کے غلبہ کے وقت ہوگا۔ اور ہر دانشمند جانتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں نصاریٰ کا غلبہ رُوئے زمین پر ایسا ہے کہ اس کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ اور فریب علمائے نصاریٰ اور ان کی کارستانی ہر ایک طرح کے مکر و فریب میں یہاں تک پہونچی ہوئی ہے کہ یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ دجال معہود یہی خراب کرنے والے اور تحریف کرنے والے کتب مقدسہ کے ہیں۔ جنہوں نے قریب دو ہزار کے انجیل اور توریت کے نسخے ہر زبان میں بعد تحریف شائع کئے اور آسمانی کتابوں میں بہت خیانتیں کیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ایک انسان کو خدا بنایا جائے۔ اور اس کی پرستش کی جائے۔ اب انصاف

اور غور سے دیکھنا چاہیئے کہ کیا اُن سے بڑا دجّال کوئی گزرا ہے۔ کہ تا آئندہ بھی اس کی امید رکھی جاوے۔ ابتدائے بنی آدم سے اِس وقت تک مکر وفریب ہر قسم کا انہوں نے شائع کیا ہے جس کی نظیر نہیں پس اس کے بعد وہ کونسا نشان ہماری آنکھوں کے سامنے ہے جس سے یقین یا شک تک پیدا ہو سکے کہ کوئی دوسرا دجّال ان سے بڑا کسی غار میں چھپا ہُوا ہے۔

بساتھ اس کے چاند اور سُورج کو گرہن لگنا جو اس ہمارے مُلک میں ہُوا ہے۔ یہ نشان ظہور اُس مہدی کا ہے جو کتاب دارقطنی میں امام باقر کی حدیث سے موسوم ہے۔

نصارٰی کا فتنہ حد سے بڑھ گیا ہے اور ان کی گندی گالیاں اور سخت توہین ہمارے رسُول کی نسبت علماء نصارٰی کی زبان وقلم سے اس قدر نکلیں جس سے آسمان میں شور پڑ گیا حتیٰ کہ ایک مسکین اتمامِ حجت کے واسطے مامور کیا گیا۔ یہ خدا کی عادت ہے کہ جس قسم کا فساد زمین پر غالب ہوتا ہے اُسی کے مناسب حال مجدد زمین پر پیدا ہوتا ہے۔ پس جس کی آنکھ ہے وہ دیکھے کہ اس زمانہ میں آتشِ فساد کس قسم کی بھڑکی ہے اور کونسی قوم ہے جس نے تبر ہاتھ میں لے کر اسلام پر حملہ کیا ہے۔ جن کو اسلام کے واسطے غیرت ہے وہ فکر کریں۔ کہ آیا یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ اور آیا یہ ضروری نہ تھا کہ تیرھویں صدی کے اختتام پر جس میں کہ فتنوں کی بنیاد رکھی گئی۔ چودھویں صدی کے سر پر رحمتِ الٰہی تجدید دین کے لئے متوجہ ہوتی؟ اور اس بات پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ کیوں اس عاجز کو مسیح علیہ السلام کے نام پر بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ فتنہ کی صُورت ایسی ہی رُوحانیت کو چاہتی تھی۔ جبکہ مجھے قوم مسیح کے لئے حکم دیا گیا ہے تو مصلحتًا میرا نام ابنِ مریم رکھا گیا۔ آسمان سے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور زمین پکارتی ہے کہ وہ وقت آگیا۔ میری تصدیق کے لئے یہ دو گواہ موجود ہیں (خاکسار مؤلف عرض کرتا ہے کہ یہ عبارت حضرت مسیح موعودؑ کے دو فارسی شعروں کا ترجمہ ہے) اسی واسطے خداوند کریم نے مجھکو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تو خوش ہو کہ تیرا وقت نزدیک آگیا۔ اور قدم محمدیان بلند مینار پر پہونچ گیا ہے یہ کام خداوند حکیم وعلیم کا ہے اور انسان کی نظر میں عجیب۔ (یہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک الہام کا ترجمہ ہے۔ مؤلف) جو کوئی مجھے پُورے ظہور سے پہلے شناخت کرے۔ اس کو خدا کی طرف سے اجر ہے۔ اور جو کوئی آسمانی تائیدوں کے بعد میری طرف رغبت کرے وہ ناچیز ہے اور اس کی رغبت بھی ناچیز ہے اور مجھکو حکومت وسلطنت اس جہان سے کچھ سروکار نہیں۔ مَیں غریب ہی آیا اور غریب ہی جاؤنگا

امام الصلوٰۃ تھے۔ حضرت صاحب نے خصوصیت سے کہلا بھیجا تھا۔ کہ خطبہ مختصر ہو۔ کیونکہ ہم مضمون لکھوا رہے ہیں اور کاتب لکھ رہا ہے۔ وقت تھوڑا باقی ہے۔ وہ مضمون غالباً یکم یا ۲؍ دسمبر ۱۹۰۷ء کو سنایا جانا تھا۔ اور غالباً اس دن ۲۸ یا ۲۹؍ نومبر ۱۹۰۷ء کی تاریخ تھی۔ مگر سید صاحب نے باوجود حضرت اقدس کے صریح ارشاد کے خطبہ اس قدر لمبا پڑھا۔ کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّلؓ کافی عرصہ بعد مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے۔ اور وہاں نماز جمعہ پڑھانے کے بعد واپس بھی تشریف لے آئے۔ مگر سید صاحب کا خطبہ ابھی جاری تھا۔ خطبہ میں دو امور کا ذکر تھا۔ ایک حضرت مسیح ناصری کے حواریوں کے مائدہ مانگنے کا ذکر تھا اور یہ کہ ہمارے امام کے ساتھ بھی مائدہ یعنی لنگر خانہ ہے۔ اور نیز اس سے رُوحانی غذا بھی مراد ہے۔ دوم قدرتِ ثانیہ کے بارہ میں تذکرہ تھا۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت تحمل سے وہ خطبہ سُنتے رہے۔ باوجود اس کے کہ آپ کو نہایت ضروری کام درپیش تھا۔ مگر حضرت کی پیشانی پر کوئی بل نظر نہ آیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری ایام میں نماز جمعہ دو جگہ ہوتی تھی ایک مسجد مبارک میں جس میں حضرت صاحب خود شریک ہوتے تھے اور امام الصلوٰۃ مولوی سید محمد احسن صاحب یا مولوی سید سرور شاہ صاحب ہوتے تھے۔ اور دوسرے مسجد اقصیٰ میں جس میں حضرت خلیفہ اولؓ امام ہوتے تھے۔ دو جمعوں کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود بوجہ طبیعت کی خرابی کے عموماً مسجد اقصیٰ میں تشریف نہیں لے جا سکتے تھے اور مسجد مبارک چونکہ بہت تنگ تھی اس لئے اس میں سارے نمازی سما نہیں سکتے تھے۔ لہٰذا دو جگہ جمعہ ہوتا تھا۔ واقعہ مندرجہ روایت مذکور غالباً ان دنوں کا ہے جبکہ مسجد مبارک میں توسیع کے لئے عمارت لگی ہوئی تھی۔ ان ایام میں مسجد مبارک والا جمعہ میرے موجودہ مکان کے جنوبی دالان میں ہُوا کرتا تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی صاحب نے جو بیان کیا ہے کہ حضرت صاحب مضمون لکھوا رہے تھے اس سے یہ مراد نہیں کہ کسی شخص کو پاس بٹھا کر املا کروا رہے تھے بلکہ غرض یہ ہے کہ حضور لکھ لکھ کر کاتب کو دے رہے تھے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل تشریح ہے کہ قاضی صاحب نے جو یہ بیان کیا ہے کہ مولوی محمد احسن صاحب نے حضرت صاحب کے ارشاد کے باوجود خطبہ لمبا کر دیا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ مولوی صاحب نے دانستہ ایسا کیا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ چونکہ مولوی صاحب کو بات کے لمبا کرنے کی عادت تھی۔ اس لئے باوجود حضرت صاحب کے

مرتد ہوتے وقت بیان کئے ہیں۔ وہ سب آجکل غیر مبائعین میں موجود ہیں۔ دراصل ان لوگوں کو اس نے ہلاک کیا۔ اور خود اس کو اس کی خواب بینی اور بلعمی صفات نے ہلاک کیا۔ چنانچہ ایک دفعہ اِن لوگوں نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ریویو میں حضرت صاحب کا اور احمدیت کی خصوصیات کا ذکر نہ ہو۔ بلکہ عام اسلامی مضامین ہوں۔ تاکہ اشاعت زیادہ ہو۔ اخبار وطن میں بھی یہ تحریک چھپی تھی جس پر حضرت صاحب نے نہایت ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ ہمیں چھوڑ کر کیا آپ مُردہ اسلام کو پیش کریں گے؟ عبدالحکیم خاں نے حضور کو لکھا تھا۔ کہ آپ کا وجود خادمِ اسلام ہے نہ کہ عین اسلام۔ مگر حضرت صاحب کے اس فقرہ نے اس کی تردید کر دی۔ کہ دراصل آپ کا وجود ہی روح اسلام ہے
خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مسئلہ بہت باریک ہے کہ کسی مذہب میں اس مذہب کے لانیوالے کے وجود کو کس حد تک اور کس رنگ میں داخل سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر بہر حال یہ ایک مسلّم صداقت ہے کہ نبی کے وجود سے مذہب کو جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دونوں باہم اس طرح پر دستے ہوئے ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک کپڑے کا تانا اور بانا ہوتا ہے جن کے علیحدہ کرنے سے کپڑے کی تار پود بکھر جاتی ہے۔ بے شک بعض خام طبع موحدین اسے شرک قرار دے سکتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ خیال خود شرک میں داخل ہے کہ ایک خدائی فعل کے مقابلہ میں اپنے خیال کو مقدم کیا جائے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ خوابوں کا مسئلہ بھی بڑا نازک ہے۔ کئی خوابیں انسان کی دماغی بناوٹ کا نتیجہ ہوتی ہے اور اکثر لوگ ان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

۴۶۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں اس عاجز نے نمازوں میں اور خصوصاً سجدوں میں لوگوں کو آجکل کی نسبت بہت زیادہ روتے سُنا ہے رونے کی آوازیں مسجد کے ہر گوشہ سے سُنائی دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے اپنی جماعت کے اس رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا ہے جس نماز سے پہلے حضرت صاحب کی کوئی خاص تقریر اور نصیحت ہو جاتی تھی۔ اس نماز میں تو مسجد میں گویا ایک کہرام برپا ہو جاتا تھا۔ یہانتک کہ سنگدل سے سنگدل آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ ایک جگہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ دن میں کم از کم ایک دفعہ تو انسان خدا کے حضور رو لیا کرے۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کے لئے خلوت میں بیٹھکر تعماء الہی کو یاد کرنا اور انبیاء و اولیاء کے

بڑھکر دُعا کسی نے کرنی ہے۔ دراصل آپ کا منشاء یہ تھا۔ کہ میں خدا کے دین کی خدمت میں مصروف ہوں۔ اگر اس خدمت میں مجھ پر کوئی ذاتی تکلیف وارد ہوتی ہے۔ تو میں اس کے لئے دُعا نہیں کرونگا کیونکہ خدا خود دیکھ رہا ہے۔ وہ میری حفاظت فرمائیگا۔ اور اگر اس کے منشاء کے ماتحت مجھ پر کوئی تکلیف ہی آنی ہے تو بے شک آئے میں اس کے برداشت کرنے میں راحت پاؤنگا۔

۷۰۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ۱۹۰۴ء کا ذکر ہے۔ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر گورداسپور میں فوجداری دعوے کیا ہُوا تھا۔ اور حضور خانصاحب علی محمد صاحب پنشنر کے مکان متصل مسجد جامع میں مقیم تھے۔ خاکسار اور میاں جمال الدین اور امام الدین وخیر الدین صاحبان ساکنان سیکھواں حضور کے ساتھ تھے۔ باقی دوست دوسری جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک دن حضور کو پیچش کی شکایت ہوگئی۔ بار بار رفع حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ حضور نے ہمیں سوئے رہنے کے لئے فرمایا جب حضور رفع حاجت کے لئے اُٹھتے۔ تو خاکسار اسی وقت اُٹھکر پانی کا لوٹا لے کر حضور کے ساتھ جاتا۔ تمام رات ایسا ہی ہوتا رہا۔ ہر بار حضور یہی فرماتے۔ کہ تم سوئے رہو۔ صبح کے وقت حضور نے مجلس میں بیٹھکر ذکر فرمایا۔ کہ مسیح کے حواریوں اور ہمارے دوستوں میں ایک نمایاں فرق ہے۔ ایک موقعہ مسیح پر تکلیف کا آتا ہے۔ تو وہ اپنے حواریوں کو جگاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں جاگتے رہو اور دعائیں مانگو۔ مگر وہ سو جاتے ہیں۔ اور بار بار جگاتے ہیں۔ مگر وہ پھر سو جاتے ہیں۔ لیکن ہم اپنے دوستوں کو بار بار تاکید کرتے ہیں کہ سو رہو۔ لیکن وہ پھر بھی جاگتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار کا نام لیکر فرمایا۔ کہ میں نہیں جانتا کہ میاں عبدالعزیز تمام رات سوئے بھی ہیں کہ نہیں۔ میرے اٹھنے پر فوراً ہوشیاری کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور باوجود میرے بار بار تاکید کرنے کے کہ سوئے رہو اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر حضرت مسیح ناصری کا یہ قول سچا ہے اور ضرور سچا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو ہر غیر متعصب شخص کو ماننا پڑے گا۔ کہ جو شیریں پھل حضرت مسیح موعود کی صحبت نے پیدا کیا ہے وہ حضرت مسیح ناصری کی صحبت ہرگز پیدا نہیں کر سکی۔ حضرت مسیح موعود کے انفاسِ قدسیہ نے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی ایسی جماعت پیدا کر دی۔ جو آپ کے لئے اپنی جان قربان کر دینے کو سب فخروں سے بڑھکر فخر سمجھتی تھی۔ اور آپ کی ذراسی تکلیف پر اپنا ہر آرام و راحت قربان کر دینے کو تیار تھی۔

آپ کے سر پر زری کا کلاہ تھا۔ اور گورداسپور کے مقدمہ میں زری دار لنگی تھی۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اولؓ کا دوسرا نکاح خود پیر صاحب کی ہمشیرہ سے ہوا تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ عام طور پر حضرت صاحب کے سر پر سفید ململ کی پگڑی ہوتی تھی جس کے اندر نرم رومی ٹوپی ہوا کرتی تھی۔

۸۰۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ ایک دفعہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسےٰ کی الوہیت توڑنے کے لئے ماں کا ذکر کیا ہے اور صدیقہ کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے۔ جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں "بھرجائی کانئیے سلام آکھناں واں" جس سے مقصود کانا ثابت کرنا ہوتا ہے نہ کہ سلام کہنا۔ اسی طرح اس آیت میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صدیقیت کا اظہار۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پنجابی کا معروف محاورہ "بھابی کانئیے سلام" ہے اس لئے شاید مولوی صاحب کو الفاظ کے متعلق کچھ سہو ہوگیا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ منشا نہیں تھا کہ نعوذ باللہ حضرت مریم صدیقہ نہیں تھیں بلکہ غرض یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ کی والدہ کے ذکر سے خدا تعالیٰ کی اصل غرض یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ کو انسان ثابت کرے۔

۸۰۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ ایام جلسہ میں نماز جمعہ کے لئے مسجد اقصےٰ میں تمام لوگ سما نہ سکتے تھے۔ تو کچھ لوگ جن میں خواجہ کمال الدین صاحب بھی تھے۔ ان کوٹھوں پر (جو اب مسجد میں شامل ہو گئے ہیں اور پہلے ہندوؤں کے گھر تھے) نماز ادا کرنے کے لئے چڑھ گئے۔ اس پر ایک ہندو مالک مکان نے گالیاں دینا شروع کر دیں کہ تم لوگ یہاں شہد یا کھانے کے لئے آجاتے ہو اور میرا مکان گرانے لگے ہو۔ غرضیکہ کافی عرصہ تک بد زبانی کرتا رہا۔ نماز سے سلام پھیرتے ہی حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ سب دوست مسجد میں آجائیں۔ چنانچہ دوست آگئے اور بعد جمع صلوتین حضور

ہے اس لئے مَیں اس کی صحت یا عدمِ صحت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر اس قدر بات مجھے بھی معلوم ہے جو سیرۃ المہدی حصّہ اوّل کی روایت نمبر ۲۰۸ میں گذر چکی ہے کہ ایک دفعہ جب تحصیلداری کے امتحان کے لئے مرزا سلطان احمد صاحب نے حضرت صاحب کو دُعا کے لئے لکھا تھا تو حضرت صاحب نے ناراضگی کے ساتھ اُن کا رقعہ پھینک دیا تھا کہ بس دُنیا کا خیال ہی غالب رہتا ہے۔ مگر اسی رات حضرت صاحب کو خدا نے الہام کیا کہ ہم اسے پاس کر دیں گے۔ چنانچہ وہ کامیاب ہو گئے۔

۸۲۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میر شفیع احمد صاحب دہلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ چند لوگوں نے ایک احمدی سے مباحثہ کے دَوران میں کہا کہ مرزا صاحب کا اپنا بیٹا ان کو نبی نہیں مانتا۔ پہلے اس کو مناؤ پھر ہم سے بات کرنا۔ یہ بات بڑھی اور مرزا سلطان احمد کی شہادت پر فیصلہ قرار پایا چنانچہ وہ احمدی اور ان کے مخالف مرزا سلطان احمد صاحب کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا کہ آپ مرزا صاحب یعنی اپنے والد صاحب کو نبی مانتے ہیں یا نہیں؟ مرزا سلطان احمد صاحب نے جواب دیا کہ مَیں نے بنی اسرائیل کے انبیاء کا حال پڑھا ہے۔ اگر وہ ان حالات کی بناء پر نبی کہلانے کے مستحق ہیں۔ تو میرے والد صاحب ان سے بہت زیادہ نبی کہلانے کے مستحق ہیں۔ اس پر کسی نے کہا کہ پھر آپ ان کو مان کیوں نہیں لیتے۔ جواب دیا۔ کہ مَیں دنیا داری میں گرفتار ہوں۔ اور مَیں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ بیعت کرلینے کے بعد بھی میرے اندر دنیا کی نجاست موجود رہے۔ اس سے ایک عقلمند یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ غیر احمدی ہونے کے ایام میں بھی مرزا سلطان احمد صاحب دل میں حضرت اقدس علیہ السلام کی کس قدر عزت کرتے تھے۔ اپنے مقدس باپ کا اثر ان کے اندر اس قدر موجود تھا کہ نائب تحصیلدار کے بعد تحصیلدار۔ پھر ای۔ اے۔ سی پھر افسر مال پھر ڈپٹی کمشنر وغیرہ رہے مگر کسی جگہ آج تک مرزا صاحب کی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ انہوں نے کبھی کسی کو دکھ نہیں دیا نہ ظلم کیا نہ جھوٹ بولا اور نہ رشوت قبول کی۔ بلکہ ڈالی تک قبول نہ کرتے تھے۔ یہ تمام خوبیوں کا مجموعہ انہیں وراثۃً باپ سے ملا تھا۔ نہ صرف اس قدر بلکہ ان کے بچوں میں بھی فطرتاً یہ باتیں موجود ہیں۔ مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے بھی سرکاری ملازم ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ ان کے دفتر والے ماتحت اور افسر بلکہ ہمسایہ تک ان کے چلن اور اخلاق کے مدح خواں ہیں۔

اسی ضمن میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ ایک زمانہ میں حضرت میاں محمود احمد صاحب۔ میاں محمد اسحٰق صاحب اور میاں بشیر احمد صاحب تالاب کے کنارے بیڈمنٹن کھیلا کرتے تھے۔ گو مَیں بچہ تھا مگر میری

پردہ اُٹھایا تو اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف رکھتے تھے۔آپ نے مجھے دیکھکر فرمایا۔ کیا تم نے صدقہ نہیں کیا؟ مَیں نے کہا حضور ہم نے تو صدقہ کروا دیا ہے۔آپ نے فرمایا اور کروا دو۔چنانچہ مَیں نے اور صدقہ کروا دیا۔اس زمانہ میں دو روپیہ میں بکرا مل جاتا تھا۔اور ہم نے پانچ پیسے میں سیر گوشت خریدا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ غالبًا اس زمانہ کی بات ہے جب حضرت صاحب ۱۹۰۵ء والے زلزلہ کے بعد باغ میں جا کر ٹھہرے تھے۔

۸۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک شخص بمبئی کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کو آیا۔اس کی داڑھی اور مونچھیں سب سفید تھیں۔حضور نے ملاقات کے بعد ان سے پوچھا۔آپ کی کیا عمر ہوگی۔وہ شخص کہنے لگا کہ حضرت میں نے تو اپنا کوئی بال سیاہ دیکھا ہی نہیں۔نکلتے ہی سفید ہیں۔یاد نہیں کہ اس نے اپنی عمر کتنی بتائی۔ اس کی بات سے حضرت صاحب نے تعجب کیا۔اور پھر گھر میں جا کر بھی بیان کیا کہ آج ایک ایسا شخص ملنے آیا تھا۔

۸۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے دوسری شادی کی تو کسی وجہ سے جلدی ہی اس بیوی کو طلاق دیدی۔پھر بہت مدت قریبًا سال کے قریب گزر گیا۔تو حضرت صاحب نے چاہا کہ وہ اس بی بی کو پھر آباد کریں۔چنانچہ مسئلہ کی تفتیش ہوئی اور معلوم ہوا کہ طلاق بائن نہیں ہے۔بلکہ رجعی ہے۔اس لئے آپ کی منشاء سے ان کا دوبارہ نکاح ہو گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پہلی بیوی سے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کے اولاد نہیں ہوتی تھی اور حضرت صاحب کو آرزو تھی کہ ان کے اولاد ہو جائے۔اسی لئے آپ نے تحریک کر کے شادی کروائی تھی

۸۵۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہر الٰہی سلسلہ کا پہلا اور آخری نبی قتل سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔مگر درمیانی نبی اگر ان کے ساتھ مخصوص طور پر حفاظت کا وعدہ نہ ہو اور وہ اپنی بعثت کی غرض کو پورا کر چکے ہوں تو وہ قتل ہو سکتے ہیں چنانچہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو قتل سے محفوظ

بگڑنے کا احتمال تھا اس لئے دادا صاحب منع فرماتے تھے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ مرزا رشید احمد سے ہمارے بھائی خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کی بیوہ مراد ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے چچا زاد بھائی مرزا امام دین کی لڑکی ہیں اور ان کی پھوپھی صاحبہ سے ہماری تائی صاحبہ مراد ہیں جو حضرت صاحب کی بھاوجہ تھیں اور مرزا امام الدین کی سگی ہمشیرہ تھیں اور دادا صاحب سے ہمارے اپنے دادا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد مراد ہیں۔

۸۶۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کئی دفعہ یہ شعر پڑھتے سُنا ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ زبان کے لحاظ سے یہ بڑا فصیح و بلیغ شعر ہے ؎

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے لکھنؤ

خاکسار عرض کرتا ہے کہ شعر واقعی بہت لطیف ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ حضرت صاحب نے اس کو صرف اس کی عام خوبی کی وجہ سے ہی پسند نہیں کیا ہوگا بلکہ غالباً آپ اپنے ذہن میں اس کے معانی کو خود اپنی پیش آمدہ حالات پر بھی چسپاں فرماتے ہوں گے۔

۸۶۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مجھے کئی بار حضرت احمد علیہ السلام کی مٹھیاں بھرنے اور پاؤں دبانے کا موقعہ ملا ہے آپ کے جسم کا گوشت بہت سخت اور خوب کمایا ہوا تھا۔ ایک دفعہ کسی بدبخت نے بجائے پاؤں دبانے کے آپ کے پاؤں پر چونڈھیاں بھرنی شروع کر دیں۔ مگر آپ خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مٹھیاں بھرنا اور چونڈھیاں لینا پنجابی الفاظ ہیں ان سے ہاتھ کی ہتھیلی سے جسم کو دبانا اور چٹکیاں لینا مراد ہے۔

۸۶۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت احمد علیہ السلام جب مقدمہ گورداسپور کے ایام میں عدالت کے انتظار میں لب سڑک گورداسپور میں گھنٹوں تشریف فرما رہتے تو بسا اوقات لوگ خیال کرتے کہ آپ ان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ مگر آپ اکثر کسی اور خیال میں مستغرق ہوتے تھے۔ اور بعض اوقات مجلس میں بیٹھے ہوئے بھی مجلس سے جُدا ہوتے تھے۔

۸۶۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء

پر چالیس پچاس دوست حضور کے ہمرکاب تھے۔ کھانا دارالامان سے پک کر آ گیا تھا۔ فرش بچھا کر دو قطاروں میں دوست بیٹھ گئے میں دوسری قطار میں بالکل حضرت صاحب کے سامنے بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک ہندو وکیل صاحب آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کے الہامات میں جو دافع البلاء میں شائع ہوئے ہیں ایک الہام میں شرک کا رنگ ہے اور وہ الہام انت منی بمنزلۃ ولدی ہے۔ حضرت صاحب نے اس کے جواب میں ابھی کوئی کلمہ اپنی زبانِ مبارک سے نہ فرمایا تھا کہ میں نے فوراً کہا کہ وہاں ایک تشریحی نوٹ بھی تو ہے۔ وکیل نے انکار کیا کہ وہاں کوئی نوٹ نہیں۔ میں نے کہا کہ کتاب لاؤ میں دکھا دیتا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس کتاب کہاں ہے حسنِ اتفاق سے اس وقت میرے پاس حضرت صاحب کی سب کتب موجود تھیں۔ جن کی میں نے خوبصورت جلدیں بندھوائی ہوئی تھیں اور وہ کتب میں مشہور مباحثہ مُدّ کے سلسلہ میں اپنے ہمراہ لے گیا تھا کیونکہ مباحثہ ہماری تحریک پر ہی ہوا تھا۔ میں نے فوراً اٹھ کر صاف کرتے ہوئے کتاب دافع البلاء کی جلد نکالی قدرت خداوندی تھی کہ جونہی میں نے کتاب کھولی تو پہلے وہی صفحہ نکلا جس میں یہ الہام اور تشریحی نوٹ درج تھا۔ میں نے وہ کتاب وکیل صاحب کو پڑھنے کے لئے دی۔ یہ نوٹ پڑھکر وکیل صاحب کو تو بہت ندامت ہوئی۔ لیکن مجھے اب تک اپنی اس جسارت پر تعجب آتا ہے کہ میں حضور کی موجودگی میں اس طرح بول پڑا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سارے عرصہ میں خاموش رہے۔ یہ واقعہ کھانے کے درمیان میں ہوا تھا۔ اس وقت حضرت صاحب کے چہرہ پر خوشی نمایاں تھی۔ حضور نے اپنے سامنے والی قیمہ کی رکابی مجھے عنایت کر کے فرمایا کہ آپ اس کو کھا لیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام میں بمنزلہ ولد کہا گیا ہے نہ کہ ولد جس کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے اسی طرح محبت کرتا ہے اور اسی طرح آپ کی حفاظت فرماتا ہے جس طرح ایک باپ اپنے بچے کے ساتھ کرتا ہے۔

۹۰۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میر عنایت علی شاہ صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ خاکسار لدھیانہ محلہ اقبال گنج میں حضرت اقدس علیہ السلام کے پاس بیٹھکر اپنے محلہ صوفیاں میں واپس گھر آیا۔ اور پھر کسی کام کے لئے جو بازار گیا۔ تو حضور علیہ السلام چوڑا بازار میں صرف اکیلے ہی بڑی سادگی سے پھر رہے تھے۔ اور اس وقت صرف واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔ کوٹ نہ تھا۔ واللہ اعلم

فرمایا۔ وہ ہمارے مقابل پر جواب لکھے۔ خدا اس کا سارا علم سلب کرلیگا۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا کہ وہ کوئی جواب نہیں لکھ سکا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس میں شبہ نہیں کہ ظاہری علم کے لحاظ سے مولوی محمد حسین بٹالوی بہت بڑے عالم تھے اور کسی زمانہ میں ہندوستان کے علم دوست طبقہ میں ان کی بڑی قدر تھی۔ مگر خدا کے مسیح کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر انہوں نے سب کچھ کھو دیا۔

۹۴۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ مصنف عصائے موسیٰ کو جب لاہور میں طاعون ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس یہ بات پیش ہوئی کہ حضور نے اعجاز احمدی میں لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین اور مصنف عصائے موسیٰ رجوع کرلیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ان کو مرنے دو۔ خدائی کلام کی تاویل بھی ہوسکتی ہے۔ آخر وہ طاعون سے ہی مر گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مصنف عصائے موسیٰ سے بابو الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ مراد ہے جو شروع میں معتقد ہوتا تھا۔ مگر آخر سخت مخالف ہوگیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ فرعون قرار دیکر اس کے مقابل پر اپنے آپ کو موسیٰ کے طور پر پیش کیا مگر بالآخر حضرت صاحب کے سامنے طاعون سے ہلاک ہو کر خاک میں مل گیا۔

۹۴۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک روز بٹالہ میں جمعہ پڑھنے کے لئے گیا۔ اس وقت میں جب بٹالہ جاتا تھا تو مولوی محمد حسین صاحب کے پیچھے جمعہ پڑھا کرتا تھا۔ انہوں نے بٹالہ میں خلیفیاں والی مسجد میں جمعہ پڑھانا تھا۔ جب انہوں نے خطبہ شروع کیا تو کہنے لگے کہ دیکھو مرزا حضرت مسیح ناصری کو سانپوں اور گنڈیلوں سے تشبیہ دیتا ہے اور کیسی ہتک کرتا ہے مجھے یہ الفاظ سنکر نہایت جوش پیدا ہوا۔ اور میں نے اسی وقت اٹھکر مولوی صاحب کو ٹوکا کہ جو نقشہ مسیح کا آپ پیش کرتے ہیں اسکے ہوتے ہوئے اور کس سے تشبیہ دیجائے مگر مولوی صاحب نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی یہ کہا کہ خطبہ میں بولنا منع ہے۔ بلکہ خاموشی سے بات کو پی گئے۔ اس وقت ابھی مخالف کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت نہ ہوئی تھی۔

۹۴۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئیگا اور لوگ اسکو

ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سؤر مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا اور باہر سؤروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو سانسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہانتک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔

۹۲۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عربی کے رواج دینے کی طرف توجہ تھی تو ان دنوں میں حضرت صاحب مجھے بھی عربی فقرات لکھواتے تھے اور ان میں نصیحت کے لئے بھی کبھی کبھی مناسب فقرے لکھوا دیتے تھے چنانچہ ایک دفعہ کا سبق شعروں میں بنا کر دیا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ دو تین سال بعد تھوڑے سے تغیر کے ساتھ وہی اشعار آپ نے انجام آتھم میں درج کر دیئے اور وہ شعر جو اس وقت یاد کرائے تھے یہ ہیں:-

۱۔ أَطِعْ ربك الجبار اهل الاوامر	وخف قهره واترك طريق التجاسر
اپنے جبار اور صاحب حکم رب کی اطاعت کر	اور اس کے قہر سے ڈر اور دلیری کا طریقہ چھوڑ دے
۲۔ وکیف علی النار التی برتصبر	وانت تأذی عند حر الهواجر
اور تو دوزخ کی آگ پر کس طرح صبر کرے گا	حالانکہ تجھے تو دوپہر کی گرمی سے بھی تکلیف ہوتی ہے۔
۳۔ و واللّٰہ ان الفسق صِلٌّ مدمّر	کملمس افعی ناعم فی النواظر
اور خدا کی قسم بدکاری ایک ہلاک کرنیوالا سانپ ہے	جو سانپ کی کھال کی طرح دیکھنے میں اچھی معلوم ہوتی ہے
۴۔ فلاتختر و الطغوی فان المنا	غیور علی حرماته غیر قاصر
پس سرکشی نہ اختیار کرو کیونکہ ہمارا خدا	بڑا غیرتمند ہے اور اپنی حرام کی ہوئی چیز کرنیوالے کو سزا دینے سے نہیں چوکتا
۵۔ ولا تقعدن یا بن الکرام بمفسد	فترجع من حب الشر یر کخاسر
اور اے بزرگوں کے بیٹے تو شریروں کے پاس نہ بیٹھا کر	کیونکہ تو شریروں سے محبت کر کے نقصان ہی اٹھائیگا۔
۶۔ ولا تحسبن ذنبا صغیرا کهیّن	فان وداد الذنب احدی الکبائر
اور چھوٹے گناہ کو ہلکا نہ سمجھ	کیونکہ چھوٹے گناہ کو پسند رکھنا خود ایک کبیرہ گناہ ہے
۷۔ واخر نصحی توبة ثم توبة	وموت الفتی خیر له من مناکر

شاید محکمہ اپیل میں پُورے ہوں۔ سو ایسا ہی ہُوا کہ حاکم نے پانچ صد روپیہ جرمانہ کیا۔ جو اپیل میں واپس آگیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مولوی کرم دین والے مقدمہ کا واقعہ ہے۔

۹۶۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ حضور غلام نبی کو مراق ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔ یہ طبیعتوں کی مناسبت ہے۔ جس قدر ایسے آدمی ہیں کھچے چلے آوینگے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جیسا کہ روایت نمبر ۱۹، ۳۶۵، ۳۶۹ میں تشریح کی جا چکی ہے اس سے طبی اصطلاح والا مراق مراد نہیں۔ بلکہ حس کی غیر معمولی تیزی اور طبیعت کی ذکاوت مراد ہے۔ جس کے اندر یہ احساس بھی شامل ہے کہ جب ایک کام کا خیال پیدا ہو تو جب تک وُہ کام ہو نہ جاوے۔ چین نہ لیا جاوے۔ اور اس کی وجہ سے طبیعت میں گھبراہٹ رہے۔

۹۷۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن بڑی مسجد میں بیٹھے تھے۔ مسجد کے ساتھ جو گھر ہندوؤں کے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے فرمایا کہ یہ جگہ اگر مسجد میں شامل ہو جائے تو مسجد فراخ ہو جاوے۔ حضور کے چلے جانے کے بعد حضرت خلیفہ اوّل ؓ نے فرمایا کہ آج مرزا نے یہ سارے مکان لے لیئے۔ سو اب آکر حضور علیہ السلام کا وہ ارشاد پُورا ہُوا کہ یہ مکانات مسجد میں مل گئے۔ ہمارا تو اس وقت بھی ایمان تھا کہ حضرت صاحب کی سرسری باتیں بھی پُوری ہو کر رہیں گی۔ کیونکہ حضور بِن بُلائے بولتے نہ تھے۔

۹۷۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی شاذ و نادر ہی مجلس ایسی ہوتی ہوگی۔ جس میں ہر پھر کر وفات مسیح ناصری علیہ السلام کا ذکر نہ آجاتا ہو۔ آپ کی مجلس کی گفتگو کا خلاصہ میرے نزدیک دو لفظوں میں آجاتا ہے۔ ایک وفات مسیح اور دُوسرے تقویٰ۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ وفات مسیح عقائد کی اصلاح اور دوسرے مذاہب کو مغلوب کرنیکے

﴿سیرۃ المہدی سے چند اوراشارات﴾

آتھم کا مباحثہ میں رجوع (۲۱۶/۳) [پھر پیشگوئی سے رجوع کیوں نہیں؟] احمدیت کے ذریعے نئے آسمان وزمین بنیں گے (۸/۳ ۷) مخالف کو مرتد کہنا (۶۹/۱، ۷۰) [لاہوریوں کو مرتد نہ کہا] مرزا کا مناظرہ سے فرار (۸۶/۲، ۸۷) ایک مرتد کی فوری اطاعت (۱۶۴/۳) مرزا کا باپ بے نماز (۲۳۱/۱) آواز میں سوز (۲۴۷/۱) [یہ بھی فتنہ تھا] ایک استاد حنفی ایک غیر مقلد ایک شیعہ (۲۵۱/۱) آتھم کو مارنے کا وظیفہ (۷/۲) قادیانی کو آپ ﷺ سے محبت ذرا سی بات میں جوش (۱۷/۲) [کذب صریح] حضرت حسانؓ کو درباری شاعر کہا (۲۳/۲) بیٹیوں کا مہر زیادہ بہو کا کم (۵۳/۲) قادیانی کے زمانے میں رمضان سردی میں (۸۵/۲) یہ پھر بھی روزے نہ رکھتا تھا (۱۶/۱) آپ کو روتے نہیں پایا (۱۰۵/۲) [کس قدر محرومی؟] بیوی ہے عملاً مجرد ہوں (ج/ص ۱۱۰) [کیوں؟] پیشانی سے شعاع نکلتی (۱۴۱/۲) [کذب یا استدراج] اسلام کا درد بچپن کرتا (ج ۲۹/۳) لفظ تو کے ساتھ خطاب نہ کرتا (۴۰/۳) بڑی سورتیں یاد نہیں (۴۴/۳) سخاوت کا کیا کہنا (۴۸/۳) شیعہ پر تبصرہ (۶۹/۳) دیگر مذاہب قادیانیت کے آگے چوہڑوں کی طرح ہونگے (۷۷/۳) نصاری نے حیاۃ عیسیٰؑ کے سبب فتنہ برپا کیا (۸۵/۳) سجدے لمبے کرتا (۹۳/۳) [مگر اکابر سے دور] پیش دستی کر کے دشمن کو روکنا بھی دفاع ہے (۹۶/۳) [پھر جہاد کا انکار کیوں؟] منہ میں پان رکھ کر نماز (۱۰۳/۳) مرزا کے بعد بیٹا دکان چلائے گا (۱۱۰/۳) مسئلہ مولوی صاحب سے پوچھیں (۱۱۲/۳) [پھر نبوت کیسی؟] خدا سے ہمکلامی کا دعوی (۱۱۴/۳) بارش کیلئے دعا نہ کرتا تھا (۱۱۵/۳) [اللہ سے مانگنا نصیب نہیں] مریدوں کا رونا (۱۱۶/۳) [خارجیوں کی طرح اکابر سے منحرف] حج نہیں زکوۃ، اعتکاف، تسبیح نہیں (۱۱۹/۳) قادیانی عقائد (۳/ص ۱۲۹، ۱۳۰) نماز بیوی کیساتھ (۱۳۱/۳) [نماز ہی میں چکر کیوں؟] مرزا سب فرقوں کا فیصلہ کرنے والا (۱۷۰/۳) [سب اسلامی فرقوں کو گمراہ کہنا خود بڑی گمراہی ہے] قادیانی ذوالقرنین (۱۷۱/۳) مرید نے بیوی کا زیور بیچ کر رقم قادیانی کو دی (۲۰۷/۳) گوشت ۵ پیسے سیر بکرا دو روپے کا (۲۴۶/۳) قادیانیت سے الگ تو اسلام سے الگ (۲۴۹/۳) سب نبیوں پر مراق کا الزام (ص ۳۰۴) علامہ اقبالؒ کا کردار (۲۵۰/۳) شربت کی جگہ تیل پلادیا (۲۵۹/۳) علاج کیلئے مرغا ذبح کر کے سر پر باندھ دیا (۲۷/۳)

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام

1

یہ بحث محض طلبِ حق کی غرض سے کرتے ہیں اور اپنا پورا پورا جواب پانے سے ۲۵۴

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

شہرۂ آفاق ہوتی جس سے وہ ایسے ارجمند ٹھہرے جن کا کوئی مانند نہیں اور ایسے یگانہ ٹھہرے جن کا کوئی ہم جنس نہیں اور ایسے فرد الفرد ٹھہرے جن کا کوئی ثانی نہیں اور ایسے غیب الغیب ٹھہرے جن تک کسی ادراک کی رسائی نہیں اور ایسے کامل اور بہادر ٹھہرے کہ گویا ہزارہا شیر ۲۵۴ ایک قالب میں ہیں اور ہزارہا پلنگ ایک بدن میں جن کی قوت اور طاقت سب کی نظروں سے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

اور با محبت تھے کہ جیسے دو حقیقی بھائی ہوتے ہیں اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہیں۔ اور بعد اس کے اسی مکان میں جہاں اب یہ عاجز اس حاشیہ کو لکھ رہا ہے۔ مَیں اور مسیح اور ایک اور کامل اور مکمل سیّد آلِ رسول دالان میں خوشدلی سے ایک عرصہ تک کھڑے رہے اور سیّد صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔ اس میں بعض افرادِ خاصۂ اُمّتِ محمدیہ کے نام لکھے ہوئے تھے اور حضرتِ خداوند تعالیٰ کی طرف سے اُنکی کچھ تعریفیں لکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ سیّد صاحب نے اس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسیح کو اُمّتِ محمدیہ کے ان مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عند اللہ اُن کے لئے مقرر ہیں۔ اور اس کاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی کہ جو خاص خدائے تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ اخیر تک پہنچ گیا اور کچھ تھوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا۔ جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی ھو منّی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فکاد ان یُعرَفُ بین الناس۔ یعنے وہ مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید۔ سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جائیگا۔ یہ اخیر فقرہ فکاد ان یعرف بین الناس اسی وقت بطور الہام بھی القا ہوا۔ چونکہ مجھ کو اس رُوحانی علم کی اشاعت کا ابتداء سے شوق ہے۔ اس لئے یہ خواب اور یہ القا بھی کئی مسلمانوں اور کئی ہندوؤں کو جو ۲۵۴ اب تک قادیان میں موجود ہیں اُسی وقت بتلایا گیا۔ اب دیکھئے کہ یہ خواب اور یہ الہام بھی کس قدر عظیم الشان اور انسانی طاقتوں سے باہر ہے۔ اور گو ابھی تک یہ پیشگوئی کامل طور پر پوری نہیں ہوئی۔ مگر اس کا اپنے وقت پر پُورا ہونا بھی انتظار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا کے وعدوں میں ممکن نہیں کہ تخلّف ہو۔ اور اس جگہ یاد رہے کہ اگرچہ کبھی کبھی ایسے لوگ بھی کہ جو

برائے صفحہ ۳۶۳

دی جاوے گی۔ تو پھر بھی باوجود سخت عناد اور اندیشہ رُسوائی اور خوف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کمال کہ جو ترقی فی المعقولات ہے۔ ناحق ضائع جاتا ہے۔ اور معرفت کاملہ کے حاصل کرنے سے انسان رُک جاتا ہے۔ اور جس حیاتِ ابدی اور سعادتِ دائمی کے حصول کی انسان کو ضرورت ہے۔ اُس کے حصول سے الہامی کتابیں سدِّ راہ ہوجاتی ہیں۔ امّا الجواب واضح ہو کہ ایسا سمجھنا کہ گویا خدا کی سچی کتاب پر عمل کرنے سے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

کہ خضر رسول نہیں تھا۔ ورنہ وہ اپنی اُمّت میں ہوتا۔ نہ جنگلوں اور دریاؤں کے کنارہ پر۔ خدا نے بھی اس کو رسول یا نبی کر کے نہیں پکارا۔ مگر چونکہ اسکو اطلاع دیجاتی تھی اس کا نام یقینی اور قطعی رکھا ہے۔ کیونکہ قرآن کے عرف میں علم اسی چیز کا نام ہے کہ جو قطعی اور یقینی ہو۔ اور خود ظاہر ہے کہ اگر خضر کے پاس صرف ظنیّات کا ذخیرہ ہوتا تو اُس کے لئے کب جائز تھا کہ امورِ مظنون پر بھروسا کر کے ان امور کو کرتا کہ جو صریح خلافِ شرع اور منکر بلکہ باتفاق تمام پیغمبروں کے کبائر میں داخل تھے اور پھر اس صورت میں حضرت موسیٰ کا اُسکے پاس آنا بھی محض بے فائدہ تھا۔ پس جبکہ بہرصورت ثابت ہے کہ خضر کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے علم یقینی اور قطعی دیا گیا تھا۔ تو پھر کیوں کوئی شخص مسلمان کہلا کر اور قرآن شریف پر ایمان لا کر اس بات سے منکر رہے کہ کوئی فرد بشر اُمّتِ محمدیہ میں سے باطنی کمالات میں خضر کی مانند نہیں ہوسکتا۔ بلاشبہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ خدائے حیّ قیّوم اس بات پر قادر ہے کہ اُمّتِ مرحومہ محمدیہ

۲۶۶ کے افرادِ خاصّہ کو اُس سے بھی بہتر و زیادہ تر باطنی نعمتیں عطا فرماوے۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔ کیا اس خداوند کریم نے آپ ہی اس اُمّت کو یہ دُعا تعلیم نہیں فرمائی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ کیا اُس نے آپ ہی نہیں فرمایا۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۔[1] تم یقیناً سمجھو کہ خداوندکریم اِس

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

۲۶۶ بلکہ قبول کرنا تو درکنار ہمارے مخالفوں میں اسقدر شرم بھی باقی نہیں رہی کہ قرآن شریف کی بدیہی عظمتوں اور صداقتوں کو دیکھ کر اور اپنے مذہب کے فسادوں اور ضلالتوں پر مطلع ہو کر بدگوئی اور بدزبانی سے باز رہیں اور باوجود چور ہونے کے پھر چترائی نہ دکھلاویں۔ مثلاً خیال کرنا چاہیئے کہ عیسائیوں

۲۶۷ کے عقائد کا باطل ہونا کس قدر بدیہی ہے کہ خواہ نخواہ منہ زوری سے ایک عاجز مخلوق کو

حاشیہ ۳۶۲

[1] الواقعہ : ۴۰-۴۱

نادانوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ قرآن کی توحید ہمیں پسند نہیں آتی کوئی ایسا قرآن لاؤ جس میں بتوں کی تعظیم اور پرستش کا ذکر ہو یا اسی میں کچھ تبدل تغیر کرکے بجائے توحید کے شرک بھر دو تب ہم قبول کرلیں گے اور ایمان لے آئیں گے۔ تو خدا نے اُن کے سوال کا جواب اپنے نبی کو وہ تعلیم کیا جو آنحضرت کے واقعاتِ عمری پر نظر کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے :-

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

دُوسرے اِس بات کا تصوّر کہ انسان بغیر توفیق اور تائیدِ الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اور بلاشبہ یہ دونوں تصوّر ایسے ہیں کہ جب دُعا کرنے کے وقت دِل میں جم جاتے ہیں تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کردیتے ہیں کہ ایک متکبّر اُن سے متأثر ہوکر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔ یہی کل ہے جس سے ایک غافل مُردہ میں جان پڑ جاتی ہے۔ انہیں دو باتوں کے تصوّر سے ہر یک دل دُعا کرنے کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ غرض یہی وہ رُوحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی رُوح رُو بخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور امدادِ ربّانی پر نظر پڑتی ہے اسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالمِ بیخودی میں پہنچ جاتا ہے جہاں اپنی مکدّر ہستی کا نشان باقی نہیں رہتا اور صرف ایک ذاتِ عظمیٰ کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وُہی ذاتِ رحمتِ کُل اور ہر یک ہستی کا ستون اور ہر یک درد کا چارہ اور ہر یک فیض کا مبدء دکھائی دیتی ہے آخر اس سے ایک صورت فنا فی اللہ کی ظہور پذیر ہوجاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کی طرف مائل رہتا ہے نہ اپنے نفس کی طرف نہ اپنے ارادہ کی طرف اور بالکل خدا کی محبت میں کھویا جاتا ہے اور اُس ہستی

ص۴۸۲

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کئے گئے اور آخر وُہ ایسا ہی آدمی نکلا اور اُس کے باطن میں طرح طرح کے خبث پائے گئے۔ ایک دفعہ صبح کے وقت بہ نظرِ کشفی چند ورق چھپے ہوئے دکھائے گئے کہ جو ڈاکخانہ سے آئے ہیں اور اخیر پر اُن کے لکھا تھا۔ آئی ایم بائی عیسیٰ۔ یعنے میں عیسیٰ کے ساتھ ہوں۔ چنانچہ وُہ مضمون کسی انگریزی خوان سے دریافت کرکے ڈھونڈ

ص۴۸۲

ص ۴۸۰ میں بُود و باش رہی اور نہ مجالسِ علمیہ دیکھنے کا اتّفاق ہُوا۔ اَور دُوسری طرف وُہ قرآن شریف میں صرف پہلی کتابوں کے قصّے نہیں بلکہ صدہا باریک صداقتیں دیکھتے تھے جو پہلی کتابوں کی تکمیل اور متمم تھیں تو آنحضرت کی حالتِ اُمّیت کو سوچنے سے اور پھر اُس تاریکی کے زمانہ میں ان کمالاتِ علمیہ کو دیکھنے سے نیز انوارِ ظاہری و باطنی کے مشاہدہ سے نبوت آنحضرتؐ کی اُنکو اظہر من الشمس معلوم ہوتی تھی اور ظاہر ہے کہ اگر اُن مسیحی فاضلوں کو آنحضرتؐ کے اُمّی اور مؤیّد من اللّٰہ ہونے پر یقینِ کامل نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ وُہ ایک ایسے دین سے جسکی حمایت میں ایک بڑی سلطنت قیصرِ روم کی قائم تھی اور جو نہ صرف ایشیا میں بلکہ بعض حصّوں یورپ میں بھی پھیل چکا تھا اور بوجہ اپنی مُشرکانہ تعلیم کے دُنیا پرستوں کو عزیز اور پیارا معلوم ہوتا تھا صرف شک اور شُبہ کی حالت میں الگ ہوکر ایسے مذہب کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کا لکھنا نہایت موزون اور مناسب ہے اور رحمان کے مقابلہ پر اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ لکھا۔ ص ۴۸۷ کیونکہ بندہ کے لئے اعانتِ الٰہی جو توفیقِ عبادت اور ہریک اُس کے مطلوب میں ہوتی ہے جس پر اُس کی دُنیا اور آخرت کی صلاحیت مترتّب ہے یہ اُس کے کسی عمل کا پاداش نہیں بلکہ محض صفتِ رحمانیّت کا اثر ہے۔ پس استعانت کو صفتِ رحمانیّت سے بشدّت مناسبت ہے۔ اور رحیم کے مقابلہ پر اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ لکھا کیونکہ دُعا ایک مجاہدہ اور کوشش ہے اور کوششوں پر جو ثمرہ مترتّب ہوتا ہے وُہ صفتِ رحیمیّت کا اثر ہے۔ اور مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کے مقابلہ پر صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

بُوْرِکْتَ یَا اَحْمَدُ وَکَانَ مَا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ حَقًّا فِیْکَ۔ اے احمد تُو ع ۴۸ مبارک کیا گیا اور خدا نے جو تجھ میں برکت رکھی ہے وُہ حقّانی طور پر رکھی ہے۔ شَاْنُکَ عَجِیْبٌ وَّ اَجْرُکَ قَرِیْبٌ۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا بدلہ نزدیک ہے۔ اِنِّیْ رَاضٍ مِّنْکَ۔ اِنِّیْ رَافِعُکَ اِلَیَّ۔ اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَکَ کَمَا ھُوَ مَعِیْ۔ مَیں تجھ سے راضی ہوں۔ مَیں تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں۔ زمین اور آسمان تیرے

تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ ط۴۹۹
وہ حقیقت میں اُس متبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرّہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران ط۴۹۹
عاید نہیں ہوسکتا۔ اور جو ہریک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور
درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اُس چیز کا عین ہوسکتا ہے کہ جو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

بدرجۂ یقین کامل پہنچکر پھر منکر رہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔ یعنے ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورتِ حقّہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورتِ حقّہ اُترا ہے۔ خدا اور اُسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پُوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرۂ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدائے تعالےٰ اپنے کلامِ مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ[1]۔ یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبۂ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے
ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرتِ مسیح علیہ السلام دوبارہ اِس دُنیا میں تشریف لائینگے تو ط۴۹۹
اُن کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اِس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظرِ کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

[1] الصف : ۱۰

ظاہر ہے کیونکہ جب کسی امر کا ظاہر ہونا کسی شخص اور کسی خاص کتاب کی متابعت

حاشیہ نمبر ۱۱

اُن سب بلاؤں میں مبتلا ہے۔ کیا انسان جس کی رُوحانی ترقیات کے لئے اِس قدر حالات منتظرہ ہیں جن کا کوئی کنارہ نظر نہیں آتا۔ وہ اُس ذات صاحب کمال تام سے مشابہ یا اس کا عین ہو سکتا ہے جس کے لئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں؟ کیا جس کی

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنے موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا۔ اور اُس کی انجیل توریت کی فرع ہے۔ اور یہ عاجز بھی اُس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سیّد الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔ اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے۔ اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اِس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنے حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز رُوحانی اور معقولی طور پر اُس کا محل اور مورد ہے یعنے رُوحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اِس عاجز کے ذریعہ سے مقدّر ہے۔ گو اسکی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔ اور اگرچہ دین اسلام اپنے دلائل حقّہ کے رُو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتداء سے اسکے مخالف رُسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اِس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تھا کہ جو باعث کُھل جانے راہوں کے تمام دُنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بناتا ہو اور ایک ہی قوم کے حکم میں داخل کرتا ہو اور تمام اسباب اشاعت تعلیم اور تمام وسائل اشاعت دین کے بتمامتر سہولت و آسانی پیش کرتا ہو۔ اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیم حقّانی کے لئے نہایت مناسب اور موزوں ہو۔ سو اَب وہی زمانہ ہے کیونکہ بباعث کُھل جانے راستوں اور مطلع ہونے ایک قوم کے دُوسری قوم سے اور ایک مُلک کے دُوسرے مُلک سے سامان تبلیغ کا بوجہ احسن میسّر آ گیا ہے اور بوجہ انتظام ڈاک و ریل و تار و جہاز و وسائل متفرقہ اخبار وغیرہ کے دینی تالیفات کی اشاعت کے لئے بہت سی آسانیاں ہو گئی ہیں۔ غرض

نے منع کیا ہے اور اُسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

برخلاف قسم دوم کے کہ اُس میں انفکاک جائز ہے اور جبتک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جبتک انسان کی سرشت میں خدا ٥٠٥ کی محبت اور اُسکے غیر کی عداوت داخل نہیں تب تک کچھ رگ و ریشہ ظلم کا اُسمیں باقی ہے کیونکہ اُس نے حق ربوبیت کو =

خَلَقَ اٰدَمَ فَاَکْرَمَہٗ۔ پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُس کا۔ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ جری اللہ نبیوں کے حُلّوں میں۔ اِس فقرہ الہامی کے یہ معنے ہیں کہ منصب ارشاد و ہدایت اور موردِ وحیِ الٰہی ہونے کا دراصل حُلّہ انبیاء ہے اور اُن کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ حُلّہ انبیاء اُمّتِ محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیلِ ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ۔ پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام اُن کو سپرد کیا جاتا ہے۔ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا۔ اور تھے تم ایک گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنے خلاصی کا سامان عطا فرمایا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَ عَلَیْکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَھَنَّمَ ٥٠٨ لِلْکَافِرِیْنَ حَصِیْرًا۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اِس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بیّنہ سے کھل گیا ہے۔ اُس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائیگا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اُتریں گے اور تمام راہوں اور

وہ اِس صورت میں بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمّہ داری ۵۰۶

جیسا کہ چاہیئے تھا ادا نہیں کیا۔ اور لقاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے۔ لیکن جب اس کی سرشت میں محبتِ الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی۔ یہاں تک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سُنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھیں ہوگیا

سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلالِ الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلّی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔ اور یہ زمانہ اس زمانہ کیلئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنے اسوقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اتمامِ حجّت کریگا۔ اب بجائے اسکے جمالی طور پر یعنی فضل اور احسان سے اتمامِ حجّت کر رہا ہے۔ تُوْبُوْا وَاَصْلِحُوْا وَاِلَی اللّٰہِ تَوَجَّهُوْا وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجّہ ہو جاؤ اور اُسپر توکّل کرو اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ اُس سے مدد چاہو۔ کیونکہ نیکیوں سے بدیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ بُشْرٰی لَکَ یَا اَحْمَدِیْ۔ اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ۔ غَرَسْتُ کَرَامَتَکَ بِیَدِیْ۔ خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَهُمْ۔ مؤمنین کو کہدے کہ اپنی آنکھیں نامحرموں سے بند رکھیں اور اپنی ستر گاہوں کو اور کانوں کو نالائق اُمور سے بچا دیں۔ یہی اُن کی پاکیزگی کیلئے ضروری اور لازم ہے۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر یک مومن کے لئے منہیات سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔

۵۰۶ چشم و گوش و دیدہ بند اے حق گزین یاد کُن فرمانِ قُل للمؤمنین

برائے صفحہ ۲۶۶

میں جا پڑتا ہے۔ پس اگر شارع طبیب حاذق کی طرح ٹھیک ٹھیک صراط مستقیم ۵۰۵

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۱

۵۰۶ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اُس کا ہاتھ ہوگیا جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اُس کا پاؤں ہوگیا جس سے وہ چلتا ہے تو پھر کوئی ظلم اس میں باقی نہ رہا اور ہریک خطرہ سے امن میں آگیا۔ اسی درجہ کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔[۱] اب سمجھنا چاہیئے کہ یہ ترقیاتِ ثلاثہ کہ جو تمام علوم و معارف کا اصل الاصول بلکہ تمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

خاطرِ خود زین و آن یکسر برآر | تا شود بر خاطرت حق آشکار
زیر پا کن دلبرانِ ایں جہان | تا نماید چہرۂ آں محبوب جان
کاملانِ گم اند ہم زیر زمین | تو بگوری باحیاتِ ایں چنیں
سالہا باید کہ خونِ دل خوری | تا بکوئے دلستانے رہبری
کے بآسانی رہے بکشایدت | صد جنوں باید کہ تا ہوش آیدت

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ اور جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو میں نزدیک ہوں دعا کرنیوالے کی دعا قبول کرتا ہوں اور میں نے تجھے اسلئے بھیجا ہے کہ تا سب لوگوں کیلئے رحمت کا سامان پیش کروں۔ لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ۔ وَكَانَ كَیْدُهُمْ عَظِیْمًا۔ اور جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے کافر ہوگئے ہیں یعنے کفر پر بشدت اصرار اختیار کرلیا ہے وہ اپنے کفر سے بجز اسکے باز آنیوالے نہیں تھے کہ انکو کھلا نشان دکھلائی جاتی اور اُن کا مکر ایک بھارا مکر تھا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے آیاتِ سماوی اور دلائلِ عقلی سے اِس عاجز کے ہاتھ پر ظاہر کیا ہے وہ اتمام حجت کیلئے نہایت ضروری تھا اور اِس زمانہ کے سیاہ باطن جن کو جہل اور خبث کے کیڑے نے اندر ہی اندر کھا لیا

[۱] الانعام : ۸۳

اٰیَاتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ۔ الجزو نمبر ۴ سورۃ آل عمران۔ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِیْبَہُمْ
مُّصِیْبَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْہِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا
رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیَاتِکَ وَ نَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ
ضا۵۲ النَّاسَ بَعْضَہُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ ذُوْ فَضْلٍ

ضا۵۲ آیت میں تعلیم کی گئی ہے۔ جو فرمایا ہے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔
یہ وہ مرتبہ ہے جس میں انسان کو خدا کی محبت اور اُس کے غیر کی عداوت
سرشت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور بطرق طبعیت اُس میں قیام پکڑتی ہے۔

ہرگز نہیں مانیں گے جب تک خدا کو بچشم خود دیکھ نہ لیں سفیہ بجز ضربۂ ہلاکت کے کسی چیز کو باور نہیں کرتا
میرا اور تیرا دشمن ہے۔ کہہ خدا کا امر آیا ہے سو تم جلدی مت کرو۔ جب خدا کی مدد آئیگی تو کہا جائیگا
کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں۔ کہیں گے کہ کیوں نہیں۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَجَاعِلُ
الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ وَلَا تَہِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ
کَانَ اللّٰہُ بِکُمْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ
یَحْزَنُوْنَ۔ تَمُوْتُ وَ اَنَا رَاضٍ مِّنْکَ فَادْخُلُوا الْجَنَّۃَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ۔
سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا اٰمِنِیْنَ۔ سَلَامٌ عَلَیْکَ جُعِلْتَ مُبَارَکًا۔
سَمِعَ اللّٰہُ اِنَّہٗ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ اَنْتَ مُبَارَکٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ اَمْرَاضُ
النَّاسِ وَبَرَکَاتُہٗ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ اُذْکُرْ نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ
عَلَیْکَ وَاِنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ
اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ مَنَّ رَبُّکُمْ
عَلَیْکُمْ وَاَحْسَنَ اِلٰٓی اَحْبَابِکُمْ وَعَلَّمَکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا
نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ میں تجھ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اُٹھاؤں گا۔ اور جو
لوگ تیری متابعت اختیار کریں۔ یعنی حقیقی طور پر اللہ و رسول کے متبعین میں داخل
ہو جائیں۔ اُن کو اُن کے مخالفوں پر کہ جو انکاری ہیں۔ قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ یعنے

لہ آل عمران: ۱۰۴ ۲ے القصص: ۴۸

برائے صفحہ ۲۶۹

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

3

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

مسیح کا دوبارہ دُنیا میں آنا

مسلمانوں اور عیسائیوں کا کسی قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ ''حضرت مسیح بن مریم اِسی عنصری وجود سے آسمان کی طرف اُٹھائے گئے ہیں اور پھر وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اُتریں گے۔'' میں اس خیال کا غلط ہونا اپنے اِسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں اور نیز یہ بھی بیان کر چکا ہوں کہ اس نزول سے مراد در حقیقت مسیح بن مریم کا نزول نہیں۔ بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے جس کا مصداق حسب اعلام و الہام الٰہی یہی عاجز ہے اور مجھے یقیناً معلوم ہے کہ میری اس رائے کے شائع ہونے کے بعد جس پر میں بیّنات الہام سے قائم کیا گیا ہوں بہت سی قلمیں مخالفانہ طور پر اُٹھیں گی اور ایک تعجب اور انکار سے بھرا ہوا شور عوام میں پیدا ہوگا۔ اور میرا ارادہ تھا کہ بالفعل اِس کلام کو طول دینے سے مجتنب ہوں اور اعتراضات کے پیش ہونے کے وقت اُنکے دفع رفع کے لئے مفصل وجوہات و دلائل جیسے معترضین کے خیالات کے حالات موجودہ ہوں پیش کروں لیکن اب مجھے اس ارادہ میں یہ نقص معلوم ہوتا ہے کہ میری کوتاہ قلمی کی حالت میں نہ صرف عوام الناس بلکہ مسلمانوں کے خواص بھی جو اُن کے بعض مولوی ہیں بباعث اپنے قصور فہم کے جو اُن کی حالت متنزّلہ کو لازم پڑا ہوا ہے اور نیز بوجہ متاثر ہونے کے ایک پرانے خیال سے خواہ نخواہ میری بات کو ردّ کرنے کیلئے مستعد کھڑے ہوں گے اور اپنے دعوے کے طرفدار بنکر بہر حال اُسی دعوے کی سچائی ثابت ہو جانا

کا حکم رکھتی ہیں ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت
ص۲۲ کے چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے ایک[۲۲] تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔ سو اس درجہ کے انسان کی روحانی پیدائش اُس وقت سے سمجھی جاتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ خاص سے اُس میں اس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور اس مقام اور اس مرتبہ کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے بھری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے ایک نیا تولد بخشتی ہے۔ اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی روح سے جو نافخ المحبت ہے استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے اور ذرہ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے۔

ص۲۳ لیکن[۲۳] اگر اس جگہ یہ استفسار ہو کہ اگر یہ درجہ اس عاجز اور مسیح کے لئے مسلّم ہے تو پھر جناب سیدنا و مولانا سید الکل و افضل الرسل خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کونسا درجہ باقی ہے۔ سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اُسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم — آنچناں از خود جُدا شد کز میاں اُفتاد میم
زاں نمط شد محوِ دلبر کز کمالِ اتحاد — پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم
بُوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک — ذاتِ حقّانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال — چوں دلِ احمد نمی بینم دگر عرشِ عظیم

برائے صفحہ ۱۹۲

پیدا ہوتی ہے وہی حرکت اس اندام کے کل اعضاء یا بعض میں جیسا کہ اُس قیوم کی ذات کا تقاضا ہو پیدا ہو جاتی ہے۔

اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کے لئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے لئے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہریک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہے۔ یہ وہی اعضا ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اُس کی حرکت کے ساتھ اُس کے اعضا میں حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا۔ اور وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضا کے ذریعے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے۔ پس یہی ایک عام فہم مثال اِسّ ص۷۴
روحانی امر کی ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ مخلوقات کی ہر یک جزو خدا تعالیٰ کے ارادوں کی تابع اور اس کے مقاصد مخفیہ کو اپنے خادمانہ چہرہ میں ظاہر کر رہی ہے اور کمال درجہ کی اطاعت سے اُس کے ارادوں کی راہ میں محو ہو رہی ہے اور یہ اطاعت اس قسم کی ہرگز نہیں ہے جس کی صرف حکومت اور زبردستی پر بنا ہو۔ بلکہ ہریک چیز کو خدا تعالیٰ کی طرف ایک مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے اور ہریک ذرہ ایسا بالطبع اس کی طرف جھکا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک وجود کے متفرق اعضاء اس وجود کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس درحقیقت یہی سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ یہ تمام عالم اُس وجود اعظم کے لئے بطور اعضاء کے واقعہ ہے اور اسی وجہ سے وہ قیوم العٰلمین کہلاتا ہے کیونکہ جیسی جان اپنے بدن کی قیوم ہوتی ہے ایسا ہی وہ تمام مخلوقات کا قیوم ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نظام عالم کا بالکل بگڑ جاتا۔

ہریک ارادہ اُس قیوم کا خواہ وہ ظاہری ہے یا باطنی۔ دینی ہے یا دنیوی اسی

بہت درخواست کی لیکن اُس نے کچھ جواب نہ دیا تب ہیرودیس اپنے تمام مصاحبوں کے سمیت اُس سے بے اعتقاد ہوگیا اور اُسے ناچیز ٹھہرایا۔ دیکھو لوقا باب ۲۳۔

اب خیال کرنا چاہیئے کہ اگر حضرت مسیح میں اقتداری طور پر جیسا کہ عیسائیوں کا خیال ہے معجزہ نمائی کی قوت ہوتی تو ضرور حضرت مسیح ہیرودیس کو جو ایک خوش اعتقاد آدمی اور اُن کے وطن کا بادشاہ تھا کوئی معجزہ دکھاتے مگر وہ کچھ بھی دکھا نہ سکے۔ بلکہ ایک مرتبہ فقیہوں اور فریسیوں نے جن کی قیصر کی گورنمنٹ میں بڑی عزت تھی حضرت مسیح سے معجزہ مانگا تو حضرت مسیح نے ؁ انہیں مخاطب کرکے پُراشتعال اور پُرغضب الفاظ سے فرمایا کہ اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوائے کوئی نشان انہیں دکھایا نہیں جائیگا۔ دیکھو متی باب ۱۲ آیت ۳۹۔ اور حضرت مسیح نے یونس نبی کے نشان کی طرف جو اشارہ فرمایا تو اس سے حضرت مسیح کا یہ مطلب تھا کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں ہلاک نہیں ہوا بلکہ زندہ رہا اور زندہ نکل آیا ایسا ہی میں بھی صلیب پر نہیں مرونگا اور نہ قبر میں مردہ داخل ہوں گا۔

؁ اس جگہ حضرت مسیح کی تہذیب اور اخلاقی حالت پر ایک سخت اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کیونکہ متی باب ۲۳ آیت ۳ میں وہ فرماتے ہیں کہ فقیہ اور فریسی موسٰی کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہیں یعنے بڑے بزرگ ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ وہ لوگ یہودیوں کے مقتدا کہلاتے تھے اور قیصر کے دربار میں بڑی عزت کے ساتھ خاص رئیسوں میں بٹھائے جاتے تھے پھر باوجود ان سب باتوں کے انہیں فقیہوں اور فریسیوں کو مخاطب کرکے حضرت مسیح نے نہایت غیر مہذب الفاظ استعمال کئے بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ ان یہودیوں کے معزز بزرگوں نے نہایت نرم اور مؤدبانہ الفاظ سے سراسر انکساری کے طور پر حضرت مسیح کی خدمت میں یُوں عرض کی کہ اے اُستاد ہم تم سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔ اسکے جواب میں حضرت مسیح نے

ہم اور ہمارے نکتہ چین

ص۱۲ بعض صاحبوں نے نکتہ چینی کے طور پر اس عاجز کی عیب شماری کی ہے۔ اور اگرچہ انسان عیب سے خالی نہیں اور حضرت مسیح کا یہ کہنا سچ ہے کہ میں نیک نہیں ہوں، نیک ایک ہی ہے یعنی خدا۔ لیکن چونکہ ایسی نکتہ چینیاں دینی کارروائیوں پر بداثر ڈالتی ہیں اور حق کے طالبوں کو رجوع لانے سے روکتی ہیں اس لئے برعایت اختصار بعض نکتہ چینیوں کا جواب دیا جاتا ہے۔

پہلی نکتہ چینی اس عاجز کی نسبت یہ کی گئی ہے کہ اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے مشتعل ہو کر مخالفین نے اللہ جلّشانہ اور اُس کے رسول کریم کی بے ادبی کی اور پُر دشنام تالیفات شائع کردیں۔ قرآن شریف میں صریح حکم وارد ہے کہ مخالفین معبودوں کو سبّ اور شتم سے یاد مت کرو تا وہ بھی بے سمجھی اور کینہ سے خدائے تعالیٰ کی نسبت سبّ و شتم کے ساتھ زبان نہ کھولیں لیکن اس جگہ برخلاف طریق مامور بہ کے سبّ و شتم سے کام لیا گیا۔ امّا الجواب پس واضح ہو کہ اس نکتہ چینی میں معترض صاحب نے ص۱۳

انہیں مخاطب کر کے یہ الفاظ استعمال کئے کہ اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں اور پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ وہ اُن معزز بزرگوں کو ہمیشہ دشنام دہی کے طور پر یاد کرتے رہے۔ کبھی اُنہیں کہا اے سانپو اے سانپ کے بچو۔ دیکھو متی باب ۲۳ آیت ۳۳ کبھی اُنہیں کہا اندھے۔ دیکھو متی باب ۱۵ آیت ۱۴ کبھی اُنہیں کہا اے ریاکارو۔ دیکھو متی باب ۲۳ آیت ۱۳ کبھی انہیں نہایت فحش کلمات سے یہ کہا کہ کنجریاں تم سے پہلے خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل ہونگی اور کبھی اُن کا نام مسخرہ اور گستاخ رکھا۔ دیکھو متی باب ۲۱ آیت ۳۱۔ کبھی اُنہیں احمق کہا دیکھو متی باب ۲۳ آیت ۱۷۔ کبھی اُنہیں کہا کہ تم جہنمی ہو دیکھو متی باب ۲۳ آیت ۱۵۔ حالانکہ آپ ہی حلم اور خلق کی نصیحت دیتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اپنے بھائی کو احمق کہے جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا ص۱
اس اعتراض کا جواب اُن مطاعن کے جواب میں دیا جائیگا جو تہذیب کے بارہ میں بعض خوش فہم آدمیوں نے اس عاجز کی نسبت کئے ہیں۔ منہ

کنجری کے ساتھ مثال دینا اور یہودیوں کے بزرگ مقتداؤں کو جو قیصری گورنمنٹ میں اعلیٰ درجہ کے عزت دار اور قیصری درباروں میں کرسی نشین تھے ان کو نہایت درجہ نہایت دل آزار اور خلاف تہذیب لفظوں سے یاد کرنا کہ تم حرامزادے ہو حرامکار ہو شریر ہو بدذات ہو بے ایمان ہو احمق ہو ریاکار ہو شیطان ہو جہنمی ہو تم سانپ ہو سانپوں کے بچے ہو۔ کیا یہ سب الفاظ معترض کی رائے کے موافق فاش اور گندی گالیاں نہیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ معترض کا اعتراض نہ صرف مجھ پر اور میری کتابوں پر بلکہ درحقیقت معترض نے خدائے تعالیٰ کی ساری کتابوں پر اور سارے رسولوں پر نہایت درجہ کے جلے سڑے دل کے ساتھ حملہ کیا ہے اور یہ حملہ انجیل پر سب سے زیادہ ہے کیونکہ حضرت مسیح کی سخت زبانی تمام نبیوں سے بڑھی ہوئی ہے اور انجیل سے ثابت ہے کہ اُس سخت کلامی کی وجہ سے کئی مرتبہ یہودیوں نے حضرت مسیح کے مارنے کے لئے پتھر اُٹھائے اور سردار کاہن کی بے ادبی سے حضرت مسیح نے اپنے مُنہ پر طمانچے بھی کھائے اور جیسا کہ حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں سو انہوں نے زبان کی تلوار ایسی چلائی کہ کسی نبی کے کلام میں ایسے سخت اور آزاردہ الفاظ نہیں جیسے انجیل میں ہیں اس زبان کی تلوار چلنے سے آخر مسیح کو کیا کچھ آزار اُٹھانے پڑے۔ ایسا ہی حضرت یحییٰ نے بھی یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہہ کر اُن کی شرارتوں اور کارسازیوں سے اپنا سر کٹوایا مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا یہ مقدس لوگ بڑے درجہ کے غیر مہذب تھے کیا زمانہ حال کی موجودہ تہذیب کی اُن کو بُو بھی نہیں پہنچی تھی؟ اس سوال کا جواب ہمارے سیّد و مولیٰ مادر و پدرم براو فدا باد حضرت ختم المرسلین سیّد الاوّلین والآخرین پہلے سے دے چکے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب یہ آیتیں اُتریں کہ مشرکین رجس ہیں پلید ہیں شرّ البریہ ہیں سفہا ہیں اور ذرّیت شیطان ہیں اور اُن کے معبود وقود النار اور حصب جہنم ہیں تو ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری

برائے صفحہ ۲۵۵

اور وہ یہ ہے وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ[1] اب جبکہ فوت ہو جانا ثابت ہُوا تو اس سے ظاہر ہے کہ اُن کا جسم اُن سب لوگوں کی طرح جو مرجاتے ہیں زمین میں دفن کیا گیا ہوگا کیونکہ قرآن شریف بصراحت ناطق ہے کہ فقط اُن کی روح آسمان پر گئی نہ کہ جسم۔ تب ہی تو حضرت مسیح نے آیت موصوفہ بالا میں اپنی موت کا صاف اقرار کر دیا۔ اگر وہ زندوں کی شکل پر خاکی جسم کے ساتھ آسمان کی طرف پرواز کرتے تو اپنے مرجانے کا ہرگز ذکر نہ کرتے اور ایسا ہرگز نہ کہتے کہ میں وفات پاکر اس جہان سے رخصت کیا گیا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان پر اُنکی روح ہی گئی تو پھر نازل ہونے کے وقت جسم کہاں سے ساتھ آجائیگا۔ حاشیہ

ازانجملہ ایک یہ اعتراض ہے کہ نیا اور پُرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔ بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ پس اس جسم کا کرۂ ماہتاب یا کرۂ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے +

\+ اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جسکو درحقیقت بیداری کہنا چاہیئے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے۔ سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اسکو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفٰی اور اجلیٰ ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔ اس جگہ زیادہ لکھنے کی گنجائش نہیں۔ انشاء اللہ کسی اَور محل میں مفصل طور پر بیان کیا جائے گا۔ منہ

[1] المائدۃ: ۱۱۸

اور علماء وقت اُن کو قبول کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کا الہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجمل مکاشفات نبویہ اور استعارات سربستہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو نظر انکار و استہزاء اس کو دیکھتے ہیں حالانکہ صحاح میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کیلئے ظہر و بطن دونوں ہیں اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے مُنہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کشوف و الہامات اولیاء کو حدیث صحیح کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔

ہم نے جو رسالہ فتح اسلام اور توضیح مرام میں اس اپنے کشفی و الہامی امر کو شائع کیا ہے کہ

۱۷۲ مسیح موعود سے مراد یہی عاجز ہے میں نے سُنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افروختہ ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ جو خارج اجماع اور برخلاف عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں اُن کی بڑی غلطی ہے۔

اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رُکنوں میں سے کوئی رُکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔ اور پیشگوئیوں کے بارہ میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں ہی پوری ہوں بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سیّد و مولیٰ آپ اس بات کا

۱۷۳ اقرار کرتے ہوں کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور ان کا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ کو غرض کے طور پر ساری اُمت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں۔ سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو مسلّک رکھتے رہے ہیں

لازم ہے کیونکہ جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور
بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی
دلیری نہیں کر سکتے اسی وجہ سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب تک خدائے تعالیٰ کی
طرف سے بعض عبادات کے ادا کرنے کے بارہ میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی تب تک اہل کتاب
کی سُنن دینیہ پر قدم مارنا بہتر جانتے تھے اور بروقت نزول وحی اور دریافت اصل حقیقت کے
اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ سو اسی لحاظ سے حضرت مسیح بن مریم کی نسبت اپنی طرف سے براہین میں کوئی
بحث نہیں کی گئی تھی۔ اب جو خدا تعالیٰ نے حقیقت امر کو اس عاجز پر ظاہر فرمایا تو عام طور
۱۹۶ پر اس کا اعلان از بس ضروری تھا لیکن مجھے اگر کچھ افسوس ہے تو اس زمانہ کے اُن
مولوی صاحبان پر ہے کہ جنہوں نے قبل اس کے جو میری تحریر پر غور اور خوض کی نگاہ کریں
ردّ لکھنے شروع کر دیئے ہیں مصنفین اور محققین خوب سمجھتے ہیں کہ جس قدر حال کے بعض
مولوی صاحبوں نے مجھے اپنی دیرینہ رائے کا مخالف ٹھہرایا ہے غور کرنے سے معلوم ہوگا
کہ درحقیقت اتنی بڑی مخالفت نہیں ہے جس پر اتنا شور مچایا گیا۔ میں نے صرف مثیل مسیح
ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم
ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی
مثیل مسیح آجائیں ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود
ہے اور یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں کہ مثیل مسیح بہت ہو سکتے ہیں بلکہ
احادیث نبویہ کا بھی یہی منشاء پایا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے دجّال پیدا ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ جب تیس دجّال
کا آنا ضروری ہے تو بحکم لِکُلِّ دَجَّالٍ عیسیٰ تیس مسیح بھی آنے چاہئیں پس
منہ اس بیان کے رُو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر
حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت

اور اگر یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف کے ایسے معنے کرنا کہ جو پہلوں سے منقول نہیں یہی الحاد ہے ص۳۰۱
جیسے مولوی عبد الرحمٰن صاحبزادہ مولوی محمد لکھوکالہ نے اس عاجز کی نسبت لکھا ہے تو میں کہتا
ہوں کہ میں نے کوئی ایسے اجنبی معنے نہیں کئے جو مخالف اُن معنوں کے ہوں جن پر صحابہ کرام اور
تابعین اور تبع تابعین کا اجماع ہو۔ اکثر صحابہ مسیح کا فوت ہو جانا مانتے رہے، دجّال معہود کا ص۳۰۲
فوت ہو جانا مانتے رہے پھر مخالفانہ اجماع کہاں سے ثابت ہوا۔ قرآن شریف میں تیس۳۰ کے
قریب ایسی شہادتیں ہیں جو مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت بیّن کر رہی ہیں۔ غرض یہ
بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اُترے گا نہایت لغو ص۳۰۲

جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے
اس کو دکھایا تھا (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے
ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ہے[1] جس کو ص۳۰۳
دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب جاننا چاہیئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ
کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اُن دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے
ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔
وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور
کئی قسم کے جانور طیار کر کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں
عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے اُن کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ ص۳۰۴
لئے تھے جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے
حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کَل کے دبانے
یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو
پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک

[1] النمل: ۴۵

برائے صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۸۰

اور یہ اصل بات ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سَو
یا چار سَو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں ورنہ ایک یا دو آدمی
ص۳۰۴ کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی ان حضرات کی سراسر
غلطی ہے کہ قرآن کریم کے معانی کو بزمانہ گذشتہ محدود و مقید سمجھتے ہیں مگر اس خیال
کو تسلیم کر لیا جاوے تو پھر قرآن شریف معجزہ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر ہو بھی تو شاید ان
عربوں کے لئے جو بلاغت شناسی کا مذاق رکھتے ہیں۔
ص۳۰۵ جاننا چاہیئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن

نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں
کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قوتیں
موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے جیسے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
ص۳۰۶ کے روحانی قوٰی جو دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے سو انہی کے موافق قرآن
شریف کا معجزہ دیا گیا۔ جو جامع جمیع دقائق و معارف الٰہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے
کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ
دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنّاع ایسی چڑیاں
بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض
چڑیاں کَل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور
یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ اور چونکہ قرآن شریف
اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی
کی چڑیوں سے مراد وہ اُمّی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت
میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح اُن میں پھونک دی جس سے وہ
پرواز کرنے لگے۔
ص۳۰۷ ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق

برائے صفحہ ۲۳۱، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۸۰

اُن کے بعض مکتوبات اس عاجز کے پاس موجود ہیں انشاء اللہ بوقت ضرورت شائع کئے جائیں گے۔

۳۲۲ اب مولوی عبد الرحمٰن صاحب براہ مہربانی فرماویں کہ جبکہ سلف صالح کے برخلاف قرآن شریف کے معنے کرنے سے انسان ملحد ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے یہ عاجز بھی اُن کی نظر میں ملحد ہے کہ خدا تعالیٰ کے الہام سے بعض آیات کے معانی مخفی

۳۲۳ ظاہر کرتا ہے تو پھر مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم غزنوی کی نسبت جو اُنکے مرشد ہیں کیا فتویٰ ہے؟

صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کے چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا

۲۲۱ تھا چنانچہ جس نے کبھی اپنی عمر میں غور سے انجیل پڑھی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی بہ یقینی تمام تصدیق کرے گا اور قرآن شریف کی آیات بھی باواز بلند یہی پکار رہی ہیں کہ مسیح کو ایسے عجائب کاموں میں طاقت بخشی گئی تھی اور خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر یک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس بات کا تجربہ اسی زمانہ میں ہو رہا ہے۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اُس وقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہیں تھا

۲۲۱ غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور اُن میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔ فتدبر فانہ نکتۃ جلیلۃ ما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم۔ منہ

جس کے تحت کوئی حقیقت نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ جھگڑا کہ کوئی نبی پھانسی ملا یا اپنی طبعی
موت سے مرا بالکل بے فائدہ جھگڑا ہے جس سے کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ سو غور ۲۸
سے دیکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے اس پُر جوش اور کثرت ذکر کے بیان میں کہ کسی یہودی یا
عیسائی کو یقینی طور پر مسیح کی مصلوبیت پر ایمان نہیں کونسی بڑی غرض رکھتا ہے؟ اور کونسا بھارا
مدعا اس کے زیر نظر ہے جس کے اثبات کے لئے اُس نے دونوں فریق یہود اور نصاریٰ کو
خاموش اور لاجواب کر دیا ہے۔ سو یہی مدعا ہے جس کو خدا تعالےٰ نے اپنے اس عاجز بندہ
پر کہ جو مولویوں کی نظر میں کافر اور ملحد ہے اپنے خاص کشف کے ذریعہ کھول دیا ہے۔

اے خدا جانم براسرارت فدا	اُمیاں را مے دہی فہم و ذکا
درجہانت ہیچو من اُمّی کجاست	در جہالت ہا مرا نشوونماست
کِرمکے بودم مرا کردی بشر	من عجب تر از مسیح بے پدر

اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ مسیح کی عدم مصلوبیت پر انجیل کی رو سے کوئی استدلال
پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں یعنی یہ ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں کہ گو بظاہر صورت مسیح کو صلیب
ہی دی گئی ہو مگر تکمیل اس فعل کی نہ ہوئی ہو یعنی مسیح اس صلیب کی وجہ سے وفات یاب نہ ہوا ہو ۲۹
تو اس کا جواب یہ ہے کہ اناجیل اربعہ قرآن شریف کے اس قول پر کہ ما قتلوہ و
ما صلبوہ صاف شہادت دے رہی ہیں کیونکہ قرآن کریم کا منشاء ما صلبوہ کے
لفظ سے یہ ہرگز نہیں ہے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا بلکہ منشاء یہ ہے کہ جو صلیب پر
چڑھانے کا اصل مدعا تھا یعنی قتل کرنا اس سے خدا تعالےٰ نے مسیح کو محفوظ رکھا اور یہودی
کی طرف سے اس فعل یعنی قتل عمد کا اقدام تو ہوا مگر قدرت اور حکمت الٰہی سے تکمیل
نہ پا سکا۔ اور جیسا کہ انجیلوں میں لکھا ہے یہ واقعہ پیش آیا کہ جب پیلاطوس کو صلیب
دینے کے لئے یہودیوں نے مسیح کو جو حوالات میں تھا مانگا تو پلاطوس نے بہت کوشش
کی کہ کسی طرح مسیح کو چھوڑ دے کیونکہ وہ صاف دیکھتا تھا کہ مسیح بے گناہ ہے لیکن یہودیوں نے

بہت اصرار کیا کہ اس کو صلیب دے صلیب دے۔ اور سب مولوی اور فقیہ یہودیوں کے اکٹھے ہو کر کہنے لگے کہ یہ کافر ہے اور توریت کے احکام سے لوگوں کو پھیرتا ہے۔ پلاطوس اپنے دل میں خوب سمجھتا تھا کہ ان جزئی اختلافات کی وجہ سے ایک راستباز آدمی کو قتل کر دینا بے شک سخت گناہ ہے اسی وجہ سے وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح مسیح کو چھوڑ دیا جائے۔ مگر حضرات مولوی کب باز آنے والے تھے انہوں نے جھٹ ایک اور بات بنالی کہ یہ شخص یہ بھی کہتا ہے کہ میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں اور درپردہ قیصر کی گورنمنٹ سے باغی ہے۔ اگر تو نے اس کو چھوڑ دیا تو پھر یاد رکھ کہ ایک باغی کو تُو نے پناہ دی۔ تب پلاطوس ڈر گیا کیونکہ وہ قیصر کا ماتحت تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پھر بھی اس خونِ ناحق سے ڈرتا رہا۔ اور اس کی عورت نے خواب دیکھی کہ یہ شخص راستباز ہے اگر پلاطوس اس کو قتل کریگا تو پھر اسی میں اُس کی تباہی ہے۔ سو پلاطوس اس خواب کو سُنکر اور بھی ڈھیلا ہو گیا اس خواب پر غور کرنے سے جو انجیل میں لکھی ہے ہر ایک ناظر بصیر سمجھ سکتا ہے کہ ارادہ الٰہی یہی تھا کہ مسیح کو قتل ہونے سے بچاوے۔ سو پہلا اشارہ منشاء الٰہی کا اس خواب سے ہی نکلتا ہے اس پر خوب غور کرو۔

بعد اس کے ایسا ہوا کہ پلاطوس نے آخری فیصلہ کے لئے اجلاس کیا اور نابکار مولویوں اور فقیہوں کو بہتیرا سمجھایا کہ مسیح کے خون سے باز آجاؤ مگر وہ باز نہ آئے۔ بلکہ چیخ چیخ کر بولنے لگے کہ ضرور صلیب دیا جائے دین سے پھر گیا ہے۔ تب پلاطوس نے پانی منگوا کر ہاتھ دھوئے کہ دیکھو میں اس کے خون سے ہاتھ دھوتا ہوں۔ تب سب یہودیوں اور فقیہوں اور مولویوں نے کہا کہ اس کا خون ہم پر اور ہماری اولاد پر۔

پھر بعد اس کے مسیح ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سُننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچے کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے سے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب نے دیکھا۔ آخر صلیب دینے کے لئے طیار ہوئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا

برائے صفحہ ۲۰۹، ۲۳۱، ۲۶۳

اور عصر کا وقت ۔ اور اتفاقاً یہ یہودیوں کی عید فسح کا بھی دن تھا۔ اس لئے فرصت بہت کم تھی اور آگے سبت کا دن آنے والا تھا جس کی ابتدا غروب آفتاب سے ہی سمجھی جاتی تھی کیونکہ یہودی لوگ مسلمانوں کی طرح پہلی رات کو اگلے دن کے ساتھ شامل کر لیتے تھے اور یہ ایک شرعی تاکید تھی کہ سبت میں کوئی لاش صلیب پر لٹکی نہ رہے۔ تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا تا شام سے پہلے ہی لاشیں اُتاری جائیں۔ مگر اتفاق سے اُسی وقت ایک سخت آندھی آگئی جس سے سخت اندھیرا ہوگیا۔ یہودیوں کو یہ فکر پڑ گئی کہ اب اگر اندھیری میں ہی شام ہوگئی تو ہم اس جرم کے مرتکب ہو جائیں گے جس کا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ سو انہوں نے اس فکر کی وجہ سے تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اُتار لیا۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بالاتفاق مان لیا گیا ہے۔ کہ وہ صلیب اس قسم کی نہیں تھی جیسا کہ آج کل کی پھانسی ہوتی ہے اور گلے میں رسّہ ڈال کر ایک گھنٹہ میں کام تمام کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس قسم کا کوئی رسّہ گلے میں نہیں ڈالا جاتا تھا صرف بعض اعضاء میں کیلیں ٹھوکتے تھے اور پھر احتیاط کی غرض سے تین تین دن مصلوب بھوکے پیاسے صلیب پر چڑھائے رہتے تھے اور بعد اس کے ہڈیاں توڑی جاتی تھیں اور پھر یقین کیا جاتا تھا کہ اب مصلوب مر گیا۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت سے مسیح کے ساتھ ایسا نہ ہوا۔ عید فسح کی کم فرصتی اور عصر کا تھوڑا سا وقت اور آگے سبت کا خوف اور پھر آندھی کا آجانا ایسے اسباب یکدفعہ پیدا ہوگئے جس کی وجہ سے چند منٹ میں ہی مسیح کو صلیب پر سے اُتار لیا گیا اور دونوں چور بھی اُتارے گئے۔ اور پھر ہڈیوں کے توڑنے کے وقت خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا یہ نمونہ دکھایا کہ بعض سپاہی پلاطوس کے جن کو در پردہ خواب کا خطرناک انجام سمجھایا گیا تھا وہ اُس وقت موجود تھے جن کا مدعا یہی تھا کہ کسی طرح یہ بلا مسیح کے سر پر سے ٹل جائے ایسا نہ ہو کہ مسیح کے قتل ہونے کی وجہ سے وہ خواب سچی ہو جائے جو پلاطوس کی عورت نے دیکھی تھی۔ اور ایسا نہ ہو کہ پلاطوس کسی

بلا میں پڑے۔ سو پہلے انہوں نے چوروں کی ہڈیاں توڑائیں اور چونکہ سخت آندھی تھی اور تاریکی ہو گئی تھی اور ہوا تیز چل رہی تھی اس لئے لوگ گھبرائے ہوئے تھے کہ کہیں جلد گھروں کو جائیں۔ سو سپاہیوں کا اس موقعہ پر خوب داؤ لگا۔ جب چوروں کی ہڈیاں توڑ چکے اور مسیح کی نوبت آئی تو ایک سپاہی نے یونہی ہاتھ رکھکر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے کچھ ضرور نہیں کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں۔ اور ایک نے کہا کہ میں ہی اس لاش کو دفن کر دوں گا۔ اور آندھی ایسی چلی کہ یہودیوں کو اس نے دھکے دے کر اس جگہ سے نکالا۔ پس اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا اور پھر وہ حواریوں کو ملا اور اُن سے مچھلی لے کر کھائی۔ لیکن یہودی جب گھروں میں پہنچے اور آندھی فرو ہو گئی تو اپنی ناتمام کارروائی سے شک میں پڑ گئے اور سپاہیوں کی نسبت بھی اُن کے دلوں میں ظن پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اب تک عیسائیوں اور یہودیوں کا

۳۸۴ یہی حال ہے کہ کوئی اُن میں سے قسم کھا کر اور اپنے نفس کے لئے بلا اور عذاب کا وعدہ دے کر نہیں کہہ سکتا کہ مجھے درحقیقت یہی یقین ہے کہ سچ مچ مسیح قتل کیا گیا۔ یہ شکوک اُسی وقت پیدا ہو گئے تھے اور پولس نے اپنی چالاکی سے کوشش بھی کی کہ ان شکوک کو مٹا وے مگر وہ اَور بھی بڑھتے گئے۔ چنانچہ پولس کے بعض خطوط سے صاف ظاہر ہوتا ہے مسیح جب صلیب پر سے اتارا گیا تو اس کے زندہ ہونے پر ایک اَور پختہ ثبوت یہ پیدا ہو گیا کہ اس کی پسلی کے چھیدنے سے فی الفور اس میں سے خون رواں ہوا۔ یہودی اپنی شتاب کاری کی وجہ سے اور عیسائی انجیل کی روئداد موجودہ کے لحاظ سے اس شک میں شریک ہیں۔ اور کوئی عیسائی ایسا نہیں جو انجیل پر غور کرے اور پھر یقینی طور پر یہ اعتقاد رکھے کہ سچ مچ مسیح صلیب کے ذریعہ فوت ہو گیا بلکہ اُن کے دل آج تک شک میں پڑے ہوئے ہیں اور جس کفارہ کو وہ لئے پھرتے ہیں اسکی ایسے ریگ کے تودہ پر بنا رہے جس کو انجیل کے بیانات نے ہی برباد کر دیا ہے۔ سو قرآن کریم کے آیت موصوفہ بالا یعنی یہ کہ وان من اھل الکتٰب الّا لیؤمننّ بہٖ قبل موتہٖ

دو سلسلوں کی مماثلت میں یہی قاعدہ ہے کہ اوّل اور آخر میں اشد درجہ کی مشابہت اُن میں ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک لمبے سلسلہ اور ایک طولانی مدت میں تمام درمیانی افراد کا مفصل حال معلوم کرنا طول بلاطائل ہے پس جبکہ قرآن کریم نے صاف صاف بتلا دیا کہ خلافت اسلامی کا سلسلہ اپنی ترقی اور تنزل اپنی جلالی اور جمالی حالت کی رو سے

۴۶۵ خلافت اسرائیلی سے بکلی مطابق و مشابہ و مماثل ہوگا اور یہ بھی بتلا دیا کہ نبی عربی[1] مثیل موسیٰ ہے تو اس ضمن میں قطعی اور یقینی طور پر بتلایا گیا کہ جیسے اسلام میں سلسلہ الٰہی خلیفوں کا مثیل موسیٰ ہے جو اس سلسلہ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تخت عزت کے اوّل درجہ پر بیٹھنے والا اور تمام کا مصدر اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلیٰ ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ ایسا ہی اس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جو اس اُمت کے لوگوں میں سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہو گیا ہے اور فرمان جَعَلْنَاکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ نے اس کو درحقیقت وہی بنا دیا ہے وکان اللّٰہ علیٰ کل شیء مقتدرًا[2]۔ اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے و مبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد[2]۔ مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر

۴۶۶ حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔ وہ حی و قیوم خدا جو اس بات پر قادر ہے کہ انسان کو حیوان بلکہ شر الحیوانات بنادے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے جعل منھم القردۃ والخنازیر[3] اور فرمایا ہے کونوا قردۃ خاسئین[4] کیا وہ ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں بنا سکتا۔ بلیٰ۔ وھو بکل خلق علیم[5]۔ پھر جبکہ انسانیت کی حقیقت پر غفلت طاری ہونے کے وقت میں ایک ایسے ہی انسان کی ضرورت تھی

---

[1] الاحزاب: ۲۸ [2] الصف: ۷ [3] المائدہ: ۶۱ [4] البقرہ: ۶۶ [5] یٰسٓ: ۸۰

برائے صفحہ ۱۷۲، ۲۹۵، ۳۶۷

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

5

ومنح بی من النعم الظاهرة والباطنة وجعلنی من المجذوبین۔ وکنت شابًا وقد شخت وما استفتحت بابًا الا فتحت۔ وما سألت من نعمة الا اعطیت وما استکشفت من امرٍ الا کشفتُ۔ وما ابتهلت فی دعاءٍ الا اجیبتُ۔ وکل ذالک من حبّی بالقران وحبّ سیدی وامامی سیّد المرسلین۔ اللّٰھم صل وسلم علیه بعدد نجوم السمٰوٰت وذرّات الارضین ومن اجل ھذا الحبّ الذی کان فی فطرتی کان اللّٰه معی من اوّل امری حین ولدت و حین کنت ضریعا عند ظئری وحین کنت اقرأ فی المتعلمین۔ وقد حبب الیّ منذ دنوت العشرین ان انصر الدین۔ واجادل البراھمة والقسیسین۔ وقد الفت فی ھذه المناظرات مصنفات عدیدة۔ ومؤلفات مفیدة منھا کتابی **البراھین**۔ کتاب نادرما نسج علی منواله فی ایام خالیة فلیقرءه من کان من المرتابین۔ قد سللت فیه صوارم الحجج القطعیة علی اقوال الملحدین۔ ورمیت بشهبها الشیاطین المبطلین۔ قد خفض ھام کل معاند بذالک السیف المسلول۔ وتبینت فضیحتهم بین ارباب المنقول والمعقول۔ وبین المصنفین۔ فیه دقائق العلوم وشوارد ھا والالھامات الطیبة الصحیحة و الکشوف الجلیلة وموارد ھا۔ ومن کل ما یجلّی دُرر معارف الدین المتین ولی کتب اخری تشابهه فی الکمال۔ منها الکحل والتوضیح والازالة وفتح الاسلام وکتاب آخر سبق کلها الفته فی ھذه الایام اسمه دافع الوساوس ھو نافع جدًا للذین یریدون ان یروا حسن الاسلام ویکفّون افواه المخالفین۔ تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة وینتفع من معارفها ویقبلنی ویصدق

دعوتی - الاذرية البغايا الذين ختم الله علیٰ قلوبهم فهم لا يقبلون - ولما
بلغت اشد عمری و بلغت اربعين سنة جاء تنی نسیم الوحی بریّا عنايات
ربّی ليزيد معرفتی و يقينی و يرتفع حجبی واكون من المستيقنين فاوّل ما
فتح علیّ بابه هو الرؤيا الصالحة فكنت لا اری رؤيا الا جاءت مثل فلق
الصبح و انی رايت فی تلك الايام رؤيا صالحة صادقة قريبًا من الفين او
اكثر من ذالك - منها محفوظة فی حافظتی وكثير منها نسيتها - ولعل
الله يكررها فی وقت اٰخر ونحن من الآملين - ورايت فی علواء شبابی
وعند دواعی التصابی كانی دخلت فی مكان وفيه حفدتی وخدمی فقلتُ
طهّروا فراشی فان وقتی قد جاء ثم استيقظتُ و خشيت علیٰ نفسی
وذهب وهلی الی انی من المائتين - ورايت ذات ليلة و انا غلام
حديث السن كانی فی بيت لطيف نظيف يذكر فيها رسول الله صلّی الله
عليه وسلّم فقلت ايها الناس اين رسول الله صلی الله عليه وسلم فاشاروا
الی حجرة فدخلتُ مع الداخلين - فبشّ بی حين وافيته - وحيانی باحسن
ما حييتُه وما انسی حسنه وجماله وملاحته وتحننه الی يومی هذا - شغفنی
حبًّا وجذبنی بوجه حسين قال ما هذا بيمينك يا احمد فنظرت فاذا
كتاب بيدی اليمنی وخضر بقلبی انه من مصنفاتی قلتُ يا رسول الله
كتاب من مصنفاتی قال ما اسم كتابك فنظرت الی الكتاب مرة اخری
وانا كالمتحيّرين - فوجدته يشابه كتابًا كان فی دار كتبی و اسمهٗ
قطبی قلتُ يا رسول الله اسمه قطبی قال ارنی كتابك القطبی فلما

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

11

ہونے سے پوری ہوگئی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور اہل اسلام میں آخری زمانہ میں ایک جھگڑا ہوگا۔ عیسائی کہینگے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان کہینگے کہ حق ہم میں ظاہر ہوا۔ اس وقت عیسائیوں کیلئے شیطان آواز دیگا کہ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے اور مسلمانوں کے لئے آسمان سے آواز آئیگی کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے سو یاد رہے کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آتھم کے قصہ کے متعلق ہے کیونکہ زمین کے شیطانوں نے آتھم کے مقدمہ میں عیسائیوں کا ساتھ کیا اور یہ کہا کہ عیسائی فتح پا گئے چنانچہ پلید دل مولوی اور بعض اخباروں والے انہیں شیطانوں میں سے تھے جنہوں نے حق اور سچائی اور دین کا پاس نہ کیا اور آسمان کی آواز جو خدا تعالیٰ کا پاک الہام تھا جو اس عاجز پر نازل ہوا۔ اس الہام نے بار بار گواہی دی کہ اسلام کی فتح ہے۔ آخر زمین کے شیطانوں نے شکست کھائی اور آسمان کی آواز کی سچائی ثابت ہوئی۔ یہ ایسی کھلی سچائی ہے جو کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا یہ کیسی نابینائی تھی کہ پلید دل لوگوں نے شرطی پیشگوئی کو ایسا سمجھ لیا کہ گویا اس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں

ہونے کے بارے میں بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالہ ضیاء الحق اور رسالہ انجام آتھم میں دے چکے ہیں اور اب بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کی بنیاد نہ آج سے بلکہ پندرہ برس پہلے سے ڈالی گئی تھی جس کا مفصل ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں موجود ہے۔ سو ایسے انتظام کے ساتھ پیشگوئی کو پورا کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔

یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مُردہ خدا ہے۔ اگر ایک پیشگوئی بھی اس پیشگوئی کے ہم پلہ اور ہموزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے **ایسی ایسی** پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مُردہ کو اپنا خدا بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کو پیشگوئی کیوں نام رکھا محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے۔ اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرامکار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں

یہ کیسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق میعاد کے بعد بلا توقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الٰہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے مؤید تھے پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تو ہل سے چُپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اُٹھو اور جاگو اور تلاش کرو۔ کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس پیشگوئی کو تسلیم کریگا

جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سُوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرامکار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی رُوح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائیگا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفہ کو یہی کہنا پڑتا تھا۔ کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے اُستاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ نے یہ سوال سُنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سُنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا۔ کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیئے نہ کہ مجوسی۔ اسی بنا پر ہتھیار بھی خریدے۔ شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

گر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے
یا احمد فاضت الرحمة علیٰ شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری
کئے گئے سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کرکے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب **طالمود سے چرا کر لکھا ہے**۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں۔ عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرامکار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔ اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام

ہراے صفحہ ۲۳۱، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۷۳، ۲۹۷

ہزارہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اُٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے الرحمٰن علّم القراٰن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اُس وعدہ کو ایسے طور سے

کی اولاد نہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ **بالکل جھوٹ** نکلا۔ کیونکہ آجکل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزارہا مرتے ہیں۔ ایک پادری گو کیسا ہی موٹا ہو۔ تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اُٹھ اور وہ اُٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے **بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک اُلٹی جوتی کو سیدھا کرکے تو دکھلائے۔**

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپکے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے **خون** سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

میں لکھوں اور ایک کوئی اور مخالف لکھے تو وہ نہایت ذلیل ہوگا اور مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اصرار کے مولویوں نے اس طرف رُخ نہیں کیا۔ پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے مگر اُن کے لئے جو انصاف اور ایمان رکھتے ہیں۔

اور ایک نشان خدا کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ میرے دعویٰ سے بیس۲۰ برس پہلے ایک بندۂ صالح نے میری نسبت پیشگوئی کی اور اس پیشگوئی میں میرا نام اور میرے گاؤں کا نام لیکر کہا۔ کہ وہ شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کریگا اور وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوگا اور مولوی لوگ جہالت اور حماقت سے اس کا انکار کریں گے چنانچہ اُس نے اس تمام پیشگوئی سے کریم بخش نام ایک نیک بخت مسلمان کو جو لودیانہ کے قریب ایک گاؤں میں رہنے والا تھا اطلاع دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود لدھیانہ میں آیگا اور نصیحت کی کہ مولویوں کے شور کی کچھ پروانہ کرنا کہ مولوی اس مخالفت میں جھوٹے ہوں گے۔ چنانچہ جب میں اس دعویٰ کے بعد لدھیانہ میں گیا تو کریم بخش میرے پاس آیا۔ اور صدہا لوگوں کے روبرو بار بار یہ گواہی دی چنانچہ اس کی طرف سے ایک رسالہ بھی شائع ہو چکا سو یہ بھی ایک نشان الٰہی ہے۔

اور منجملہ نشانوں کے ایک نشان خسوف وکسوف رمضان میں ہے۔ کیونکہ دارقطنی میں صاف لکھا ہے کہ مہدی موعود کی تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نشان ہوگا کہ رمضان میں چاند

کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مُردار اور خبیث فرقہ نے جو مُردہ پرست ہے ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی ان کے یسُوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔ اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسُوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسُوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ نادان پادریوں کو چاہئیے کہ بدزبانی اور گالیوں کا طریق چھوڑ دیں۔ ورنہ نامعلوم۔ خدا کی غیرت کیا کیا اُن کو دکھلائے گی۔ اور ہم اس جگہ فتح مسیح کی سفارش کرتے ہیں۔ کہ بزرگ پادری

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

13

راہب عیسائی دین کے مرنے کے بعد اکثر ایسے ہی تھے۔

چھٹے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ امام الزمان
اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے۔ اور اسکے الہامات دوسروں پر
قیاس نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کمیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے
ممکن نہیں۔ اور انکے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں۔ اور دینی عقدے اور
معضلات حل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔
غرض جو لوگ امام الزمان ہوں انکے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے۔ بلکہ
نصرتِ دین اور تقویت ایمان کیلئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اُن سے نہایت ۱۳
صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور اُنکی دعا کا جواب دیتا ہے۔ اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ
منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے
بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحبِ الہام خیال
کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک
کلوخ انداز در پردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے۔ اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا۔
اور کہاں گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ اُن سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور
روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اُتار دیتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی۔ بلکہ وہ تو
بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا اُن سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے۔ اور امام الزمان کی الہامی
پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتے
ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اِسلئے اُنکے الہام
کو دیا جاتا ہے کہ تا اُنکے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔

واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض ناتمام سالک لوگوں کو ہوا کرتے ہیں۔ اور
حدیث النفس بھی ہوتی ہے جسکو اضغاث احلام کہتے ہیں۔ اور جو شخص اس سے انکار کرے۔ وہ

یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدّث، مجدد سب داخل ہیں۔ مگر جو لوگ
ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کیلئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات اُن کو دیئے گئے۔ وہ گو ولی
ہوں یا ابدال ہوں۔ امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔

اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام عام
مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خداتعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو
مَیں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خداتعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ

اِمَامُ الزّمان مَیں ہُوں

اور مجھ میں خداتعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے
مبعوث فرمایا ہے۔ جس میں سے پندرہ برس گذر بھی گئے۔ اور ایسے وقت میں مَیں ظاہر ہُوا ہوں
کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے۔ اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔
ایسا ہی مسیحؑ کے نزول کے بارے میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے اور اس عقیدے میں
بھی اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسٰی کی حیات کا قائل تھا اور کوئی مَوت کا۔ اور کوئی
جسمانی نزول مانتا تھا اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا۔ اور کوئی دمشق میں انکو اُتار رہا تھا
اور کوئی مکہ میں۔ اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں اور کوئی خیال کرتا تھا کہ
ہندوستان میں اُتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے
حَکَمْ کو چاہتے تھے۔ سو وہ حَکَمْ مَیں ہُوں۔ مَیں رُوحانی طور پر کسرِ صلیب کے لئے اور نیز ۲۵
اختلافات کے دُور کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ اِن ہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ مَیں بھیجا جاؤں
میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ مَیں اپنی حقیت کی کوئی اور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل
ہے۔ لیکن پھر بھی میری تائید میں خداتعالیٰ نے کئی نشان ظاہر کئے ہیں۔ اور مَیں جیسا کہ اور اختلافات
میں فیصلہ کرنے کے لئے حَکَمْ ہوں۔ ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی حَکَمْ ہوں۔

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

14

اتوم لدعوة الانام ـ وفعل ماشاء و هواحکم الحاکمین ـ واللّٰہ یعلم مافی قلبی ولا یعلم احد من العالمین ۔

کے لئے حکم کیا ۔ اور جو چاہا کیا ۔ اور وہ احکم الحاکمین ہے ۔

۵

جبّ لنا نجبّہ نتجنبُ
وعن المنازل والمراتب نرغبُ
انّی اری الدنیا وبلدۃ اھلھا
جدبت وارض ودادنا لاتجدبُ
یتمایلون علی النعیم وانّنا
ملنا الی وجہ یسرّ ویطربُ
انا تعلقنا بذیل حبیبنا
حتّی استنار لنا الذی لایحسبُ
انّ العدا صاروا خنازیر الفلا
ونساءھم من دونھنّ الاکلبُ

ہمارا ایک دوست ہے اور ہم اُس کی محبت سے پُر ہیں اور مراتب اور منازل سے ہمیں بے رغبتی اور نفرت ہے ۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اور اُس کے طالبوں کی زمین قحط زدہ ہوگئی ہے یعنی جلدی تباہ ہوجائیگی اور ہماری محبت کی زمین کبھی قحط زدہ نہیں ہوگی ۔ لوگ دنیا کی نعمت پر جھکتے ہیں ۔ مگر ہم اُس مُنہ کی طرف جُھک گئے ہیں جو خوشی پہنچانے والا اور طرب انگیز ہے ۔ ہم اپنے پیارے کے دامن سے آویختہ ہیں ایسے کہ جو صاف اور شفاف نہیں ہوسکتا وہ بھی ہمارے لئے منوّر ہوگیا ۔ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے ۔ اور اُن کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں ۔

آنچہ را خواست کرد کہ او احکم الحاکمین است و خدا می داند آنچہ در دل من است دیگرے او ازاں آگاہ نہ ۔

اشعار

مارا محبوبے است کہ از حب او پر می باشیم ۔ واز مراتب و مناصب بکلّی فراغ داریم ۔
می بینیم دنیا و زمین طالبانش را قحط برآں چیرہ شدہ ولے زمین دوستی ما ہموارہ سرسبز خواہد بود ۔
موم بر نعمتہائے دنیا سر فرود آوردہ اند ولیکن ما میل سوئے روئے آوردہ ایم کہ شادی و خودمی بخشد ۔
ما دست بدامان دوست خود زدہ ایم از ہمیں سبب است کہ نور صاف پوشش شاد بود جہت صاف روشن گردید ۔
دشمنان ما خنزیرہائے بیابان شدہ اند و زنان آنہا سگ ماوہ ہا را در پس انداختہ اند ۔

برائے صفحہ ۵۷

یسوع کا نام جیزس کے لفظ کی طرح اختلاط زبان کی وجہ سے یوز آسف ہو گیا۔

چوتھی شاخ یہ ہے کہ ان دعووں کے بعد قوم کے علماء نے میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ میرے دعوے مسیح موعود کو سُنکر اور اس بات سے اطلاع پاکر کہ مَیں اُن کے اس مہدی کے آنے سے منکر ہوں جس کی نسبت بہت سے وحشیانہ قصے انہوں نے بنا رکھے ہیں اور زمین پر خون کی ندیاں بہانے والا اس کو مانا گیا ہے۔ ان مولویوں میں سے ایک شخص محمد حسین نامی نے جو ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ اور ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور ہے میرے پر ایک کفر کا فتویٰ لکھا اور بہت سے مولویوں کے اُس پر دستخط کرائے اور مجھے کافر اور دجّال ٹھیرایا۔ یہاں تک کہ یہ فتویٰ دیا گیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور اُن کا مال لُوٹ لینا جائز اور ان کی عورتوں کو جبرًا اپنے قبضہ میں لے کر اُن کے ساتھ نکاح کر لینا یہ سب باتیں درست ہیں بلکہ موجب ثواب ہیں✣۔ چنانچہ اشتہار مؤرخہ ۲۹ رمضان ۱۳۰۸ھ مطبوعہ مطبع حقانی لودیانہ اور رسالہ سیف مسلولی مطبوعہ مطبع ڈبرلن پریس راولپنڈی کی پُشت پر جو محمد حسین کی تحریک سے لکھے گئے ہیں یہ دونوں فتوے موجود ہیں مگر جب رعب گورنمنٹ سے ان فتووں پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ تو محمد حسین نے ایک اور تدبیر سوچی کہ اس شخص کو نہایت سخت گالیوں اور دلآزار کلمات سے ہمیشہ رنج دینا چاہیئے۔ جیسا کہ اُس نے رسالہ اشاعۃ السنہ مطبوعہ ۱۸۹۸ء میں کئی جگہ اس بات کا خود اظہار کیا ہے۔ اس قسم کی گالیوں اور بدزبانیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے ایک چالاک شخص کو جس کا نام محمد بخش جعفر زٹلی ہے اور لاہور میں رہتا ہے مقرر کیا اور ہر ایک قسم کے گندے اشتہار خود لکھ کر اُس کے نام پر چھپوائے۔ ۱۵

✣ محمد حسین بٹالوی کا اصل مذہب یہی ہے کہ مہدی لڑائیاں کرنے والا آنے والا ہے مگر وہ گورنمنٹ کو محض جھوٹ کے طور پر یہ کہتا ہے کہ ایسے مہدی کا مَیں قائل نہیں ہوں حالانکہ وہ بار ہا ظاہر کر چکا ہے کہ قائل ہے اگر گورنمنٹ دوسرے مولویوں کو جمع کر کے پوچھے کہ یہ شخص انکے پاس مہدی کی نسبت کیا اعتقاد بیان کرتا ہے تو جلد ثابت ہو جائیگا کہ یہ شخص گورنمنٹ کو کیا کہتا ہے اور اپنے بھائیوں یعنی دوسرے علماء کو مہدی کی بابت میں کیا کہتا ہے۔ منہ ۱۲

ے دیکھو اشاعۃ السنہ نمبرہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۶ ، ۱۴۲ ، ۱۵۴ ، ۱۵۵ - منہ ۱۲

براۓ صفحہ ۳۷۶

یہ لوگ دراصل یہودی ہی ہیں۔ اور برنیر صاحب اپنی کتاب وقائع عالمگیری میں یہ بھی ثابت کرتے ہیں

یادگار کے لئے اُس خیبر کے نام پر جو عرب میں ہے جہاں یہودی رہتے تھے رکھا تھا۔

تیسرا قرینہ ایک یہ بھی ہے کہ افغانوں کی شکلیں بھی اسرائیلیوں سے بہت ملتی ہیں۔ اگر ایک جماعت یہودیوں کی ایک افغانوں کی جماعت کے ساتھ کھڑی کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اُن کا مونہہ اور ان کا اونچا ناک اور چہرہ بیضاوی ایسا باہم مشابہ معلوم ہوگا کہ خود دل بول اُٹھیگا کہ یہ لوگ ایک ہی خاندان میں سے ہیں۔ ص ٦٦

چوتھا قرینہ افغانوں کی پوشاک بھی ہے۔ افغانوں کے لمبے کُرتے اور مُجّے یہ وہی وضع اور پیرایہ اسرائیلیوں کا ہے جس کا انجیل میں بھی ذکر ہے۔

پانچواں قرینہ اُن کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔ مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو بُرا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔

چھٹا قرینہ افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے پر یہ ہے کہ افغانوں کا یہ بیان کہ قیس ہمارا مورث اعلیٰ ہے ان کے بنی اسرائیل ہونے کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی کتب مقدسہ میں سے جو کتاب پہلا تواریخ کے نام سے موسوم ہے اس کے باب ۹ آیت ۳۶ میں قیس کا ذکر ہے۔ اور وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اس سے ہمیں پتہ ملتا ہے کہ یا تو اسی قیس کی اولاد میں سے کوئی دوسرا قیس ہوگا۔ جو مسلمان ہوگیا ہوگا اور یا یہ کہ مسلمان ہونے والے کا کوئی اور نام ہوگا اور وہ اس قیس کی اولاد میں سے ہوگا۔ اور پھر بباعث خطاء حافظہ اس کا نام بھی قیس سمجھا گیا۔ بہرحال ایک ایسی قوم کے مونہہ سے قیس کا لفظ نکلنا جو کتب یہود سے بالکل بے خبر تھی اور محض ناخواندہ تھی۔ یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ یہ قیس کا لفظ انہوں نے اپنے باپوں سے سُنا تھا کہ ان کا مورث اعلیٰ ہے پہلی تاریخ آیت ۳۹ کی یہ عبارت ہے۔ "اور نیر سے قیس پیدا ہوا اور قیس سے ساؤل پیدا ہوا اور ساؤل سے یہونتن۔"

ساتواں قرینہ اخلاقی حالتیں ہیں۔ جیسا کہ سرحدی افغانوں کی زود رنجی اور تلوّن مزاجی اور خودغرضی اور گردن کشی اور کج مزاجی اور کج روی اور دوسرے جذبات نفسانی اور خونی خیالات اور جاہل اور بے شعور ہونا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ تمام صفات وہی ہیں جو توریت اور دوسرے صحیفوں میں اسرائیلی قوم کی لکھی گئی ہیں۔ اور اگر قرآن شریف کھول کر سورۂ بقرہ سے بنی اسرائیل کی صفات اور عادات اور اخلاق اور افعال پڑھنا شروع کرو تو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا سرحدی افغانوں کی اخلاقی حالتیں بیان ہو رہی ہیں۔ اور یہ رائے یہاں تک صاف ہے کہ اکثر انگریزوں نے بھی یہی خیال کیا ہے۔ برنیر نے جہاں یہ لکھا ہے کہ کشمیر کے مسلمان کشمیری بھی دراصل بنی اسرائیل ہیں وہاں بعض انگریزوں کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اور ان تمام لوگوں کو اُن دس فرقوں میں سے ٹھیرایا ہے جو مشرق میں گم ہیں جن کا اب اس زمانہ میں پتہ ملا ہے کہ وہ درحقیقت سب کے سب مسلمان ہو گئے ص ٦٧

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

15

یعنے کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر کہ مَیں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کرونگا۔ اور یہ پنجشنبہ کا دن تھا اور ذی الحج ۱۳۱۶ھ کی دوسری تاریخ تھی جبکہ یہ الہام ہوا۔ اور اس الہام کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ رَبِّ اَصِحَّ زَوْجَتِیْ ھٰذِہٖ ٭ یعنے اے میرے خدا میری اِس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا۔ اور بیماری سے تندرست کر۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس بچّہ کے پیدا ہونے کے وقت کسی بیماری کا اندیشہ ہے۔ سو اِس الہام کو مَیں نے اس تمام جماعت کو سُنا دیا جو میرے پاس قادیان میں موجود تھے اور اخویم مولوی عبد الکریم صاحب نے بہت سے خط لکھکر اپنے تمام معزز دوستوں کو اس الہام سے خبر کر دی۔ اور پھر جب ۱۴ر جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جسپر الہام مذکورہ کی تاریخ کو جو ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا۔ پُورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسی لڑکے کی مجھ میں رُوح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا مَیں نے سُنا۔ اِنّی اسقط من اللہ و اصیبہ۔ یعنے اب میرا وقت آگیا۔ اور مَیں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گرونگا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤنگا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنے اے میرے بھائیو۔ مَیں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اسکے ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اُسی مناسبت کے

٭ بچّہ پیدا ہونے کے بعد جیسا کہ الہام کا منشاء تھا میری بیوی بیمار ہوگئی چنانچہ ابتک بعض عوارض مرض موجود ہیں اور اعراض شدیدہ سے بفضلہ تعالیٰ صحت ہوگئی ہے۔ منہ

لحاظ سے اُس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنے ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنے چار شنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چار شنبہ چوتھے گھنٹہ میں کئی دن کے امساکِ باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خدا تعالےٰ نے ہر ایک دفعہ پر مجھے خبر دی اور یہ ہر چہار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سُنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ سے لاکھوں انسانوں میں مشتہر کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اوّل تو خدا تعالےٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کیجائیں۔ تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اسوقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھدیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۔ اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء دُوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یکدفعہ وہ پیشگوئی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔

اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چہار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

اِس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنے ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کیلئے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں۔ نبیوں کا کمال۔ صدیقوں کا کمال۔ شہیدوں کا کمال۔ صلحاء کا کمال۔ سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو۔ اور صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانہ پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے یعنے ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اُسکو معلوم ہو جائیں کہ وہ بوجہ خارق عادت ہونے کے نشان کی صورت پر ہوں۔ اور اُس صدیق کے صدق پر گواہی دیں۔ اور شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دُکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوتِ ایمانی اور قوتِ اخلاق اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے۔ اور مرد صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دُور ہو جائے اور مجسم صلاح بن جائے کہ وہ کامل صلاحیت اس کی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے۔ سو یہ چاروں قسم کے کمال جو ہم پانچ وقت خدا تعالیٰ سے نماز میں مانگتے ہیں یہ دُوسرے لفظوں میں ہم خدا تعالےٰ سے آسمانی نشان طلب کرتے ہیں اور جس میں یہ طلب نہیں اُس میں ایمان بھی نہیں۔ ہماری نماز کی حقیقت یہی طلب ہے جو ہم چار رنگوں میں پنجوقت خدا تعالیٰ سے چار نشان مانگتے ہیں اور اس طرح پر زمین پر خدا تعالیٰ کی تقدیس چاہتے ہیں تا ہماری زندگی انکار اور شک اور غفلت کی زندگی ہو کر زمین کو پلید نہ کرے۔ اور ہر ایک شخص خدا تعالےٰ کی تقدیس تبھی کر سکتا ہے کہ جب وہ یہ چاروں قسم کے نشان خدا تعالیٰ سے مانگتا رہے۔ حضرت مسیح نے بھی مختصر لفظوں میں یہی سکھایا تھا۔ دیکھو متی باب ۸ آیت ۹۔ "پس تم اسی طرح دُعا مانگو کہ اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے۔ تیرے نام کی تقدیس ہوئے" والسلام۔

الراقم۔ مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

16

۱۸۱

تَفُظ مِنْهُمْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ مَوْجُوْدًا

منہم متحقق شود اگر رسول کریم در آخرین موجود

کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود

فِي الْاٰخِرِيْنَ كَمَا كَانَ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۔ فَلَابُدَّ مِنْ

نباشد ہمچناں کہ در اولین موجود بود پس از

نہ ہوں جیساکہ پہلوں میں موجود تھے پس جوکچھ

تَسْلِيْمِ مَا ذَكَرْنَاهُ وَلَا مَفَرَّ لِلْمُنْكِرِيْنَ ۔ وَ

تسلیم آنچہ ذکر کردیم چارہ نیست و برائے منکراں راہ گریز بند است و

ہم نے ذکر کیا اُس کی تسلیم سے چارہ نہیں اور منکروں کے لئے بھاگنے کا راستہ بند ہے اور

مَنْ اَنْكَرَ مِنْ اَنَّ بَعْثَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

آں کہ ازیں معنیٰ انکار کرد کہ بعثت نبی علیہ السلام

جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت

يَتَعَلَّقُ بِالْاَلْفِ السَّادِسِ كَتَعَلُّقِهٖ بِالْاَلْفِ

با ہزار ششم تعلق دارد ہمچناں کہ با ہزار پنجم

چھٹے ہزارے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے

الْخَامِسِ فَقَدْ اَنْكَرَ الْحَقَّ وَنَصَّ الْفُرْقَانِ وَصَارَ

تعلق داشت او یقیناً دست بر سر حق و نص قرآن زد و از

تعلق رکھتی تھی پس اُس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا

مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۔ بَلِ الْحَقُّ اَنَّ رُوْحَانِيَّتَهٗ عَلَيْهِ

ظالماں گردید بلکہ حق آنکہ روحانیت آنحضرت علیہ السلام

بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت

السَّلَامُ کَانَ فِیْ اٰخِرِ الْاَلْفِ السَّادِسِ اَعْنِیْ فِیْ
در آخر ہزار ششم یعنی
چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی

هٰذِهِ الْاَیَّامِ اَشَدُّ وَاَقْوٰی وَاَکْمَلُ مِنْ تِلْكَ
دریں ایام نسبت بآں سالہا اکمل و اقوی و اشد است
ان دنوں میں بہ نسبت اُن سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔

الْاَعْوَامِ بَلْ کَالْبَدْرِ التَّامِّ وَلِذٰلِكَ لَا نَحْتَاجُ
بلکہ مانند بدر کامل است ازینجا ست کہ ما احتیاج
بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ اور اس لئے ہم

اِلَی الْحُسَامِ وَلَا اِلٰی حِزْبٍ مِّنْ مُّحَارِبِیْنَ۔ وَ
بشمشیر و گروه رزم آوراں نداریم و
تلوار اور لڑنے والے گروہ کے محتاج نہیں اور

لِاَجْلِ ذٰلِكَ اخْتَارَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ لِبَعْثِ الْمَسِیْحِ
بجہت ہمیں معنی است کہ خداوند سبحانہ تعالیٰ برائے بعثت مسیح موعود
اسی سے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لئے

الْمَوْعُوْدِ عِدَّةً مِّنَ الْمِاٰتِ کَعِدَّةِ لَیْلَةِ الْبَدْرِ مِنْ
شمار صدہا را مانند شمار شب بدر از
صدیوں کے شمار کو رسول کریم کی ہجرت کے بدر کی راتوں

هِجْرَةِ سَیِّدِنَا خَیْرِ الْکَائِنَاتِ لِتَدُلَّ تِلْكَ الْعِدَّةُ
ہجرت رسول کریم اختیار فرمود تا آں شمار بر مرتبہ کہ
کے شمار کی مانند اختیار فرمایا تا وہ شمار اس مرتبہ پر

برائے صفحہ ۲۰۱

عَلٰى مَرْتَبَةِ كَمَالٍ تَامٍّ مِّنْ مَّرَاتِبِ التَّرَقِّيَاتِ وَ

از جملہ مراتب ترقیات کمال تام دارد دلالت کند و

جو ترقیات کے تمام مرتبوں سے کمال تام رکھتا ہے دلالت کرے اور

هِيَ الْمِائَةُ الرَّابِعُ بَعْدَ الْاَلْفِ مِنْ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ

آں شمار چہار صد بعد از ہزار از ہجرت خاتم النبیین است

وہ چار سو کا شمار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے بعد ہے۔

لِيَتِمَّ وَعْدُ اِظْهَارِ الدِّيْنِ الَّذِيْ سَبَقَ فِي الْكِتَابِ

تا وعدۂ اظہار دین کہ در کتاب مبین سابق شدہ بود با تمام رسد

تا دین کے غلبہ کا وعدہ جو کتاب مبین میں پہلے ہو چکا تھا پورا ہو جائے

الْمُبِيْنِ۔ اَعْنِيْ قَوْلَهٗ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ

اعنی قول خداوندی لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

یعنی خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَانْظُرْ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ كَالْمُبْصِرِيْنَ

پس مانند بینایاں دریں آیت نگاہ بکن

پس بیناؤں کی طرح اس آیت میں نگاہ کر

فَاِنَّهَا تَدُلُّ عَلَى الْبَدْرَيْنِ بِالْيَقِيْنِ۔ بَدْرٍ مَّضَتْ

چہ کہ ایں آیت یقیناً بر دو بدر دلالت کند اوّل آں بدر کہ برائے

کیونکہ یہ آیت یقیناً دو بدر پر دلالت کرتی ہے اول وہ بدر جو

لِنَصْرِ الْاَوَّلِيْنَ۔ وَبَدْرٍ كَانَتْ اٰيَةً لِّلْاٰخِرِيْنَ۔

نصرت نخستیناں بگذشت دوم آں بدر کہ برائے پسینیاں نشانے بودہ است

پہلوں کی نصرت کیلئے گذرا۔ اور دوسرا وہ بدر جو پچھلوں کے لئے ایک نشان ہے

بَدْرَانِ ۔ بَدْرٌ تَتَعَلَّقُ بِالْمَاضِیْ وَبَدْرٌ تَتَعَلَّقُ

دو تا بدر است ۔ یک بدر با زمان گذشتہ تعلق دارد و بدر دیگر با زمان

دو بدر ہیں ایک بدر گزشتہ زمانہ سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا بدر

بِالْاِسْتِقْبَالِ مِنَ الزَّمَانِ عِنْدَ ذِلَّةٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمِیْنَ

آئندہ در ہنگامے کہ مسلمانان را ذلت برسد

آئندہ زمانہ سے اس وقت جبکہ مسلمانوں کو ذلت پہنچے

كَمَا تَرَوْنَ فِیْ هٰذَا الْاَوَانِ وَكَانَ الْاِسْلَامُ بَدَءَ

چنانکہ در این زمان مے بینید و اسلام چوں ہلال آغاز شد

جیسا کہ اس زمانہ میں دیکھتے ہو اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا

كَالْهِلَالِ وَكَانَ قُدِّرَ اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ بَدْرًا فِیْ

و مقدّر بود کہ انجام کار در آخر زماں بدر

اور مقدّر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر

اٰخِرِ الزَّمَانِ وَالْمَاٰلِ ۔ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذِی الْجَلَالِ

خواہد شد باذن خدائے ذوالجلال

ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے

فَاقْتَضَتْ حِكْمَةُ اللّٰهِ اَنْ يَّكُوْنَ الْاِسْلَامُ بَدْرًا

پس حکمت خداوندی خواست کہ اسلام دراں صد

پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل

فِیْ مِائَةٍ تُشَابِهُ الْبَدْرَ عِدَّةً ۔ فَاِلَيْهِ اَشَارَ فِیْ

شکل بدری اختیار کند کہ از روئے شمار با بدر مشابہ باشد ۔ پس بہمیں معنی اشارہ مے کند

اختیار کرے جو شمار کے رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو ۔ پس انہی معنوں کی طرف اشارہ ہے

براہ صفحہ ۳۱۱

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

17

مخالفین پر حجت پوری کی ہے*۔ اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ آیت لو تقوّل کے متعلق بھی حجت پوری ہو جائے۔ اسی جہت سے میں نے اِس اشتہار کو پانسو روپیہ کے انعام کے ساتھ شائع کیا ہے ۱۵
اور اگر تسلّی نہ ہو تو میں یہ روپیہ کسی سرکاری بنک میں جمع کرا سکتا ہوں اگر حافظ محمد یوسف صاحب اور اُن کے دوسرے ہم مشرب جن کے نام میں نے اس اشتہار میں لکھے ہیں اپنے اس دعویٰ میں صادق ہیں یعنی اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرکے اور کُھلے کُھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سُنا کر پھر باوجود مفتری ہونے کے برابر تیئیس برس تک جو زمانہ وحیِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے زندہ رہا ہے تو میں ایسی نظیر پیش کرنے والے کو بعد اس کے کہ مجھے میرے ثبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے موافق ثبوت دے دے پانسو روپیہ نقد دوں گا۔ اور اگر ایسے لوگ کئی ہوں تو ان کا اختیار ہوگا کہ وہ روپیہ باہم تقسیم کریں۔ اس اشتہار کے نکلنے کی تاریخ سے پندرہ روز تک اُن کو مہلت ہے کہ دنیا میں تلاش کرکے ایسی

---

* اس زمانہ کے بعض نادان کئی دفعہ شکست کھا کر پھر مجھ سے   حدیثوں کی رو سے بحث کرنا چاہتے ہیں یا بحث کرانے کے خواہشمند ہوتے ہیں مگر افسوس کہ نہیں جانتے کہ جس حالت میں وہ اپنی چند ایسی حدیثوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے جو محض ظنّیات کا ذخیرہ اور مجروح اور مخدوش ہیں اور نیز مخالف اُن کے اور حدیثیں بھی ہیں اور قرآن بھی ان حدیثوں کو جھوٹی ٹھیراتا ہے تو پھر میں ایسے روشن ثبوت کو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں جس کی ایک طرف قرآن شریف تائید کرتا ہے اور ایک طرف اس کی سچائی کی احادیث صحیحہ گواہ ہیں اور ایک طرف خدا کا وہ کلام گواہ ہے جو مجھ پر نازل ہوتا ہے اور ایک طرف پہلی کتابیں گواہ ہیں اور ایک طرف عقل گواہ ہے اور ایک طرف وہ صدہا نشان گواہ ہیں جو میرے ہاتھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ پس حدیثوں کی بحث طریق تصفیہ نہیں ہے۔ خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں۔ اور یا سرے سے موضوع ہیں۔ اور جو شخص حَکَم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پاکر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر ردّ کرے۔ منہ

صفحہ ۱۹۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے +
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

+ نوٹ:۔ (ایک زبردست الہام اور کشف) آج جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا۔ اسکی آخری سطر
ص۲۷ میں لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ "قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے" اس کے یہ معنے مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہوجائیں گے جن سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ اُن کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔

اس کے بعد ۲ر جون ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا۔ "کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہوگئے۔ جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہوگئے۔" یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہو گئی کہ اُن کیلئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

اور تم میں سے بھی بہتوں میں یہ مادہ موجود ہے۔ پس خبردار رہو اور دعا میں مشغول رہو تا ٹھوکر نہ کھاؤ۔ اور اس آیت کا دوسرا فقرہ جو الضالین ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہمیں اے ہمارے پروردگار اس بات سے بھی بچا کہ ہم عیسائی بن جائیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ

ظاہر ہوا ہے کہ گویا ان رُوحوں میں ایک رُوح ہے اور پھر دنیوی زندگی میں بھی کچھ فتور نہیں۔ اس جہان میں بھی ہے اور اُس جہان میں بھی۔ گویا دونوں طرف اپنے دو پَیر پھیلا رکھے ہیں۔* ایک پَیر دنیا میں اور دوسرا پَیر فوت شدہ رُوحوں میں۔ اور دنیوی زندگی بھی عجیب کہ باوجود اس قدر امتداد مدت کے کھانے پینے کی محتاج نہیں اور نیند سے بھی فارغ ہے اور پھر آخری زمانہ میں بڑے کرّوفر اور جلالی فرشتوں کے ساتھ آسمان پر سے اُترے گا۔ اور گو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات میں نہ چڑھنا دیکھا گیا اور نہ اترنا مگر حضرت مسیح کا اُترنا دیکھا جائیگا تمام مولویوں کے روبرو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُتریں گے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ مسیح نے وہ کام دکھلائے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اصرار مخالفوں کے دکھلا نہ سکے۔ بار بار قرآنی اعجاز کا ہی حوالہ دیا۔ بقول تمہارے مسیح کا سچ مُردوں کو زندہ کرتا رہا۔ شہر کے لاکھوں انسان ہزاروں برسوں کے مرے ہوئے زندہ کر ڈالے۔ ایک دفعہ شہر کا شہر زندہ کر دیا۔ مگر

* ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اُترنے کی جو دی گئی ہے اسکے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ حد و حساب نہیں حضرت مسیح سے ہی ثابت ہوتا ہے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی مگر حضرت مسیح اب قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھپانے کیلئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے بلا لیا۔ اب بتلاؤ محبت کس سے زیادہ کی؟ عزت کس کی زیادہ کی؟ قرب کا مکان کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا؟ منہ

برائے صفحہ ۲۹۷

اور وہ خطاب خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں دیئے گئے ہیں۔ پھر وہی وہ خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے۔ کیا یہ اعتراض درود بھیجنے سے کچھ کم تھا پھر اس سے بھی بڑھ کر براہین احمدیہ کے دوسرے الہامات پر اعتراض ہو سکتے تھے جنکا مولوی محمد حسین بٹالوی نے ریویو لکھا* اور جا بجا قبول کیا کہ یہ الہامات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ بلکہ اس کے استاد میاں نذیر حسین دہلوی نے چند گواہوں کے روبرو براہین احمدیہ کی نسبت جس میں یہ الہامات تھے حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ جب سے اسلام میں سلسلہ تالیف و تصنیف شروع ہوا ہے براہین کی مانند افاضہ اور فضل اور خوبی میں کوئی ایسی تالیف نہیں ہوئی۔ اور اُن کی غرض اس قدر تعریف سے براہین احمدیہ کے الہامات اور اس کی پیشگوئیاں تھیں جن سے اسلام کے مخالفوں پر حجت پوری ہوتی تھی۔ ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء نے بجز معدودے چند ان الہامات کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھ لیا تھا جو حقیقت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ حالانکہ اُن میں اس عاجز کا اس قدر اکرام کیا گیا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور بطور نمونہ اُن میں سے یہ ہیں:-

یا احمد بارک اللہ فیک۔ الرحمٰن علّم القراٰن لتنذر قوما ما انذر اٰباءھم

---

* براہین احمدیہ کی تالیف کو بیس برس گذر گئے ہیں۔ اس کتاب میں وہ پیشگوئیاں ہیں جو سال ہا سال کے بعد اب پوری ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ یہ پیشگوئی کہ ہم تمام دنیا میں تجھے شہرت دیں گے اور تیرا نام تمام دیار میں بلند کیا جائیگا اور کوئی نہیں ہو گا جو تیرے نام سے بے خبر رہے۔ یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ اس قصبہ میں بھی سب لوگ مجھے نہیں جانتے تھے۔ اور پھر دوسری پیشگوئی اسی کے ساتھ ہے اور وہ یہ کہ لوگ دُور دراز ملکوں سے تحف تحائف بھیجیں گے اور دُور دُور سے چلکر آئیں گے یہ بھی اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ دس کوس سے بھی میرے پاس کوئی نہیں آتا تھا اور نہ کوئی ایک پیسہ بطور تحفہ بھیجتا تھا اب اس طرح پر یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں کہ ہزارہا کوس سے لوگ آتے ہیں اور ہزارہا روپیہ سے مدد کرتے ہیں اور ایک دنیا میں خدا نے شہرت دیدی اور کوئی قوم بے خبر نہیں رہی۔ والحمد للہ علٰی ذالک۔ منہ

الہامات اگر میری طرف سے اُس موقعہ پر ظاہر ہوتے جبکہ علماء مخالف ہو گئے تھے تو وہ لوگ ہزارہا اعتراض کرتے۔ لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جبکہ یہ علماء میرے موافق تھے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ انکو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسٰی رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آئتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔ غرض اعتراض کرنے والے اپنے اعتراضوں کے وقت میں یہ نہیں سوچتے کہ جس شخص نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہے وہ تو وہ شخص ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اعزاز اور اکرام کے الہامات ہیں اور جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ عزت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیسی خوش قسمت وہ اُمت ہے جس کے اول سر میں مَیں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہے اور حدیثوں سے صاف طور پر ثابت ہے کہ اگرچہ وہ ایک شخص امت میں سے ہے مگر انبیاء کی اس میں شان ہے۔ پھر ایسے شخص کے حق میں صلوٰۃ اور سلام کیوں غیر موزون اور غیر محل ہے۔ نہ معلوم کہ ان لوگوں کی عقلوں پر کیا پتھر پڑے کہ جس شخص کو تمام نبی ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک عزت دیتے آئے ہیں اس کو ایک ایسا ذلیل سمجھتے ہیں کہ صلوٰۃ اور سلام بھی اس پر کہنا حرام ہے یہی وجہ تو ہے کہ ہم بار بار ان لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور سمجھو کہ جس شخص کو مسیح موعود کر کے بیان فرمایا گیا ہے وہ کچھ معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ خدا کی کتابوں میں اُس کی عزت انبیاء علیہم السلام کے ہم پہلو رکھی گئی ہے۔ تم اگر یہ مانو تو تم پر ہمارا

یومی لفصل عظیم ۔ لا تعجبن من امری ۔ انا نرید ان نعزک و نحفظک ۔ یاتی قمر الانبیاء و امرک یتاتی ۔ ما انت ان تترک الشیطان قبل ان تغلبه ۔ و یریدون ان یطفؤا نور الله ۔ والله غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۔ الفوق معک والتحت مع اعدائک ۔ واینما تولوا فثم وجه الله ۔ قل جاء الحق و زھق الباطل ۔ الله الذی جعلک المسیح ابن مریم ۔ لتنذر قومًا ما انذر اٰباءھم ولتدعوا قومًا اٰخرین ۔ عسی الله ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم مودّة ۔ انا نعلم الامر وانا العالمون ۔ الحمد لله الذی جعل لکم الصھر والنسب ۔ اذکر نعمتی رئیت خدیجتی+ ۔ ھذا من رحمة ربک یتم نعمته علیک لیکون اٰیة للمؤمنین ۔ انت معی وانا معک یا ابراھیم ۔ انت برھان وانت فرقان یری الله بک سبیله ۔ انت القائم علی نفسه مظھر الحی ۔ وانت منی مبدء الامر ۔ وانت من ماءنا وھم من فشل ۔ اذا التقی الفئتان ۔ فانی مع الرسول اقوم ۔ وینصرہ الملائکة ۔ انی انا الرحمٰن ذوالمجد والعلی ۔ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی ۔ اردت ان استخلف فخلقت اٰدم ۔ ولله الامر من قبل ومن بعد ۔ یا عبدی لا تخف ۔ الم تر انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا ۔ الم تعلم ان الله علی کل شیء قدیر ۔ فقط ۔

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان ۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۰ء

+ یہ الہام براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ حصہ اس الہام کا ہے جس میں کئی برس پہلے خبر دی گئی تھی یعنی مجھے بشارت دی گئی تھی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہوگی اور اس میں سے اولاد ہوگی تا پیشگوئی حدیث یتزوج و یولد له پوری ہو جائے ۔ یہ حدیث اشارت کر رہی ہے کہ مسیح موعود کو خاندان سادات سے تعلق دامادی ہوگا کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ یولد له کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو ۔ اعلیٰ اور طیب خاندان سے چاہیئے ۔ اور وہ خاندان سادات ہے اور فقرہ خدیجتی سے مراد اولاد خدیجہ یعنی بنی فاطمہ ہے ۔ منہ

اربعین نمبر۴

اربعین نمبر۳ میں گو ہم [illegible] تنبیہ سے لکھ چکے ہیں کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ جو شخص خدا پر افترا [illegible] ہلاک کیا جاتا ہے مگر تاہم پھر دوبارہ ہم عقلمندوں کو یاد دلاتے ہیں کہ حق یہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے مقابل پر کسی مخالف مولوی کی بات کو مان کر ہلاکت کی راہ اختیار کر لیں۔ اور لازم ہے کہ قرآن شریف کی دلیل کو بنظر تحقیر دیکھنے سے خدا سے ڈریں۔ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت لو تقول علینا[1] کو بطور لغو نہیں لکھا جس سے کوئی حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ اور خدا تعالیٰ ہر ایک لغو کام سے پاک ہے۔ پس جس حالت میں اس حکیم نے اس آیت کو اور ایسا ہی اُس دوسری آیت کو + جس کے یہ الفاظ ہیں۔ اذًا لاذقناک ضعف الحیٰوۃ وضعف المماتِ[2] محل استدلال پر بیان کیا ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ اگر کوئی شخص بطور افترا کے نبوت اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائیگا۔ ورنہ یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں ٹھہرے گا اور کوئی ذریعہ اس کے سمجھنے کا قائم نہیں ہوگا کیونکہ اگر خدا پر افترا کر کے اور جھوٹا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا کر کے تیئیس برس تک زندگی پالے اور ہلاک نہ ہو تو بلاشبہ ایک منکر کے لئے حق پیدا ہو جائے گا کہ

+ یعنی اگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پر کچھ جھوٹ باندھتا تو ہم اس کو زندگی اور موت کے دوچند عذاب چکھاتے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نہایت سخت عذاب سے ہلاک کرتے۔ منہ

[1] الحاقہ : ۴۵ [2] بنی اسرائیل : ۷۶

ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنیوالا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھیر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تیئیس برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ خدا پر افتراء کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا

ص۹ چاہیئے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہیئے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تیئیس برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افترا کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا؟ اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کرکے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی+۔ مثلاً یہ الہام قل للمومنین

+ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھیرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ منہ

برائے صفحہ ۳۷۵

یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذالک ازکیٰ لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ[1] یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتہ اندیشیاں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن ربّانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ پھر وہ دلیل تمہاری کیسی گاؤخورد ہوگئی کہ اگر کوئی شریعت لاوے اور مفتری ہو تو وہ تئیس برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تمام باتیں بیہودہ اور قابل شرم ہیں۔ جس رات میں نے اپنے اس دوست کو یہ باتیں سمجھائیں تو اسی رات مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ حالت ہو کر جو وحی اللہ کے وقت میرے پر وارد ہوتی ہے وہ نظارہ گفتگو کا دوبارہ دکھلایا گیا۔ اور پھر الہام ہوا۔ قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ یعنی خدا نے جو مجھے اس آیت لو تقول علینا کے متعلق سمجھایا ہے وہی معنے صحیح ہیں۔ تب اس الہام کے بعد میں نے چاہا کہ پہلی کتابوں میں سے بھی اس کی کچھ نظیر تلاش کروں۔ سو معلوم ہوا کہ تمام بائیبل ان نظیروں سے بھری پڑی ہے کہ جھوٹے نبی ہلاک کئے جاتے ہیں۔ سو میں

[1] الاعلیٰ : ۱۹-۲۰

دشمن ہو گئے مگر ہر ایک خدا کا فرستادہ جو بھیجا جاتا ہے ضرور ایک ابتلاء ساتھ لاتا ہے۔ حضرت عیسٰے جب آئے تو بدقسمت یہودیوں کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ ایلیا دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ اور ضرور تھا کہ پہلے ایلیا آسمان سے نازل ہوتا تب مسیح آتا۔ جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ اور جب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اہل کتاب کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ یہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ اب کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت بھی کوئی ابتلاء ہو۔ اور اگر مسیح موعود تمام باتیں اسلام کے تہتّر فرقہ کی مان لیتا تو پھر کن معنوں سے اس کا نام حَکَم رکھا جاتا۔ کیا وہ باتوں کو ماننے آیا تھا یا منوانے آیا تھا؟ تو اس صورت میں اسکا آنا بھی بے سود تھا۔ سو اے قوم! تم ضد نہ کرو۔ ہزاروں باتیں ہوتی ہیں جو قبل از وقت سمجھ نہیں آتیں۔ ایلیا کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیح سے پہلے کوئی نبی سمجھا نہ سکا تا یہود حضرت مسیح کے ماننے کے لئے تیار ہو جاتے۔ ۴
ایسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز تھا اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دُور نہ کر سکا۔ اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا تا سنت اللہ کے موافق اس میں بھی ابتلاء ہو۔ بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی تو بارے کچھ مدت زبان بند رکھ کر اور کف لسان اختیار کر کے میرے انجام کو دیکھتے اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے۔ افسوس یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے۔ مَیں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہو گا وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سردرد اور

دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے ۔ اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں ۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھکر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک میں زندہ رہوں گا ۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افترا پر جرأت کر سکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اسّی برس کی عمر ہوگی ۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں ۔ ایسی مرضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مر جاتے ہیں یا کاربنکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پُر خطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے ۔ جب میں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری ۔ اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ۔ ۵ھ

مَیں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بد زبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے ۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی ۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

18

ایک غلطی کا ازالہ

از

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اِس لئے باوجود اہلِ حق ہونے کے انکو ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جسکو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔ یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ (دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ) اِس میں صاف طور پر اِس

عاجز کو رسول کرکے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلّوں میں (دیکھو براہین احمدیہ ص۵۰۴) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو ص۵۵۷ براہین میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دُنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پُرانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اُتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیسؔ برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین[1] اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔ اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے

[1] الاحزاب : ۴۱

اُسپر ظلّی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہو اِس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اُسی کے جلال کیلئے۔ اسی لئے اس کا نام آسمان پر محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ اِسکے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی۔ گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔[1] اِسکے معنی یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو ابٌ لرجال الاخرۃ لانہٗ خاتم النّبیّین۔ ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ۔ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمدؐ اور احمدؐ ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رُو سے۔ اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ لیکن عیسٰے کے اُترنے سے ضرور فرق آئے گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لُغت کے رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے۔ کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اُسکو مل نہیں سکتی۔ اور یہ آیت روکتی ہے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔[2] اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اِن معنوں کے رُو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اِس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ اُمّت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے۔ کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے بالضرور اسپر مطابق آیت لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئیگا۔ اِسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائیگا اُسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جسپر جدید شریعت نازل ہو۔ یا جسکو بغیر توسط آنجنابؐ اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمدؐ اور احمدؐ

[1] الاحزاب: ۴۱ [2] الجن: ۲۷-۲۸

رکھا جائے۔ یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے۔ ومن ادعٰی فقد کفر۔ اِس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اُس مُہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اُسی خاتم النبیین میں ایسا گُم ہو کہ بباعث نہایت اتّحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلّی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلّی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اُسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اُسی کا نام ہے۔ مگر عیسٰی بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے۔ اور اگر بروزی معنوں کے رُو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہوسکتا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم*۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کے رُو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اُس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدّث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لُغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہارِ امرِ غیب ہے۔ اور نبی

* یہ ضرور یاد رکھو کہ اس اُمت کیلئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی جو پہلے نبی اور صدیق پاچکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جنکے رُو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دُوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[1] سے ظاہر ہے۔ پس مصفّٰی غیب پانے کیلئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ اُمت محروم نہیں اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کیلئے محض بروز اور ظلّیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے [illegible] منہ

[1] الجن: ۲۷-۲۸

ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اِس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں۔ خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔ اور نبی کیلئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امورِ غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جب کہ اِس مُدّت تک ڈیڑھ سَو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشمِ خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پُوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں۔ تو میں کیونکر رَدّ کر دوں یا اُس کے سوا کسی دُوسرے سے ڈروں۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اُس نے **مسیح موعود** بنا کر مجھے بھیجا ہے۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کُھلی کُھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہُوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کُھل گئی ہے۔ اور میں بَیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وُہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اُسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اِس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں **خلیفۃ اللہ** ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لئے جن کے دِلوں پر پردے ہیں وُہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کریگا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں جو میرے مقابل پر ٹھہر سکے۔ کیونکہ خدا کی تائید اُن کے ساتھ نہیں۔ اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف اِن معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر اِن معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے

براہین صفحہ ۱۵۰، ۱۸۹

باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اُس کا نام پاکر اُس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علمِ غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اِس طور کا نبی کہلانے سے مَیں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ اِنہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اَب بھی مَیں اِن معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا اور میرا یہ قول

"من نیستم رسُول و نیاوردہ ام کتاب"

اِس کے معنی صرف اِس قدر ہیں کہ مَیں صاحبِ شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ مَیں باوجود نبی اور رسول کے لفظ سے پُکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا رُوحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی **محمد مصطفٰی** صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِس واسطہ کو ملحوظ رکھکر اور اس میں ہو کر اور اسکے نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمّٰی ہو کر مَیں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اِس طور سے خاتم النبیین کی مُہر محفوظ رہی۔ کیونکہ مَیں نے انعکاسی اور ظلّی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وُہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اِس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اُسکی حماقت ہے۔ کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مُہر نہیں ٹوٹتی۔* یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ مَیں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے۔ ایسا ہی

* یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اِس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مُہر ٹوٹی اور نہ اُمت کے کُل افراد مفہوم نبوت سے جو لَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ[1] کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسٰیؑ کو دوبارہ اُتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے۔ اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور آیت خاتم النبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے۔ اِس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سُنیں گے۔ سو گالیاں دیں۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[2]۔

۱؎ الجن: ۲۷ ۲؎ الشعراء: ۲۲۸

برائے صفحہ ۱۵۰، ۱۶۸، ۱۸۹

میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے اُنکے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مُہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ[۱] بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظلّ اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ مَیں ظلّی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ مہدی معہود خَلق اور خُلق میں ہم رنگ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اُس کا اسم آنجنابؐ کے اِسم سے مطابق ہوگا۔ یعنی اس کا نام بھی محمدؐ اور احمدؐ ہوگا اور اُن کے اہلبیت میں سے ہوگا[※] اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رُو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوگا اور اسی کی رُوح کا روپ ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا۔ یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا یشوعا بروز تھا۔ اور بروز

※ **حاشیہ**۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منّا اھل البیت علٰی مشرب الحسن میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض اور شحناء کو دور کرے گی۔ دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت

[۱] الجمعۃ : ۴

کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص موردِ بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو۔ اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو۔ سو یہ خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہارِ مفہوم بروز کیلئے ضروری ہے۔ اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا۔ بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق۔ اور اگر بروز کیلئے یہ تعلق ضروری تھا۔ تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی، بیٹا ہونا چاہیئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے۔ اگر بروز صحیح نہ ہوتا۔ تو پھر آیت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ میں ایسے موعود کے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور

بقیہ حاشیہ

دکھا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دیگی۔ معلوم ہوتا ہو کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہو اس سے بھی میں مراد ہوں۔ ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پاکر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔* منہ

* براہین احمدیہ میں یہ کشف بایں الفاظ درج ہے۔ "اور اس الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ سو اس میں سرّ یہی ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے۔ یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علیؓ و حسنینؓ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ حاشیہ در حاشیہ)

کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو۔ اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو۔ سو یہ خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کیلئے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا۔ بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق۔ اور اگر بروز کیلئے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی، بیٹا ہونا چاہیئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے۔ اگر بروز صحیح نہ ہوتا۔ تو پھر آیت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ میں ایسے موعود کے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور

بقیہ حاشیہ

دکھا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دیگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں۔ ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے*۔ منہ

* براہین احمدیہ میں یہ کشف بایں الفاظ درج ہے۔ "اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ سو اس میں بھی سر یہی ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے۔ یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ و ۵۰۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

نفی بروز سے اِس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اِس موعود کو حسنؓ کی اَولاد بنایا اور کبھی حسینؓ کی اور کبھی عباسؓ کی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وُہ فرزندوں کی طرح اُس کا وارث ہوگا۔ اُس کے نام کا وارث۔ اُس کے خُلق کا وارث۔ اُس کے علم کا وارث۔ اُس کی رُوحانیت کا وارث۔ اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اُس کی تصویر دِکھلائے گا۔ اور وُہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اُس سے لیگا اور اُس میں فنا ہو کر اُس کے چہرے کو دِکھائیگا۔ پس جیسا کہ ظلّی طور پر اُس کا نام لیگا۔ اُس کا خُلق لیگا۔ اُس کا علم لیگا۔ ایسا ہی اُس کا نبی لقب بھی لیگا۔ کیونکہ بروزی تصویر پُوری نہیں ہو سکتی جبتک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے۔ اِسلئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وُہ کمال بھی نمودار ہو۔ تمام نبی اِس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پُوری تصویر ہوتی ہے۔ یہانتک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس اِس صُورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمدؐ اور احمدؐ نام رکھے جانے سے دو محمدؐ اور دو احمدؐ نہیں ہوگئے اِسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النّبیّین کی مُہر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اِس طرح پر تو محمدؐ کے نام کی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السّلام کا اِس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دُوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بروز کا مقام اِس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر حضرت عیسٰی علیہ السّلام دوبارہ دُنیا میں آئے تو بغیر خاتم النّبیّین کی مُہر توڑنے کے کیونکر دُنیا میں آسکتے ہیں۔ غرض خاتم النّبیّین کا لفظ ایک الٰہی مُہر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مُہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دُنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔ اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عُہدہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔[1] اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اُنہی کی صُورت اور اُنہی کا نقش ہے لیکن دُوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے۔ دیکھو حضرت مُوسیٰؑ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی۔ تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئیگا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسےٰ کو بھیجدے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دلآزاری کا موجب ہوگا۔ غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مُہر ٹوٹتی ہے۔ لیکن کسی دُوسرے نبی کے آنے سے اِسلام کی بیخکنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِسمیں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشّان کام دجّال کشی کا عیسےٰ سے ہُوا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور آیت کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ[2] نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اِس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مُہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علمِ غیب پاوے۔ اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا۔ وہ **میں** ہوں۔ اِسلئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اِس نبوت کے مقابل پر اب تمام دُنیا بے دست و پا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مُہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالاتِ محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کیلئے مقدر تھا۔ سو وُہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اِس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کیلئے باقی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مُہر نہیں ٹوٹتی اور حضرت عیسٰی کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہے وُہ ختمیت کی مُہر کو توڑتا ہے اور اِس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا کہ وُہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح خلاف ہے لیکن ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے

[1] الجمعۃ : ۴ [2] الاحزاب : ۴۱

ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ[۱] سے ظاہر ہے۔ اِس آیت میں ایک لطافتِ بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہؓ میں سے ٹھہرائے گئے لیکن اس جگہ اس موردِ بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنی مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہؓ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ اِس ترکِ ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ موردِ بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے اِس لئے اُسکی بروزی نبوت اور رسالت سے مُہرِ ختمیت نہیں ٹوٹتی۔ پس آیت میں اسکو ایک وجود منفی کی طرح پہنے دیا اور اسکے عوض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے اور اسی طرح آیت اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ[۲] میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جسکے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئیگا یعنی دینی برکات کے چشمے بہہ نکلیں گے اور بکثرت دُنیا میں سچے اہلِ اسلام ہو جائیں گے۔ اِس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظرِ تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی۔ اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں لیکن مَیں رُوحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔ اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ مَیں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں مَیں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی مَیں نے بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمدؐ ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسّلام۔

خاکسار میرزا غلام احمدؐ از قادیان

۵ نومبر ۱۹۰۱ء

۱ الجمعۃ: ۴ ۲ الکوثر: ۲

انی انا الرحمٰن دافع الاذی۔ انی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ انی حفیظ۔ انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم۔ اُفطر واصوم۔ غضبت غضبًا شدیدًا۔ الامراض تشاع۔ والنفوس تضاع۔ الا الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون۔ انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا۔ انی اجھز الجیش فاصبحوا فی دارھم جاثمین۔ سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم نصر من اللّٰہ وفتح مبین۔ انی بایعتک بایعنی ربّی۔ انت منّی بمنزلۃ اولادی☆۔ انت منّی وانا منک۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقامًا محمودًا[1]۔ الفوق معک والتحت مع اعداءک فاصبر حتّٰی یأتی اللّٰہ بامرہ۔ یأتی علٰی جھنم زمان لیس فیھا احد۔ ترجمہ۔ خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے۔ حالانکہ تُو اُن میں رہتا ہے۔ وُہ اِس گاؤں کو طاعون کی دستبرد اور اسکی تباہی سے بچا لیگا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مدّ نظر نہ ہوتا تو مَیں اِس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔ مَیں رحمان ہوں جو دُکھ کو دُور کرنیوالا ہے۔ میرے رسولوں کو میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں۔ مَیں نگہ رکھنے والا ہوں۔ مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا اور اُسکو ملامت کروں گا جو میرے رسول کو ملامت کرتا ہے۔ مَیں اپنے وقتوں کو تقسیم کر دُونگا کہ کچھ حصّہ برس کا تو

☆ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اُس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ مَیں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ اِس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا یداللّٰہ فوق ایدیھم[2]۔ ایسا ہی بجائے قل یا عباد اللّٰہ کے قل یا عبادی بھی کہا۔ اور یہ بھی فرمایا فاذکروا اللّٰہ کذکرکم اٰباءکم[3]۔ پس اُس خدا کے کلام کو ہشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ اور اس کی کیفیت میں دخل نہ دو اور حقیقت حوالہ بخدا کرو اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے تاہم متشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اسکے کلام میں پایا جاتا ہے۔ پس اِس سے بچو کہ متشابہات کی پیروی کرو اور ہلاک ہو جاؤ۔ اور میری نسبت بیّنات میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحٰی الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القراٰن۔ منہ

بمطابق صفحہ ۱۹۱

[1] الفتح: ۱۱ [2] الزمر: ۱۱ [3] البقرۃ: ۲۰۱

تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کردے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑیگی۔ کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور انکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں انکے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کرکے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبد الجبار اور عبد الحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کردیں۔ اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دلّی ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیگی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس مُہلک مرض سے محفوظ ہوجائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سُبکدوشی ہوجائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ ص۱۲

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے مُلہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چُپ رہے تو ثابت ہوجائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سُورج کی طرح چمک کر دکھلادیگی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ[1] لکھی ہے اور اس سے قبولیت دعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مُراد ہیں جو محض ابتلاء کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کردیا۔ اور

[1] النمل : ۶۳

براے صفحہ ۲۲۳،۱۳۲

۲۰ کا نام پاکر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا **مظہر** بن کر آیا ہوں۔ اِس لئے مَیں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ

حاشیہ

یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنیوالا مہدی اور مسیح موعود **میرا اسم** پائے گا اور کوئی نیا اسم نہیں لائے گا یعنی اسکی طرف سے **کوئی نیا** دعوے نبوّت اور رسالت کا نہیں ہوگا بلکہ جیسا کہ ابتداء سے قرار پا چکا ہے وہ **محمدی نبوّت** کی چادر کو ہی **ظلّی** طور پر اپنے پہنے گا اور اپنی زندگی اُسی کے نام پر ظاہر کریگا اور مر کر بھی اُسی کی قبر میں جائیگا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا بلکہ بروزی طور پر **وہی آیا** جو **خاتم الانبیاء** تھا۔ مگر ظلّی طور پر اسی راز کے لئے کہا گیا کہ مسیح موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائیگا کیونکہ رنگ دُوئی اس میں نہیں آیا پھر کیونکر علیحدہ قبر میں تصوّر کیا جائے دُنیا اِس نکتہ کو نہیں پہچانتی۔ اگر اہلِ دُنیا اِس بات کو جانتے کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ **اِسْمُہٗ کَاِسْمِیْ وَ یُدْفَنُ مَعِیْ فِیْ قَبْرِیْ۔** تو وُہ شوخیاں نہ کرتے اور ایمان لاتے۔ اِس نکتہ کو یاد رکھو کہ مَیں رسول اور نبی **نہیں ہوں** یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور مَیں **رسول اور نبی** ہوں یعنے باعتبار ظلیت کاملہ کے مَیں وُہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوّت کا **کامل انعکاس** ہے۔ اگر مَیں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور **مصطفٰے** اور **مجتبیٰ** نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا بلکہ مَیں کسی علیحدہ نام سے آتا لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں **مجھے** داخل کر دیا یہانتک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو کیونکہ **ظل** اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا اور ایسا کیوں کہا گیا اس میں راز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس نے **خاتم الانبیاء**

برائے صفحہ ۲۰۰

جس زمانہ میں ان مولویوں اور اُن کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے اُس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے

بقیہ حاشیہ ٹھیرایا ہے اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پُورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسرِ شان نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھ دی تا ایک معنے سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دُوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ خدائے حکیم علیم نے وضع دنیا دوری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بدوں کے مشابہ مگر بایں ہمہ یہ امر مخفی ہوتا ہے اور زور شور سے ظاہر نہیں ہوتا لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ اُمّت مرحومہ دُوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اُس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اُس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدمؑ ابراہیمؑ نوحؑ موسٰیؑ داؤدؑ سلیمانؑ یوسفؑ یحییٰؑ عیسٰیؑ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہانتک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے انکا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا چنانچہ قرآن شریف میں اسی کیطرف اشارہ کرتا ہوا فرماتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین[1] پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس اُمّت کے بعض افراد کو گذشتہ نبیوں کا کمال دیا جائے گا اور نیز یہ کہ گذشتہ کفار کی عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی اور بڑی شد و مد سے

[1] الفاتحۃ: ۶-۷

بر کاٹے صفحہ ۲۳۸

ﷺ سے خواہ کسی اور سبب سے وہ سب انسانی برداشت کی حد تک ہی ہوسکتی ہیں کیونکہ وہ اس مامور کی کارروائی کی حارج نہیں ہیں۔ پس جس الہام کو ہم نے قادیان کے بارے میں شائع کیا ہے اِس کا یہی مطلب ہے اس سے زیادہ نہیں۔

بعض آدمی یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں امن اور آسائش کا زمانہ ہونا چاہیئے تھا نہ کہ طاعون ملک میں پھیلے اور قحط پڑے اور طرح طرح کے اسباب سے کثرت موت ہو۔ اِن اوہام باطلہ کا یہ جواب ہے کہ انسان کا اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے حکم چلاوے کہ یُوں ہونا چاہیئے تھا اور اِس طرح ہونا چاہیئے تھا خدا تعالیٰ کی کتابوں میں بہت تصریح سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ضرور طاعون پڑیگی اور اِس مَری کا انجیل میں بھی ذکر ہے اور قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اِلَّا نَحۡنُ مُہۡلِکُوۡہَا قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡہَا[1] الخ یعنے کوئی بستی ایسی نہیں ہوگی جسکو ہم کچھ مدّت پہلے قیامت سے یعنی آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہے ہلاک نہ کردیں یا عذاب میں مبتلا نہ کریں۔

یاد رہے کہ اہل سنت کی صحیح مُسلم اور دُوسری کتابوں اور شیعہ کی کتاب اکمال الدین میں بتصریح لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑیگی بلکہ اکمال الدین جو شیعہ کی بہت معتبر کتاب ہے اُسکے صفحہ ۳۴۸ میں اوّل چار حدیثیں کسوف خسوف کے بارہ میں لایا ہے اور امام باقر سے روایت کرتا ہے کہ مہدی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ قبل اسکے کہ وہ قائم ہو یعنی عام طور پر قبول کیا جائے رمضان میں کسوف خسوف ہوگا +

+ حاشیہ: حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے تھے جب وہ چند گھنٹہ کیلوں کی تکلیف اُٹھا کر بیہوش ہوگئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو یکدفعہ سخت آندھی اُٹھی اور اس سے سُورج اور چاند دونوں کی روشنی جاتی رہی اور تاریکی ہوگئی۔ وہ دسویں محرم تھی اور اُس دن یہود کو روزہ تھا اور دُوسرے دن انکی عید فسح تھی اُن بزرگوں نے عین روزہ کی حالت میں اپنی دانست میں یہ ثواب کا کام کیا مطلب یہ تھا کہ حضرت مسیح کو کسی طرح لعنتی ثابت کریں۔ ایسا ہی مسیح موعود پر جب کفر اور قتل کا فتویٰ لگایا گیا تو اسکے بعد رمضان میں کسوف خسوف ہُوا تا دونوں واقعات میں مشابہت ہو کیونکہ جس طرح عیسٰی مسیح استعارہ کے رنگ میں مُردوں میں سے جی اُٹھا اسی طرح اس مسیح کو تکفیر کی ذنگو چھری سے اپنی دانست میں ہلاک کردیا گیا تھا مگر پھر وہ جی اُٹھا اور کھڑا ہوگیا۔ اس لئے امام قائم کہلایا۔ منہ

[1] بنی اسرآئیل : ۵۹

برائے صفحہ ۹۱

آنچناں عشق تیز مرکب راند
کہ ازاں مشتِ خاک ہیچ نماند
کشتۂ دلبرِ دلآرامے
رستہ یکسر ز ننگ از نامے ص۹۹

پُر ز عشق و تہی ز ہر آزے
قصہ کوتاہ کرد آوازے
آں ندائے یقیں کہ گوش شنید
کرد کار و ز غیرِ حق ببرید

رفتہ بیروں ز حلقۂ اغیار
دل بریدہ ز غیرِ آں دلدار
پاک گشتہ ز لوثِ ہستیِ خویش
رستہ از بندِ خودپرستیِ خویش

آنچناں یار در کمند انداخت
کہ نداند بدیگرے پرداخت
قدمِ خود زدہ براہِ عدم
گم بیادش ز فرق تا بقدم

ذکرِ دلبر غذائے او گشتہ
ہمہ دلبر برائے او گشتہ
سوختہ ہر غرض بجز دلدار
دوختہ چشمِ دل ز غیرِ نگار

دل و جاں بر رُخے فدا کردہ
وصلِ او اصلِ مدعا کردہ
مردہ و خویشتن فنا کردہ
عشق جوشید و کارہا کردہ

از خودی ہائے خود فتادہ جدا
سیلِ پُرزور در ربودہ بُرد از جا
تن چو فرسودہ دلستاں آمد
دل چو از دست رفت جاں آمد

عشقِ دلبر بروئے او بارید
بر رُخت بکوئے او بارید
از یقینے کہ شد ز گفتارے
در دلِ او برست گلزارے

ہر تجلّیے یکے سبب دارد
داند آں کو بدل طلب دارد
پس چنیں شورشِ محبتِ یار
کہ بشوید ہم از خودی آثار

ایں میسّر نمی شود زنہار
جز سخن ہائے دلبرِ دلدار
عشق گہ رُو نماید از دیدار
نیز گہ برخیزد از گفتار

بالخصوص آں سخن کہ اندر وار
سماعیست دارد ایں اسرار
کشتۂ او نہ یک نہ دو نہ ہزار
ایں قتیلانِ او بروں ز شمار

کربلائے قتیلِ تازہ بخواست
غازۂ روئے او دمِ شہداست
ایں سعادت چو بود قسمتِ ما
رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما

کربلائیست سیرِ ہر آنم
صد حسین است در گریبانم
آدمم نیز احمدِ مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار

کارہائے کہ کرد با من یار
برتر آں دفتر است از اظہار
آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

دلِ من بردہ اُلفتِ خوددار
خود مرا شد بوحیِ خود اُستاد
وحیِ او را عجب اثر دیدم
روئے آں مہر زاں قمر دیدم

دیدم از خلق رنج و مکروہات
وآنچہ نیز است چشمِ ایں لذات
دیدم از ہجرِ خلق جلوۂ یار
کارِ دیگر بر آمد از یک کار

آنچہ من بشنوم ز وحیِ خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزّہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم

من خدا را بدو شناختہ ام
دل بدیں آتشش گداختہ ام
بخدا ہست ایں کلامِ مجید
از دہانِ خدائے پاک و وحید

آنچہ بر من عیاں شد از دادار
آفتابے است بادو صد انوار
ایں خیالے ست ربِّ اربابم
بکہ رو آرم ار ازو تابم

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
وارثِ مصطفٰے شدم بیقیں
شدہ رنگیں برنگِ یارِ حسیں

آں یقینے کہ بود عیسٰے را
بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقینِ کلیم بر تورات
واں یقینہائے سید السادات

برائے صفحہ ۱۹۶

گم نیم زاں ہمہ بر دے یقین	ہر کہ گوید دروغ ہست لعین	لیک آئینہ ام ز رب غنی	از پئے صورت مہ مدنی
ہر کہ آں یار بر دل من ریخت	نہ شیاطین بود نہ نفس خبیث	خالص آمد کلام آں دادار	زین سبب شد دلم پُر از انوار
ہست آں وحی تیرہ سو غلتنی	کہ نبود است بر یقین مبنی	لیکن این وحی بالیقین ز خداست	ہمہ کارم از ان یقین شد راست
آمدم آں زماں کہ باد خزان	کرد یکسر ریاض دین ویران	در مشائخ نماند جز تزویر	عالمان ہم نشستہ ہمچو ضریر
عاشق زر شدند و دولت و جاہ	دل تہی از محبت آں شاہ	اندریں روزہائے چوں شب تار	قوم را دید حق بحالتِ زار
پس مرا از جہانیاں بگزید	در دلم روح پاک خویش دمید	در دل من ز عشق شور افگند	خود مرا شد گسست ہر پیوند
کرد دیوانہ و خرد ہا داد	بست یک در ہزار در بکشاد	خلق و مردم نصیحتم بکنند	تا بترم ز یار خود پیوند
من نیم کور تا چو کورانی	بگزنیم ہیچے ز بستانی	آں بر تازہ کان عطیہ یار	چون ز دست افگنم پئے مردار
گر جہانے بدشمنی خیزد	تیغ گیرد کہ خون من ریزد	من نہ آنم کہ ترک او گویم	جان من ہست یار مہ رویم
رخت ہرگز ز کوچہ اش نبرم	بزدلاں دیگر اند و من دگرم	فارغم کرد عشق صورت یار	از غم تحفہ ہائے ایں اغیار
شورش عشق ہست ہر آنے	تا بکے خیر ایں گریبانے	ناصحان را خبر ز حالم نیست	کہ ہمہ سوئے آں زلالم نیست
آمدم چوں سحر بلجۂ نور	تا شود تیرگی ز نورم دور	شور افگند دلم کہ تا زیں کار	خلق گردد ز خواب خود بیدار
غافلاں من ز یار آمدہ ام	ہمچو بادِ بہار آمدہ ام	ایں زمانم زمانہ گلزار	موسم لالہ زار و وقت بہار
آمدم تا نگار باز آید	بیدلاں را قرار باز آید	دست غیبم بپرورد ہر دم	کرد وصیتش من ظہور الم
نور الہام ہمچو باد صبا	نزد ما آرد ز غیب خوشبو ہا	زندہ شد ہر نبی بآمدنم	ہر رسولے نہان بہ پیرہنم
پر شد از نورِ من زمان و زمین	سر بسوزت بر آسمان ز کین	بانفدا جنگہا کنی ہیہات	ایں چہ جور و جفائی ایہہات
از تورع برون نہادی پا	ہوش کن اے بریدہ زاں یکتا	از پئے خلق و ننگ و نام و رسوم	تا فتی رو ز حضرتِ قیوم
رو بدو کن کہ روئے یار است	ہمہ رو با فدائے دلدار است	وحی حق را چو بشنوی از ما	این مگو ما نیافتیم چرا
تا نہ کار دلت بجان برسد	چوں پیامت ز دلستان برسد	تا نہ از خود روی جدا گردی	تا نہ قربان آشنا گردی
تا نیائی ز نفس خود بیرون	تا نہ گردی بروئے او مجنون	تا نہ خاکت شود بسان غبار	تا نہ گردد غبار تو خونبار
تا نہ خونت چکد بجائے کسے	تا نہ جانت شود فدائے کسے	چوں دہندت بکوئے جانان را	چوں ندا آیدت از ان درگاہ

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

19

وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اُسکے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں✦ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں۔ اور مریم کی وہ شان ہے جسنے ایک مُدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابلِ رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔

اِن سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کرلی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کریگا۔ دیکھو میں یہ کہکر فرض تبلیغ سے سُبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دُعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دُنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پُورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے اور قمار بازی سے۔ بدنظری سے

✦ حاشیہ۔ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوذس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے آسیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گائلز مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔ منہ

کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اوّل اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم ہو کر عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیزو غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں۔ اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا۔ تو میں اُسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا۔ سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اِس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائیگی۔ اسلئے گو اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصّہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں مَیں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصّہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی رُوح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصّہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اِس سِرِّ مخفی کی مجھے خبر نہ دی۔ حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اِس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی۔ مگر مجھے اِسکے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے مَیں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھدیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابلِ استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جبتک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھادے۔ سو اُس وقت تک حکمتِ الٰہی کا یہی

بے گناہ مسیح کو یہودیوں کے حوالہ کر دیا۔ میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تھا صرف معمولی طور پر مذہبی اختلاف تھا۔ لیکن وہ رُومی پیلاطوس دِل کا قوی نہ تھا۔ اِس بات کو سُن کر ڈر گیا۔ کہ قیصر کے پاس اُسکی شکایت کی جائیگی۔ اور پھر ایک اور مماثلت پہلے پیلاطوس اور اِس پیلاطوس میں یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اُسوقت جو مسیح ابن مریم عدالت میں پیش کیا گیا۔ یہودیوں کو کہا تھا کہ مَیں اِس شخص میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے رُوبرو پیش ہُوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چند روز تک جواب کیلئے مُہلت دینی چاہیئے کہ مجھ پر خون کا الزام لگایا جاتا ہے۔ تب اِس آخری پیلاطوس نے کہا کہ مَیں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا۔ یہ دونوں قول دونوں پیلاطوسوں کے بالکل باہم مشابہ ہیں۔ اگر فرق ہے تو صرف اِسقدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکا۔ اور جب اُسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کرینگے۔ تو وُہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اُس نے عمدًا خونخوار یہودیوں کے حوالہ کر دیا۔ گو وُہ اس سپردگی سے غمگین تھا اور اُسکی عورت بھی غمگین تھی کیونکہ وُہ دونوں مسیح کے سخت معتقد تھے۔ لیکن یہودیوں کا سخت شور و غوغا دیکھکر بُزدلی اُسپر غالب آگئی۔ ہاں البتہ پوشیدہ طور پر اُس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچایا جاوے۔ اور اس سعی میں وُہ کامیاب بھی ہوگیا مگر بعد اسکے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور شدتِ درد سے ایک ایسی سخت غشی میں آگیا کہ گویا وُہ موت ہی تھی۔ بہرحال پیلاطوس رُومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کیلئے پہلے سے مسیح کی دُعا منظور ہو چکی تھی۔ دیکھو عبرانیاں باب ۵ آیت ۷*۔ بعد اسکے مسیح اُس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آگیا اور وہیں

* مسیح نے بطور پیشگوئی خود بھی کہا کہ بجز یونس کے نشان کے اور کوئی نشان دکھایا نہیں جائیگا۔ پس مسیح نے اپنے اس قول میں یہ اشارہ کیا کہ جس طرح یونس زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں داخل ہُوا اور زندہ ہی نکلا ایسا ہی مَیں بھی زندہ ہی قبر میں داخل ہونگا اور زندہ ہی نکلونگا۔ سو یہ نشان بجز اسکے کیونکر پُورا ہو سکتا تھا کہ مسیح صلیب سے زندہ اُتارا جاتا اور زندہ قبر میں داخل ہوتا۔ اور یہ جو حضرت مسیح نے کہا کہ کوئی اور نشان نہیں دکھایا جائیگا۔ اس فقرہ میں گویا مسیح ان لوگوں کا ردّ کرتا ہے کہ جو کہتے ہیں کہ مسیح نے یہ نشان بھی دکھلایا کہ آسمان پر چڑھ گیا۔ منہ

صفحہ ۲۵۲

فوت ہوا۔ اور تم سُن چکے ہو کہ سری نگر محلہ خان یار میں اُس کی قبر ہے۔ یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تھا۔ لیکن تاہم اُس پہلے پیلاطوس کی کارروائی بُزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تھی۔ اگر وُہ اپنے اس قول کا پاس کرکے کہ مَیں اس شخص کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا مسیح کو چھوڑ دیتا تو اُس پر کچھ مشکل نہ تھا۔ اور وُہ چھوڑنے پر قادر تھا۔ مگر وُہ قیصر کی دوہائی سُن کر ڈر گیا۔ لیکن یہ آخری پیلاطوس پادریوں کے ہجوم سے نہ ڈرا۔ حالانکہ اِس جگہ بھی قیصرہ کی بادشاہی تھی۔ لیکن یہ قیصرہ اُس قیصر سے بدرجہا بہتر تھی۔ اِس لئے کسی کیلئے ممکن نہ تھا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چھوڑانے کیلئے قیصرہ سے ڈراوے۔ بہرحال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور منصوبہ اُٹھایا گیا تھا۔ اور میرے مخالف اور ساری قوموں کے سرگروہ جمع ہو گئے تھے۔ مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اس قول کو پُورا کرکے دِکھلایا کہ جو اُس نے مجھے مخاطب کرکے کہا تھا کہ مَیں تم پر خون کا الزام نہیں لگاتا۔ سو اس نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بَری کیا اور پہلے پیلاطوس نے مسیح کے بچانے کیلئے حیلوں سے کام لیا۔ مگر اس پیلاطوس نے جو کچھ عدالت کا تقاضا تھا۔ اِس طور سے اِس تقاضے کو پُورا کیا جس میں بُزدلی کا رنگ نہ تھا۔ جس دن مَیں بَری ہوا اُس دِن اس عدالت میں مُکتی فوج کا ایک چور بھی پیش ہوا۔ یہ اسلئے وقوع میں آیا کہ پہلے مسیح کے ساتھ بھی ایک چور تھا لیکن اِس آخری مسیح کے ساتھ کے چور کو جو پکڑا گیا۔ تو اُس پہلے چور کی طرح جو پہلے مسیح کے ساتھ پکڑا گیا۔ صلیب پر نہیں چڑھایا۔ اور نہ اس کی ہڈیاں توڑی گئیں۔ بلکہ صرف تین ماہ کی قید ہوئی۔

اب پھر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہیں کہ سُورۃ فاتحہ میں اس قدر حقائق و دقائق و معارف جمع ہیں کہ اگر ان سب کو لکھا جائے تو وُہ باتیں ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ اِسی ایک حکیمانہ دُعا کو دیکھئے کہ جو اِس سُورۃ میں سکھائی گئی ہے یعنے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ یہ دُعا ایک ایسا مفہوم کلّی اپنے اندر رکھتی ہے۔ جو تمام دین

برائے صفحہ ۲۵۲

وُہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسُول کو قبول نہ کیا۔ مُبارک وُہ جس نے مجھے پہچانا۔ مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور مَیں اُس کے سب نُوروں میں سے آخری نُور ہوں۔ بدقسمت ہے وُہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

دُوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے **سُنّت** ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپؐ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کی رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کس قدر اور دُوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سُنّت نے سب کچھ کھول دیا ہے۔ یہ دھوکہ نہ لگے کہ سُنّت اور حدیث ایک چیز ہے۔ کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سُنّت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سُنّت کا ہے۔ خدا اور رسول کی ذمہ واری کا فرض صرف دو امر پر تھے۔ اور وُہ یہ کہ خدا تعالیٰ قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے ۵۷
قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے۔ یہ تو خُدا کے قانون کا فرض تھا۔ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کے کلام کو عملی طور پر دِکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وُہ گفتنی باتیں کردنی کے پیرایہ میں دِکھلا دیں۔ اور اپنی سُنّت یعنے عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا۔ یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا۔ کیونکہ حدیث کے وُجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا*۔ کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے۔ یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے۔ یا حج نہ کرتے تھے یا حلال حرام سے واقف نہ تھے۔ ہاں تیسرا ذریعہ **ہدایت کا حدیث ہے** کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے اُمور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں۔ اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وُہ قرآن کی خادم اور سُنّت کی خادم ہے۔ جن لوگوں کو ادبِ قرآن

* اہلِ حدیث فعلِ رسُول اور قولِ رسُول دونوں کا نام حدیث ہی رکھتے ہیں۔ ہمیں اُنکی اصطلاح سے کچھ غرض نہیں۔ مدعا اصل سُنّت الگ ہے۔ جسکی اشاعت کا اہتمام خود آنحضرتؐ نے بذاتِ خود فرمایا۔ اور حدیث الگ ہے جو بعد میں جمع ہوئی۔ منہ

(۴) چوتھا تغیر اُس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اُسکی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جبکہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سُنا دیا جاتا ہے اور قید کیلئے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اُسوقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے۔ اِس رُوحانی حالت کے مقابل پر نماز عشا مقرر ہے (۵) پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اِس رُوحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے۔ اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھکر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں۔ اِس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کیلئے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہارے اندرونی اور رُوحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔ تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء و قدر تمہارے لئے لائیگا۔ پس قبل اسکے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے ٭ ۶۵

اے امیرو اور بادشاہو اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اُسکی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دُنیا کے مُلک اور دُنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خُدا سے لاپروا ہے۔ اُس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اُسکی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے۔ اُسکی گردن پر اُن لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اسکے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! یہ دُنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو۔ انسان کو تباہ کرنیوالی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجہ۔ چرس۔ بھنگ۔ تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ

کیلئے عادت کرلیا جاتا ہے۔ وُہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اِس دُنیا سے کُوچ کرتے جاتے ہیں۔* اور آخرت کا عذاب الگ ہے پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خُدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بد خلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خُدا یا اُسکے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خُدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پُوچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کرکے بکلّی خُدا سے مُنہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام

۶۶ کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وُہ حرام اُس کیلئے حلال ہے۔ غصّہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بیحیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وُہ سچی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہانتک کہ مریگا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کیلئے دُنیا میں آئے ہو۔ اور وُہ بھی بہت کچھ گذر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وُہ تمہیں تباہ کرسکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خُدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کرسکتا اور وُہ خود تمہاری حفاظت کریگا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہوکر بیقراری سے زندگی بسر کروگے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

* یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پُرانی عادت کی وجہ سے مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وُہ فی الحقیقت معصوم ہیں پھر تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھیراتا۔ پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو۔ کیا مرنا نہیں ہے؟ منہ

برائے صفحہ ۲۵۶

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف **توجہ** نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تُو **مسیح موعود** ہے اور **عیسیٰ فوت** ہو گیا ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا اُس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام **عیسیٰ** رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تُو ہی **کسر صلیب** کریگا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تُو ہی اِس آیت کا مصداق ہے کہ **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ**[1] تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدّ و مدّ سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ **تو ہی مسیح موعود** ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تؤمر یعنے جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن

[1] الصف : ۱۰

اٹھا سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ براہین احمدیہ سے بارہ برس بعد کیوں اس پہلے عقیدہ کو چھوڑ دیا گیا۔ گو
ایسا کہنا بھی فضول تھا کیونکہ انبیاء اور ملہمین صرف وحی کی سچائی کے ذمہ وار ہوتے ہیں اپنے
اجتہاد کے کذب اور خلاف واقعہ نکلنے سے وہ ماخوذ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ انکی اپنی رائے ہے
نہ خدا کا کلام تاہم عوام کے آگے یہ دھوکا پیش جا سکتا تھا مگر اب تو ایسے لوچ اعتراض کو قدم
رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ اُسی براہین احمدیہ میں اظہار دعویٰ سے بارہ برس پہلے جا بجا مجھے مسیح موعود
قرار دیا گیا ہے اور عقلمند کے آگے میری سچائی کیلئے یہ نہایت صاف دلیل ہے۔

ص۹ غرض براہین احمدیہ میں حضرت عیسٰی کی دوبارہ آمد کا ذکر ایک نادان کو اُس وقت دھوکا
دے سکتا تھا جبکہ براہین احمدیہ میں میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا مگر وہ ذکر
تو ایسا صاف تھا کہ لدھیانہ کے مولویوں محمد اور عبد العزیز اور عبد اللہ نے اسی زمانہ میں اعتراض
کیا تھا کہ یہ شخص اپنا نام عیسٰی رکھتا ہے اور عیسٰی کی نسبت جس قدر پیشگوئیاں ہیں وہ سب اپنی
طرف منسوب کرتا ہے اور ان کا جواب مولوی محمد حسین نے اپنے ریویو میں دیا تھا کہ یہ اعتراض
فضول ہے کیونکہ اسی براہین میں حضرت عیسٰی کی آمد ثانی کا اقرار بھی تو موجود ہے۔

پس میں خدا کی حکمت عملیوں پر قربان ہوں کہ کیسے لطیف طور سے پہلے سے میری بریّت
کا سامان براہین میں تیار کر رکھا۔ اگر براہین احمدیہ میں حضرت عیسٰی کی آمد ثانی کا کچھ بھی ذکر نہ
ہوتا اور صرف میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر ہوتا تو وہ شور جو سالہا سال بعد پڑا اور تکفیر کے
فتوے تیار ہوئے یہ شور اُسی وقت پڑ جاتا۔ اور اگر براہین میں صرف حضرت مسیح کی آمد ثانی کا
ذکر ہوتا اور میرے مسیح موعود ہونے کے الہامات اس میں مذکور نہ ہوتے تو جاہلوں کے ہاتھ
میں ایک حجت آجاتی کہ براہین میں تو حضرت عیسٰی کی آمد ثانی کا اقرار تھا اور پھر بارہ برس بعد
اُس آمد سے انکار کیوں کیا گیا مگر ایک طرف وحی الٰہی کا براہین میں مجھے مسیح موعود قرار دینا
اور ایک طرف اسکے برخلاف میرے قلم سے رسمی عقیدہ کے طور پر آمد ثانی مسیح کا ذکر ہونا
یہ ایسا امر ہے کہ عقلمند اس سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ خاص خدا کی حکمت عملی ہے۔ غرض خدا کی حکمت عملی نے

سبب قرآن اور کشف کا نظاہر ہو گیا بلکہ بعض حدیثوں نے بھی اسکی تائید کی تو پھر تو اس کے قول کو قبول کرنا چاہیئے ورنہ مسیح موعود کا نام حَکَم رکھنا کیا فائدہ۔

بعض چالاک مولوی کہتے ہیں کہ اگر کوئی آسمان سے بھی اُترے اور یہ کہے کہ فلاں فلاں حدیث جو تم مانتے ہو صحیح نہیں ہے تو ہم کبھی قبول نہ کرینگے اور اُسکے مُنہ پر طمانچہ مارینگے۔ اس کا جواب یہی ہو کہ ہاں حضرات آپکے وجود پر یہی اُمید ہو۔ مگر ہم بادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حَکَم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہو اُسکے ذرہ معنی تو کریں ہم تو ابتک یہی سمجھتے تھے کہ حَکَم اُسکو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کیلئے اُس کا حُکم قبول کیا جائے اور اُس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے جو شخص خدا کی طرف سے آئیگا وہ آپکے طمانچے کھانے کو تو نہیں آئیگا خدا تعالیٰ اُس کیلئے خود راہ نکال دیگا۔ جس شخص کو خدا نے کشف اور الہام عطا کیا اور بڑے بڑے نشان اُسکے ہاتھ پر ظاہر فرمائے اور قرآن کے مطابق ایک راہ اُسکو دکھلا دی تو پھر وہ بعض ظنّی حدیثوں کیلئے اس روشن اور یقینی راہ کو کیوں چھوڑیگا اور کیا اُسپر واجب نہیں ہو کہ جو کچھ خدا نے اُسکو دیا ہو اُسپر عمل کرے۔ اور اگر خدا کی پاک وحی سے حدیثوں کا کوئی مضمون مخالف پائے اور اپنی وحی کو قرآن سے مطابق پاوے اور بعض حدیثوں کو بھی اُسکی مؤید دیکھے تو ایسی حدیثوں کو چھوڑ دے اور اُن حدیثوں کو قبول کرے جو قرآن کے مطابق ہیں اور اُسکی وحی کے مخالف نہیں۔

مجھے حیرت ہو کہ ایڈوکیٹ صاحب کس قسم کی طبیعت رکھتے ہیں کہ یہ تو آپ مانتے ہیں کہ پہلے اولیاء ایسے گذرے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے صحیح حدیث کو غلط ٹھیراتے اور غلط کو صحیح ٹھیراتے تھے مگر آپ کو شرم آتی ہو کہ یہ مرتبہ مسیح موعود کو بھی جو حَکَم ہے عنایت کریں اور تعجب کہ آپکے پیرو کس قسم کے ہیں کہ اُنکو یہ نہیں پوچھتے کہ دوسرے اولیاء کے تو یہ اختیارات ہیں پھر حَکَم کو ان اختلافات کی وجہ سے کیوں کافر ٹھیراتے ہو اور کیوں خدا سے نہیں ڈرتے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ پیرانہ سالی کی وجہ سے مولوی محمد حسین صاحب کے حافظہ پر کیسے پتھر پڑ گئے یاد نہ رہا کہ

پیدا کرتا ہے۔ جس سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے۔ آخر جیسے بہت سے
تجربے کے بعد طلاق کا قانون پاس ہوگیا ہے۔ اسی طرح کسی دن دیکھ لوگے کہ تنگ آکر
اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا۔ ورنہ انجام یہ ہوگا۔ کہ
چارپایوں کی طرح عورتیں اور مرد ہوجائیں گے۔ اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے
کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے۔ اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے
ہیں۔ جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے۔ اور نہ صرف ایک موت اُن کو
یاد ہوتی ہے۔ بلکہ وہ ہر وقت عظمتِ الٰہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ حالت
شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ مث
خونِ مسیح کی دلیری اور شراب کا جوش تقویٰ کی بیخکنی میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ہم اندازہ
نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر
اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی۔ تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا
دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے۔
تو شوق سے شراب پیا کریں۔ کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں۔
کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں۔ شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان
بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے۔
ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ڈر لگتا ہے۔ چہ جائیکہ
پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آتا ہے۔ اور
وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔
اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ پیشاب
میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہوجاتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت
ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

برائے صفحہ

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں۔ تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا۔ تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔ اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا۔ تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ میں نے تجھے شفا دیدی۔ تب اسی وقت مجھے آرام ہو گیا۔ انہی باتوں سے میں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر* ہے۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرّات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں۔ اور ترقیات سے نئی نئی رُوح وُہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنیوالا نہ ہوتا۔ تو ہم تو زندہ ہی مرجاتے۔ عجیب ہے۔ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے۔ اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اُوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دورانِ سر اور دورانِ خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا۔ دُوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دُعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دُعا کی۔ کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ایسا نہیں ہوگا۔

* انسان جبتک خود خدا کی تجلّی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے۔ تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے۔ محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو پرمیشر کے خود پرمیشر بنتے ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ منہ

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

20

نہیں چھوڑا۔ اور قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی اور انہیں دنوں میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے اور یہ آخری حصہ کی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے سو وہ سواری ریل ہے جو پیدا ہو گئی۔ اور لکھا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا۔ سو صدی میں سے بھی اکیس برس گذر گئے۔ اب ان تمام نشانوں کے بعد جو شخص مجھے رد کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ تمام نبیوں کو رد کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے جنگ کر رہا ہے اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔ خوب یاد رکھو کہ تمام خرابی اور تباہی جو اسلام میں پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ ص۴۲ اس ملک ہندوستان میں ۲۹ لاکھ انسان مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا۔ اس کا سبب یہی تھا۔ کہ مسلمان حضرت عیسیٰ کی نسبت بے جا اور مبالغہ آمیز امیدیں رکھکر اور ان کو ہر یک صفت میں خصوصیت دے کر قریب قریب عیسائیوں کے پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ جو کچھ بعض انسانی صفات وہ حضرت سیدنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تجویز کرتے ہیں اگر کسی تاریخی کتاب میں اسی قسم کے صفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھے ہوں تو توبہ توبہ کر اٹھتے ہیں۔ مثلاً ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات بیمار بھی ہو جاتے تھے اور آپ کو تپ بھی آجاتا تھا اور آپ دوائی کرتے تھے اور بسا اوقات سینگیاں بھی کھینچاتے لگواتے تھے۔ لیکن اگر اسی کے مشابہ حضرت مسیح کی نسبت لکھا ہو کہ وہ تپ میں یا کسی اور بیماری میں گرفتار ہو گئے۔ اور ان کو اشارۃً کسی ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو فی الفور چونک اٹھیں گے کہ یہ مسیح کی شان سے بعید ہے۔ حالانکہ وہ صرف ایک عاجز انسان تھا اور تمام انسانی ضعفوں سے پورا حصہ رکھتا تھا۔ اور وہ اپنے چار بھائی حقیقی اور رکھتا تھا جو بعض اس کے مخالف تھے اور اس کی حقیقی ہمشیرہ دو تھیں کمزور سا آدمی تھا جسکو صلیب پر محض دو میخوں کے ٹھوکنے سے غش آگیا۔ ہائے افسوس اگر مسلمان حضرت عیسیٰ کی نسبت قرآن شریف کے قول پر چلتے اور ان کو وفات یافتہ یقین رکھتے اور جیسا کہ قرآن کا منشا ہے ان کا دوبارہ آنا ممتنع سمجھتے تو اسلام میں یہ تباہی نہ آتی جو آگئی اور عیسائیت کا جلد تر خاتمہ ہو جاتا۔ شکر للہ کہ اس وقت خدا نے آسمان سے اسلام کا ہاتھ پکڑ لیا۔

یہ وہ باتیں تھیں جو میں نے صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب سے کیں اور وہ امر جو آخر میں ان کو سمجھایا وہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں مذہبی پہلو کے رو سے دو خصوصیتیں ہیں (۱) اول یہ کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے ایک موعود نبی تھا جیسا کہ اس پر اسرائیلی نبیوں کے صحیفے گواہ ہیں (۲) دوسری یہ کہ مسیح

برائے صفحہ ۲۸۷

مقابل پر اس شخص کی پیشگوئیوں کو جس کا آسمان سے اُترنا خیال کرتے ہیں۔ صفائی اور یقین اور بداہت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کر سکے تو میں اُس کو نقد ایک ہزار روپیہ دینے کو طیار ہوں۔ مگر ثابت کرنے کا یہ طریق نہیں ہوگا۔ کہ وہ قرآن شریف کو پیش کرے کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مان لیا ہے اور یا اس کو نبی قرار دیدیا ہے۔ کیونکہ اس طرح پر تو میں بھی زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا بھی گواہ ہے۔ تمام قرآن شریف میں کہیں یسوع کا لفظ نہیں ہے مگر میری نسبت منکم کا لفظ موجود ہے[1] اور دوسری بہت سی علامات موجود ہیں۔ بلکہ اسجگہ میرا صرف یہ مطلب ہے کہ قرآن شریف سے قطع نظر کرکے محض میری پیشگوئیوں اور یسوع کی پیشگوئیوں پر عدالتوں کی عام تحقیق کے رنگ میں نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے کہ ان دونوں میں سے کونسی پیشگوئیاں یا اکثر حصہ اُن کا بحکم عقل کمال صفائی سے پُورا ہوگیا اور کونسا اس درجہ پر نہیں۔ یعنی یہ تحقیقات اور مقابلہ ایسے طور سے ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے منکر ہو تو وہ بھی رائے ظاہر کر سکے کہ ثبوت کا پہلو کس طرف ہے۔

ماسوا اسکے اسجگہ مجھے افسوس آتا ہے کہ ہمارے مخالف مسلمان تو کہلاتے ہیں لیکن اسلام کے اصول سے بےخبر ہیں۔ اسلام میں یہ مسلّم امر ہے کہ جو پیشگوئی وعید کے متعلق ہو۔ اسکی نسبت ضروری نہیں کہ خدا اسکو پورا کرے یعنی جس پیشگوئی کا یہ مضمون ہو کہ کسی شخص یا گروہ پر کوئی بلا پڑے گی۔ اس میں یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس بلا کو ٹال دے جیساکہ یونس کی پیشگوئی کو جو چالیس دن تک محدود تھی ٹال دیا۔ لیکن جس پیشگوئی میں وعدہ ہو یعنی کسی انعام اکرام کی نسبت پیشگوئی ہو۔ وہ کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ[2] مگر کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لا یخلف الوعید۔ پس اس میں راز یہی ہے کہ وعید کی پیشگوئی خوف اور دُعا اور صدقہ خیرات سے ٹل سکتی ہے۔ تمام پیغمبروں کا اسپر اتفاق ہے کہ صدقہ اور دُعا اور خوف اور خشوع سے وہ بلا جو خدا کے علم میں ہے جو کسی شخص پر آئیگی وہ ردّ ہو سکتی ہے۔ اب

[1] ۴۲

[2] آل عمران : ۱۰

پیدا کیا گیا ہے اور اس کا کمال صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ گناہوں کو چھوڑ دے بہت سے جانور کچھ بھی گناہ نہیں کرتے تو کیا وہ کامل کہلا سکتے ہیں؟ اور کیا ہم کسی سے اس طرح پر کوئی انعام حاصل کر سکتے ہیں کہ ہم نے تیرا کوئی گناہ نہیں کیا۔ بلکہ مخلصانہ خدمات سے انعام حاصل ہوتے ہیں اور وہ خدمت خدا کی راہ میں یہ ہے کہ انسان صرف اُسی کا ہو جائے اور اس کی محبت سے تمام محبتوں کو توڑ دے اور اُس کی رضا کے لئے اپنی رضا چھوڑ دے۔ اس جگہ قرآن شریف نے خوب مثال دی ہے اور وہ یہ کہ کوئی مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ دو شربت نہ پی لے۔ پہلا شربت گناہ کی محبت ٹھنڈی ہونے کا جس کا نام قرآن شریف نے شربت کافوری رکھا ہے۔ اور دوسرا شربت خدا کی محبت دل میں بھرنے کا جس کا نام قرآن شریف نے شربت زنجبیلی رکھا ہے۔ لیکن افسوس کہ عیسائی صاحبوں اور آریہ صاحبوں نے اس راہ کو اختیار نہ کیا آریہ صاحبان تو اس طرف جھک گئے ہیں کہ گناہ بہرحالت خواہ توبہ ہو یا نہ ہو قابل سزا ہے جس سے بے شمار جُونیں بھگتنی پڑیں گی۔ اور عیسائی صاحبان گناہ سے نجات پانے کی وہ راہ بیان فرماتے ہیں جو ابھی میں ذکر کر چکا ہوں۔ دونوں فریق اصل مطلب سے دُور پڑ گئے ہیں اور جس دروازہ سے داخل ہونا تھا اس کو چھوڑ کر دُور دُور جنگلوں میں سرگرداں ہیں۔

صـ۴۳ یہ تو میں نے آریہ صاحبوں کی خدمت میں گذارش کی ہے اور مسیحی صاحبان جو بڑی کوشش سے اپنے مذہب کی دنیا میں اشاعت کر رہے ہیں اُن کی حالت آریہ صاحبوں سے زیادہ قابلِ افسوس ہے۔ آریہ صاحبان تو اس زمانہ میں یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح اپنے پُرانے مذہب مخلوق پرستی سے نکلیں اور عیسائی صاحبان اس کوشش میں ہیں کہ مخلوق پرستی میں نہ صرف آپ بلکہ تمام دنیا کو داخل کر دیں محض زبردستی اور تحکم کے طور پر حضرت مسیحؑ کو خدا بنایا جاتا ہے۔ اُن میں کوئی بھی ایک ایسی خاص طاقت

ثابت نہیں ہوتی جو دوسرے نبیوں میں پائی نہ جائے بلکہ بعض دوسرے نبی معجزہ نمائی میں اُن سے بڑھ کر تھے اور اُن کی کمزوریاں گواہی دے رہی ہیں کہ وہ محض انسان تھے۔ انہوں نے اپنی نسبت کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں اور جس قدر اُنکے کلمات ہیں جن سے اُن کی خدائی سمجھی جاتی ہے ایسا سمجھنا غلطی ہے۔ اس رنگ کے ہزاروں کلمات اللہ خدا کے نبیوں کے حق میں بطور استعارہ اور مجاز کے ہوتے ہیں اُن سے خدائی نکالنا کسی عقلمند کا کام نہیں بلکہ انہیں کا کام ہے جو خواہ نخواہ انسان کو خدا بنانے کا شوق رکھتے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میری وحی اور الہام میں اُن سے بڑھ کر کلمات ہیں۔ پس اگر ان کلمات سے حضرت مسیح کی خدائی ثابت ہوتی ہے تو پھر مجھے بھی (نعوذ باللہ) حق حاصل ہے کہ یہی دعویٰ میں بھی کردوں۔ سو یاد رکھو کہ خدائی کے دعویٰ کی حضرت مسیح پر سراسر تہمت ہے۔ انہوں نے ہرگز ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ جو کچھ انہوں نے اپنی نسبت فرمایا ہے وہ لفظ شفاعت کی حد سے بڑھتے نہیں۔ سو نبیوں کی شفاعت سے کس کو انکار ہے۔ حضرت موسیٰ کی شفاعت سے کئی مرتبہ بنی اسرائیل بھڑکتے ہوئے عذاب سے نجات پا گئے۔ اور میں خود اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ اور میری جماعت کے اکثر معزز خوب جانتے ہیں کہ میری شفاعت سے بعض مصائب اور امراض کے مبتلا اپنے دکھوں سے رہائی پا گئے اور یہ خبریں اُن کو پہلے سے دی گئی تھیں۔ اور مسیح کا اپنی امت کی نجات کے لئے مصلوب ہونا اور امت کا گناہ اُن پر ڈالے جانا ایک ایسا مہمل عقیدہ ہے جو عقل سے ہزاروں کوس دور ہے خدا کی صفات عدل اور انصاف سے یہ بہت بعید ہے کہ گناہ کوئی کرے اور سزا کسی دوسرے کو دی جائے۔ غرض یہ عقیدہ غلطیوں کا ایک مجموعہ ہے۔ خدائے واحد لاشریک کو چھوڑنا اور مخلوق کی پرستش کرنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے اور تین مستقل اور کامل اقنوم قرار دینا جو سب جلال اور قوت میں برابر ہیں اور پھر ان تینوں کی

برائے صفحہ ۲۸۷

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعتِ اسلام اور تبلیغ احکامِ قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہلِ علم انجمن کے سپرد رہیگی۔ اور وہ باہمی مشورہ سے ترقیٔ اسلام اور اشاعتِ علمِ قرآن و کتبِ دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسبِ ہدایت مذکورہ بالا خرچ کرینگے۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔ اس لئے اُمید کی جاتی ہے کہ اشاعتِ اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہونگے۔ اور جب ایک گروہ جو متکفّل اس کام کا ہے فوت ہو جائیگا تو وہ لوگ جو اُن کے جانشین ہونگے اُنکا بھی یہی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسبِ ہدایت سلسلہ احمدیہ بجالاویں۔ ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں اور نو مسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ اور جائز ہوگا کہ ان اموال کو بطور
۱۸ تجارت ترقی دی جائے۔

یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دُور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہونگے۔ اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے۔ بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کریں۔ ہاں جائز ہوگا کہ جن کا کچھ گذارہ نہ ہو ان کو بطور مدد خرچ اس میں سے دیا جائے۔

مجھ کو خط پہنچا ہے۔ اور وہ اپنے خط میں کتاب ینابیع الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی کتاب ہے ایک خوفناک ضرر کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی غفلت کی وجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں۔ اور نادان مولویوں نے ہمیں کافر کہنے سے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے مکر و فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوگی۔ اور روشنی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ※ ہے جس میں روشنی مظفر اور منصور ہو جائیگی۔ اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرور نہ تھا کہ پادری صاحبوں کے ان بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا لیکن ایک شخص کے اصرار سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کا نبی سمجھتے ہیں+

※ اس جنگ کے لفظ سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ تلوار یا بندوق سے یہ جنگ ہوگا وجہ یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خدا تعالیٰ نے منع کر دیئے ہیں کیونکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں اس قسم کے جہاد منع کر دیئے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور صحیح بخاری میں بھی مسیح موعود کی نسبت یہ حدیث ہے کہ یضع الحرب۔ منہ

+ ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے۔ اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔ افسوس اگر حضرات پادری صاحبان تہذیب اور خدا ترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی ان سے بھی حقے زیادہ ادب کا خیال رہے۔ منہ

ح

برائے صفحہ ۲۵۸،۲۴۴

بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود✠ ہو تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگذر کی ترغیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو جن پر تمام سلسلہ تمدّن کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے اور انسانی قویٰ کے درخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اُس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بُرے بُرے اُن کے نام رکھے۔ اخلاقی معلّم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاقِ کریمہ دکھلاوے پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگذر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرینِ مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانونِ قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ

✠ قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگذر کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں اور شیرازہ نظام درہم برہم ہو جاتا ہے بلکہ اس عفو کی اجازت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ منہ

دیکھتا ہوں کہ اُس نے مجھے نہیں چھوڑا۔ اور مسیح کی طرح میرے پر بھی بہت حملے ہوئے مگر ہر ایک حملہ میں دشمن ناکام رہے۔ اور مجھے پھانسی دینے کے لئے منصوبہ کیا گیا مگر مَیں مسیح کی طرح صلیب پر نہیں چڑھا بلکہ ہر ایک بلا کے وقت میرے خدا نے مجھے بچایا اور میرے لئے اس نے بڑے بڑے معجزات دکھلائے اور بڑے بڑے قوی ہاتھ دکھلائے اور ہزار ہا نشانوں سے اس نے مجھ پر ثابت کر دیا کہ خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور مَیں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا۔ ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں مَیں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں۔ بلکہ ان سے زیادہ۔ اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔ یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ ۴۳
علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اس نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا۔ اور وہ وحیٔ الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے۔ ہمارے پر محض اسی نبی کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں ہم نے اس نبیؐ کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے۔ اور ہم نے اس نبیؐ کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا۔ مگر مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اُس نبیؐ کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰؑ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے۔ اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[1]

[1] الفاتحۃ : ۶-۷

۲۵ تو ایسا کفر مُنہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔

غرض آپ پر لازم ہے کہ اس راہ کی طرف توجہ کرو کیونکہ ایک سچا مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے شناخت ہو سکتا ہے۔ پس یاد رہے کہ وہی سچا مذہب ہے جس کے ذریعہ سے خدا کا پتہ لگتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں صرف انسانی کوششیں پیش کی جاتی ہیں۔ گویا انسان کا خدا پر احسان ہے جو اس نے اس کا پتہ دیا۔ مگر اسلام میں خود خدا تعالیٰ ہر ایک زمانہ میں اپنی اَنَا الْمَوْجُوْدُ کی آواز سے اپنی ہستی کا پتہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اس زمانہ میں بھی وہ مجھ پر ظاہر ہوا۔ پس اس رسول پر ہزاروں سلام اور برکات جس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو شناخت کیا۔

بالآخر میں دوبارہ افسوس سے لکھتا ہوں کہ آپ کا یہ قول کہ حضرت مریم کا اُخت ہارون ہونا آپ پر بد اثر ڈالتا ہے میری نگاہ میں آپ کی بہت ناواقفیت ظاہر کرتا ہے۔ اس بے ہودہ
۲۶ اعتراض پر پہلے علماء نے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ اگر استعارہ کے رنگ میں یا اور بنا پر خدا تعالیٰ نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھہرایا ہو تو آپ کو اس سے کیوں تعجب ہوا۔ جبکہ قرآن شریف بجائے خود بار بار بیان کر چکا ہے کہ ہارون نبی حضرت موسیٰؑ کے وقت میں تھا۔ اور یہ مریم حضرت عیسیٰؑ کی والدہ تھی جو چودہ سو برس بعد ہارون کے پیدا ہوئی۔ تو کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان واقعات سے بے خبر ہے اور نعوذ باللہ اُس نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھہرانے میں غلطی کی ہے کس درجہ کے خبیث طبع یہ لوگ ہیں کہ بیہودہ اعتراضات کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہو جس کا نام ہارون ہو۔ عدم علم سے عدم شئے تو لازم نہیں آتا۔ مگر یہ لوگ اپنے گریبان میں مُنہ نہیں ڈالتے اور نہیں دیکھتے کہ انجیل کس قدر اعتراضات کا نشانہ ہے۔ دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو۔ اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی

کہ یہودیوں میں یہ رسم تھی کہ نبیوں کے نام تبرّکاً رکھے جاتے تھے۔ سو قرین قیاس ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہوگا جس کا نام ہارون ہوگا لہٰذا اس بیان کو محل اعتراض سمجھنا سراسر حماقت ہے۔

اور قصہ اصحاب الکہف وغیرہ اگر یہودیوں اور عیسائیوں کی پہلی کتابوں میں بھی ہو اور اگر فرض کرلیں کہ وہ لوگ ان قصوں کو ایک فرضی قصے سمجھتے ہوں تو اس میں کیا حرج ہے
ص۲۹ آپ کو یاد رہے کہ ان لوگوں کی مذہبی اور تاریخی کتابیں اور خود ان کی آسمانی کتابیں تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں۔ آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ یورپ میں ان کتابوں کے بارے میں آج کل کس قدر ماتم ہو رہا ہے۔ اور سلیم طبیعتیں خود بخود اسلام کی طرف آتی جاتی ہیں۔ اور بڑی بڑی کتابیں اسلام کی حمایت میں تالیف ہو رہی ہیں۔ چنانچہ کئی انگریز امریکہ وغیرہ ممالک کے ہمارے سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ آخر جھوٹ کب تک چھپا رہے۔ پھر سوچنے کا مقام ہے کہ وحی الٰہی کو ایسی کتابوں کے اقتباس کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ خوب یاد رکھو کہ یہ لوگ اندھے ہیں اور ان کی تمام کتابیں اندھی ہیں۔ تعجب کہ جس حالت میں قرآن شریف ایسے جزیرہ میں نازل ہوا جس کے لوگ عموماً عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے بے خبر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اُمّی تھے تو پھر یہ تہمتیں آنجناب پر لگانا ان لوگوں کا کام ہے جو خدا سے بالکل بے خوف ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض ہو سکتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰؑ پر کس قدر اعتراض ہوں گے جنہوں نے ایک اسرائیلی فاضل سے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا اور یہودیوں کی تمام کتابوں طالمود وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا اور جن کی انجیل درحقیقت
ص۳۰ بائیبل اور طالمود کی عبارتوں سے ایسی پُر ہے کہ ہم لوگ محض قرآن شریف کے ارشاد کی وجہ سے ان پر ایمان لاتے ہیں ورنہ اناجیل کی نسبت بڑے شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ اور افسوس کہ انجیلوں میں ایک بات بھی ایسی نہیں کہ جو بلفظہٖ پہلی کتابوں میں موجود نہیں۔ اور پھر اگر قرآن نے بائیبل کی متفرق سچائیوں اور صداقتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تو اس میں کونسا استبعاد عقلی ہوا۔ اور کیا غضب آ گیا۔ کیا آپ کے نزدیک یہ محال ہے کہ یہ تمام قصے قرآن شریف

قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی
ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسٰی یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔ اب
ﺻ۲۷ اعتراض یہ ہے کہ اگر درحقیقت معجزہ کے طور پر یہ حمل تھا تو کیوں وضع حمل تک صبر نہیں کیا گیا؟
دوسرا اعتراض یہ ہے کہ عہد تو یہ تھا کہ مریم مدت العمر ہیکل کی خدمت میں رہے گی پھر کیوں عہد شکنی
کرکے اور اس کو خدمتِ بیت المقدس سے الگ کرکے یوسف نجار کی بیوی بنایا گیا؟ تیسرا
اعتراض یہ ہے کہ توریت کے رُو سے بالکل حرام اور ناجائز تھا کہ حمل کی حالت میں کسی عورت کا
نکاح کیا جائے۔ پھر کیوں خلاف حکم توریت مریم کا نکاح عین حمل کی حالت میں یوسف سے
کیا گیا۔ حالانکہ یوسف اس نکاح سے ناراض تھا اور اس کی پہلی بیوی موجود تھی۔ وہ لوگ جو
تعدد ازدواج سے منکر ہیں شاید اُن کو یوسف کے اس نکاح کی اطلاع نہیں۔ غرض اس جگہ
ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں
کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اگرچہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کی رُو
سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا تا خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت
کا نشان دے اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو
جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسٰیؑ کی
ﺻ۲۸ اس پیدائش سے کوئی بزرگی اُن کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے
محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ القصہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا
تھا۔ ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لئے نذر ہو چکی تھی اس کے نکاح کی
کیا ضرورت تھی۔ افسوس! اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ناجائز تعلق
کے شبہات شائع کئے۔ پس اگر کوئی اعتراض قابل حل ہے تو یہ اعتراض ہے نہ کہ مریم کا
ہارون بھائی قرار دینا کچھ اعتراض ہے۔ قرآن شریف میں تو یہ بھی لفظ نہیں کہ ہارون نبی کی
مریم ہمشیرہ تھی۔ صرف ہارون کا نام ہے نبی کا لفظ وہاں موجود نہیں۔ اصل بات یہ ہے

حاشیہ نمبر ۳۳

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام

21

کہ باوجود صدہا عوائق اور موانع کے محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد نے اِس حصہ کو خلعتِ وجود بخشا۔ چنانچہ اس حصہ کے چند اوائل ورق کے ہر ایک صفحہ کے سر پر نصرت الحق لکھا گیا مگر پھر اس خیال سے کہ تا یاد دلایا جائے کہ یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پہلے چار حصے طبع ہو چکے ہیں بعد اسکے ہر ایک سرِ صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا گیا۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔

دوسرا سبب اس التوا کا جو تیئیس ۲۳ برس تک حصہ پنجم لکھا نہ گیا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اُن لوگوں کے دلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ اسقدر دیر کے بعد خام طبع لوگ بدگمانی میں بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گالیوں پر اُتر آئے اور چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو اُن کے لئے اچھا ہوتا۔ لیکن اس قدر دیر سے اُن کی فطرتی حالت آزمائی گئی۔

اِس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کاروبار اُس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اُسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے۔ کیونکہ اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اُس کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ امر خدائے عادل وقدوس کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص

کہ مَیں اپنی بریّت کے لئے خدا تعالیٰ کی گواہی اپنے پاس رکھتا ہوں پس کیا تم اس گواہی کو قبول کروگے یا نہیں؟ اور یہ بھی ان کو کہدے کہ مَیں تمہاری کسی تہمت سے ملزم نہیں ہو سکتا کیونکہ میرے ساتھ میرا خدا ہے وہ میری بریّت کے لئے کوئی راہ پیدا کر دیگا۔* یاد رہے کہ جب یوسف بن یعقوب پر زلیخا نے بے جا الزام لگایا تھا تو اُس موقعہ پر خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَشَہِدَ شَاہِدٌ مِّنْ اَہْلِہَا[1] یعنی زلیخا کے قریبیوں میں سے ایک شخص نے یوسف کی بریّت کی گواہی دی۔ مگر اس جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اس یوسف کے لئے خود گواہی دونگا پس اس سے زیادہ اور کیا گواہی ہوگی کہ آج سے پچیس۲۵ برس پہلے خدا تعالےٰ نے ان تہمتوں کی خبر دی ہے جو ظالم اور شریر لوگ مجھ پر لگاتے ہیں۔ اور یوسف بن یعقوب کے لئے صرف ایک انسان نے گواہی دی مگر میرے لئے خدا نے پسند کیا کہ خود گواہی دے اور یوسف بن یعقوب پر تہمت لگانے کے لئے ایک عورت نے پیش دستی کی مگر میرے پر وہ لوگ تہمتیں لگاتے ہیں جو عورتوں سے بھی کمتر ہیں۔ اور اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ[2] کے مصداق ہیں۔ پھر اس پیشگوئی کے آخری فقرہ کی یہ عبارت ہے۔ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ[3] یعنی اے میرے ربّ مجھے تو قید بہتر ہے اُن باتوں سے کہ یہ عورتیں مجھ سے خواہش

* یہ آیت یعنی اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ[4] جس کا یہ ترجمہ ہے کہ میرے ساتھ میرا خدا ہے۔ وہ مخلصی کی کوئی راہ دکھلا دیگا۔ یہ قرآن شریف میں حضرت موسیٰ کے قصہ میں ہے جبکہ فرعون نے اُن کا تعاقب کیا تھا اور بنی اسرائیل نے سمجھا تھا کہ اَب ہم پکڑے گئے ہیں پس خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے کہ ایسے کمزور اس جماعت میں بھی ہونگے جن کی تسلّی کے لئے کہا جائے گا کہ گھبراؤ مت۔ خدا تمہیں ان تہمتوں سے بریّت حاصل کرنے کے لئے کوئی راہ دکھادے گا جیسا کہ اُس نے یوسف بن یعقوب کو دکھلا دی جبکہ ایک مکّارہ عورت نے پیشدستی کرکے خلاف واقعہ باتیں یوسف کی نسبت اپنے خاوند کو سنائیں۔ منہ

[1] یوسف: ۲۷ [2] یوسف: ۲۹ [3] یوسف: ۳۴ [4] الشعراء: ۶۳

کرتی ہیں۔ خلاصہ مطلب یہ کہ اگر کوئی عورت ایسی خواہش کرے تو میں اپنے نفس کے لئے اس امر سے قید ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ یہ یوسف بن یعقوب علیہما السلام کی دعا تھی جس دعا کی وجہ سے وہ قید ہو گئے اور میرا بھی یہی کلمہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس[۲۵] برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ صرف یہ فرق ہے کہ یوسف بن یعقوب اپنی اس دعا کی وجہ سے قید ہو گیا۔ مگر خدا نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں میری نسبت یہ فرمایا۔ یعصمک اللّٰہ من عندہٖ وان لم یعصمک الناس یعنی خدا تعالیٰ تجھے خود بچائے گا اگرچہ لوگ تیرے پھنسانے پر آمادہ ہوں۔ سو ایسا ہی ہوا کہ مسمی کرم دین کے فوجداری مقدمہ میں ایک ہندو مجسٹریٹ کا ارادہ تھا کہ مجھے قید کی سزا دے مگر خدا تعالیٰ نے کسی غیبی سامان سے اس کے دل کو اس ارادہ سے روک دیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ آخر کار سزا دینے کے ارادہ سے قطعاً ناکام رہے گا۔ پس اس اُمت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھکر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔ اور اس امت کے یوسف کی بریّت کیلئے پچیس[۲۵] برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی اور اور بھی نشان دکھلائے مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریّت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔ اور ان پیشگوئیوں کی گواہی کے بعد زلزلہ شدیدہ نے بھی گواہی دی جسکی گیارہ مہینے پہلے میں نے خبر دی تھی۔ کیونکہ زلزلہ کی پیشگوئی کے ساتھ یہ وحی الٰہی بھی ہوئی تھی۔ قل عندی شھادۃٌ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون[+]۔ پس یہ دو گواہ ہو گئے اور نہ معلوم کہ بعد میں ان کے کتنے گواہ ہیں۔

+ اس جگہ پر خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ قل عندی شھادۃٌ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون یعنی ان کو کہدے کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے جو انسانوں کی گواہی پر مقدم ہے۔ وہ یہی گواہی ہے کہ خدا نے ایک مدت دراز پہلے ان بے جا بہتانوں کی خبر دی۔ منہ

برائے صفحہ ۲۶۰

مجھے عیسیٰ کر کے پکارا گیا۔ کیونکہ بعد نفخ ربّانی مریمی حالت عیسیٰ بننے کیلئے مستعد ہوئی جس کو استعارہ کے رنگ میں حمل قرار دیا گیا پھر آخر اسی مریمی حالت سے عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ اسی رمز کے لئے کتاب کے آخر میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ اور کتاب کے اوّل میں مریم نام رکھا گیا۔ اب شرم اور حیا اور انصاف اور تقویٰ کی آنکھ سے اوّل سورۃ تحریم میں اس آیت پر غور کرو جس میں بعض افراد اِس امت کو مریم سے نسبت دی گئی ہے اور پھر مریم میں نفخ روح کا ذکر کیا گیا ہے جو اس حمل کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے عیسیٰ پیدا ہونے والا ہے۔ پھر بعد اس کے براہین احمدیہ حصص سابقہ کے یہ تمام مقامات پڑھو اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر خوف کرو کہ کس طرح اُس نے پہلے میرا نام مریم رکھا اور پھر مریم میں نفخ رُوح کا ذکر کیا اور آخر کتاب میں اسی مریم کے رُوحانی حمل سے مجھے عیسیٰ بنا دیا۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ہرگز انسان کی قدرت نہ تھی کہ دعوے سے ایک ۵۵
زمانہ دراز پہلے یہ لطیف معارف پیش بندی کے طور پر اپنی کتاب میں داخل کر دیتا۔ تم خود گواہ ہو کہ اُس وقت اور اس زمانہ میں مجھے اس آیت پر اطلاع بھی نہ تھی کہ میں اس طرح پر عیسیٰ مسیح بنایا جاؤنگا۔ بلکہ میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں اور یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے مگر پھر بھی میں متنبہ نہ ہُوا اور براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے اور میری آنکھیں اسوقت تک بالکل بند رہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو سمجھایا کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے اور وہ واپس نہیں آئیگا اس زمانہ اور اس امت کیلئے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ یہ میری غلط رائے جو براہین احمدیہ حصص سابقہ میں درج ہو گئی یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان تھا اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر گواہ تھا

براۓ صفحہ ۲۱۳، ۲۳۰، ۲۹۲

مگر اب میں اس سخت دل قوم کا کیا علاج کروں کہ نہ قسم کو مانتے ہیں نہ نشانوں پر ایمان لاتے ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کی ہدایتوں پر غور کرتے ہیں۔ آسمان نے بھی نشان دکھلائے اور زمین نے بھی مگر ان کی آنکھیں بند ہیں۔ اب نہ معلوم خدا انہیں کیا دکھلائے گا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ ہی نہیں رکھا بلکہ ابتدا سے انتہا تک جس قدر انبیاء علیہم السلام کے نام تھے وہ سب میرے نام رکھ دیئے ہیں۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام آدم رکھا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اردت ان استخلف فخلقت اٰدم۔ دیکھو براہین احمدیہ حصص سابقہ صفحہ ۴۹۲۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلًا خلق اٰدم فاکرمہ۔ دیکھو براہین احمدیہ حصص سابقہ صفحہ ۵۰۴۔ دونوں فقروں کے معنے یہ ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو میں نے آدم کو پیدا کیا یعنی اس عاجز کو۔ پھر فرمایا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو ایک ہی رات میں تمام سیر کرا دیا۔ پیدا کیا اس آدم کو۔ پھر اس کو بزرگی دی۔ ایک ہی رات میں سیر کرانے سے مقصد یہ ہے کہ اس کی تمام تکمیل ایک ہی رات میں کر دی اور صرف چار پہر میں اس کے سلوک کو کمال تک پہنچایا اور خدا نے جو میرا نام آدم رکھا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں عام طور پر بنی آدم کی روحانیت پر موت آگئی تھی پس خدا نے نئی زندگی کے سلسلہ کا مجھے آدم ٹھیرایا اور اس مختصر فقرہ میں یہ پیشگوئی پوشیدہ ہے کہ جیسا کہ آدم کی نسل تمام دنیا میں پھیل گئی ایسا ہی میری یہ روحانی نسل اور نیز ظاہری نسل بھی تمام دنیا میں پھیلے گی۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کے خلیفہ بنانے پر اعتراض کیا اور خدا تعالیٰ نے اس اعتراض کو رد کر کے کہا کہ آدم کے حالات جو مجھے معلوم ہیں وہ تمہیں معلوم نہیں۔ یہی واقعہ میرے پر صادق آتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں یہ وحی الٰہی درج ہے کہ لوگ میری نسبت ایسے ہی اعتراض کریں گے جیسے کہ آدم علیہ السلام پر کئے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان یتخذونک الا ھزوًا اھٰذا الذی بعث اللہ۔ جاھل او مجنون یعنی تجھے لوگ ہنسی کی جگہ بنائیں گے اور کہیں گے کہ کیا یہی شخص خدا نے مبعوث فرمایا ہے

یہ تو جاہل یا دیوانہ ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ انہیں حصص براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق۔ یعنی تیرا میرے نزدیک وہ مقام ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ یہ جواب اسی قسم کا ہے جیسا کہ آدم کی نسبت قرآن شریف میں ہے۔ قال انی اعلم ما لا تعلمون[1] بلکہ یہی آیتیں بعینہٖ اگرچہ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں نہیں مگر دوسری کتابوں میں میری نسبت بھی وحی الٰہی ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ تیسری آدم سے مجھے یہ بھی مناسبت ہے کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا اور میں بھی توام پیدا ہوا۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی بعدہٗ میں۔ اور باایں ہمہ میں اپنے والد کے لئے خاتم الولد تھا۔ میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اور میں جمعہ کے روز پیدا ہوا تھا اور آدم کا حوّا سے پہلے پیدا ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ سلسلہ دنیا کا مبدء ہے۔ اور میرا اپنی توام ہمشیرہ سے بعد میں پیدا ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں دنیا کے سلسلہ کے خاتمہ پر آیا ہوں۔ چنانچہ چھٹے ہزار کے آخر میں میری پیدائش ہے اور قمری حساب کی رو سے اب ساتواں ہزار جاتا ہے۔

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام نوحؑ بھی رکھا ہے اور میری نسبت فرمایا ہے۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انّھم مغرقون۔ یعنی میری آنکھوں کے سامنے کشتی بنا اور ظالموں کی شفاعت کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کر کہ میں ان کو غرق کروں گا۔ خدا نے نوحؑ کے زمانہ میں ظالموں کو قریباً ایک ہزار سال تک مہلت دی تھی۔ اور اب بھی خیر القرون کی تین صدیوں کو علیحدہ رکھ کر ہزار برس ہی ہو جاتا ہے۔ اس حساب سے اب یہ زمانہ اُس وقت پر آپہنچا ہے جبکہ نوحؑ کی قوم عذاب سے ہلاک کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ اصنع الفلک باعیننا و وحینا۔ ان الذین یبایعونک انّما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم۔ یعنی میری آنکھوں کے روبرو اور میرے حکم سے کشتی بنا۔ وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ نہ تجھ سے بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ یہی بیعت کی کشتی ہے جو انسانوں کی جان اور ایمان بچانے

[1] البقرۃ: ۳۱

۱۴۷

اس کے آتے آتے دیں کا ہو گیا قصہ تمام — کیا وہ تب آئیگا جب دیکھیگا اس دیں کا مزار

کشتیٔ اسلام بے لطفِ خدا اب غرق ہے — اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار

مجھ کو دے اک فوقِ عادت اے خدا جوش و تپش — جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اک دیوانہ وار

وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملّت کے لئے — شعلے پہنچیں جس سے ہر دم آسماں تک بیشمار

اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا — مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار

خاکساری کو ہماری دیکھ اے دانائے راز — کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب بیقرار

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف — نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

ایک فرقاں ہے جو شک اور ریب سے وہ پاک ہے — بعد اس کے ظنِّ غالب کو ہیں کرتے اختیار

پھر یہ نقلیں بھی اگر میری طرف سے پیش ہوں — تنگ ہو جائے مخالف پر مجالِ کارزار

باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر — میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

مرہمِ عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا — میری مرہم سے شفا پائیگا ہر ملک و دیار

جھانکتے تھے نور کو وہ روزنِ دیوار سے — لیک جب در کھل گئے پھر ہو گئے شپّر شعار

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے — اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

پر ہوئے دیں کے لئے یہ لوگ مارِ آستیں — دشمنوں کو خوش کیا اور ہو گیا آزردہ یار

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

یہ الہام کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک حضرت آدمؑ سے اسی قدر مدت بحساب قمری گذری تھی جو اس سورۃ کے حروف کی تعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کے رو سے حضرت آدمؑ سے اب ساتواں ہزار بحساب قمری ہے جو دنیا کے خاتمہ پر دلالت کرتا ہے اور یہ حساب جو سورۃ والعصر کے حروف کی اعداد کے نکالنے سے معلوم ہوتا ہے یہود و نصاریٰ کے حساب سے قریباً تمام و کمال ملتا ہے صرف قمری اور شمسی حساب کو ملحوظ رکھ لینا چاہیئے۔ اور ان کی کتابوں سے پایا جاتا ہے جو مسیح موعود کا چھٹے ہزار میں آنا ضروری ہے اور کئی برس ہو گئے کہ چھٹا ہزار گذر گیا۔ منہ

اس جگہ ایک طالب حق کا یہ حق ہے کہ وہ یہ سوال پیش کرے کہ اس میں کیا حکمت اور مصلحت تھی کہ توریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مثیل موسیٰ کرکے بیان کیا گیا لیکن انجیل میں خود عیسیٰ کرکے ہی بیان کر دیا گیا۔ اور کیوں جائز نہیں کہ عیسیٰ سے مراد درحقیقت عیسیٰ ہی ہو اور وہی دوبارہ آنے والا ہو۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو کسی طرح دوبارہ نہیں آ سکتے کیونکہ وہ وفات پاگئے۔ اور ان کا وفات پا جانا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صریح لفظوں میں بیان فرما دیا ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس جماعت میں آسمان پر بیٹھے ہوئے دیکھ لیا جو اس جہان سے گذر چکے ہیں۔ پھر تیسری شہادت یہ کہ تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کے اجماع سے تمام نبیوں کا فوت ہو جانا ثابت ہو گیا۔ پھر بعد اس کے عقل سلیم کی شہادت ہے جو شہادات ثلاثہ مذکورہ کی مؤید ہے کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے عقل نے اس واقعہ کی کوئی نظیر نہیں دیکھی اور کوئی نبی آج تک نہ کبھی مع جسم عنصری آسمان پر گیا اور نہ واپس آیا۔ پس چار شہادتیں باہم مل کر قطعی فیصلہ دیتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔ افسوس کہ اسلام بُت پرستی سے بہت دُور تھا۔ لیکن آخرکار اسلام میں بھی بُت پرستی کے رنگ میں یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کو ایسی خصوصیتیں دی گئیں جو دوسرے نبیوں میں نہیں پائی جاتیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس قسم کی بُت پرستی سے رہائی بخشے۔ عیسیٰ کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ کی زندگی میں اسلام کی موت ہے۔ خدا وہ دن لاوے کہ غافل مسلمانوں کی نظر اس راہ راست پر پڑے۔ آمین ۲۷۳

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قطعی طور پر ثابت ہے تو پھر یہ گمان بیداہت باطل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے رہا سوال مذکورہ کے اس حصہ کا جواب کہ ایک اُمّتی کا عیسیٰ نام رکھنے میں کیا مصلحت تھی اور کیوں انجیل

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

22

منہ ۳۰ اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقامِ نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور اسکی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالیگا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا۔[1] بے شک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اُس کے اُمتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اُس کو اُمتی بنایا جائیگا اور وہی تو مسلم نبی مسیح موعود کہلائیگا۔ یہ طریق عزتِ اسلام سے بہت بعید ہے۔ جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اسی اُمت میں سے یہود پیدا ہونگے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اس اُمت میں سے اور مسیح باہر سے آوے۔ کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہو کہ اس اُمت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہونگے جن کا نام یہود رکھا جائیگا۔ ایسا ہی اسی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا جائیگا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُتارا جائے اور اُسکی مستقل نبوت کا جامہ اُتار کر اُمتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ اُنکی اُمت نے اُنکو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

حاشیہ۔ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افترا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اس آیت پر ہوا تھا کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[1] پھر بعد انکے اُمت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے۔ چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر اُمت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

[1] آل عمران: ۱۴۵

اسکے نور کو نابود نہ کرسکی۔ سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسٰی ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دکھ اُٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجّال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسٰی ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدمؑ ہوں۔ میں نوحؑ ہوں۔ میں ابراہیمؑ ہوں۔ میں اسحاقؑ ہوں۔ میں یعقوبؑ ہوں۔ میں اسمٰعیلؑ ہوں۔ میں موسٰیؑ ہوں۔ میں داؤدؑ ہوں۔ ۸۵
میں عیسٰیؑ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنے خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔ مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اُٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اُٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اُٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کسر صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اُسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اُسکو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو سنہ عیسوی کی بیسویں[۲۰] صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔ لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کرچکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنے فنا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں

بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(۲) دوسرے یہ کہ کسی شخص کی نسبت واقعی طور پر ایک پیشگوئی تو ہو مگر وہ پیشگوئی وعید اور عذاب کے رنگ میں تھی اور اپنی شرط کے موافق پوری ہو گئی یا کسی وقت اُس کا ظہور ہو جائے گا۔ ص۱۲۷

(۳) تیسرے یہ کہ محض ایک اجتہادی امر ہے اور اُسکو خدا کا کلام قرار دے کر پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی جبکہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی انکی زبان سے بچ نہیں سکتا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جاویں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو اپنی چالاکیوں کی وجہ سے ہمیشہ رُسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالیٰ میرے لئے اِس کثرت سے نشان دِکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں وہ اُس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روزِ روشن کو دیکھ کر پھر بھی اِس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو پیش از وقت طاعون کی خبر دی اور فرمایا الامراض تشاع والنفوس تضاع مگر انہوں نے اِس نشان کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ پھر خدا نے غیر معمولی زلزلہ کی خبر دی جو اِس مُلک میں ۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کو آنیوالا تھا اور وہ آیا اور صدہا آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ مگر ان لوگوں نے اُسکی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ بہار میں ایک اور زلزلہ آئیگا۔ سو وہ بھی آیا مگر ان لوگوں نے اُسکو بھی نظر انداز کیا۔ پھر خدا نے ایک آتشی شعلہ کی خبر دی تھی سو ۳۱؍ مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوا اور قریباً ہزار میل تک عجیب شکل میں مشاہدہ کیا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے اِس سے بھی کچھ سبق حاصل نہ کیا۔ پھر خدا نے یہ پیشگوئی کی کہ بہار کے موسم میں سخت بارشیں ہونگی سخت برف اور اولے پڑینگے اور سخت درجہ کی سردی ہوگی مگر ان لوگوں نے اِس عظیم الشان نشان کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ پھر خدا نے اسی مارچ ۱۹۰۷ء میں ایک اور زلزلہ کی خبر دی جو پشاور

اشدّ الانکار۔ وعلٰی حیاته یصرّون وتلك کلمة بھا یموتون۔ فاجتنب ذٰلك ان کنت من الذین یؤمنون بالفرقان ولا یکفرون۔ ولا تکن کمثل الذین ترکوا کلام اللہ وراء ظھورھم فلا یبالون۔ ویقولون ان المسلمین اجمعوا علٰی حیاته کلا بل ھم یکذبون۔ واین الاجماع وفیھم المعتزلون۔ واذا قیل لھم الا تفکرون فی قول ربکم فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ او به لا تؤمنون۔ فلیس جوابھم الا ان یحرّفوا اٰیات اللہ ویقولوا انّ معنی التوفّی رفع الروح مع الجسم العنصری انظر کیف عن الحق یعدلون۔ ویعلمون انّ ھٰذا القول قول یجیب به عیسٰی بحضرة العزّة یوم القیامة اذ یسئله اللہ عن ضلالة الأمّة وکذٰلك فی الفرقان تقرءون۔ فعجبت واللہ کل العجب من شأنھم ومن عقلھم وعرفانھم۔ الا یعلمون انه ما کان لبشر ان یحضر یوم النشور۔ من قبل ان یقبض روحه ویکون من اصحاب القبور۔ ما لھم لا یتدبّرون۔ وقد حثا الصحابة التراب فوق
۳۹ خیر البریة۔ ومزاره موجود الٰی ھٰذا الوقت فی المدینة المنوّرة۔ فمن سوء الادب ان یقال ان عیسٰی ما مات وان ھو الا شرك عظیم۔ یأکل الحسنات ویخالف الحصاة بل ھو توفی کمثل اخوانه۔ ومات کمثل اھل زمانه۔ وانّ عقیدة حیاته قد جاءت فی المسلمین من الملّة النصرانیة۔ وما اتخذوه الٰھًا الا بھٰذه الخصوصیّة۔ ثم اشاعھا النصارٰی ببذل الاموال فی جمیع اھل البدو والحضر۔ بما لم یکن احد فیھم من اھل الفکر والنظر۔ واما المتقدمون من المسلمین فلم یصدر منھم ھٰذا القول الا علٰی طریق العثار والعثرة۔ فھم قوم معذورون عند الحضرة بما کانوا خاطئین غیر متعمّدین۔ وما اخطأوا الا من وجه الطبائع الساذجة واللہ یعفو عن کل مجتھد یجتھد بصحة النیّة۔ ویؤدّی حق التحقیق من غیر خیانة علٰی قدر الاستطاعة۔ الّا الذین جاءھم الامام الحکم مع البیّنات

مصطفٰی۔ انّ اللّٰہ یصلح کل امرک۔ ویعطیک کل مراداتک رب الافواج یتوجہ الیک
کذٰلک یری الاٰیات لیثبتَ انّ القراٰن کتاب اللّٰہ وکلمات خرجت من فوھی۔ یاعیسٰی
انّی متوفّیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامة
ثلّة من الاوّلین۔ وثلّة من الاٰخرین۔ انّی ساری بریقی۔ وارفعک من قدرتی۔
جاء نذیر فی الدنیا فانکرہ اھلھا وما قبلوہ ولٰکن اللّٰہ یقبلہ۔ یظھر صدقہ بصول
قوی شدید صول بعد صول۔ انت منّی بمنزلة توحیدی و تفریدی۔ فحان ان
تعان وتعرف بین النّاس۔ انت منّی بمنزلة عرشی انت منّی بمنزلة ولدی✝۔ انت
منّی بمنزلةٍ لا یعلمھا الخلق نحن اولیاءکم فی الحیٰوة الدنیا والاٰخرة۔ اذا غضبتَ ۸۳
غضبتُ۔ وکلما احببتَ احببتُ۔ من عادٰی لی ولیًّا فقد اٰذنتہٗ للحرب۔
انّی مع الرسول اقوم۔ والوم من یلوم۔ واعطیک ما یدوم۔ یاتیک الفرج۔
سلامٌ علٰی ابراھیم۔* صافیناہ ونجیناہ من الغمّ۔ تفرّدنا بذٰلک۔ فاتّخذوا
من مقام ابراھیم مصلّٰی۔ انّا انزلناہ قریبًا من القادیان۔ وبالحقّ انزلناہ
وبالحقّ نزل صدق اللّٰہ ورسولہ وکان امر اللّٰہ مفعولًا۔ الحمد للّٰہ الذی
جعلک المسیح ابن مریم۔ لا یُسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ اٰثرک اللّٰہ علٰی
کلّ شیءٍ۔ نزلت سررٌ من السماء ولٰکن سریرک وضع فوق کلّ سریر۔ یریدون
ان یطفؤا نور اللّٰہ۔ اَلَا انّ حزب اللّٰہ ھم الغالبون۔ لا تخف انّک انت الاعلٰی۔

✝ سُبحان اللّٰہ وتعالٰی مما ان یکون لہ ولد ولٰکن ھٰذا استعارة کمثل قولہ تعالٰی فاذکروا اللّٰہ کذکرکم اٰباءکم۔ والاستعارات کثیرة فی القراٰن ولا اعتراض علیھا عند اھل العلم والعرفان فھٰذا القول لیس بقول منکر وتجد نظائرہ فی الکتب الالٰھیة واقوال قوم روحانیین۔ یسمّون بالصوفیة فلا تعجلوا علینا یا اھل الفطنة۔ منہ

* سمّانی ربّی ابراھیم وکذٰلک سمّانی بجمیع اسماء الانبیاء من اٰدم الٰی خاتم الرسل خیر الاصفیاء وقد ذکرتہ فی کتابی البراھین۔ فلیرجع الیہ من کان من الطالبین۔ منہ

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

23

کہ شیطان اپنے تمام ذُرّیات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جاوے۔ اور چونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اس لئے یہ زمانہ بھی اِس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے۔ پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے۔ اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالےٰ کی دنیا پر حجت پوری ہو۔ سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقّارہ ہر ایک ملک میں اور ہر ایک حصّۂ دنیا میں بج جائے۔ اے قادر خدا تُو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تُو نے ارادہ کیا ہے وُہ ظاہر ہو جائے اور دُنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو۔ آمین ثمّ آمین۔

اب ہم پھر اصل مقصد کی طرف رجوع کر کے باقی ماندہ مضمون کی نسبت جو آریہ صاحبوں کی طرف سے جلسہ میں پڑھا گیا تھا کچھ لکھتے ہیں۔ چنانچہ مضمون خوان نے اسلام پر ایک یہ بھی اعتراض کیا کہ گویا اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن شریف اسی طرح کاغذوں پر یا پتھروں پر لکھا ہوا آسمان پر سے نازل ہوا تھا اور پھر خود ہی اس عقیدہ پر ٹھٹھا اڑا کر کہتا ہے کہ اوّل تو خدا آسمان پر بیٹھا ہوا نہیں۔ اور پھر اگر ہم فرض بھی کر لیں تو ایسی کتاب اکاش سے گذرتی ہوئی جل سڑ جائیگی۔ لیکن افسوس کہ یہ لوگ اس جہالت اور بے خبری کے ساتھ جو اسلام کی نسبت رکھتے ہیں پھر بھی جلدی سے اعتراض کر دیتے ہیں معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف کاغذ پر لکھا ہوا آسمان سے نازل ہوا تھا۔ اس بات کو تو ایک ناخواندہ مسلمان بھی جانتا ہے کہ قرآن شریف کا نازل ہونا اس طور سے مانا جاتا ہے کہ وُہ خدا کا پاک کلام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر نازل ہوا اور اسی طرح ہم اب بھی خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت

ناپیدا کنار ہے ایسا ہی اُس کے کام بھی ناپیدا کنار ہیں اور اُس کے ہر ایک کام کی اصلیت تک پہنچنا انسانی طاقت سے برتر اور بلند تر ہے ہاں ہم اُس کی صفات قدیمہ پر نظر کر کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کبھی معطّل نہیں رہتیں اس لئے خدا تعالیٰ کی مخلوق میں قدامت نوعی پائی جاتی ہے یعنی مخلوق کی انواع میں سے کوئی نہ کوئی نوع قدیم سے موجود چلی آئی ہے مگر شخصی قدامت باطل ہے اور باوجود اس کے خدا کی صفت اِفنا اور اِہلاک بھی ہمیشہ اپنا کام کرتی چلی آتی ہے وہ بھی کبھی معطّل نہیں ہوئی اور اگرچہ نادان فلاسفروں نے بہت ہی زور لگایا کہ زمین و آسمان کے اجرام و اجسام کی پیدائش کو اپنے سائنس یعنی طبعی قواعد کے اندر داخل کر لیں اور ہر ایک پیدائش کے اسباب قائم کریں مگر سچ یہی ہے کہ وہ اس میں ناکام اور نامراد رہے ہیں اور جو کچھ ذخیرہ اپنی طبعی تحقیقات کا انہوں نے جمع کیا ہے وہ بالکل ناتمام اور ناکمل ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی اپنے خیالات پر قائم نہیں رہ سکے اور ہمیشہ اُن کے خود تراشیدہ خیالات میں تغیّر تبدّل ہوتا رہتا ہے اور معلوم نہیں کہ آگے کس قدر ہوگا اور چونکہ اُن کی تحقیقاتوں کی یہ حالت ہے کہ تمام مدار اُن کا صرف اپنی عقل اور قیاس پر ہے اور خدا سے کوئی مدد اُن کو نہیں ملتی اس لئے وہ تاریکی سے باہر نہیں آسکتے اور درحقیقت کوئی شخص خدا کو شناخت نہیں کر سکتا جب تک اس حد تک اُس کی معرفت نہ پہنچ جائے کہ وہ اس بات کو سمجھ لے کہ خدا کے بیشمار کام ایسے ہیں ۲۶۹
کہ جو انسانی طاقت اور عقل اور فہم سے بالاتر اور بلند تر ہیں اور اس مرتبہ معرفت سے پہلے یا تو انسان محض دہریہ ہوتا ہے اور خدا کے وجود پر ایمان ہی نہیں رکھتا اور یا اگر خدا کو مانتا ہے تو صرف اس خدا کو مانتا ہے کہ جو اُس کے خود تراشیدہ دلائل کا ایک نتیجہ ہے نہ اُس خدا کو جو اپنی تجلّی سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور جس کی قدرتوں کے اسرار اس قسم میں کہ انسانی عقل اُن کا احاطہ نہیں کر سکتی جب سے خدا نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ خدا کی قدرتیں عجیب در عجیب اور عمیق در عمیق اور وراء الوراء لاینْدرک ہیں تب سے میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں پکے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے ہوئے دہریہ خیال کرتا ہوں میرا خود ذاتی

مذہبی انسائیکلوپیڈیا

یعنی

مکمل تبلیغی

پاکٹ بُک

مُرتبہ

جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم

بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ گجرات

برائے صفحہ ۱۰۸

⑧ آٹھویں صدی:۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ وحضرت صالح بن عمر رحمۃ اللہ علیہ (حجج الکرامہ ص۱۳۸)

⑨ نویں صدی:۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (" " ص۱۳۸)

⑩ دسویں صدی:۔ حضرت امام محمد طاہر گجراتی رحمۃ اللہ علیہ۔

⑪ گیارہویں صدی:۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

⑫ بارہویں صدی:۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (حجج الکرامہ ص۱۳۹)

⑬ تیرہویں صدی:۔ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (" " ")

⑭ چودھویں صدی:۔

"و بر سر مائۃ چہار دہم کہ دہ سال کامل آنرا باقی است۔ اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت۔ پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند" (حجج الکرامہ ص۱۳۹)

کہ چودھویں صدی کے سر پر جس کو ابھی پورے دس سال باقی رہتے ہیں اگر مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہوگئے تو وہی چودھویں صدی کے مجدد ہونگے۔

ب۔ "پس تواں گفت کہ دریں دہ سال کہ از مائۃ ثالث عشر باقی است ظہور کند یا بر سر چہاردہم" (حجج الکرامہ ص۱۳۱)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عین وقت (چودھویں صدی کے سر) پر ظاہر ہوئے پس اگر آپ مجدد نہیں ہیں تو کوئی اور مجدد بتاؤ۔ جو چودہویں صدی کے سر پر آیا ہو۔ اگر کوئی غیر مسلم تم سے پوچھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے تو اُسے کیا جواب دوگے؟

اب تو چودھویں صدی میں سے بھی ۷۲ برس گذر گئے۔ سچ تو یہی ہے کہ ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
مَیں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا (مسیح موعودؑ)

پس خدا کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت پر تبر نہ چلاؤ اور مخالفین اسلام کو اسلام پر مزید اعتراضات کرنے کا موقعہ نہ دو۔

سولھویں دلیل

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔
(سورۃ الصف ع ۱)

اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا۔ اے بنی اسرائیل! مَیں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ تصدیق

برائے صفحہ ۲۹۵

کرتا ہوں اس کی جو میرے سامنے ہے یعنی تورات اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔

اِن آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے احمد رسول کی آمد کی بشارت دی ہے۔ اور صرف اس کا نام بتانے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس کی بعض نہایت ضروری علامات بھی بیان فرمادی ہیں۔ اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ آپ کا غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اِس کی کئی وجوہ ہیں:۔

پہلی وجہ:۔ ان آیات کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُوَ یُدْعٰی اِلَی الْاِسْلَامِ (الصف: ۸) کہ اُس شخص سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے (الہام کا جھوٹا دعویٰ کرے) اور وہ بلایا جائیگا اسلام کی طرف۔

اِس آیت میں یہ بتایا ہے کہ جب احمد رسول اللہ آئے گا تو لوگ اس کی مخالفت کریں گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر احمد رسول اللہ (نعوذ باللہ) فی الواقعہ خدا کی طرف سے نہیں تو اندریں صورت وہ مفتری علی اللہ ٹھہرتا ہے اور مفتری علی اللہ سے بڑھ کر اور کوئی ظالم نہیں ہوسکتا۔ اور جو ظالم ہو اس کے متعلق خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (الانعام: ۲۲) کہ ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ نیز اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ (النحل: ۱۱۷) کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں اور اپنے پاس سے جھوٹے الہامات بنا کر خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتے پس اگر احمد رسول فی الواقعہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں تو اندریں صورت اس کو اسلامی تعلیم کی رُو سے ناکام و نامراد ہو جانا چاہیئے مگر وہ اپنے تمام دشمنوں کی آنکھوں کے سامنے اپنے تمام مقاصد میں کامیاب و کامران ہوگا اور اس کی کامیابی اور کامرانی قطعی طور پر ثابت کردیگی کہ وہ اپنے دعویٰ میں صادق ہے اور اسلامی تعلیم کی رو سے وہ حق پر اور اس کے مخالفین ناحق پر ہیں۔ مگر باوجود اس واضح طریق فیصلہ کے پھر بھی اس کو اس کے مخالفین اُسے دعوتِ اسلام دینگے اور کہیں گے کہ تو دائرہ اسلام سے خارج ہوچکا ہے۔ پس آ اور مسلمان ہوجا۔ اس طرح وہ احمد رسول جو اسلامی تعلیم کی رُو سے مفتری علی اللہ ثابت نہیں ہوا اُسے اسلام کی طرف دعوت دیا جائیگا۔ پس پہلی نشانی جو اس احمد رسول کی بتائی گئی ہے وہ ھُوَ یُدْعٰی اِلَی الْاِسْلَامِ کے الفاظ میں یہ ہے کہ وہ اسلام کی طرف دعوت دیا جائے گا۔ اس سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:۔

ا۔ وہ احمد رسول ایسے زمانہ میں آئے گا جبکہ دُنیا میں اسلام کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کرنے والے لوگ پہلے سے موجود ہوں گے گویا وہ خود بانیِ اسلام نہیں ہوگا۔

ب۔ اُس کے مخالفین اُس پر کُفر کا فتویٰ لگائیں گے اور خود کو حقیقی مسلمان قرار دیں گے۔

پس مندرجہ بالا علامات صاف طور پر بتارہی ہیں کہ اس پیشگوئی کا حقیقی مصداق ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہیں بلکہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام۔ احمد کے

برائے صفحہ ۲۹۵

ملحق ہے کیونکہ

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف اپنے آپ کو اسلام کے مدعی قرار نہیں دیتے تھے۔
۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بانی اسلام ہیں۔ آپ کے مخالفین نے اپنے آپ کو کبھی مسلمان قرار نہیں دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر مسلم قرار دیکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کی طرف دعوت دی۔

نوٹ:۔ یہ کہنا چاہیئے کہ هُوَ يُدْعٰى میں هُوَ کی ضمیر کا مرجع خواہ مَنْ اَظْلَمُ اور مِمَّنِ افْتَرٰى کو قرار دیا جائے اور خواہ "احمد" کو قرار دیا جائے۔ دونوں صورتوں میں حقیقی مرجع "احمد" ہی بنتا ہے اور کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ میں جس شخص کی طرف اشارہ ہے۔ وہ وہی ہے جس پر مفتری علی اللہ ہونے یعنی الہام کا جھوٹا دعویٰ کرنیکا الزام ہے اور جس کی اس الزام سے بریت مقصود ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ احمد رسول ہی ہے جس کے متعلق یہ اعتراض ہے کہ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (الصف: ۷) کہ درحقیقت یہ خدا کا رسول نہیں بلکہ جادوگر ہے اور جادو کی مدد سے یہ نشانات دکھاتا ہے۔ پس مَنْ اَظْلَمُ میں احمد رسول کے منکروں کو ذکر نہیں بلکہ خود احمد رسول کی بریت کے لیے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم اس احمد رسول پر مفتری ہونے کا الزام لگاتے ہو حالانکہ مفتری سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہوتا اور خدا تعالیٰ کی زمینی شہادت سے ثابت ہے کہ یہ ظالم نہیں۔ کیونکہ اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران ہے۔ پس هُوَ يُدْعٰى اِلَى الْاِسْلَامِ میں هُوَ کی ضمیر کا مرجع بہرحال "احمد رسول" ہی ہے نہ کوئی اور۔

دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نے جادوگر قرار نہیں دیا۔ سو اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے دشمنوں نے "جادوگر" "ساحر" رمال اور نجومی قرار دیا ہے۔ چند حوالجات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اپنی سرقہ کردہ کتاب موسومہ "سیف چشتیائی" میں لکھتے ہیں:۔
"تمہارے بیس سال کے سحروں اور شعبدہ بازیوں کو دفعۃً ہی نگل گیا"

(سیف چشتیائی صفحہ ۱۰۷)

۲۔ "معلوم ہوا کہ اب تک ساحر قادیانی کا گھر نجومیوں سے بھرا ہوا ہے"

(تکذیب براہین احمدیہ مصنفہ لیکھرام جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

۳۔ "یہی ساحر قادیانی ہے" (ایضاً صفحہ ۳۰۰)

۴۔ مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتا ہے:۔
"اگرچہ یہ پیشگوئی (متعلقہ وفات احمد بیگ۔ ناقل) تو پوری ہوگئی۔ مگر یہ الہام سے نہیں بلکہ رمل یا نجوم وغیرہ سے کی گئی تھی"

(اشاعۃ السنہ بحوالہ اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۲۹)

برائے صفحہ ۲۹۵

اور نہ لانے والا نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام حضورؑ کی اپنی تحریرات کے رُو سے مجددیت اور محدثیت کے اوپر والا مقام ہے جو مقامِ نبوت ہے۔ وَھُوَ الْمُرَادُ۔

یہ ایک علمی سوال ہے جو سالہا سال سے غیر مبایع مبلغین اور مناظرین کے سامنے پیش ہوتا رہا ہے۔ مگر وہ اس کا کوئی حل نہیں کر سکے۔

دوسرا سوال :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :۔

"خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔" (ریویو جلد ۱ صفحہ ۲۷۵ و حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸)

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح ناصریؑ پر اپنی کُلی فضیلت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے متعلق ہمارا اہلِ پیغام سے یہ سوال ہے کہ :۔

۱۔ کیا ایک غیر نبی کو نبی پر کُلی فضیلت ہو سکتی ہے؟ جواب مع حوالہ اور عبارت ہونا چاہیئے۔

ب :۔ اس ضمن میں خاص طور پر قابلِ غور امر یہ ہے کہ ایک نبی کی سب سے بڑی شان "شانِ نبوت" ہی ہوتی ہے۔ باقی تمام شانیں اس کے بعد اور اس کے ماتحت ہوتی ہیں پس یہ تو ممکن ہے کہ کسی غیر نبی کو نبی پر جزوی فضیلت حاصل ہو۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ ایک غیر نبی (جس کو شانِ نبوت ملی ہی نہیں) وہ ایک نبی پر شانِ نبوت میں بھی صرف بڑھ کر ہی نہ ہو بلکہ "بہت بڑھ کر" ہو؟

تو دوسرا سوال اس حوالہ کے متعلق یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام "نبی" نہیں تھے تو آپ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے "شانِ نبوت" میں کیونکر بڑھ کر ہیں؟ ہاں ایک بات جواب دیتے وقت مدِ نظر رکھنی چاہیئے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰ میں یہ تسلیم فرما لیا ہے کہ محولہ بالا عبارت میں حضرت مسیح ناصریؑ پر جزوی فضیلت سے بڑھ کر آپ کو دعویٰ ہے۔ اس لئے اس عبارت کا کوئی ایسا مفہوم بیان کرنے کی کوشش کرنا جس سے صرف جزوی فضیلت کا دعویٰ نکلتا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریح کے صریح خلاف ہوگا۔ اور اس لیے ناقابلِ قبول ہے۔

اس ضمن میں یہ بھی مدِ نظر رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح ناصری پر اپنی فضیلت کو آیت تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (البقرۃ : ۲۵۴) کے ماتحت قرار دیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۱)

نیز آپ نے "فطرتی استعدادوں" کے لحاظ سے بھی اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دیا ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۵۲)

"کارناموں" کے لحاظ سے بھی اپنے آپ کو افضل بتایا ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۵۱)

پھر "جلال اور قوی نشانوں" کے لحاظ سے بھی اپنے آپ کو افضل قرار دیا ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۵۱)

پھر "معارف" اور "معرفت" میں بھی مسیح ناصریؑ پر اپنی فضیلت بتائی ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲)

... یہ بھی حضورؑ نے فرمایا ہے کہ "میرے دل پر جو خدا تعالیٰ کی تجلی ہوئی۔ وہ مسیح پر نہیں ہوئی [illegible]

غرضیکہ نبوت کے تمام اجزاء میں آپ مسیح ناصری سے افضل ہیں حضور علیہ السلام نے نزول المسیح حاشیہ
ص۳ تا ص۴ پر پنجاب میں شانِ نبوت" بھی تسلیم فرمائی ہے۔ غرضیکہ مسیح ناصری پر کلی فضیلت
حضورؑ کی "نبوت" کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔

تیسرا سوال:۔ وہی وزنی پتھر ہے جو پچھلے تیس سال سے اہلِ پیغام کے مقاصد مذمومہ کے آگے سدِ راہ ہے اور جس کو باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگانے سے ہلا نہیں سکے۔ یعنی حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱۔

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امورِ غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فردِ مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرت امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی"

اِس عبارت کے متعلق ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعد کی تحریرات میں بمطابق اشتہار فروری ۱۸۹۲ء نبی بمعنی محدث ہی ہے اور ۱۹۰۱ء کی بعد کی تحریرات میں بجائے نبی کے لفظ کے محدث کا لفظ سمجھنا چاہیئے۔ تو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کی مندرجہ بالا عبارت میں "نبی" کی بجائے "محدث" کا لفظ لگا کر عبارت کا مفہوم شائع فرمائیں۔ جو ہر اہلِ انصاف کی عقل کے مطابق یہ بنے گا کہ ۱۳۰۰ سال میں محدث کا نام پانے کے لئے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی مخصوص ہوئے اور آپ سے پہلے کوئی محدث اِس اُمت میں نہیں گذرا۔

اس ضمن میں دوسرا حل طلب امر یہ ہے کہ بقول مولوی محمد علی صاحب "نبی" ہونا اور ہے اور "نبی کا نام پانا" شے دیگر ہے۔ اُن کے نزدیک "نبی کا نام پانے سے کوئی شخص فی الواقعہ نبی نہیں بن جاتا۔ تو جب حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا عبارت میں "نبی" کی جگہ "محدث" کا لفظ لگایا جائیگا۔ تو عبارت یوں بن جائیگی "پس محدث کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا"۔ اِس سے مولوی محمد علی صاحب کی تصریحات کی روشنی میں یہ نتیجہ نکلے گا:۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف محدث کا نام پانے والے ہیں حقیقی طور پر محدث بھی نہیں تھے۔
۲۔ اُمتِ محمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوا کوئی غیر حقیقی محدث بھی نہیں ہوا۔ چہ جائیکہ اصلی محدث!

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ مصلح موعود ہیں؟

چوتھا سوال:۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء مجموعہ اشتہارات جلد اول ۱ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

برائے صفحہ ۱۲۰

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی کتاب "ختم نبوت کامل" پر تبصرہ

الحق المبین

فی

تفسیر خاتم النبیین

قاضی محمد نذیر لائلپوری

عرض حال

یہ کتاب دراصل مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی کتاب "ختم نبوت کامل" ہر سہ حصص پر ایک مختصر ناقدانہ تبصرہ ہے۔ اس تنقیدی مضمون میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر سیاق آیت لغت عربی۔ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں پیش کی گئی ہے اور مفتی محمد شفیع صاحب کے بیان کردہ معنی کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وصف نبوت میں متصف ہونے کے لحاظ سے آخری نبی ہیں قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے ذریعہ بڑی متانت سے تردید کی گئی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جو منصب مفتی صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسٰے علیہ السلام کے لئے تسلیم کیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوں گے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے امتی بھی ہوں گے۔ جماعت احمدیہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو وفات یافتہ ماننے کی وجہ سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اسی منصب پر مامور من اللہ اور مجدد اسلام تسلیم کرتی ہے اور آپ کو امتی نبی ہی مانتی ہے نہ کوئی شریعت لانے والا یا مستقل نبی۔ تشریعی اور مستقل انبیاء میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخری فرد ہیں۔

اس مضمون میں بعض باتیں مکرر سہ کرر بیان ہوئی ہیں مگر یہ تکرار میرے نزدیک ہر راہ میں ضروری تھا تا حقیقت اور صداقت ذہنوں میں اس تکرار سے راسخ ہو سکے تاہم قارئین کرام اگر غور سے میری کتاب پڑھیں گے تو ہر تکرار میں کسی نئے نکتہ کا اضافہ بھی پائیں گے۔ الا ماشاء اللہ

میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کتاب کے پڑھنے والوں پر اپنا بے حد فضل نازل کرے انہیں جماعت احمدیہ کے مسلک کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی راہ پر چلائے۔ اللھم آمین۔

قاضی محمد نذیر لائلپوری

ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف۔ ربوہ

۱۱/اء ۶

برائے صفحہ ۳۵

چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے کمالات کے جامع تھے اس لئے مسیح موعود کے لئے بھی جو ظلی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم ہے ظلی طور پر ان انبیاء کا مظہر ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مجدد صدی دوازدہم مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں تحریر فرماتے ہیں :-

هُوَ شَرْحٌ لِلاِسْمِ الجَامِعِ المُحَمَّدِيِّ وَنُسْخَةٌ مُنْتَسِخَةٌ مِنْهُ" (الخیر الکثیر ص۷۲ مطبوعہ بجنور)

یعنی مسیح موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محمد جامع نام کی شرح ہے۔ اور اسی کا دوسرا نسخہ ہے۔

پس جب مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظلِ کامل ہے تو اُسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض کے واسطہ سے ضرور تمام انبیاء کا مظہر بھی ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں۔

مفتی صاحب نے اس جگہ یہ عبارت بھی درج کی ہے :-

"خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے" (حقیقۃ الوحی ص۱۴۸)

اس بارہ میں واضح ہو کہ اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ دعویٰ ضرور ہے کہ آپ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ محمدی سلسلہ کے مسیح موعود ہیں۔ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو مثیل موسیٰ ہیں، موسےٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔

برائے صفحہ ۱۱۹، ۱۷۹

اس لئے ضروری ہوا کہ مثیل مسیح جو امتِ محمدیہ کا مسیح موعود ہے مسیح ناصری علیہ السلام سے افضل ہوتا۔ اس سے سلسلۂ محمدی کی سلسلۂ موسوی پر فوقیت ثابت ہوتی ہے

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مسیح موعود کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جامع نام محمدی کی شرح اور اس کا دوسرا نسخہ قرار دیتے ہیں۔ افضلیت کے دعویٰ سے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کی توہین مقصود نہیں بلکہ اظہارِ حقیقت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ کہ ہم نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مسیح موعود کو جو درحقیقت مہدی معہود بھی ہے۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مریم سے افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی میں امام مہدی کی شان میں وارد ہے۔ هُوَ الَّذِيْ يَتَقَدَّمُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ۔ (حجج الکرامہ مؤلفہ نواب صدیق حسن خان صاحب صفحہ ۴۲۹) کہ وہ عیسےٰ ابن مریم سے تقدم رکھے گا۔ غالباً اسی حدیث کی بناء پر ابن سیرین نے فرمایا ہے۔ قَدْ كَادَ يَفْضُلُ عَلٰى بَعْضِ الْاَنْبِيَاءِ۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶) کہ قریب ہے کہ وہ بعض انبیاء سے افضل ہو۔

علامہ عبد الرزاق کاشانی شرح فصوص الحکم میں لکھتے ہیں:۔

اَلْمَهْدِيُّ الَّذِيْ يَجِيْءُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ يَكُوْنُ فِي الْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ تَابِعًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَالْحَقِيْقَةِ تَكُوْنُ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ

برائے صفحہ ۱۷۹

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

لله الحمد والمنة که بسعی بلاکلام مولوی محمد بن مولانا
مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودیانوی ترجمہ

[illegible]

بار تصحیح ثانی و افادات رئیس العلماء العاملین و رئیس الفقہاء
والمحدثین مولینا الحاج الحافظ مولوی احمد علی سہارنپوری [illegible]

[illegible]

اشتہار

اگر مولوی نذیر حسین صاحب بنگالی دہلوی جوبانی فرقہ جدیدہ و اوستاذ مولوی محمد حسین صاحب لاہوری وغیرہ کی
ہین مولوی محمد و مولوی عبد اللہ و مولوی عبد العزیز پسران مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودہانوی کو مسائل اختلافیہ مین ساکت کردیگا
ایک ہزار روپیہ للہ فقراء پر تقسیم کردیا جاویگا

فہرست

کتب موجودہ موطا امام محمد قیمت ٥ عہ انتصار الاسلام در جواب نظام الملت
و بلاغ المبین واشتہار غیر مقلدین ٣ تنبیہ المفسدین قیمت ١ر

تصحیح اغلاط ترجمہ دلیل قوی و رسالہ درمنع حقہ کشی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣	١	باستد	باسند	١٤	٢٠	النقایۃ	النفایۃ	١٤	١٣	دربر	ورفر
″	٢٠	اِنَّہٗ	اَنَّہٗ	″	″	رلوی	روای	″	٢١	خریک	شریک
٦	٣	لثر	اشر	١٥	٢	الوّبیر	الزّبیر	٢١	٢	لحسفت	حنیفۃ
٨	٨	اقوال	اقوال صحابہ کی	″	٥	عَمَر	عُمَر	٢٦	٦	ان	اَن
٩	١١	کا بدون	کی بدون	″	١٥	یروایۃ	بروایۃ	″	١١	الانعام	الابہام
١٠	٣	الواجد	الواحد	″	″	الروایۃ	الروایۃ	٢٣	٥	صنیل	قبیل
١١	٣	تلتُ	قلتُ	١٦	١١	ذکرَ	ذکر	″	٧	نعیون	فعیون
″	٣	قولہٗ	قولہٗ	١٧	″	اخیرنا	اخبرنا	″	٢١	فالِ	قالَ
٤	٧	قلتَ	قلتُ	٤	٤	حَدَ	حَدَّ	٥٣	١	انہٗ	انّہٗ
١٢	١	قراۃ	قراۃٌ	١٨	٢٠	ابی الدر	ابی الدردا	٣٦	١٠	موقوعا	مرفوعاً
″	١٣	السی	السن	١٩	١٥	اورر	اورریا	″	٢٠	احد	ادر
١٣	١٥	قال ابن	قال ابن	٢٠	٧	مقبلک	مقتلک	٣٨	٩	جمہ	[illegible]

جلد ١٢٠٠ قیمت ۲ بغیر اجازت مصنف کی کوئی اسکتابکو مطبوع نفرماوی

بہاءاللہ و عصرِ جدید

مصنفہ

جے۔ ای۔ ایسلمنٹ

ایم۔ بی۔ سی۔ ایچ۔ بی۔ ایف۔ بی۔ ای۔ اے

مترجمہ

جناب ثانی بٹ بی۔ اے۔ بی۔ ای۔ ڈی۔ ایچ۔ پی

بتصویب ریویونگ کمیٹی

محفل رُوحانی ملّی بہائیانِ ہند و پاکستان و برما نے تیسری تربہ چھپا کر شائع کیا

سنہ ۱۹۵۱ء

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مشہور آفسٹ لیتھو پریس کراچی ۔ قیمت

برائے صفحہ ۶۲

پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ

1974ء کی پارلیمنٹ میں قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں پر
ہونے والی گیارہ روزہ بحث اور متفقہ فیصلے کی مکمل تفصیلات
(اضافہ شدہ ایڈیشن)

مرتب
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

ختم نبوت اکیڈمی، لندن

برائے صفحہ ۱۱۴

387 KATHERINE ROAD FOREST GATE
LONDON E7 8LT UNITED KINGDOM
Phone: 020 8471 4434
Mobile: 0798 486 4668, 0795 803 3404
E-mail: khatmenubuwwat@hotmail.com
Website:www.khatmenubuwwat.org

آئمہ تلبیس

حصہ دوم

ابوالقاسم رفیق دلاوری مرحوم

ناشر

مکتبہ تعمیر انسانیت گوجر گلی، موچی دروازہ لاہور

شاخ : ۴۰ - اردو بازار - لاہور

برائے صفحہ ۱۹

قال الله تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ ہُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

رئیسِ قادیان

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے مستند حالات

تالیف

مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان

(تغلق روڈ۔ ملتان)

مرزائیوں سے گفتگو کے کچھ طریقے

نبی کریم ﷺ سیرۃ ،کلمہ طیبہ ،اسلامی اعمال اور قبر وحشر کی نصوص سے ختم نبوت کے دلائل اس قدر مضبوط اور عام فہم ہو گئے جن سے ہر شخص کو ختم نبوت کا عقیدہ سمجھ آ جاتا ہے اور قادیانیوں کی ضلالت اور بے بسی کا پتہ چلتا ہے۔ مرزائی اگرچہ زبان سے نبوت کو جاری کہیں لیکن عملی طور پر وہ مرزا کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ نیز نہ قادیانی نے اپنے بعد کسی نبی کی خبر نہ دی اور نہ قادیانی سے اس بارے میں پوچھا گیا بلکہ مرزائی مرزے کے بعد سلسلہ خلافت مانتے ہیں سلسلہ نبوت نہیں مانتے۔ اس قسم کے دلائل آپ عوام کو سمجھائیں ان شاء اللہ کوئی منکر آپ کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا۔ ذیل میں ان سے گفتگو کرنے کے کچھ طریقے قدرے وضاحت کے ساتھ کتاب ''اسلامی عقائد''، ''شواہدِ ختم نبوت'' اور ''آیات ختم نبوت'' سے دیئے جاتے ہیں:

دعوی نبوت پر گفتگو کرنے کا آسان طریقہ:

اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مرزائی سے کہا جائے کہ تیرے نزدیک نبوت جاری ہے تو بتا کہ اگر میں نبی ہونے کا دعوی کروں تو مجھے نبی مانے گا یا نہ مانے گا اگر تو مجھے نبی نہیں مانتا تو کس دلیل سے؟ جس دلیل سے تو میرے نبی ہونے کا انکار کرے گا اسی دلیل سے قادیانی کا نبی نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اگر تو مجھے نبی مانے گا تو میری بات کی تصدیق ضروری ہے اور میری بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر تھا اور دعوی نبوت میں سراسر جھوٹا انسان تھا۔

مزید وضاحت:

دو چار صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ تیار کرو کہ جب میں قادیانی کے سامنے کہوں اگر میں نبوت کا دعوی کروں مجھ پر ایمان لاؤ گے یا نہیں تو یہ مسلمان فوری طور پر کہہ دیں کہ ہم تجھے قطعاً خدا کا نبی نہ مانیں گے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے **أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي**۔

اس کے بعد ان مسلمانوں کو ساتھ لے کر قادیانی کے پاس جائیں اگر وہ اجراء نبوت پر

بات کرنا چاہے تو ان مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہیں میرا کردار میرے اخلاق آپ کے سامنے ہیں میں نے نہ کسی کا حق دبایا ہے نہ کسی کا برا کیا ہے اور نہ میری عادت جھوٹ بولنے کی ہے اب بتاؤ اگر میں تم سے کہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا ہے کیا تم میری بات مان لو گے؟ وہ مسلمان کہیں ہم تیری پہلی باتوں کو مانتے ہیں لیکن اگر تو نبوت کا دعوی کرے تو ہم تیری بات ہرگز تسلیم نہ کریں گے ہم تجھ کو جھوٹا بھی کہیں گے اور کافر بھی۔

اس کے بعد مرزائی کو مخاطب کر کے کہیں کہ تو تو نبوت کو جاری مانتا ہے بتا اگر میں نبوت کا دعوی کروں تو تو مجھے نبی مانے گا یا نہیں۔ اگر وہ کہے میں تجھے نبی مانوں گا تو کہو پھر میری اگلی بات بھی سن، میرا دعوی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا انسان ہے اور اس کو نبی ماننے والا قادیانی بدترین کافر ہے اور اگر میرے دعوی کو نہ مانے تو اس کی وجہ بیان کر۔ میرا کردار تو مرزا غلام احمد قادیانی سے بہت اچھا ہے۔ اس کو تم نے نبی مانا اور اس سے اچھے کردار والے کو نبی ماننے سے انکار کرتے ہو۔

یہ بھی یاد رہے کہ ہر مدعی نبوت کو اگر مان لیا جائے تو دین بچوں کا کھلونا بن جائے گا جس کا دل چاہے گا نبوت کا دعوی کرے گا جس کا دل چاہے گا مجدد ہونے کا مدعی ہوگا۔ اللہ کی مہربانی سے مسلمانوں کا عقیدہ نہایت صاف ستھرا اور اس قسم کی خرافات سے پاک ہے۔

<u>دعویٰ مسیحیت پر گفتگو کرنے کا آسان طریقہ:</u>

مرزائی کہتے ہیں کہ جس عیسی علیہ السلام کی آمد کا احادیث میں ذکر ہے اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اس موضوع پر قادیانیوں سے بات کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان جس کا نام عیسی نہ ہو اور اس کی والدہ کا نام مریم نہ ہو۔ وہ مرزائی سے بات کرنے کے لئے آگے بڑھے اس سے پہلے کسی مسلمان کو ساتھ ملائے کہ اگر میں عیسی ہونے کا دعوی کروں تو تو کہے گا کہ ہم تجھے عیسی نہیں مانیں گے کیونکہ اور باتیں اپنی جگہ تیرا نام عیسی نہیں تیری والدہ کا نام مریم نہیں مسلمانوں کو پہلے سے تیار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس موقعہ پر ان کا ایمان بچا رہے

شک میں نہ پڑ جائے اس کے بعد مرزائی کے پاس جائیں اگر وہ حیات عیسیٰ پر بات کرنا چاہے تو اس کو کہو کہ اصل مدعی تو تیرا یہ ہے کہ قادیانی ہی مسیح موعود ہے اس پر بات کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد مسلمان کو مخاطب کر کے کہے بتا کہ اگر میں دعوی کروں کہ جس عیسی بن مریم کے نزول کا احادیث میں ذکر ہے وہ میں ہوں تو کیا تو میری بات مان لے گا؟ وہ مسلمان زور شور سے کہے کہ ہم تجھے عیسی بن مریم نہ مانیں گے۔ پھر اس سے کہیں اس کی کیا وجہ ہے وہ کہے اور وجوہات تو اپنی جگہ پہلی بات تو یہ ہے کہ نہ تیرا نام عیسی ہے نہ تیری ماں کا نام مریم ہے نہ تو بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے تو اپنے آپ کو کس منہ سے عیسی بن مریم کہتا ہے؟

اس کے بعد مرزائی کو مخاطب کر کے کہیں کہ تو بتا اگر میں عیسی بن مریم ہونے کا دعوی کروں تو مانے گا یا نہ مانے گا جبکہ نہ میرا نام عیسی نہ میری والدہ کا نام مریم۔ اگر تو مجھے عیسی بن مریم نہیں مانتا تو قادیانی کو کیوں مان لیا اس کا نام بھی تو عیسی نہ تھا اس کی ماں کا نام مریم نہ تھا اس کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا (رئیس قادیان ج ۱ ص ۱۳) مرزا قادیانی بغیر باپ کے پیدا نہ ہوا اس کے باپ کا نام غلام مرتضی تھا (رئیس قادیان ج ۱ ص ۱۰)

اگر قادیانی کہے میں تجھے عیسی بن مریم مان لوں گا تو اسے کہو کہ مجھے عیسی بن مریم ماننے کی صورت میں قادیانی کا عیسی بن مریم ہونا بالکل غلط ہو جائے گا اس لئے اپنے ایمان کی تجدید کر دوبارہ سے کلمہ پڑھ۔ عیسی بن مریم نہ میں ہوں اور نہ مرزا قادیانی عیسی بن مریم تھا۔ (اسلامی عقائد ص ۹۱ تا ۹۴، آیات ختم نبوت ص ۱۵۳ تا ۱۵۶)

<u>يُؤْخَذُ الْمَرْءُ بِإِقْرَارِهٖ: [آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے]</u>

مرزا قادیانی برملا کہتا تھا کہ میں مثیل عیسی علیہ السلام ہوں اور براہین احمدیہ در روحانی ج ۱ ص ۵۹۳ میں لکھا کہ میری فطرت ان سے اتنی مشابہت رکھتی ہے کہ فرق کرنا مشکل ہے دوسری طرف اس نے حضرت عیسی علیہ السلام کی انتہائی توہین کی ہے عیسی علیہ السلام کے بارے میں ہم تو وہی عقائد رکھیں گے جو قرآن وحدیث میں بتائے گئے البتہ قادیانی کے اپنے اقرار سے ان

اوصاف کو قادیانی کیلئے مان لیں، اور جو الزامات اس کے حضرت مریم پر لگائے وہ شاید قادیانی کی والدہ کے ہوں اس لئے اگر ایسا کریں تو یقیناً بجا ہے کہ ان گستاخانہ جملوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ مرزا قادیانی کا نام لکھ دیا جائے ذیل میں چند جملوں کو نقل کیا جاتا ہے آپ خالی جگہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے مرزا قادیانی کا نام لکھ دیں۔

............کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا (ضمیمہ انجام آتھم در روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۲۹۱)

.... کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی (ضمیمہ انجام آتھم در روحانی خزائن ۲۸۹)

ہم ایسے [یعنی............جیسے] ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم در روحانی خزائن ج ۱۱ ۲۹۳)

<u>مرزا کے دعویٰ مجددیت پر گفتگو کا طریقہ:</u>

جو شخص مرزا کے مجدد ہونے کا دعویٰ کرے اس سے کہو کہ سو سال کے بعد نیا مجدد آیا کرتا ہے اور قادیانی کو مرے سو سال سے زیادہ گزر چکے ہیں اب اس کے مجدد ہونے پر بحث بیکار ہے دوسری بات یہ ہے کہ انسان پہلے مسلمان ہوگا پھر مجدد اور قادیانی تو سرے سے مسلمان ہی نہ تھا مجدد کیسے؟

تیسری بات یہ ہے کہ قادیانی کو مجدد نہ ماننے والے پر تم کوئی فتویٰ نہیں لگا سکتے نہ کافر کہہ سکتے ہو نہ فاسق دوسری طرف ساری امت قادیانی کو کافر کہتی ہے اور جو کافر ہو وہ مجدد نہیں ہوسکتا پہلے قادیانی کا ایمان تو ثابت کرو پھر دیکھیں گے کہ مجدد تھا یا کہ نہیں۔

مرزائیوں کی کتاب "مکمل تبلیغی پاکٹ بک" کے آخر میں لاہوریوں کے جواب میں جو لکھا ہے اور ہم نے اس کتاب کے صفحہ ۶۲۴، ۶۲۵ میں اس سے دو سوالوں کا عکس بھی دیا ہے وہ

بھی لاہوریوں کے خلاف پیش کئے جاسکتے ہیں۔فرق یہ ہوگا کہ خادم مرزائی نے یہ سوالات قادیانی کو نبی ثابت کرنے کیلئے کئے اور ہم ان سے قادیانیوں اور لاہوریوں دونوں کے کفر کو ثابت کریں گے۔

نیز قادیانی کی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' بھی ہر طرح لاہوریوں کے خلاف حجت ہے ،کیاان کوایسا شخص ہی مجدد ملا جو کھلم کھلا نبوت کا مدعی ہے۔

قادیانی کہتے ہیں اچھا آپ بتائیں چودھویں صدی کا مجدد کون ہے؟ان کو کہو کوئی بھی ہومگر قادیانی نہیں اور جو بھی ہوگا وہ قادیانی کو کافر کہنے والا ہی ہوگا قادیانی کے عقائد کو جاننے کے بعد قادیانی کی تکفیر میں کوتاہی کرنے والا ہرگز مجدد نہیں ہوسکتا۔

﴿کلمۃ الاختتام﴾

راقم الحروف کا خیال تھا کہ اس کتاب کی تبییض رمضان المبارک کے مہینے میں مکمل ہوجائے گی اور ۲۰۰ صفحات کے لگ بھگ صفحات ہوں گے لیکن اللہ کے فضل وکرم سے وقت تو زیادہ لگا لیکن بہت سے نئے اور نہایت قیمتی مضامین شامل ہوگئے اور حوالوں کے عکس بھی آگئے اور آج بروز سوموار ۲۹ ذی الحجہ مطابق ۶ ردسمبر قبل از فجر چار بج کر ۴۵ منٹ پر اس کتاب سے فراغت حاصل ہوئی۔اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت سے نوازے مسلمانوں کیلئے نافع بنائے۔اگر کسی کو اس سے فائدہ ہو تو وہ اس عاجز کو نیز اس کے معاونین و متعلقین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھ لے تو بڑی ہی مہربانی ہوگی۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ فقط

بندہ محمد سیف الرحمٰن قاسم عفی عنہ

جامعۃ الطیبات للبنات الصالحات گوجرانولہ